سوالاً جواباً

عقائد شیعہ

(اثناعشریة)



تالیف
الشیخ عبدالرحمٰن الشثری

www.rmcpk.com

مقدمہ برائے اوّل طباعت
طبع جدید

الحمد لِلّٰہ الذی ھدانا وما کنا لنھتدی لولا أن ھدانا اللّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ محمد۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے یوں مخاطب فرمایا:

﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [1]

''کہ آپ لوگوں کو سیدھا رستہ بتاتے ہیں۔''

اور آپ کی آل پر بھی درود ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [2]

''اور مہاجرین اور انصار میں سے جو سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اور جو بھی قیامت تک ان کے طریقے پر چلا اس پر بھی سلامتی ہو۔

أما بعد: یہ طبع جدید کا پہلا ایڈیشن ہے جو کہ میری کتاب (عقائد شیعہ اثنی عشریہ) یعنی امامیہ کا ہے، میں قارئین کی شدید طلب پر یہ کتاب پیش کر رہا ہوں۔ اہل علم نے اس کو اہمیت دی ہے اور اس کو نشر کرنے اور اس کے تراجم کرا کر اس کو شائع کرنے کو پسند اور ترغیب دی ہے۔ ولله وحده الحمد والمنة

یہ جدید طبع کا پہلا ایڈیشن ہے جو گزشتہ طبعات کی نسبت غلطیوں سے پاک ہے یہ پندرہ طبع ہے۔ اللہ اس کے لکھنے والے، شائع کرنے والے، تقسیم کرنے والے اور ہر اس شخص کے لیے اجر بنائے اس دن جب ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ [3] کہ جس دن مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے مگر یہ کہ کوئی قلب سلیم لائے۔

والحمد لله أولا و آخرًا وصلى الله وسلم على عبده و رسوله محمد و آله و صحبه أجمعين

مؤلف

عبدالرحمان بن سعد الشثری

مدینہ النبویہ ۱۵/۱۴۳۲ھ

[1] ۴۲/ الشوریٰ:۵۲۔ [2] ۹/ التوبة:۱۰۰۔ [3] ۲۶/ الشعراء:۸۸، ۸۹۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

گیارہویں طباعت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين و إمام المتقين نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين؛ أما بعد:

کتاب ''عقائد اثنا عشریہ سوال و جواب'' کے سابقہ ایڈیشن کے ختم ہوجانے پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کے نفع کو عام کردے۔ اور اسے شیعہ نوجوانوں کے دل و دماغ اور افکار میں تبدیلی کے لیے مؤثر بنادے۔ اور یقیناً وہ لوگ اس کتاب میں ایسے ٹھوس اور دوٹوک دلائل پائیں گے جن کی وجہ سے وہ خود ہی مذہب سلف کی طرف رجوع کریں گے۔

الحمدللہ کہ اب اس کتاب کو ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے؛ اور جو انسان بھی شیعہ امامیہ کے مذہب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا؛ اور مختلف متفرق مباحث کا احاطہ اور شیعہ کے باطل عقائد و شرائع کے متعلق معلومات حاصل کرتا چاہتا ہے وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ایسے ہی اس کتاب میں ان کے بہت سارے باطل عقائد اور منحرف قوانین پر رد بھی مل جاتا ہے، حتی کہ ایک عالم دین نے تو اسے اہل سنت داعی کا اسلحہ قرار دیا ہے۔

اس کتاب کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے آسانی اور سہولت کے ساتھ اثنا عشری شیعہ کے عقائد کی معرفت حاصل کرنا اور ان پر رد کی کیفیت معلوم کرنا؛ اور ان کی اہم ترین بنیادی کتابوں سے متعلق آگاہی حاصل کرنا آسان ہوگیا ہے۔

اور یہ کہ شیعہ مذہب میں غلو و انحراف کے عقیدہ میں کیسے ترقی ہوئی؟ اور ان کے بنیادی افکار کیا ہیں؟۔

الحمدللہ کہ اس کتاب کا یہ گیارہواں ایڈیشن مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے جو کہ تصحیح شدہ، تحقیق کے ساتھ اور کچھ اضافات پر مشتمل ہے۔ سابقہ طبعات ختم ہونے کے بعد جب کتاب کی مانگ برابر بڑھتی گئی تو ہم نے اسے دوبارہ شائع کرنا مناسب سمجھا تاکہ یہ صدقہ جاریہ چلتا رہے۔ اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے ان دلوں کو بھی فائدہ دے گا جن کے متعلق اس کا ارادہ بھلائی کا ہوگا۔ اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت نصیب کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور اس کتاب کے اخراجات برداشت کرنے والوں کو ان لوگوں میں سے بنادے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"لئن يهدي الله بك رجلاً واحداً خيرٌ لك من أن يكون لك حمر النعم"[1]

''اگر اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے کسی ایک انسان کو ہدایت دیدیں یہ اس سے بہتر ہوگا کہ آپ کے پاس سرخ اونٹ ہوں۔''

[1] رواه البخاري ح(٣٧٠١)'باب مناقب على بن أبي طالب۔ ومسلم ح (٦٣٧٦)۔ باب من فضائل على۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''جب ابن آدم کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین اعمال کے.....: صدقہ جاریہ' اور علم نافع ؛ اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرتی ہو۔''[1]

سابقہ طبعات کی نسبت اس طبع کا امتیاز وخصوصیت تحقیق وتعلیق میں اضافہ بھی ہے۔ اور ایسے ہی تخریج کی نقول نیز معاصر اور متقدمین شیعہ سے منقولات اور مراجع میں بھی اضافہ ہے[2] اس وجہ سے یہ گیارہویں طباعت سابقہ ایڈیشن کی نسبت زیادہ بہتر اور اچھے انداز میں اور زیادہ علمی مواد کیساتھ پیش کی جارہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ ہم نے نئی شیعہ نسل کے سامنے ایک راہ کھول دی ہے تاکہ وہ اس دین حق کی طرف رجوع کرسکیں جو کہ سلف صالحین کا مذہب ہے۔ اور اس سنگ گراں کو جو کہ اس راہ میں حائل تھا ؛ ہم نے ہٹادیا ہے۔ تاکہ لوگ اہل باطل کے مذہب کو پہچان سکیں۔

الحمد للہ مدینہ یونیورسٹی کے بعض طلبہ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد اس کتاب کے پڑھنے کی وجہ سے بعض شیعہ نوجوانوں نے اہل سنت والجماعت کیا مسلک قبول بھی کیا ہے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ وہ میرے اس عمل کو اور اس کتاب کے اخراجات برداشت کرنے والوں کے اعمال کو صرف اپنی رضا کے لیے خالص کردے۔ اور اسے اپنی بارگاہ میں قبولیت کے شرف سے نواز دے۔ اور ہمیں ؛ ہمارے والدین کو ؛ ہماری اولادوں اور بیویوں کو اور ہمارے سارے مسلمان بھائیوں کو ان اقوال واعمال کی توفیق عطا فرمائے جن سے وہ راضی ہوتا ہو۔ اور ہمارے دلوں کو اس دین پر جمع کردے جسے اس نے پسند کرلیا ہے اور جس دین کو دے کر اس نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھے۔ اور انہیں اپنی اطاعت پر لگادے۔ اگر وہ دل کو ثابت نہ رکھے تو وہ گناہ کرنے والوں میں سے اور جہلاء میں سے ہوجائے۔

والحمد لله رب العالمين ' الرحمن الرحيم ' مالك يوم الدين ؛ وصلى الله تعالىٰ على محمد صاحب الحوض المورود وعلى آله و صحبه و سلم تسليماً كثيراً۔

المؤلف

عبدالرحمن بن سعد بن علي آل بصيص الشثري

ليلى الافلاج ٢٧ رمضان المبارك ١٤٣١ هـ

موبائل نمبر ٠٥٠٥٧٧٥٨٨٨

[1] رواه الترمذي وحسنه (١٣٧٦)۔ باب الوقف۔

[2] میں نے یہ اضافہ جات اس لیے کیے ہیں تاکہ رافضی علماء کے گمراہ کن دعوؤں کو جھٹلایا جاسکے جنہیں بعض جاہل قسم کے اہل سنت لوگوں =

= نے قبول بھی کر لیا ہے، وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ آج کل کے امامیہ شیعہ کا عقدیہ پہلے امامیوں سے مختلف ہے، اور اس دور کے شیعہ کی عقلیں اس فسق و فجور اور بلید قسم کے عقائد سے بالا تر ہیں، لیکن حقیقتاً یہ دعوے جھوٹے ہیں، کیونکہ ان کی معاصرہ کتب اور واقعات بھی اسے جھٹلاتے ہیں، بلکہ آج کا رافضی بھی اصول وعقائد، اور فروعات وآیات اور مصادر ومراجع میں پہلے رافضیوں کی طرح ہی ہے، اور وہ اپنے رفض کے عقیدہ پر پوری شدت سے قائم ہیں، ذیل میں چند ایک دلائل پیش کیے جاتے ہیں؛

اول:

۱۔ یہ لوگ اپنے اسلاف کی پہلی کتابوں کو ہی مراجع ومصادر کا درجہ دیتے اور ان پر ہی اعتماد کرتے ہیں، اور آج کے معاصر رافضیوں کے ہاں بھی وہی آٹھ کتب معتبر مانی جاتی ہیں، جیسا کہ آغا بزرگ طہرانی نے الذریعۃ وغیرۃ میں بیان کیا ہے۔

۲۔ موجودہ دور کے علماء کرام اب تک اپنے اسلاف کی وثنیت وشرک اور سب وشتم اور لعن طعن اور تکفیر صحابہ پر مشتمل کتب اپنی نگرانی میں طبع ونشر کروا رہے ہیں، اور ان میں سے کسی نے بھی اب تک ان کتب کا تعاقب نہیں کیا، اور نہ ہی غلط کہا ہے۔

۳۔ ان کے معاصر علماء ان مصادر وکتاب میں کھلی گمراہی اور غلو پائے جانے کے باوجود اب بھی ان انہی مصادر کو مانتے اور انہیں متواتر قرار دیتے ہیں۔

۴۔ یہ لوگ اب تک اسلام مخالف تعبدی شعار یعنی تعزیہ اور ماتم وغیرہ پر قائم ہیں۔

دوم:

عصر حاضر کے رافضی علماء ان اصول پر سختی سے عمل کرتے، اور اس کا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی نشر واشاعت بھی کرتے ہیں، بلکہ اس کی تائید میں کتابیں اور پمفلٹ لکھ کر تقسیم کرتے ہیں،،، پھر ان کے ہاں آیات جیسے عہدوں کا دور شروع ہوا اور انہوں نے اپنی کتب میں گمراہی وضلالت کی بھرمار کر دی خاص کر خمینی نے تو حد ہی کر دی، اس نے ان کے ہاں مزعوم مہدی منتظر کی صلاحیات پر بھی کنٹرول اور قبضہ حاصل کر لیا، حالانکہ ان کے ہاں یہ امام نظروں سے اوجھل اور زمین میں مارا مارا پھر رہا ہے۔

مہدی منتظر کی صلاحیات پر خمینی کا یہ قبضہ ان کے نزدیک آج بھی ولایۃ فقیہ کے نام سے جاری وساری ہے، ان آیات کا آخری مہرہ ان کی فارسی اور مجوسی ورافضی حکومت کا دستور جو اسلامی جمہوریہ ایران کے دستور کے نام سے موسوم ہے، پھر یہی نہیں بلکہ وہ اپنی کتب میں اختلاف وضطراب کا شکار ہیں، مسلمانوں آپ اس پر تعجب مت کریں کیونکہ ان کے ہاں تو اصرار دین کہلاتا ہے، اور تقیہ یعنی باطن میں کچھ اور ظاہر میں کچھ بھی دین ہے۔

ماخوذ از: التبشیر بالتشیع (۱۰-۱۵) للشیخ بکر بن عبداللہ ابو زید ت ۱۴۳۹ رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ طبع ہشتم:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ہمارے نبی مکرم خاتم الانبیاء والمرسلین، آپ کی آل اور آپ کے جلیل القدر صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کی افضل ترین رحمتیں اور کامل سلامتی ہو۔ بعد ازاں!

میں یہ سطور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لیے لکھ رہا ہوں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [۹۳/ الضحیٰ: ۱۱]

''اور اپنے رب کی نعمت بیان کرتے رہو۔''

اور [یہ کتاب] ہر مسلمان کی دلی مسرت کے لیے لکھ رہا ہوں کیونکہ ارشاد نبوی ہے۔

[وأحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ سُرورٌ تُدْخِلُه عَلٰى مُسْلِمٍ] [1]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین اور محبوب عمل مسلمان کو دلی مسرت پہنچانا ہے۔''

بلاشبہ میری اس کتاب ''شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد ونظریات'' سوالاً جواباً کو اہل توحید علمائے کرام اور طلبا کے نزدیک بڑی پذیرائی نصیب ہوئی ہے۔ داعیان توحید نے اس کے ترجمے اور نشر واشاعت میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ابھی تک سعودی عرب میں اور بیرونی ممالک میں اس کی پرزور طلب قائم ہے، والحمد للہ علی ذالک۔

بعض مشائخ کی رائے تھی کہ میں اس ایڈیشن میں آیات قرآنی کے نمبر اور سورت کا نمبر بھی درج کر دوں، اہم ترین مراجع کی فہرست شامل کر دوں اور کتاب کو دورنگوں میں شائع کرنے کا اہتمام کروں۔ میں نے ان کے اس صائب مشورے کو قبول کرتے ہوئے اس ایڈیشن کو انہی خوبیوں سے مزین کر کے شائع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مشائخ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

حدیث کی تخریج میں میں نے شیعہ کتب کے باب اور حدیث کا نمبر لکھ دیا ہے۔ گزشتہ ایڈیشنوں میں موجود بعض اغلاط کی تصحیح بھی کر دی ہے۔ البتہ یہ بہت کم تعداد میں تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے مؤلفین کی تاریخ وفات کا اضافہ بھی کیا ہے۔

اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا مقدمہ درج ذیل کبار علماء کرام نے لکھا ہے:

۱۔ سماحۃ الشیخ صالح بن محمد اللحیدان۔ صدر سپریم کوٹ۔ ۲۔ محدث علامہ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد۔

جزاہما اللہ خیراً، مندرجہ بالا چند امور کا تذکرہ کرنا ضروری تھا، اس لیے بیان کر دیے گئے۔

والحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

مؤلف: شیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثری۔ حفظہ اللہ

[1] (ابن أبی الدنیا: ت: ۲۸۱) قضاء الحوائج، باب أحب الناس الی اللّٰہ أنفعھم لعبادہ، حدیث نمبر ۳۶۔ اور معجم الطبرانی الکبیر، حدیث نمبر: ۱۳٦٤٦؛ تاریخ دمشق ٤۱ / ۲۹۲، ۲۹۳ اور اس حدیث کو امام البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح ترغیب وترھیب۔ حدیث نمبر ۹۵۵۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ: سماحۃ الشیخ صالح بن محمد اللحیدان حفظ اللہ
صدر سپریم کورٹ اور کبار علماء کمیٹی ممبر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدہ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہُ نَبِیِّنَا مُحَمَّد وَ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ؛ أما بعد:

شیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثری نے مجھ سے بالاصرار درخواست کی کہ میں ان کی کتاب "عقائد شیعہ اثنا عشریہ سوالاً جواباً" کو ایک نظر دیکھ کر چند سطور بطور مقدمہ لکھ دوں۔ یہ کتاب دوسو ساٹھ سوالات پر مشتمل ہے۔ جن کے جوابات فاضل مؤلف نے دیے ہیں۔

اس سے قبل تین مشائخ اس کتاب کی تقریظ لکھ چکے ہیں۔ ان علمائے کرام کے نام یہ ہیں:

۱۔ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین

۲: شیخ عبد اللہ بن محمد الغینمان

۳: شیخ عبد الرحمن بن صالح المحمود۔

میرے خیال میں ان مشائخ کی تقریظات بھی کافی ہیں۔ لیکن مؤلف نے بڑے اصرار کے ساتھ مجھ سے بھی تقریظ لکھنے کا مطالبہ کیا، لہٰذا میں یہ سطور لکھنے پر مجبور ہو گیا، حالانکہ میرے نزدیک اس کی ضرورت نہیں تھی۔

میں نے اس کتاب کے ۱۳۰ سے زائد صفحات پڑھے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ مؤلف نے شیعہ کے عقائد خود ان کی کتابوں سے بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ شیعہ کی اصل عبارات ان کی کتابوں سے نقل کی ہیں کیونکہ علمی امانت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ شیعہ کے عقائد ان کے اپنے مصادر سے نقل کئے جاتے جن پر ان کا مکمل اعتماد ہو۔ مؤلف نے یہ ذمہ داری خوب نبھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں اپنی برکات سے نوازے۔ آمین۔

جس شخص کو یہ کتاب میسر آجائے، اسے میری لازمی نصیحت یہ ہے کہ وہ اسے مکمل طور پر تدبر کے ساتھ پڑھے۔ عقل و دانش رکھنے والوں کو اس کتاب میں عجیب وغریب معلومات پڑھنے کو ملیں گی۔ کیونکہ شیعہ مضحکہ خیز روایات بیان کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے ائمہ کی شان بیان کرنے لگتے ہیں تو انہیں انبیائے کرام، رسولوں علیہم السلام اور فرشتوں سے بھی بلند مقام دے دیتے ہیں بلکہ وہ تو فرشتوں کے متعلق بھی ناقابل فہم اور عقل سے بالاتر کہانیاں بیان کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ عنقریب قاری کو اس کتاب میں بہت سے عجوبے ملیں گے اور ہر عقل مند شخص کہہ اٹھے گا: کیا ان شیعوں کے پاس عقل وخرد نام کی بھی کوئی چیز ہے؟!

ولایت کے بارے میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے: بلاشبہ ولایت نماز، زکوۃ، حج، اور روزہ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ان کی اہم اور اساسی کتاب "الکافی" میں لکھا ہے۔

عید غدیر کے بارے میں کہتے ہیں: جو شخص عید غدیر کا انکار کرے وہ اسلام کا منکر ہے۔

جب کہ ائمہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ کو ایسا اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی مرسل۔ اور یہ عقیدہ ان کے مذہب کا بنیادی اصول اور ضروریات میں سے ہے۔

اور یہ بھی کہ ان کے امام کو مقام محمود، بلند ترین درجہ اور تکوینی خلافت کا ایسا مرتبہ اور اقتدار حاصل ہے جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ سرنگوں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ماضی کی متعدد جنگوں میں شیعہ قوم کو جو ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا، اُس وقت یہ غلبہ اور اقتدار کہاں چلا گیا تھا! کائنات کے ذرے ذرے پر قادر اس کی خلافت و اقتدار نے شیعہ قوم کو اس رسوائی اور تباہی سے کیوں نہ بچا لیا؟

اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: ''یقیناً شیعہ فقیہ کا مقام و مرتبہ موسیٰ اور ہارون علیہما اسلام جیسا ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون رحمہما اللہ کی مثال شاید اس لئے دی ہے کیونکہ شیعہ مذہب کا ابن سبا یہودی کے ساتھ بھی قدیم تعلق ہے۔[1] (واللہ اعلم)

یقیناً اس وقت میں شیعہ مذہب کی ان ضلالتوں اور گمراہیوں کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتا جو مؤلف نے اپنی کتاب میں بیان کی ہیں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ اس کتاب کو سنی مسلمان اور شیعہ دونوں پڑھیں۔ کیونکہ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ حق اور اہل حق کو پہنچانا جائے؛ اور باطل کو بھی کھول کر سامنے لایا جائے۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ حق کو اس مقصد کے تحت بیان کیا جائے کہ تاکہ شیعہ میں سے جو لوگ حق کے متلاشی ہوں، وہ حق کو پا سکیں۔ اور صحیح العقیدہ مسلمان شیعہ مذہب کی لغزشوں سے محفوظ رہ سکے۔

میں طلبا اور اسلامی غلبے کے خواہش مند احباب سے پرزور مطالبہ کروں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ اہل سنت اور شیعہ میں عقائد و نظریات کی کس قدر دوری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں حق واضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تشنگان علوم شریعت کو راہ حق کی وضاحت کے لیے خدمات پیش کرنی چاہئیں تاکہ اہل سنت مسلمانوں کی نسل نو کو علم ہو سکے کہ شیعہ قرآن مجید کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے۔ اور فرشتوں کے بارے میں وہ کیا کیا داستانیں تراشتے ہیں۔ وحی کے بارے میں ان کا ایمان کیا ہے؟۔ جس کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وحی کا سلسلہ ابھی بھی منقطع نہیں ہوا۔

اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ امت اسلامیہ کو ایک واضح منہج پر متحد ہونے اور قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ نیز سلف کے ساتھ ربط و ضبط بھی دور حاضر کی بنیادی ضرورت ہے۔ جن کے متعلق خود نبی کریم ﷺ نے خیر القرون ہونے کی گواہی دی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ طلبہ ہدایت کی راہوں کی وضاحت اور لوگوں کی ان کی طرف راہنمائی کے لیے بھر پور

[1] اس مسئلہ پر دو جلدوں میں ایک ضخیم کتاب "بذل المجهود فی اثبات مشابهة الرافضه بالیهود" عربی زبان میں آ چکی ہے۔ اور اس کا ترجمہ اردو زبان میں ہو چکا ہے۔

کوششیں کریں گے۔ساتھ ہی وہ لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے اس کی حقیقت کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ میں شیعہ نوجوانوں کو بھی نصیحت کروں گا کہ وہ اس کتاب جیسی کتب کا مطالعہ ضرور کریں تا کہ انہیں اپنے علماء کی عقلوں کا اندازہ ہو سکے۔ممکن ہے یہی ان کی اصلاح کا سبب بن جائے اور انہیں اللہ کے سیدھے راستے پر گامزان کردے۔وہ راستہ کہ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَاَنَّ هَذَا صِرَاطِیْ مُستَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ﴾

''اور یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے،لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو۔اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو وہ تمھیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے۔''(٦/ الانعام:١٥٣)

وہ راستہ جس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچ کر کی تھی۔آپ نے ایک سیدھی لکیر لگائی پھر اس کے دائیں بائیں متعدد خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ سیدھی لکیر اللہ کا راستہ ہے اور دائیں بائیں والی لکیریں شیطانی راستے ہیں،اور ان میں سے ہر راستے پر (انسان کو گمراہ کرنے کے لیے) شیطان بیٹھا ہے....الخ''

میری اللہ سے یہ دعا ہے کہ وہ اس علم سے نفع پہنچائے جو اس نے ہمیں سکھایا ہے اور ہمیں عطا کردہ نعمتوں میں برکت سے نوازے۔اس کتاب کو نفع بخش بنائے۔اور اس کتاب کو لوگوں میں پذیرائی نصیب ہوتا کہ اہل حق کو وہ حقائق معلوم ہوجائیں جن پر باطل پرستوں نے پردے ڈال دیے تھے۔اور شیعہ مذہب کے وہ اہل خرد و دانش پیروکار جو کہ خواہشات نفس کے اسیر نہیں ہیں؛ اس کتاب سے ہدایت پالیں۔حق کی راہ کے متلاشی حق کی پیروی کرسکیں۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کی توفیق نوازتا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

وصلی اللّٰہ علی محمد وعلی آلہ وصحابتہ ومن اھتدی بھداھم

صالح بن محمد اللحیدان ۔١٧/ ٧/ ١٤٢٨

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

سماحۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الجبرین رحمہ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ مُحَمَّدًا بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا، وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا، وَ فَضَّلَ صَحَابَتَہٗ وَ مَنَحَھُمْ فَضْلاً کَبِیْرًا، فَصَلَّی اللّٰہُ و سَلَّمَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ صَلاۃً وَّسَلاَمًا مُتَتَابِعًا کَثِیْرًا:

''تمام تعریف وستائش اس اللہ کے لیے ہے جس نے محمد (ﷺ) کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اپنے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور تمام تعریف وستائش اس اللہ کے لیے ہے جس نے آپ (ﷺ) کے صحابہ کو فضیلت عطا فرمائی اور انھیں بہت بڑے فضل سے سرفراز فرمایا، پھر یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر مسلسل اور بکثرت درود وسلام فرمائے۔''

حمد وصلاۃ کے بعد!

میں نے اس انتہائی قیمتی رسالے کو بغور پڑھا ہے جسے الشیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثری نے جمع وتالیف کیا ہے جو کہ طالبانِ علم میں سے ایک ہیں، موصوف نے اس کتابچے میں اثنا عشری رافضیوں کے عقائد سے متعلقہ معلومات کو یکجا کر دیا ہے، جن عقائد پر وہ کاربند اور جن کے پھیلانے پر وہ کمر بند ہیں، مزید برآں وہ اپنے ان باطل عقائد کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں پھر وہ عوام الناس، کم علم اور جاہل لوگوں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کی بہت ساری اولاد سے قطع نظر صرف دو کے ساتھ محبت کے دعوے دار ہیں، نبی اکرم ﷺ کے چچاؤں، چچازادوں اور باقی بنی ہاشم سے محبت نہیں کرتے۔ باوجود اس کے کہ وہ باقی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) بالخصوص خلفائے راشدین پر بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ سب کافر منافق اور مشرک ہیں اور پھر مکمل ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ ان پر صراحتا لعنت اور سب وشتم کرتے ہیں بلکہ فحش زبان استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ ان کی کتابیں، کیسٹیں صراحت کرتی ہیں، اور ان کے مبلغین اس کا اظہار کر رہے ہیں۔

مؤلف نے بتوفیق الٰہی ان چیزوں کو واضح کر دیا ہے جنھیں وہ اپنے سینوں میں چھپاتے ہیں اور جن کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی کتابوں سے ان عبارات کو نقل کیا ہے جن کے مواد کو وہ نشر کرنے کی بھی جرأت نہیں پاتے، لیکن انھی کتابوں نے ان کی عیب کشائی کر کے انھیں رسوا کر ڈالا ہے۔

ہم اس کتاب کے قاری سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ سنت اور اہل سنت کے بارے میں ان کے کینے اور بغض کو عوام الناس کے سامنے واضح طور پر بیان کرے گا، تاکہ ان کی حقیقت سے ناآشنا ان سے دھوکا نہ کھائیں۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، ان کے گمراہوں کو راہ یاب فرمائے اور چالبازوں کی چال کو باطل بنادے۔ آمین!

صلی اللّٰہ علی محمد و آلہ و صحبہ وسلَّمَ

سماحۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الجبرین

سابقہ رکن فتویٰ کمیٹی

۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

تقدیم

از عبد الله الغنیمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَ صَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰی عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ ۔

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اللہ تعالیٰ درود وسلام فرمائے اپنے بندے اور اپنے رسول (محمد ﷺ) پر آپ کی آل پر، آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کے اصحاب پر۔''

بعد از حمد وصلاۃ: بلا شبہ تمام واجبات میں سے سب سے اہم واجب کام، مسلمانوں کے عقائد کو کجی اور فساد اور فکری بے راہ روی سے بچانا ہے۔ اور اس ضمن میں اہم ترین کام یہ ہے کہ شر و انحراف اور فساد و خرابی سے واقفیت حاصل کی جائے کیونکہ یہ بات زبان زد عام ہے: ''چیزیں اپنی ضد (متضاد و مخالف) سے پہچانی جاتی ہیں۔''

اور صحیح بخاری میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ أَقَعَ فِيْهِ))

''لوگ رسول اللہ ﷺ سے نیکی کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے برائی کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اس اندیشے اور ڈر سے کہیں میں اس شر میں نہ پڑ جاؤں۔''

تو یہ اس صحابی کی فقاہت اور سمجھداری کی واضح دلیل ہے۔ اور بلا شبہ جو چیز عام مسلمانوں کے عقائد کے لیے خطرہ بن رہی ہے وہ ہے ''مذہب رافضیت'' یہ مذہب رافضیت اس سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں، موجودہ ادوار میں اسے کافی قوت حاصل ہوگئی ہے اور حکومتیں اس سلسلے میں مال کثیر خرچ کر رہی ہیں اور اپنے بہت سے افراد کو زمین کے باقی خطوں میں اس مذہب کی پرزور ترویج و اشاعت کے لیے تیار کر رہی ہے۔

یہ کتاب ''شیعہ کے عقائد'' سوالاً جواباً ایک بڑے علمی خلاء کو پُر کر رہی ہے اور ان عقائد کی قبولیت کے درمیان اور مسلمانوں کے دلوں تک رسائی پانے کے درمیان حائل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف، بھائی عبدالرحمٰن بن سعد الشتری کو جزائے خیر سے نوازے اور انھیں علم دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں سے حظ وافر عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ درود و سلام کی برکھا نازل فرمائے اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔

سماحۃ الشیخ / عبداللہ بن محمد الغنیمان

مدرس مسجد نبوی ﷺ

تقدیم:

عبدالرحمن بن صالح الحمود

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، وَبَعْدُ!

''تمام قسم کی تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام ہوں، تمام انبیاء و رسل کے سردار، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، حمد وصلاۃ کے بعد۔''

میں نے اس مفید کتاب کا مطالعہ کیا ہے جو سوال و جواب کی صورت میں، پڑھنے والوں اور فائدہ حاصل کرنے والوں کی آسانی کی خاطر، ایک ایسے واضح موضوع پر لکھا گیا ہے جس کے نشانات ان لوگوں کے نزدیک انتہائی روشن اور منور ہیں، جن کی بصیرتوں اور نگاہوں کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کے نور اور سلف صالحین کے عقیدہ و منہج کی روشنی سے منور فرمایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل واحسان کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی ان میں شامل فرما دے..... لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ..... یہ موضوع ان لوگوں کے لیے غیر واضح بلکہ دشوار اور کٹھن ہے جو مسلمانوں کے دین کے حقائق اور ان کے صاف شفاف عقائد سے نابلد اور جاہل ہیں۔ یا وہ تدلیس وتلبیس کے ان فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں جو سیکولر، غیر مذہبی لوگوں اور رافضیت کے مبلغین، ان کے پچولگوں اور دیگر اہل بدعت لوگوں سے متاثر ہونے والوں نے ان کے دلوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔

یہ موضوع اثناعشری رافضیت کی حقیقت کو عیاں کرنے کا موضوع ہے۔ یہ آسان ترین اور واضح ترین کتابچہ، ان لوگوں کی حقیقت اور ان کے علمی وعملی عقائد ونظریات سے پردے اٹھا رہا ہے۔ ان لوگوں کے نظریات وعقائد توحید کی تینوں اقسام یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات میں شرک اکبر کی بنیادوں پر استوار ہیں نیز ان عقائد میں بارہ اماموں کی شان میں غلو کا اظہار، پھر ان کے مقابلے میں قرآن کریم اور سنت رسول کریم ﷺ کی دشمنی میں غلو، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر سب وشتم، لعن وطعن اور ان کے مرتد ہو جانے کی باتیں بھی موجود ہیں، پھر انھی باطل نظریات وعقائد کی بنیاد پر بیسیوں ایسے عجیب وغریب اقوال و افعال بھی ملتے ہیں جن میں سے اکثر کی طرف اس مفید کتابچے نے اشارے کر دیے ہیں۔

میں یہاں پر چند امور کی جانب توجہ مبذول کروانا پسند کرتا ہوں:

اول: بلا شبہ یہ کتابچہ..... اگرچہ سوال و جواب کے انداز میں ہے..... طالب علموں کی ضرورتوں کو کافی حد تک پورا کرنے والا ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کے عقائد کا پختہ دلائل کے ساتھ اہم خلاصہ موجود ہے اور دور حاضر میں

علماء اور طلباء اس چیز کے محتاج ہیں کہ اس طرح کی کوئی ایسی نفع مند تلخیص ہو جو بڑی بڑی اور ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے۔

دوم : اس کتابچے کی امتیازی خوبی توثیق وتحقیق ہے کیونکہ اس کی ہر روایت یا ہر قول یا ہر تحریر شیعہ مذہب ہی کی اپنی معتبر کتابوں اور ان کے مستند مصادر اصلیہ سے درج کی گئی ہے۔

سوم : چونکہ ان لوگوں کا مذہب وعقیدہ باطل اور فاسد ہے اس لیے ان کا عقیدہ بہت سے مقامات میں تناقض اور تضاد پر مشتمل ہے، اسی لیے اس کتابچے کے مؤلف نے..... بتوفیق الٰہی.....بعض اوقات اس جانب بھی اشارہ کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر ان کی اپنی کتابوں ہی سے، تو یہ صرف اس بھیانک اور خطرناک تضاد کو ظاہر کرنے کے لیے جو قوم کے مذہب میں پایا جاتا ہے تاکہ ان لوگوں سے دھوکہ کھانے والوں کے لیے عبرت بنے اور ان میں سے جو حق کا راستہ اختیار کرنا چاہے اس کے لیے دعوت بنے.....ہم اللہ تعالیٰ سے سب کے لیے ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

چہارم : عقائد، دوستی اور دشمنی کو ان کے سیاسی، جھگڑوں اور بحث ومباحثہ میں داخل کرنا جائز نہیں ہے جن میں امت اسلامیہ زندگی گزار رہی ہے.....جس کے نتیجے میں ہمارا کل کا دوست اور ہمارا بھائی جس کے اور ہمارے درمیان صرف اتنا ہی فرق ہے جیسے شافعی اور مالکی کے درمیان ہے.....کہ وہ عقائد فاسدہ اور گمراہ کن نظریات کا حامل دشمن اور کافر بن جائے، جو نہ تو کسی اعتقادی سبب کی وجہ سے اور نہ ہی کسی میزانِ ربانی کی وجہ سے بلکہ صرف تغیر احوال کی وجہ سے بلا شبہ یہ بات کسی ایک سے بھی قبول نہ کی جائے گی یا بالخصوص ان لوگوں سے جو علم اور دعوت الی اللہ کے ساتھ منسوب ہیں جن کا مؤقف اور تراز وثابت اور راسخ ہی ہونا چاہیے۔

آخر میں ہم اپنے فاضل تحقیق کرنے والے بھائی الشیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشتری کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے یہ خلاصہ پیش کرتے ہوئے انتہائی مناسب وقت میں امت کو یہ تحفہ پیش کیا ہے جو امت اسلامیہ کے لیے ایک انتہائی بڑے خطرہ کے آنے سے پہلے ڈرانے والے اور خبردار کرنے والے کی واضح دہائی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتابچے کے ذریعے سے نفع پہنچائے اور مؤلف کو اور ہر اس شخص کو جو اس کی طباعت واشاعت میں حصہ دار بنے، انھیں اجر وثواب سے محروم نہ کرے۔ اور درود وسلام فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب عظام پر۔

فضیلۃ الشیخ الدکتور عبدالرحمٰن الصالح المحمود

پروفیسر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ

تقدیم

فضيلة الشيخ عبد الله بن عبد الرحمان السعد۔ حفظه الله

سب تعریفیں ایک اللہ کے لیے ہیں۔اور درود وسلام ہو خاتم الانبیاء پر۔

بعدازاں:

میں نے اپنے بھائی عبدالرحمان بن سعدالشثری کی کتاب کا سرسری مطالعہ کیا ہے۔جس کا عنوان ہے " **عقائد الشيعة الاثنٰى عشرية** " ۔میرے نزدیک مؤلف نے بڑی شاندار اور مفید کتاب لکھی ہے۔مؤلف نے شیعہ کے معتبر مراجع اور ان کی مشہور کتب سے ان کے عقائد کو بیان کیا ہے۔ بلاشبہ جو شخص بھی ان عقائد سے مطلع ہو گا وہ ان کے باطل ہونے کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہے گا، اور اس مذہب کے فاسد ہونے کا یقین کرے گا۔ان کے عقائد کے بطلان کے باوجود مؤلف نے ان کا ردّ شیعہ کتب سے ہی کیا ہے۔ کیونکہ ان کے مذہب کا ایک حصہ دوسرے حصے کا صفایا خود ہی کر دیتا ہے۔ایک حصہ دوسرے کے بالکل متضاد اور منافی ہے۔

وبالله تعالٰى التوفيق

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمان السعد

نے درج بالا کلمات املاء کروائے

۱۵/ ۱۶/ ۱۴۲۸ھ

مقدمہ طبع اول:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالمین وَ الصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰیأَشرفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ أما بعد:

میں نے یہ کتاب مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے لکھی ہے۔ وہ کام کہ جسے اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے یعنی دین کی تبلیغ، اس کا واضح بیان، لوگوں کی خیر خواہی، راہنمائی، حق کی دعوت ایک دوسرے کو اس کا پرچار کرنا، اس کی طرف راہنمائی کرنا اور مسلمانوں سے شر و فساد کو دور رکھنے کے لیے حتیٰ الوسع اسباب کو بروئے کار لانا، ان شرور و فتن سے اہل اسلام کو خبر دار کرنا، تاکہ امت مسلمہ اس شاہراہ پر چلنے والی بن جائے، جس پر اللہ تعالیٰ اسے چلانا چاہتا ہے، جو امت باہم یکجہتی و یگانگت، رواداری اور خیر سگالی کے جذبات رکھنے والی ہو، جو امت اعتقادی طور پر، قولی لحاظ سے اور عملی اعتبار سے دین اسلام کو اختیار کرنے والی ہو، جو امت کتاب وسنت کی دونوں معزز و مکرم وحی کو تھام کر رکھنے والی ہو، جن کی برکت سے خواہشات ان میں تفرقہ نہیں ڈال سکتیں اور منہدم کرنے والے افکار و خیالات کوئی راہ نہیں پاتے اور دشمنان اسلام ان پر کسی طرح کی کوئی کامیابی نہیں پاتے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ [۳/ آل عمران: ۱۰۱]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوط تھام لے تو بلا شبہ اسے راہِ راست دکھا دی گئی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [٦/ الأنعام: ١٥٣]

''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔''

بلا شبہ مسلمان اس ہدایت اور دین حق پر قائم و دائم تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا جو صحیح منقول اور صریح معقول کے عین موافق و مطابق تھا، تو پھر جب خلیفہ راشد امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور فتنہ بپا ہو گیا تو مسلمان باہم صفین کے میدان میں مدمقابل ہوئے تب ''مارقہ'' [1] دین سے تیزی سے باہر

[1] المارقۃ: خارجیوں کے لقبوں میں سے ایک لقب ہے اور خارجی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ''مسئلہ تحکیم'' کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج اور بغاوت کی تھی، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''نہروان'' کے دن ان سے قتال کیا تھا اور بلا شبہ نبی اکرم ﷺ نے صحیح احادیث مبارکہ میں ان سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے، صحیحین میں ان کے متعلق دس احادیث موجود ہیں ان میں سے تین احادیث کو امام البخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور باقی احادیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو، شرح الطحاویہ: ص ۵۳۰) اور ان تمام روایات کو امام ابن القیم رحمہ اللہ نے [حاشیہ جاری ہے]

نکل گئے جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے بایں الفاظ پیشگوئی ارشاد فرمائی تھی:

((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)) [1]

''مسلمانوں کے افتراق کے وقت ''مارقہ'' اطاعت سے نکل جائیں گے، انھیں وہ گروہ قتل کرے گا جو دونوں گروہوں میں سے حق کے قریب ترین ہوگا۔''

یہ لوگ [مسلمانوں کی جماعت سے] تب باہر نکلے تھے جب ان دونوں [حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما] کے مابین ثالثی [جرگہ داری] کا فیصلہ کیا تھا اور لوگ باہم اتفاق کے بغیر متفرق و منتشر ہو گئے تھے۔

خارجیوں کی بدعت، ظاہر ہونے کے بعد ''شیعیت کی بدعات'' [2] رونما ہوئی۔ پھر فرقوں کے فرقے نکلنا شروع ہو گئے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں ان کی خبر دی تھی، ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى إِحْدٰى وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَ افْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى إِحْدَى أَوِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَ تَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً)) [3]

''یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور نصاریٰ اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے جبکہ میری امت تہتر (۷۳) گروہوں فرقوں میں متفرق ہو جائے گی۔''

''شیعہ کوفہ سے نکلے ہیں۔ [4] اسی لیے شیعہ کی باتوں میں یہ بات ملتی ہے کہ ان کی دعوت پر ماسوائے کوفہ کے

[گزشتہ حاشیہ.....]: ''تہذیب السنن، ج:۴/ ۱۴۸۔۱۵۳ میں بیان کیا ہے ان لوگوں کے عقائد و نظریات اور ان کے فرق کے لیے امام بغدادی کی تصنیف الفرق بین الفرق: ص۷۲ دیکھی جائے، اور پھر اس کے بعد شہرستانی کی ''الملل والنحل، ج:۱/ ۱۴۶ اور امام ابن حزم کی کتاب ''الفصل، ج:۵/ ۵۱۔۵۶ کا مطالعہ کیا جائے۔

[1] مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتهم ح: ۲۴۵۸۔

[2] منهاج السنة: ۱/ ۲۱۸۔۲۱۹۔ شیخ عبداللہ غنیمان مختصر منہاج السنہ کے مقدمہ میں صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں: ''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ'' منهاج السنة النبوية في نقض دعاوى الرافضة و القدرية ''امام مجاہد' صابر' شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بڑی اہم ترین کتابوں میں سے ایک ہے۔ جس میں آپ نے اہل حق کے دفاع کا حق ادا کیا ہے' اور اہل باطل کے دلائل کی بیخ کنی کرتے ہوئے انہیں رسوا کر کے رکھا ہے۔ آج کل کے مسلمان نوجوانوں کو اس کتاب کا مطالعہ کرنے اور اس کے مضامین سمجھنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس پر رافضیوں کے شر کے آثار پھیل نہ رہے ہوں۔ رافضیت کا منحوس و مکروہ چہرہ اپنے آپ کو بدل کر ہر اس جگہ پر اپنے جال پھیلا رہا ہے جہاں ان کے اصل عقائد و نظریات اور سیاست سے نا آشنا لوگ موجود ہوتے ہیں۔ منافقین کی طرح دھوکہ دینا ان کا اصل کام ہے۔ اور ان کا شکار وہی لوگ ہوتے ہیں جن کو ان کے باطل عقائد و نظریات کا علم نہ ہو۔ یا پھر جن لوگوں نے اس کتاب جیسی کوئی کتاب نہ پڑھی ہو۔ مختصر منہاج السنہ النبویہ تصویبات اور تصحیح کے ساتھ ترجمہ ہو چکی ہے۔ [مترجم]۔

[3] مسند أحمد: ۵/ ۵۹۔ اس حدیث کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حديث صحيح مشهور في السنن والمسانيد''۔ مجموع الفتاوىٰ: ۳/ ۳۴۵۔

[4] مجموع الفتاوىٰ: ۲۰/ ۳۰۱۔

مسلمان ملکوں اور شہروں میں سے کسی نے لبیک نہیں کہا۔ [1]

پھر وہاں سے یہ دعوت دوسرے علاقوں میں پھیلی ہے، اسی طرح ''الارجاء'' کی بدعت بھی کوفہ ہی سے پیدا ہوئی ہے اور ''قدریہ، معتزلہ'' اور ''تصوف اور جھوٹی عبادت'' کی بدعات ''بصرہ'' سے نکلی ہیں، جبکہ ''جہمیہ'' کی بدعت خراسان کے علاقے سے ظاہر ہوئی ہے۔

یہ بدعات دارِ نبوت سے دوری کے لحاظ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ [2] کیونکہ بدعت صرف جہالت کے سائے میں اور اہل علم و ایمان کی عدم موجودگی میں پروان چڑھتی ہے۔ اسی لیے تو امام ایوب السختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

((مِنْ سَعَادَةِ الْحَدَثِ وَالْأَعْجَمِيِّ أَنْ يُوَفِّقَهُمَا اللّٰهُ لِلْعَالِمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ))

''بدعت اور عجمی کی خوش قسمتی میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی اہل سنت کے عالم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔'' [3]

یہ لوگ بدعت اور فتنے کی آندھیوں اور بگولوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں ان کی ضلالت کی معرفت اور ان کے عیوب کی شناسائی کی قدرت بہت کمزور ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بدعت کا مقابلہ کرنے کے لیے اور فرقہ بندی کی بیخ کنی کے لیے بہترین منہج یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان اور سنت سے باہر نکلنے والے گمراہوں کے درمیان سنت کی اشاعت کی جائے اسی لیے تو ائمہ اہل سنت اس کام کو لے کر اٹھے ہیں، انھوں نے اہل بدعت کے حال کو واضح کیا ہے، ان کے شبہات کی تردید پیش کی ہے جس طرح کہ امام احمد نے زندیقوں اور جہمیوں کا رد کیا ہے، امام البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جہمیوں کی تردید کی ہے، امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہمیوں اور مشبہہ کی خوب خبر لی ہے اور امام الدارمی رحمۃ اللہ علیہ نے مبشر المریسی وغیرہ کی تردید میں خدمات پیش کی ہیں۔

اور یقیناً ہم اس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں جہان دنیا ایک دوسرے کے سامنے کھل چکا ہے حتیٰ کہ مسلم ممالک میں مخلوط مجمعے بہت زیادہ ہو چکے ہیں، اہل فرق کی تعداد بے شمار ہو چکی ہے، اس ماحول میں دیگر امتیں ہم پر چڑھائی کرتی آ رہی ہیں، جس طرح کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُوشِكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ مِنْ كُلِّ أُفُقٍ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ عَلَى قَصْعَتِهَا))

''قریب ہے کہ ہر جہت سے قومیں تم پر اس طرح یکبارگی سے ہلہ بول دیں جس طرح کھانے والے اپنے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔''

[1] محمد باقر المجلسی متوفی: ۱۱۱۱ھ) کی کتاب بحار الأنوار الجامعة الدار أخيار الأئمة الأطهار" ج: ۱۰۰/ ۲۵۹ باب فضل زيارته صلوات الله عليه والصلاة عنده میں درج ہے: ہماری ولایت زمین والوں پر پیش کی گئی تو اسے کوفہ والوں کے علاوہ کسی اور نے قبول نہیں کیا۔

[2] مجموع الفتاوىٰ: ۲۰۲/ ۳۰۰۔۳۰۱ [3] "شرح أصول اعتقاد أهل السنة" للالكائي: ۱/ ۶۰۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس دن ہم تعداد میں قلیل ہوں گے؟

تو آپ ﷺ فرمایا:

((أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلٰكِنْ تَكُونُونَ غُثَاءً كَغُثَاءِ السَّيْلِ، تُنْتَزَعُ الْمَهَابَةُ مِنْ قُلُوبِ عَدُوِّكُمْ، وَ يُجْعَلُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنُ))

''تم اس دن کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن تم ایسے ہو گے جیسے سیلاب کی سطح پر خس و خاشاک، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ہیبت نکال لی جائے گی اور تمھارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دیا جائے گا۔''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم نے دریافت کیا: وَھَن کیا ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حُبُّ الْحَيَاةِ وَ كَرَاهِيَّةُ الْمَوْتِ)) [1]

''زندگی سے محبت اور موت سے کراہیت۔''

اور اس کے بالمقابل ایک وقت سے بہت سے صاحبان علم کی منظر سے روپوشی، ایک حدیث سے اعتقادی مسائل میں امت کو بیداری و آگاہی دینے میں غفلت و لاپرواہی اور اور پھر اسی غفلت و کوتاہی کی حالت میں طریقہ ہائے تعلیم کی طرف پیش قدمی، اعتقادی اہلیت کی کمزوری کے ساتھ، مسلمانوں کی اولاد کے دلوں میں مسلمہ اعتقادات کی عدم پختگی، عقیدۂ سلف کی آبیاری سے دور رکھنے والے عوامل کی موجودگی اور پھر ان سے باز رکھنے والے عوامل کا قائم ہو جانا۔ ایسے اسباب ہیں جو مسلمانوں کو اضطراب و بے چینی میں مبتلا کیے ہوئے ہیں، ان کو مندرجہ ذیل دو غایتوں اور مقاصد میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

اول:

مسلمان اور کافر کے درمیان، اہل سنت و اہل بدعت کے درمیان دوستی اور دشمنی کی آڑ کو منہدم کر دینا جسے ترکیب جدید اور نئی اصطلاح میں ''نفسی حد فاصل'' کا نام دیا جاتا ہے، جسے بعد ازاں گمراہ کن خیالات و تفکرات کے تحت توڑ دیا جاتا ہے۔ روا داری، تالیف قلوب، انتہا پسندی کا خاتمہ، کنارہ کشی، بے جا طرف داری، انسانیت [2] اور عالمگیریت

[1] أحمد، ح: ٢٢٣٩٧۔ و أبو داوٗد، باب فی تداعی الأمم الخ، ح: ٤٢٩٧۔ وابن أبی شیبة، ح: ١٣٩۔ کتاب الفتن، وصححه الألبانی فی صحیح الجامع: ٨١٨٣۔ [2] شیخ بکر ابوزید نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہا ہے: یہ ان تین ذرائع ترغیب کی نظیر ہے جن کے ''ماسونی'' فرقے کے لوگ دعویدار ہیں آزادی، اخوت اور مساوات یا سلام، رحمت اور انسانیت یہ لوگ ''جدید روحانیت'' کی دعوت دیتے ہیں اور یہ فرقہ روحوں کے حاضر ہونے کے عقیدہ پر قائم ہے، ان لوگوں کے نزدیک مسلمان کی روح، یہودی کی روح، نصرانی کی روح اور کسی بدھ مت مذہب کے پیروکار کی روح اور دیگر مذہب باطلہ کے پیروکاروں کی روح سب برابر ہیں اور یہ دعوت تخریب کار عالمی صہیونی دعوت کا ایک حصہ ہے، جس طرح کہ استاذ محمد حسین اپنی کتاب "الروحیة الحدیثه دعوة هدامة/ تحضیر الأرواح و صلته بالصهیونیة العالمیة" میں اس عقیدہ کے خطرات کو بیان کیا ہے مزید ملاحظہ کریں: "الإبطال لنظریة الخلط بین الأدیان: ص٦"

جیسے روشن خیالی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے [1]، جن کی حقیقت ''تخریبی مشورہ جات'' ہیں۔ ان تمام کا مقصد واحد، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ختم کرنا ہے۔

دوم: دینی جہالت کو عام کرنا حتیٰ کہ اجتماعیت کا شیرازہ بکھر جائے، امت منتشر ہو جاء اور مسلمان بلا قیمت ہی اس کے ہاتھوں میں اور ان کی گروہ بندیوں اور پارٹیوں کے جھنڈے تلے چلا آئے۔ ان کے علاوہ وہ تمام پراگندہ فکری بحران بھی ان کے مدنظر ہیں جن میں مسلمان زندگی گزار رہے ہیں۔ جس چیز نے ان مسلمانوں کی زندگی سے توازن ختم کر دیا اور ان کے اجتماعی سہارے کو مضمل بنا دیا ہے وہ ہے ''عقیدے کی دحدت'' کا بحران، پھر ہر کسی نے مذکورہ اسباب کے گھاٹ سے پانی پیا ہے، کسی نے ایک بار اور کسی نے دوبار، جس کے نتیجے میں عیب اور خرابی پیدا ہوئی، سیاہی اور تاریکی چھا گئی اور بصیرت دینی ماند پڑ گئی۔ اہل بدعت اور اہل خواہش نے اپنی بدعات وخواہشات کو پھیلانے کے لیے میدان کو کھلا پایا حتیٰ کہ عقیدہ ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں بازیچہ بن گیا، بلکہ یہ معاملہ ہر تعبدی معاملے میں شروع کر دیا گیا، جس میں نت نئی بدعات شروع کر دی گئیں جن پر کوئی دلیل بھی نہیں تھی اور معاملات کو قرآن وحدیث کی نصوص اور اصلی موارد سے لینے پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

ایسے اہل بدعت کی گردنیں دراز ہوتی گئیں، جہالت پھیلتی گئی اور بدعتی لوگ زمین میں فساد پھیلاتے گئے، یہی بدعات وخواہشات قوم در قوم اور نسل در نسل آگے منتقل ہوتی رہیں، ہزاروں مسلمانوں کے بارے میں ہم نے سنا ہے اور کتنے ہی اسلامی ملکوں کے بارے میں ہم نے پڑھا ہے وہ ایسے ایسے طریقے اور مذہب اختیار کرتے رہے ہیں جنھیں اسلام نے مٹا ڈالا تھا اور دنیا سے نیست و نابود کر دیا تھا، اب مسلمانوں کی حالت زار یہ ہے کہ پھر سے انھی غلط کاریوں اور تباہ کاریوں کی حرارت میں بھسم ہو رہے ہیں اور ان کی کڑواہٹ کو خواہی نخواہی گھونٹ گھونٹ پی رہے ہیں۔ [2]

اسی لیے میں نے عزم کیا ہے کہ امامیہ شیعہ اثنا عشری کے عقائد کے متعلق سوال و جواب کی صورت میں تحریر کروں، اس سلسلے میں، میں نے اختصار کو مناسب سمجھا اور پھر اختصار کا بھی نچوڑ اور خلاصہ پیش کرنا مناسب دیکھا ہے۔ اس سلسلے میں میرے پیش نظر مندرجہ ذیل مقاصد ہیں: دینی فرائض کی یاد دہانی، ان مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرنا جو اس فتنے میں واقع ہو چکے ہیں، دینی حفاظت کے جذبے کا اظہار، اسلام اور اہل اسلام کے اوپر ہونے والے حملوں سے بچاؤ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''علم میں دسترس رکھنے والوں پر امت کے حوالے سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علم دین کی حفاظت

[1] عالمگیریت: دور حاضر کا ایک مذہب ہے جو دنیا میں پائے جانے والے متعدد مذاہب سے چھٹکارا پانے کے لیے حقیقت واحد کو تلاش کرنے کی طرف دعوت دیتا ہے، اس مذہب کی غرض وغایت ''اسلام میں کیڑے نکالنا اور اس کی بیخ کنی کرنا ہے۔'' (معجم المناهي اللفيظية للشيخ بكر أبوزيد، ص: ٢٧٠-٣٧١)

[2] "هجر المبتدع" للعلامه بكر بن عبدالله أبوزيد، ص: ٥-٦ بتصرف۔

کریں اور اس کی تبلیغ کریں، جب وہ علم دین کی تبلیغ نہ کریں گے یا اس کی حفاظت کا حق ادا نہ کریں گے تو یہ ان کی طرف سے مسلمانوں پر سب سے بڑا ظلم ہوگا۔''

اسی لیے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ [٢ / البقرة: ١٥٩]

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔''

ان لوگوں کے کتمانِ علم (علم چھپانے) کا نقصان جانوروں، مویشیوں وغیرہ تک بھی جا پہنچتا ہے، اسی لیے ان پر سب لعنت کرتے ہیں حتیٰ کہ جانور اور مویشی بھی۔ [1]

مزید یہ کہا ہے ''اہل بدعت کی تردید کرنے والا مجاہد ہے۔''

پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ یہ فرمایا کرتے تھے:

((اَلذَّبُّ عَنِ السُّنَّةِ اَفْضَلُ مِنَ الْجِهَادِ)) [2]

''سنت کا دفاع کرنا جہاد سے بھی افضل ہے۔''

امام الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے یہ اضافہ کیا ہے ''میں نے یحییٰ سے دریافت کیا: ''ایک آدمی اپنا مال خرچ کرتا ہے، اپنی جان کو مشقت میں ڈالتا ہے اور پھر جہاد کرتا ہے کیا یہ آدمی پھر بھی اس سے افضل ہی ہے؟ تو جواب میں فرمایا: ''جی ہاں! بہت زیادہ افضل ہے۔'' [3]

بلاشبہ سلف صالحین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ نے بدعات پر انتہائی شدت سے گرفت کی ہے اور زمین کے اطراف واکناف سے ان لوگوں کو منظر عام پر لائے ہیں اور پھر ان کے فتنوں سے پوری قوت علمی کے ساتھ آگاہ کیا ہے، لوگوں کو ان کی بدعات سے خبردار کیا ہے اور پھر بدعات کے ضمن میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ اتنا مبالغہ دیگر فواحش، ظلم، عدوان اور منکرات کے بارے میں نہیں لیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ بدعت کی مضرت اور نقصان، دین کو گرانے کے اعتبار سے اور دین کے برعکس چلنے کے اعتبار سے سب سے شدید ترین ہے۔ [4]

ابوالوفاء بن عقیل (متوفی ۵۱۳ھ) نے فرمایا ہے:

''جب تو کسی دور کے مسلمانوں کا اسلامی مقام ومرتبہ جاننا چاہے تو جامع مسجدوں کے دروازوں پر ان کی بھیڑ اور

[1] مجموع الفتاویٰ، ج: ۲۸/ ۱۸۷۔ [2] مجموع الفتاویٰ، ج: ٤/ ۱۳۔
[3] سیر أعلام النبلاء، ج: ۱۰/ ۵۱۸۔ [4] مدارج السالکین، ج: ۱/ ۳۷۲ بتصرف۔

ازدحام کو نہ دیکھو اور نہ ہی میدان عرفان میں ان کی لبیک کی صداؤں پر کان دھرو؛ بلکہ صرف شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی استقامت اور دفاع پر نگاہ ڈال لیجیے''۔ابن الراوندی اور المعری ان پر اللہ کی بے شمار لعنتیں ہوں، انھوں نے اپنی زندگیاں نظم ونثر لکھنے میں گزار دی ہیں''۔ایک کہتا ہے: ''یہ خرافات ہیں۔''

اور المعری کہتا ہے: ''ان لوگوں نے باطل کی تلاوت کی اور تیز دھار تلواروں کو چمکایا ہے اور'' ہم نے تصدیق کی'' کے بول بولے ہیں۔ہم کہتے ہیں: ''جی بالکل ٹھیک ہے، اس نے باطل سے اللہ تعالیٰ کی کتاب مراد لی ہے یہ لوگ برسوں زندہ رہے، اب ان کی قبروں کی تعظیم ہو رہی ہے، ان کی تصانیف کو خریدا جا رہا ہے، یہ سب باتیں دینی سرد مہری اور دلوں کی ایمانی کمزوری پر واضح دلیل ہیں۔[1] لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

اور میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتابچے کو اور اس مسودے کو اس سنت جاریہ پر کاربند ہونے اور مسلمانوں کے نفوس میں جہادی اور حرمات اسلام کا دفاع کرنے والی زندگی پیدا کرنے کے لیے ایک بابرکت سبب بنائے، بلاشبہ یہ عمل اللہ تعالی کے تعبدی حقوق، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شامل ہوتا ہے، بالخصوص دور حاضر میں اس عمل کی انتہائی زیادہ ضرورت بھی تھی کیونکہ خواہشات و بدعات کا حملہ شدید تر ہے اور ان کے راستے بھی لا تعداد ہیں، کیونکہ ہمارے درمیان گمراہ کرنے والوں، فتنہ بازوں اور ہمیں دبوچنے والوں کی کثرت ہے جو اپنے مشن میں پوری طرح کمر بستہ ہیں جو اپنی ردی اور فضول آراء سے دلوں کو بیمار بنا دیتے ہیں ایسی آراء جو ایک دوسری کو مزید بودی اور لایعنی بنا دیتی ہیں مثلاً: سیکولرازم؛ لیبرازم؛ (منافقت)؛ جدت پسندی؛ روشن خیالی؛ عصرانیہ؛ مطلب پرستی؛ اور فحاشی وعریانی) وغیرہ۔ مذکورہ تحریکیں جو جھوٹ اور ناپختگی والی دعوت پر مبنی ہیں سب کی سب ادیان کی آزادی ادیان کی اجتماعیت اور پورے جہان کے تمام ادیان کی دوستی کے پردے میں چھپی ہوئی ہیں.....ان شاء اللہ یہی سست رو دعوت راہ سنت اور دیگر مذاہب کے درمیان قربت کا باعث بنے گی اور ان تمام تحریکات کو..... جو الولاء والبراء دوستی اور دشمنی کے اسلامی قواعد و ضوابط کو دلوں سے اکھیڑ رہی ہیں.....قریب لانے کا باعث بنے گی، جنکے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ [٢/ البقرة: ٤٩]

''اور ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجیے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں آپ کو اللہ کے نازل کردہ کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں۔''

ان خواہشات میں سے سب سے المناک اور تکلیف دہ امر عالم کفر کا یہ منصوبہ ہے کہ سنت اور حاملین سنت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی جائے ان کا مذاق اڑایا جائے ان کے شعائر سے تضحیک کی جائے، ان کے متعلق زبان درازی کی جائے اور یہ میدان باطل پرستوں کے لیے وسیع ترین میدان ہے جس میں باطل پرست شب و روز اور خفیہ اعلانیہ اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

[1] الأداب الشرعية لابن مفلح المتوفى ٧٦٣هجرى، ج: ١/ ٢٦٨۔

اور ان خواہشات میں انتہائی بری چیز یہ ہے کہ ہم میں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے، اور دوسروں کو ناکام بنانے کی فکر میں رہتے ہیں، آپ ایسے کئی حضرات کو پائیں گے جو حق کو چھپانے والے، علم کو خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے اور تنقید و تقصیر کے تیروں سے اپنوں ہی کو لہولہان کرنے والے ہوں گے، جب اس کے دینی اور اسلامی بھائی سنت کی تائید و نصرت کے لیے کمر بستہ ہوتے ہیں تو یہ بھی تنقید و تقصیر کے تیروں سے مسلح ہو کر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے، اس شخص کا دین کیا ہے، اور اس میں کیا بھلائی ہوگی جو شخص دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہوں، اور اس کی حدود کو توڑا جا رہا ہو، اس کا دین چھوڑا جا رہا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے روگردانی کی جا رہی ہو، اور اس کے دل میں حرارت پیدا نہ ہو، اور زبان میں حرکت پیدا نہ ہو، یہ تو گونگا شیطان ہے؟ جس طرح باطل اور گمراہی کی بات کرنے والا ناطق شیطان ہے۔

یقین مانیں دین کی آفت و مصیبت صرف اور صرف انھی لوگوں کی طرف سے ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں جب تک ان کے خورد و نوش کے ذرائع اور ان کی سرداری و حکومت سلامت رہتی ہے، تب تک انھیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی خواہ دین پر کیسے ہی حالات بن جائیں ان میں سے بہترین وہ شمار ہوتا ہے جو غمزدہ ہو کر زبان ہونٹوں پر پھیر لینے والا ہے، اگر اسے اپنی وجاہت یا دولت کے معاملے میں جس میں اسے قدرے ملامت اور عیب کا احساس ہوتا ہے کوئی گزند یا آفت پہنچتی ہے تو وہ بطیّب خاطر مال خرچ کرتا بلکہ بے دریغ دولت لٹاتا ہے اور پوری قوت لگاتا بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے اور پھر وہاں اپنی وسعت کے مطابق ناپسندیدگی کے تینوں مراتب کا استعمال کرتا ہے (یعنی ہاتھ، زبان اور دل کا مقدور بھر استعمال کرتا ہے) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گرنے اور اس کی ناراضی پانے کیساتھ ساتھ دنیا میں عظیم مصیبت میں مبتلا کیے جاتے ہیں اور انھیں شعور تک نہیں ہوتا کہ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں، کیونکہ کامل حیات قلبی ہی کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں پر اس کے دل میں شدید ناراضگی پیدا ہوتی، اور دین اسلام کے لیے دل میں مدد و نصرت کی شدت پیدا ہوتی ہے۔ [1]

☆ **شبہہ** : کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کتابچے میں مذہب شیعہ اثنا عشری کی حقیقت کو نمایاں اور عیاں کرنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ اس سے ٹیکنالوجی کے عروج میں کوئی شخص پیش قدمی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی پیچھے رہ سکتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے؟

☆ **ازالہ** : بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت نے اس امر کی رہنمائی فرمائی ہے کہ اس امت میں ایک گروہ ہمیشہ اس حق کا دامن تھامے رکھے گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے، جیسے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان اقدس موجود ہے:

((لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ

[1] إعلام الموقعين، ج: ٢/ ١٢١۔

أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ)) [1]

''میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی ان کو ناکام بنانے والا ان کا کوئی نقصان نہ کر سکے گا اور اور نہ ہی کوئی ان کی مخالفت کرنے والا (اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر یعنی فیصلۂ قیامت آ جائے اور وہ جماعت اس حال پر قائم ہوگی۔''

اور بلا شبہ آپ ﷺ کی امت ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہوگی جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ..... أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ)) [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد ﷺ کی امت کو..... گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں ہونے دے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

اور فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھ سے پہلے کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف مبعوث کیا ہو مگر اس کی امت میں اس کے ایسے حواری اور ساتھ ہوئے ہیں جو اس کی سنت کو اختیار کرتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے اور وہ ایسے ایسے کام کرتے، جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا، اور میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے تو جو شخص ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو شخص ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ بھی مومن ہوگا اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے گا تو وہ بھی مومن ہوگا اور اس سے نیچے رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔'' [3]

دل کے ساتھ برائی کا انکار یہ ہے کہ دل کا کسی برائی سے مانوس نہ ہو بلکہ اسے ناپسند کرے، جب دل میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس دل میں ایمان ہے اور جب دل نیکی کی پہچان اور برائی کا انکار کرنے سے نا اہل ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس دل سے یہ ایمان اٹھ گیا ہے۔

اور اس بات میں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے کہ لوگوں سے حق و باطل کے التباس کو ختم کرنے، اور حق کی وضاحت اور اللہ کے دین کی نشر و اشاعت اور کتاب و سنت کے مخالف گروہوں پر حجت قائم کرنے کے لیے جماعت سے علیحدہ، اور

[1] بخاری، باب سؤال المشركين أن يريهم النبي ﷺ الخ، ح: ٣٦٤١۔ [2] الترمذی، باب ما جاء، في لزوم الجماعة الخ، ح: ٢١٦٧۔ علامہ البانی نے مشکاۃ کی تحقیق میں اسے صحیح کہا ہے ''لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ'' اس جملے کو العینی رحمہ اللہ نے ''عمدۃ القاری'' ۲/۵۲ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ [3] مسلم، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان..... الخ، ح: ٥٠۔

سنت رسول سے ہٹے ہوئے گروہوں اور فرقوں کے حالات بیان کرنا ضروری ہے، تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل پہچان کر ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے، کیونکہ حق کسی کے سامنے بھی مخفی نہیں رہتا، کتاب وسنت سے ہٹے ہوئے یہ لوگ اپنے پیروکاروں کو شبہات اور بے بنیاد اقوال کے ساتھ گمراہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت کے برعکس چلنے والے فرقوں کے پیروکار یا تو زندیق ہوتے ہیں یا جاہل، لہٰذا ضروری ہے کہ جاہل کو تعلیم دی جائے اور زندیق کے حال کو منکشف کیا جائے تاکہ اس کی پہچان ہو سکے اور لوگ اس سے خبردار و آگاہ ہوں۔

کتاب وسنت کی مخالفت کرنے والے ''پیشوایان بدعت'' کے احوال کو باتفاق مسلمین بیان کرنا واجب ہے حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ کو صوم وصلاۃ کی پابندی کرنے اور اعتکاف کرنے والا شخص زیادہ پسند ہے یا اہل بدعت رد کرنیوالا؟

امام احمد نے جواب میں فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھے گا، روزے رکھے گا یا اعتکاف کرے گا تو وہ صرف اپنی ذات ہی کے لیے کرے گا اور جب وہ اہل بدعت کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرے گا تو اس کا یہ عمل مسلمانوں کے لیے ہوگا لہٰذا یہ افضل ہوگا۔''

تو یہ واضح ہوا کہ اس آدمی کا نفع مسلمانوں کے دین میں عام تر ہے اس لیے یہ عمل جہاد فی سبیل اللہ کی جنس سے ہوگا اور باتفاق مسلمین یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اللہ کی راہ کو، اس کے دین کو، اس کے منہاج کو اور اس کی شریعت کو پاک صاف بنانا اور ان لوگوں کی زیادتی اور اضافے کو ہٹانا فرض کفایہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھی ان لوگوں کے ضرر و نقصان کو دور کرنے کے لیے کھڑا نہ کرے تو بلاشبہ دین میں خرابی وفساد پیدا ہو جائے گا تو پھر جو خرابی وفساد اہل حرب اور دشمنوں کے غلبہ پا لینے کے بعد ہو سکتی ہے وہ فساد اور خرابی اس سے کہیں عظیم تر ہوگی، کیونکہ وہ لوگ غلبہ پا لینے کے بعد دلوں کو اور دلوں میں موجود دینی نظریات وعقائد کو صرف ثانوی حیثیت سے خراب کریں گے جبکہ یہ بدعتی لوگ پہلے مرحلے ہی سے دلوں کو خراب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ [1]

یہودیوں، عیسائیوں، منافقوں اور ان تمام کافرانہ ذہن کے مالک اور امت کے بدخواہ لوگ، جماعت سے نکل جانے والے فرقوں ہی میں ایسا راستہ پاتے ہیں جو امت کو فتنے میں مبتلا کر سکتا ہے لہٰذا اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان فرقوں کی حقیقت کو عیاں کرنے ہی میں دشمنان اسلام کے سامنے بند باندھنے کا مترادف ہے تاکہ دشمن اس راستے کو استعمال نہ کر سکے، اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اہل بدعت کے زندیقوں اور ان کے پیشواؤں کے لیے میدان کو کھلا چھوڑ دینا کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عوام الناس کو گمراہ کریں گے، اپنی تعداد کو بڑھانے اور انہیں دھوکہ دینے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، اور پھر یہ دعویٰ کریں گے کہ جن عقائد ونظریات کے وہ حامل اور پابند ہیں وہی 'دین اسلام' ہے، حالانکہ یہ عمل

[1] مجموعة الرسائل والمسائل لشيخ الاسلام ابن تيمة ، ج : ٥/ ١١٠۔

اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت سے روکنا اور دور کرنا ہے، حتیٰ کہ ملحدین کے وجود کے اسباب میں سے ایک سبب ان کا یہ گمان بھی ہے یہی اہل بدعت اور کتاب وسنت سے دور فرقوں کے لوگ ہی اسلام کے حامل ہیں پھر ان کی رائے میں یہ نظریات وعقائد تو عقلی طور پر فاسد ہیں نتیجاً ان لوگوں نے دین سے بالکل ہی کفر کر دیا؟ [1]

بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نہ تو رافضیت کے پیروکار اپنا مسلک و مذہب ترک کریں گے، اور نہ ہی اہل سنت کے جاہل لوگ مذہب شیعیت کی گمراہی کا اعتراف کریں گے، تو یہ دونوں باتیں تبلیغ رسالت، بیان حق اور بیان علم میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں بلکہ امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منقول ایک روایت اور کثیر اہل علم کے قول کے مطابق تبلیغ دین اور امر ونہی کا وجوب پھر بھی ساقط نہیں ہوسکتا۔ [2]

آپ اپنے پروردگار کی قسم کھا کر مجھے بتائیں کہ جب باطل پرست لوگ اپنی خواہشات کو اعلانیہ بیان کریں، اور امت اسلامیہ کو مٹانے پر تلے ہوں، لیکن امت کی نگہبانی کرنے والوں میں ایک تو ٹانگیں کھینچنے میں مدہوش ہو اور دوسرا چپ سادھے بیٹھا رہے تو حق کب واضح اور ظاہر ہوگا؟ اس صورت حال میں نتیجہ ہلاکت خیز ہی نکلے گا: باطل اقوال چھا جائیں گے اور اکثریتی خواہشات ہی دین حق پر غالب آتی جائیں گی بلکہ دین حق میں تبدیلی ہونے لگے گی اور مسلمانوں کی فطرت میں اسلامی امور ورسوم بدلنے لگیں گے، ذرا سوچ کر بتلائیں ایسی خطرناک صورت حالات میں باطل کو دیکھ دیکھ کر خاموش رہنا کس طرح روا ہوسکتا ہے؟ جبکہ فرمان باری تعالیٰ تو یہ ہے:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَ لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ﴾

''بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور وہ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے، تم جو بیان کرتے ہو وہ تمھارے لیے باعث خرابی ہیں۔'' [۲۱/ الأنبياء: ۱۸]

خبردار! اس سلسلے میں ہلکے ہوں یا بوجھل، تھوڑا علم ہے یا زیادہ ہمیں اپنے عقیدے کے ہر قسم کے مخالف کی مکمل تردید اور اس کے شبہات کو ختم اور اس کے فتنوں کو طشت از بام کرنے اور اسے لوگوں کے سامنے ننگا کرنے کے لیے حق کے ترکش سے تیر نکال کر اپنے آپ کو لیس کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں، اور عامۃ المسلمین کا ان کے علماء پر حق بنتا ہے کہ ہر مخالف اور اس کی مخالفت کی ہر گمراہ اور اس کی گمراہی کی ہر خطا کار اور اس کی خطا کی..... تردید کرتے رہیں تاکہ وہ مسلمانوں پر ان خواہشات کی بوچھاڑ و بھرمار اور یلغار نہ کر سکیں، جو ان کی فطرت اور طبیعت میں خرابی، ان کی وحدت کو پارہ پارہ بنا رہی ہیں اور جن کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے مسلمان تبدیل شدہ دین اور تحریف شدہ شریعت اور خواہشات و بدعات اور غلط اقوال وافعال کے ڈھیر کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ [3]

[1] مقدمة كتاب أصول مذهب الشيعة الاثنى عشرية لشيخنا ناصر بن عبدالله القفارى، ج: ۱/ ۵۔۸۔

[2] دیکھیے اقتضاء الصراط المستقيم، ج: ۱/ ۱۴۷۔۱۴۹۔

[3] دیکھیں الرد على المخالف من أصول الإسلام للشيخ بكر ابو زيد، ص: ۵۔۱۱۔

ہمارے کبار علماء کرام میں سے چند ایک جنھوں نے اس باب میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ یہ ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، شیخ الاسلام ابن القیم، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اور بہت سے دوسرے ائمہ دعوت اور ہمارے دورِ حاضر میں شیخ شہید- ان شاء اللہ- علامہ احسان الٰہی ظہیر، محبّ الدین الخطیب ؛ محمد مال اللہ رحمہم اللہ اور ناصر بن عبدالقفاری وفقہ اللہ اور بہت سے دوسرے جلیل القدر علمائے کرام رحمہم اللہ۔

میں نے اس کتابچے کی تیاری میں امامیہ شیعہ اثنا عشری ان کی معتبر قابل اعتماد کتابوں پر بھروسہ کیا ہے اور شیعہ مسلک کے فرقوں سے متعلق بعض کتابوں سے بھی خوشہ چینی کی ہے اور اس ضمن میں عدل وانصاف اور اقامت محبت کے اصولوں پر کاربند رہنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں ان کے اپنے ہی اہم ترین عقائد کی خلاف ورزیوں کو بھی کتابچے میں ذکر کر دیا ہے، اس طرح یہ کتاب ان شاء اللہ شیعہ مذہب کے ان نوجوان مردوں اور عورتوں کی مذہب حق اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے مذہب کی جانب ہدایت پانے کے لیے ایک عظیم ترین معاون ثابت ہوگی۔ جن کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت لکھی ہوئی ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے مندرجہ ذیل فاضل مشائخ وعلماء کا شکریہ ادا کرنا بھی نہیں بھولنا چاہیے جنھوں نے اپنی قیمتی آراء گراں مایہ نصیحتوں اور شبانہ روز دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا: جناب محترم محمد ابن ابراہیم الفوزان، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین، عبداللہ بن محمد الغنیمان، عبدالرحمٰن بن ناصر البراک، صالح بن فوزان الفوزان، عبدالرحمٰن الصالح المحمود، ناصر بن عبداللہ القفاری، عبدالمحسن بن حمد العباد البدر، عبدالرحمٰن بن عبداللہ العجلان، عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی، عبدالرحمٰن بن حماد العمر، محمد بن ناصر السحیبانی، ابراہیم بن محمد الخرعان اور عبدالعزیز ابن سالم العمر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ انھیں میری طرف سے اسلام اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، جنت کی اعلیٰ منزل فردوس بریں میں انھیں ٹھکانا عطا فرمائے اور پھر ہمارے والدین ہماری ازواج ہماری اولادوں اور تمام اہل اسلام کو بھی جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ وحدہ لاشریک کی مدد چاہتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ کتابچہ پیش کر رہا ہوں کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر نہ ہی کوئی عمل صالح سرانجام پاتے ہیں اور نہ ہی کسی عمل بد سے بچنا ہی ممکن ہے وہ ہمیں کافی ہے اور وہ انتہائی بہترین کارساز ہے وہ کتنا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کتنا ہی بہترین مددگار ہے۔

مؤلف

عبدالرحمٰن بن سعد الشثری

رجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر ا: شیعہ کون ہیں؟

جواب شیعہ کے مشہور شیخ محمد بن محمد بن نعمان نے جو ان کے نزدیک ''المفید'' کے لقب سے معروف ہیں؛ یوں جواب دیا ہے کہ: ''شیعہ سے وہ لوگ مراد ہیں'' جو امیر المومنین علی کے ازراہِ ولایت اور رسول ﷺ کے بعد بلافصل [1] امامت کا اعتقاد رکھتے ہوئے آپ کے پیروکار رہتے ہیں اور آپ علیہ السلام سے قبل خلافت کی مسند پر بیٹھنے والوں سے امامت کی نفی کرتے ہیں اور آپ علیہ السلام کو اپنے اعتقاد کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا بھی ازراہِ اقتداء تابع ماننے کی بجائے ان سب کا متبوع تسلیم کرتے ہیں۔'' [2]، [3]

وضاحتی نوٹ:

شیعہ کا لفظ آج کل اگر مطلق طور پر استعمال کیا جائے تو اس سے صرف اثنا عشری گروہ ہی مراد لیا جائے گا۔ [4] کیونکہ آج کل ایران، عراق، شام، لبنان، خلیجی ممالک اور دیگر علاقوں میں اثنا عشری شیعہ کی اکثریت و اغلبیت ہے، اور اس لیے بھی کہ مختلف تاریخی ادوار میں منظر عام پر آنے والے شیعی فرقوں کی آراء ان اثنا عشری شیعہ کی احادیث و روایات کے مصادر میں بالاستیعاب پائی جاتی ہیں۔

[1] علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا عقیدہ رکھنے والا امامی شیعہ وہ کہلاتا ہے جو کہ خلفاء ثلاثہ (ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین) کی خلافت کے انکار پر مبنی ہے ان کے شیخ المفید کی نظر میں شیعہ کا لفظ صرف اور صرف اسی شخص پر صادق آتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لمحے سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک خلافت بلافصل کا عقیدہ رکھتا ہو۔

[2] اس کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ ظاہر میں تینوں خلفاء کے تابع تھے جبکہ باطن میں ان کے متبوع تھے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتوں میں رہتے ہوئے ان کے فرامین و احکام کی پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ تینوں حضرات آپ کی پیروی کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی خلفائے ثلاثہ کی اتباع.....ان کے شیخ المفید کی نظر میں.....اقتداء اور اطاعت خلیفہ کی حیثیت سے نہیں تھی بلکہ وہ تو صرف ''تقیہ'' تو صرف اور صرف ظاہراً موافقت کے طور پر تھی۔ [3] اوائل المقالات فی المذاهب المختارات للمفید (المتوفی ٤١٣) باب القول فی الفرق بین الشیعة فیما نسبت الی التشیع، و المعتزلة فیما استحقت به اسم الاعتزال) للشیخ المفید۔ [4] یہ بات حسین النوری الطبرسی نے اپنی کتاب ''مستدرک الوسائل، ج: ۱/ ۱۱۹ میں کہی ہے اور یہ کتاب'' محمد بن حسن الحر العاملی'' کی کتاب ''وسائل الشیعة'' کا استدراک ہے اور آغا بزرگ الطہرانی نے ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و منزلت کی وجہ سے اپنے علماء پر ''مستدرک'' کا مطالعہ کرنے کو واجب و لازم قرار دیتے ہوئے کہا ہے: عام مجتہدین پر احکام کے استنباط کے لیے اس کتاب کا مطالعہ اور اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، اور یہ بھی کہا ہے: ہمارے دور میں المستدرک کی طرف رجوع کیے بغیر مجتہد کے لیے حجت قائم نہیں ہوسکتی (الذریعہ إلی تصانیف الشیعة للطہرانی، ج: ۲/ ۱۱۰، ۱۱۱) اور سید امیر علی نے اپنی کتاب ''روح الاسلام، ج: ۲/ ۹۲ میں، محمد آل کاشف الغطاء (المتوفی ۱۳۷۶ھ) نے اپنی کتاب ''أصل الشعیة و أصولها'' ص ۹۲ میں اور محمد العاملی نے ''الشیعة فی التاریخ'' ص ۴۳ میں اور دیگر مصنفین نے بھی اس کتاب کی عظمت کو بیان کیا ہے۔ شیعہ عالم دین محمد آل کاشف الغطاء کہتا ہے: آج کل شیعہ کے لفظ کا اطلاق امامیہ پر ہوتا ہے۔ دیکھیں: اصل الشیعة و اصولها ۶۳ المقصد الثانی۔

سوال نمبر۲: شیعی مذہب کے وجود کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب محققین کے نزدیک راجح قول یہی کہ عبداللہ بن سبا یہودی ہی نے اسے بنایا، بویا اور پھیلایا ہے بلکہ شیعی مذہب کی اپنی کتابیں بھی اسی کا اعتراف کرتی ہیں۔

یہ بات دوٹوک الفاظ میں ثابت شدہ ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی نے ہی سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا بول بولا تھا اور یہی عقیدہ شیعہ مذہب کی اساس و بنیاد ہے اور یہ عقیدہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی امامت پر نص ہے۔

اسی طرح ان کی کتاب یہ بھی بتاتی ہے کہ اس شخص نے سب سے پہلے سسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے سسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی تھی اور اسی شخص نے سب سے پہلے عقیدۂ رجعت کا اظہار کیا اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کی الوہیت کا قول اختیار کیا.....الخ

شیعہ علامہ حسن النوبختی نے یوں کہا ہے: ''سبیئہ فرقہ کے لوگ عبداللہ بن سبا کے ساتھی اور ہم خیال تھے، اسی شخص نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حصرت عثمان اور دیگر صحابہ کے متعلق زبان طعن دراز کی تھی اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا تھا، اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے ان باتوں کا حکم دیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے گرفتار کیا اور پھر اس سے اس قول کی بابت استفسار کرنے کے بعد اس نے اقرار کیا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ [1]

پھر اس نے یہاں تک لکھا ہے: ''ایک جماعت نے اہل علم سے یوں نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، اسلام لے آیا اور اس نے حضرت علی علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ رچایا۔''

پھر یہ بھی لکھا ہے: ''یہ اپنے یہودی ہونے کے زمانے میں ایسی ہی باتیں حضرت موسی علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کے متعلق بھی کہا کرتا تھا۔ [2] پھر اس نے اظہارِ اسلام کے بعد علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی باتیں کرنا شروع کر دیں، یہی وہ پہلا آدمی ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کی فرضیت کی بات کو مشہور کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں سے اظہارِ براءت کیا تھا.....اور انھیں کافر قرار دیا تھا۔ [3] انھی باتوں کی وجہ سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں [4] کہ تشیع اور رفض کی اصل یہودیت سے ماخوذ ہے۔ [5]

[1] دیکھیں: فرق الشیعة ص ۱۵۰ (اختلاف الشیعة العلویة بعد قتل امیر المؤمنین علی علیه السلام السبایة) للحسن بن موسی النوبختی۔

[2] یعنی اپنی یہودیت کے زمانے میں ان دونوں کے متعلق الوہیت کا دعویدار تھا پھر اس نے ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے بعد یہی دعویٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کرنا شروع کر دیا۔ دیکھیے: الأنوار النعمانیہ، ج: ۲/۲۳۴ نعمت اللہ عبداللہ الحسینی الموسوی الجزائری المتوفی سنہ ۱۱۱۲ھ الجزائری کی بابت الحر العاملی کا یہ کہنا ہے کہ یہ فاضل عالم محقق جلیل القدر علامہ ہیں ملاحظہ ہو أمل الأمل، ج ۲/۳۳۶۔

[3] دیکھیں: فرق الشیعة للنوبختی والقمی صفحہ ۳۳ تحقیق ڈاکٹر عبد المنعم الحفنی طبع دار الرشید ۱۴۱۲ھ [4] کچھ نسخوں میں یہاں کے الفاظ ہیں۔

[5] دیکھیں: (فرق الشیعة صفحه ۵۰ اختلاف الشیعة العلویة بعد قتل امیر المؤمنین علی رضی الله عنه السبایة

پھر شیعہ مذہب کے شیخ الشیوخ سعد القمی (المتوفی ۳۰۱ھ) نے عبداللہ بن سبا یہودی کے اس وقت کا موقف بھی ذکر کیا ہے جب اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر ملی تھی، اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ مرے نہیں ہیں، اس نے آپ کے واپس آنے کا اعلان کیا اور آپ کی ذات کے بارے میں غلو کی باتیں بھی کی تھیں۔ [1]

سوال نمبر۳: اگر آپ ہمیں یہ تعارف بھی کرادیں کہ امامیہ شیعہ کے اعتقاد کے مطابق بارہ ائمہ کون کون سے ہیں.....؟

جواب ان میں سے پہلا امام: خلیفہ الراشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ جو ابوالحسن کی کنیت سے موسوم ہیں اور یہ لوگ آپ کو المرتضیٰ کے لقب سے بھی ملقب کرتے ہیں (آپ ہجرت سے ۲۳ برس قبل پیدا ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ سنہ ۴۰ ہجری کو شہید کر دیے گئے)

۲۔ علی بن حسن رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابومحمد اور لقب الزکی ہے (پیدائش ۲ھ وفات ۵۰ھ)

۳۔ آپ کا بیٹا الحسین رضی اللہ عنہ، جسے ابوعبداللہ کی کنیت اور الشہید کے لقب سے نوازتے ہیں۔ (پیدائش ۳ھ وفات ۶۱ھ)

۴۔ علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ جنہیں ابومحمد کنیت اور زین العابدین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے (پیدائش ۳۸ھ وفات ۹۵ھ)

۵۔ محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ابوجعفر کنیت اور الباقر کے لقب سے ملقب ہیں (پیدائش ۵۷ھ وفات ۱۱۴ھ)

۶۔ جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ ابوعبداللہ کی کنیت اور الصادق کے لقب سے ملقب ہیں (پیدائش ۸۳ھ وفات ۱۴۸ھ)

۷۔ موسیٰ بن جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ابوابراہیم کی کنیت اور الکاظم کے لقب والے ہیں (پیدائش ۱۲۸ھ وفات ۱۸۳ھ)

۸۔ علی بن موسیٰ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن کی کنیت اور الرضا کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں (پیدائش ۱۴۸ھ وفات ۲۰۳ھ)

۹۔ محمد بن علی بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر کی کنیت اور الجواد کے لقب سے معروف ہیں (پیدائش ۱۹۵ھ وفات ۲۲۰ھ)۔

۱۰۔ علی بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن کی کنیت سے اور الہادی کے لقب سے مشہور ہیں (پیدائش ۲۱۲ھ وفات ۲۵۴ھ)

۱۱۔ الحسن بن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ابومحمد کی کنیت والے اور العسکری کے لقب والے ہیں (پیدائش ۲۳۲ھ وفات ۲۶۰ھ)

۱۲۔ محمد بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ابوالقاسم کنیت اور المہدی کے لقب سے ملقب ہیں اور کہ وہ ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے تھے اور وہ آج تک زندہ ہیں۔ [2]

سوال نمبر۴: کیا شیعہ کے فرقوں میں سے کسی فرقے نے یہ بات بھی کہی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی نازل کرنے میں

[1] دیکھیے المقالات والفرق، ص ۱۰-۲۱ للقمی، و رجال الکشی، ح ۱۷۴ ج ۲/ ۱۹۱ محمد کشی المتوفی ۳۵۰ ھجری، محمد بن علی الاردبیلی اپنی کتاب جامع الرواۃ و ازاحۃ الاشتباھات عن الطرق والاسناد ۱/ ۴۸۵ باب العین میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن سبا غالی اور ملعون شخص ہے اسے امیر المؤمنین نے جلا دیا تھا، اس لعنتی کا خیال تھا کہ علی رضی اللہ عنہ الٰہ ہیں اور وہ نبی ہے یہ شخص دوبارہ کافر ہو گیا اور غلو کرنے لگا تھا [2] اصول الکافی، ۱/۴۰۲-۴۰۳ ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی المتوفی ۳۲۸ھ اور انھوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ امام جعفر بن محمد نے فرمایا ہے: ''بے شک ''الکافی'' کو القائم پر پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے مستحسن قرار دیا اور یوں فیصلہ سنایا'' یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔ بحار الانوار ۸۹/ ۳۷۷ ح ۸ باب متشابہات القرآن، شیعہ علماء کہتے ہیں کہ کتاب الکافی کے بغیر قرآن کے کافی ہونے کا عقیدہ رکھنے والا شخص گمراہ ہے، الخونساری نے البرقعی کے متعلق کہا ہے: البقرقعی گمراہ شخص ہے کیونکہ اس نے اس کتاب قبس القرآن میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ: کلینی کی الکافی اکیلی کافی نہیں، بلکہ قرآن مجید ہی کافی ہے دیکھیں: سواخ الایام للبرقعی طبع دار عالم الکتب طبع اول ۱۴۳۱ ہجری۔

غلطی کھا گئے تھے؟

جواب جی ہاں! الغرابیہ نے یہ بات کہی ہے: ''محمد ﷺ علی علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مشابہ تھے جیسے کوا کوے اور مکھی مکھی مشابہ ہوتی ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو وحی دے کر علی علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا تو جبریل غلطی کھا گیا اور اس نے وحی محمد (ﷺ) پر نازل کر دی۔ [1] اور اسی وجہ سے وہ حضرت جبریل پر لعنت بھی کرتے ہیں۔

ایک اہم وضاحتی نوٹ:

الغرابیہ کے اس قول اور شیوخ اثنا عشری کے قول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے جو الکلینی نے روایت کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے ابو جعفر سے سوال کیا: ''کیا شیعہ کو قرآن کافی نہیں ہے؟ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ اگر انھیں اس کی تفسیر مل جائے۔ اور وہ تفسیر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل نے کی ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ آپ نے قرآن کی تفسیر صرف ایک شخص کے لیے بیان کی تھی اور امت کو اس شخص کا مقام و مرتبہ بھی بتا دیا تھا، وہ شخص علی بن أبی طالب علیہ السلام ہے۔'' [2]

یہی وجہ ہے کہ شیعہ کے شیوخ قرآن کو ''قرآن صامت'' اور امام کو ''قرآن ناطق'' سے موسوم کرتے ہیں۔

ان کے شیوخ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے- حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں-:

''یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب صامت ہے اور میں اللہ کی کتاب ناطق ہے۔'' [3]

شیعہ کا علامہ العیاشی ابو بصیر سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر بیان کرتا ہے کہ

﴿فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهُ﴾ (الأعراف)

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: (النور) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ [4]

تعارض:

شیعہ شیخ الکلینی روایت کرتا ہے کہ ابو خالد الکابلی نے بیان کیا: ''میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْ أَنْزَلْنَا﴾ (٦٤/ التغابن:٨)۔ کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے فرمایا: اے ابو خالد! اللہ کی قسم! اس سے مراد قیامت تک آنے والے آل محمد کے ائمہ ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اللہ کا نور ہیں جو اس نے نازل

[1] نور البراہین او انیس الوحید فی شرح التوحید للجزائری ۲/۳۱۰ تحقیق الرجائی موسسۃ النشر طبع اول سال ۱۴۱۷ ہجری

[2] اصول الکافی: ۱/ ۱۷۹ (کتاب الحجة، حدیث نمبر٦، باب في شان: إنا أنزلناه فی لیلة القدر۔

[3] الفصول المهمة فی أصول الأئمة ۱/ ۵۹۵ ، ح ۵ باب عدم جواز استنباط شیئ من الاحکام النظریة من ظواهر القرآن الخ وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة ۱۸/ ۳۲۳ کتاب القضاء باب تحریم الحکم بغیر الکتاب و السنة یہ دونوں کتابیں محمد بن الحسن الحر العاملی کی ہیں۔

[4] تفسیر العیاشی، ج: ۲/ ۳۵ حدیث نمبر ۸۸ محمد بن مسعود بن عیاش المعروف العیاشی المتوفی ۳۲۰ھ۔

کیا ہے۔ [1]

تعلیق:

لیکن اثنا عشری حضرات نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو غلطی ہونے کا دعویٰ کیے بغیر ہی رسالت کا مقام عطا کیا ہوا ہے اور یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مقصد ہی صرف علی رضی اللہ عنہ کا تعارف کروانا تھا! وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور ڈیوٹی یہی تھی کہ وہ اکیلے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن کا بیان کریں، جبکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں

﴿بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

''دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ یہ ذکر اور کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں تا کہ وہ غور وفکر کریں۔'' [١٦/ النحل : ٤٤]

باقی باتیں اپنے قارئین پر چھوڑتا ہوں تا کہ وہ خود تدبر سے کام لے لیں۔

سوال نمبر۵: کیا شیعہ کے شیوخ میں سے کسی نے یہ بات بھی کہی ہے کہ ان کے کسی امام کا قول قرآن کو منسوخ کر سکتا ہے یا اس کے مطلق کو مقید کر سکتا ہے؟ یا اس کے عام کو خاص کر سکتا ہے؟

جواب جی ہاں! ایسے علماء تو بہت سے ہیں۔ اسی لیے تو اس کے شیخ محمد آل کاشف الغطاء نے یوں کہا ہے: ''تدریج (آہستہ آہستہ کسی چیز کو مکمل کرنا) کی حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ احکامات میں سے کسی جملے کو بیان کر دینا اور کسی جملے کو چھپا لینا، لیکن آپ علیہ السلام نے اسے اپنے اوصیاء کے سپرد کر دیا ہے ہر وصی اس جملے کا بعد میں آنیوالے کو بتا دیا کرتا تھا تا کہ وہ اسے اس کے مناسب وقت پر حکمت کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے نشر کر دے وہ جملہ کسی عام کو خاص کرنے والا ہو یا کوئی مطلق ہو یا کوئی مقید ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی عام حکم کو بیان کیا کرتے تھے پھر اپنی حیات میں ہی میں کچھ عرصہ اور وقفہ کے بعد اس کے مخصوص حکم کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات اس خاص حکم کو بالکل ہی ذکر نہ فرمایا کرتے بلکہ اسے اپنے کسی وصی کے سپرد کر دیتے تا کہ وہ خاص وقت پر اس کو بیان کر دے۔ [2]

یہ قول ان کے اس عقیدہ کی بنیاد پر ہے کہ امام ہی قرآن کو قائم رکھنے والا ہے کیونکہ وہی ''قرآن ناطق'' ہے۔

ان لوگوں نے یہ تہمت تراش لی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''یہ اللہ کی کتاب صامت ہے اور میں اللہ کی کتاب ناطق ہوں۔'' [3]

اور ان کے ائمہ کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ ''وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا مخزن اور وحی الٰہی کا ''بکس ہیں۔'' اور وہی اللہ کے دین والے ہیں۔ اور ہم پر ہی وحی نازل ہوئی ہے۔ اور ہمارے وسیلہ سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ [4]

[1] ۔أصول الكافي: ١/ ١٣٩ ۔ كتاب الحجة، ح:١ ۔ باب أن الأئمه عليهم السلام نور الله عزوجل)۔

[2] اصل الشيعة و اصولها ٨١ [3] اس کی تخریج صفحہ ۳۵ پر گزر چکی ہے۔ [4] بصائر درجات الكبرى فى فضائل آل محمد صلوات الله عليهم باب فى الائمة الخ لابى جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار ١/ ١٣٨ واصول الكافى باب ان ائمة ع ولاة امر الله و خزنة علمه ١/ ١٣٨۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ ''وہ رازِ الٰہی کی حفاظت رکھنے والے ہیں۔''[1] اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''جو چیز اللہ کے پاس ہے اسے صرف ہمارے ذریعے سے پایا جا سکتا ہے۔''[2]

وضاحتی نوٹ:

انھی بنیادوں پر قرآن کے عام حکم کو خاص کرنے یا اس کے مطلق حکم کو مقید کرنے یا اسے منسوخ کرنے کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ختم نہیں ہوا کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق تو نص نبوی اور قانونی الٰہی تو بدستور جاری و ساری ہیں.....الخ۔

چنانچہ شیعہ علماء کا یہ عقیدہ ہے ان کے علامہ شیخ المازندرانی نے کہا ہے:

''ائمہ طاہرین میں سے ہر ایک کی حدیث اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے اور ان کے اقوال میں اسی طرح کوئی اختلاف نہیں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی بات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کی وجہ عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والوں کے لیے ظاہر ہے۔''[3]

میں کہتا ہوں یہ ایک الگ حکم ہے جو اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں اس مسئلے کا اثبات سابقہ ابو بصیر اور جمیل کی ابو عبداللہ سے بیان کردہ روایات سے ہوتا ہے۔ بلکہ ان سے اس مسئلے کی اولویت ثابت ہوتی ہے۔[4]

ان کے شیخ الکلینی نے تو باب قائم کیا ہے:

بَابٌ :اَلتَّفْوِيْضُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ وَ إِلَى الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِيْ أَمْرِ الدِّيْنِ[5]

''دینی معاملے میں کسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور ائمہ رحمہم اللہ کی طرف سپرد کرنے کا بیان۔''

وضاحتی نوٹ:

اس عقیدہ پر غور و فکر کرنے والا اور اس کی گہرائیوں میں اترنے والا اس بات کا ادراک کر لیتا ہے کہ اس سے مقصود

[1] مستدرك الوسائل للنوری، ج ۱۰/ ٤٠٤ باب نوادرما يتعلق بالمزار، والبلد الأمين والدرع الحصين، ص ٤١٨ الزيارة الجامعة لابراهيم بن على العاملى الكفعمى المتوفى سنه (٩٠٥ھ)

[2] إعلام الوریٰ بأعلام الهدیٰ، ص ٢٧٤ فضل بن الحسن الطبرسى المتوفى سنه ٥٤٨۔

[3] شرح جامع على الكافى، ج: ٢/ ٢٧٢ محمد صالح بن أحمد المازندرانى المتوفى سنه ١٠٨١ھ۔

[4] شرح أصول الكافى: ٢/ ٢٢٥باب رواية الكتب والحديث و فضل الكتابة و التمسك بالكتب للمازندرانى۔

[5] أصول الكافى، ج: ١/ ١٩١ كتاب الحجة اس میں دس حدیثیں ذکر کی ہیں۔

شیعہ علماء و جہلاء یا ان میں سے کسی ایک کی جانب یا..... یا..... یا..... کی جانب سے دین اسلام کو تبدیل کرنا اور سید الانام ﷺ کی شریعت میں تغیر و تبدل پیدا کرنا ہے

یہ حضرات اس حدیث کو کیوں نہیں لیتے جو انھوں نے نبی ﷺ سے اور ائمہ سے روایت کی ہے کہ:

((إِذَا جَاءَ كُمْ مِّنَّا حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ، وَمَا خَالَفَهُ فَاطْرَحُوْهُ أَوْ رُدُّوْهُ عَلَيْنَا)) [1]

''جب تمھارے پاس ہماری طرف سے کوئی بھی حدیث آئے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو تو جو کتاب اللہ کے موافق ہو اسے تو قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو تو اسے پھینک دو یا اسے ہماری طرف ہی لوٹا دو۔''

انھیں چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان اقدس بھی یاد رکھیں:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا﴾ [٣٣/ الأحزاب: ٦٦، ٦٨]

''اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے حسرت و افسوس سے کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بزرگوں کی مانی جنھوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار تو انھیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔''

سوال نمبر ٦: قرآن کریم کی تاویل اور تفسیر کے متعلق شیعی مذہب کے شیوخ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب اسی لیے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ جھوٹ باندھتے کہتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس سے بری ہیں ان سے اس طرح کی کوئی بات ثابت نہیں: (أَنَّ لِلْقُرآنِ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا) [2]

وضاحتی نوٹ:

شیعہ کے اس اعتقاد کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ میں ان کے بارہ ائمہ کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ہے۔ اور ان نصوص سے بھی خالی ہے جو صحابہ کرام کے مابین دشمنی وعداوت پر دلالت کرتی ہوں۔ تو اس سبب نے علماء شیعہ کی نیندیں حرام کر ڈالی تھیں۔ اور ان کے معاملے کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے صراحتا یہ بیان کیا ہے کہ قرآن میں ان کے

[1] الاستبصار فيما اختلف فيه من الأخبار، ج: ١/ ١٤٤ كتاب الطهارة ح ٩ باب الخمر يصيب الثوب والنبيذ المسكر ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسي المتوفى سنه ٤٦٠ھ الملقب "شيخ الطائفة" وسائل الشيعه، ج ١٤/ ٤٤١ باب ان من تزوج امراة حرمت عليه امها و جدتها و ان لم يدخل بها۔

[2] تفسير الصافي ١/ ٣٠ المقدمة الرابعة في نبذ مما جاء في معاني وجوه الآيات و تحقيق القول في المتشابه و تاويله لمحمد الكاشاني متوفى ١٠٩١۔

ائمہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ان کے شیخ العیاشی نے ایک اور روایت گھڑ کر پیش کر دی: ابوعبداللہ سے مروی ہے ''اگر قرآن اسی انداز سے پڑھا جائے جیسے نازل ہوا ہے تو آپ ہمیں اپنے ناموں کے ساتھ اس میں پائیں گے۔'' [1]

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائے، آپ غور فرمائیں کہ آغازِ معاملہ میں انھوں نے کہا تھا کہ آیت مبارکہ کا ایک معنی تو ظاہری ہوتا ہے اور ایک معنی باطنی ہوتا ہے۔

پھر معاملہ ترقی پا گیا اور بول اٹھے کہ قرآن کریم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور پھر اس کے باطن میں مزید سات باطنی معانی اور ہیں۔ [2]

پھر شیعہ مذہب کے علماء کے اندازے بہک گئے اور نشانے خطاء ہو گئے تو کہنے لگے:

''امور و اشیاء میں سب سے واضح اور ظاہر اور مشہور یہ ہے کہ کلام مجید کی ہر ایک آیت؛ اور کتاب اللہ بزرگ و برتر کے ہر فقرہ کی ایک ظاہری تفسیر ہوتی ہے اور ایک باطنی اور اس کی تفسیر و تاویل ہے، بلکہ مشہور روایات کے مطابق ہر باطنی معنی کے اندر دیگر ستتر (۷۷) باطنی معانی ہوتے ہیں۔'' [3]

شیعہ کے شیوخ نے اس بات کا اعتراف کیا ہے بہت ساری احادیث جو متواتر تک جا پہنچتی ہیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ سب باطن خواہ یہ جس قدر بھی زیادہ تعداد میں ہوں؛ اس کے دو بنیادی مقاصد ہیں:

پہلا مقصد: ساداتِ اطہار کی فضیلت و مرتبت..... بلکہ واضح ترین حق بات جو کہ کسی بھی کتاب اللہ کے رموز و اسرار جاننے والے خبیر و بصیر عالم پر مخفی نہیں ہے؛ وہ یہی ہے کہ فضل و انعام اور مدح و اکرام کی اکثر آیات مبارکہ بلکہ سبھی کی سبھی آیات ہی ان کے متعلق اور ان کے اولیاء و رفقاء کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اور طعن و توبیخ اور تہدید و تشنیع بلکہ ایسی تمام آیات بلا شبہ سادات کے مخالف و اعداء اور ان کے بعد آنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں... بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کا باطنی حصہ امامت و ولائت کی دعوت کے ساتھ مختص کر دیا۔ جیسا کہ قرآن کا ظاہر دعوت توحید اور نبوت و رسالت کے لیے خاص کیا ہے۔

دوسرا مقصد: یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا بڑا حصہ ان کے بارے میں اور ان کے دشمن یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوا ہے۔

شیعہ شیخ فیض الکاشانی کہتا ہے: اکثر قرآن شیعہ کے بارے میں، ان کے اولیاء اور ان کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ [4]

[1] تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۵ ح ٤ ماعنی به الائمة من القرآن۔ [2] عوالی اللالی العزیزیة فی الاحادیث الدینیة الجملة الثانیة: فی الاحادیث المتعلقة بالعلم و اهله و حامله ج ٤/ ۱۰۷ ابن ابی جمهور الاحسائی ان کے دسویں صدی ہجری کے شیوخ عظام میں سے ہے۔ اور دیکھیں: تفسیر الصافی المقدمة الرابعة فی نبذ ماجاء فی معانی الآیات ۱/ ۳۱

[3] مقدمه تفسیر البرهان مسمی مراة الانوار و مشکاة الاسرار صفحه ٦ لأبی الحسن الفتونی المتوفی ۱۱٤۰ ھ الفتونی کو ''الحجۃ'' کے لقب سے نوازا ہے اور کہا ہے کہ ''اس کی کتاب جیسی کوئی کتاب بھی منصۂ شہود پر نہیں آئی۔ دیکھیں: خاتمة مستدرك الوسائل، ج ۲/ ٥٤ و الذریعة ج ۲۰/ ۲٦٤ ا۔ [4] تفسیر الصافی المقدمة الثالثة فی نبذ مما جاء ان جل القرآن انما نزل فیهم الخ ۱/ ۲٤۔

بلکہ ان کے شیخ ہاشم بن سلیمان البحرانی الکتکانی نے دعوی کیا ہے کہ تن تنہا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم میں ۱۱۵۴ مرتبہ تذکرہ موجود ہے اور اس نے اس سلسلے میں "اللوامع النورانية فی أسماء علی وأهل بيته القرآنية" ایک کتاب بھی تالیف کی ہے، جو کہ ۱۳۹۴ میں قم کے مطبعۃ العلمیۃ سے طبع بھی ہو چکی ہے۔

وضاحتی نوٹ!

اے انصاف پسند قاری! اگر آپ قرآن مجید کو شروع سے آخر قرآن کریم کا ہر صفحہ بڑے غور سے دیکھ لیں اور عربی لغات کی تمام قاموس اپنے پاس رکھ لیں تو قرآن کے بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بھی قرآن کریم میں نہیں پائیں گے۔ پھر شیعہ کے شیوخ کے ہاں یہ معاملہ مزید ترقی پا گیا جس طرح جھوٹ گھڑنے اور غلط کہنے کی عادت رکھتے چنانچہ انھوں نے قرآن کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔

چنانچہ ان کے حجۃ کہلانے والے کلینی نے جھوٹ گھڑتے ہوئے کہا: ابوعبداللہ'' سے روایت ہے آپ نے کہا ہے:

''إِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ أَرْبَعَةَ أَرْبَاعٍ :رُبُعٌ حَلَالٌ، وَ رُبُعٌ حَرَامٌ، وَ رُبُعٌ سُنَنٌ وَّ أَحْكَامٌ، وَ رُبُعٌ خَبَرُهَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَ نَبَأُمَا يَكُوْنُ بَعْدَكُمْ، وَ فَصْلُ مَا بَيْنَكُمْ''۔ [اصول الکافی ج ۲/ ۸۲۲]

''بے شک قرآن چار حصوں میں نازل ہوا ہے، ایک چوتھائی تو حلال ہے، ایک چوتھائی حرام ہے، ایک چوتھائی سنن واحکام ہیں، ایک چوتھائی تم سے پہلوں کی خبریں، تمہارے بعد والوں کی باتیں اور تمھارے باہمی امور کی تفصیلات ہیں۔''

وضاحتی نوٹ:

ہم سوال کرتے ہیں کہ: مذکورہ بالا تقسیم میں بارہ ائمہ کا تذکرہ کہاں ہے؟؟

شیعہ مذہب کے بعض شیوخ نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی کہ سابقہ روایت میں ان کے بارہ اماموں کا ذکر نہیں آیا تو کلینی نے یہ روایت جاری کر دی جو یہ بیان کرتی ہے کہ:

'' نَزَلَ الْقُرْآنُ أَثْلَاثًا، ثُلُثٌ فِينَا وَ فِي عَدُوِّنَا، وَ ثُلُثٌ سُنَنٌ وَّ أَمْثَالٌ، وَ ثُلُثٌ فَرَائِضُ وَ أَحْكَامٌ''۔

[اصول الکافی ج ۲/ ۸۲۲ ، واللوامع النورانية صفحة ۲۵۔

''قرآن تین تہائیوں کے حساب سے نازل ہوا ہے، ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں، ایک تہائی سنن وامثال کے بارے میں، اور ایک تہائی فرائض واحکام کے بارے میں۔''

پھر ان کے شیوخ نے اس کا بھی تدارک کیا اور مزید حصے بنا کر پیش کر دیے اور جھوٹ گھڑتے ہوئے بولے: ابوجعفر سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے:

'' نَزَلَ الْقُرْآنُ أَرْبَعَةَ أَرْبَاعٍ، رُبُعٌ فِينَا، وَ رُبُعٌ فِي عَدُوِّنَا، وَ رُبُعٌ سُنَنٌ وَّ أَمْثَالٌ، وَ رُبُعٌ فَرَائِضُ وَ أَحْكَامٌ

[اصول الکافی ج ۲/ ۸۲۲ و تفسیر نور الثقلین ۱/ ۱۶۷ ح ۵۷۱ سورۃ البقرۃ لعبد علی بن جمعۃ الحویزی

''(i) قرآن تو چار چوتھائیوں میں نازل ہوا ہے ایک چوتھائی ہمارے متعلق (ii) ایک چوتھائی ہمارے دشمن کے متعلق (iii) ایک چوتھائی سنن وامثال پر مشتمل ہے (iv) اور ایک چوتھائی فرائض واحکام پر مشتمل ہے۔'' [1]

بعض مسلمانوں نے توجہ دلائی کہ اس تقسیم کے لحاظ سے قرآن کریم میں ائمہ کی کوئی خاص امتیاز وخوبی تو موجود نہیں ہے جس میں وہ اپنے مخالفوں سے ممتاز ونمایاں ہوں تو ان کے شیخ العیاشی اس بات کو تاڑ گئے تو اس نے سابقہ روایت کی مثل ایک چوتھی روایت جاری کر دی جس میں یہ اضافہ بھی شامل کر دیا:

'' وَلَنَا كَرَائِمُ الْقُرْآنِ۔''

''اور ہمارے لیے قرآن کے عمدہ اور قیمتی مقامات ہیں۔''

اس اضافے کی طرف تفسیر الصافی کے مؤلف کاشانی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا:''

''وَ زَادَ الْعِيَاشِيُ :وَلَنَا كَرَائِمُ الْقُرآن '' [2]

''عیاشی نے یہ الفاظ زائد لکھے ہیں:''قرآن کی فضائل واکرام والی آیات ہمارے لیے ہیں''۔

سوال نمبر۷: ان تاویلات اور تفسیری بیانات کی اصل واساس کیا ہے جنھیں یہ قرآن کریم کے لیے بیان کرتے ہیں مزید اس کی چند مثالیں بھی ذکر کریں؟

جواب شیعہ کی تفاسیر میں سے سب سے پہلی کتاب جس نے اس انداز تفسیر کو بنیاد فراہم کی وہ ان کے شیخ جابر بن یزید بن الحارث الجعفی الکوفی المتوفی سنہ ۱۲۷ کی تفسیر القرآن ہے یہ شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر قرار دینے میں بہت مشہور تھا۔

عجیب بات:

احادیث کو ضعیف اور صحیح قرار دینے میں شیعہ مذہب کی کتب متضاد باتوں پر مبنی ہیں: کچھ باتیں تو ایسی ہیں جو اسے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے علم کے واقف کاروں میں سے یاد کرواتی ہیں اور اس پر صفات الٰہی کی جھلک بھی ڈالتی ہیں کہ وہ علم غیب جانتا ہے اور وہ کچھ بھی جانتا ہے جو ماؤں کے رحموں میں ہے الخ۔ ان کے شیخ محمد بن حسین الامین نے کہا ہے جابر نے امام الباقر رحمۃ اللہ علیہ سے ستر ہزار احادیث روایت کی ہیں۔ [3]

جبکہ ہم شیعی مصادر میں ایسی روایات بھی پڑھیں گے جو جابر جعفی پر تنقید کرتی نظر آتی ہیں اور اسے کذاب اور دجال قرار دیتی ہیں۔؟

[1] تفسیر العیاشی فی ما انزل القرآن ۱/ ۲۰ ح ۱؛ تفسیر الصافی المقدمة الثالثة: فی نبذ مما ان جل القرآن نزل فیهم و فی اولیائهم و اعدائهم و بیان سر ذلك ۱/ ۲۴۔

[2] الامام الصادق ص ۱۴۳ محمد حسین المظفر کی ، طبع الثالثه ۱۳۹۷ مطبع دار الزهراء بیروت ۔

[3] اعیان الشیعة ۱/ ۴۵ اور الامام الصادق تالیف محمد حسین ۱۴۳۔

لہٰذا شیعی شیوخ نے ایک اور روایت نقل کی، زرارہ نے کہا ہے: میں نے ابوعبداللہ سے جابر کی احادیث کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے اسے اپنے باپ کے پاس کبھی نہیں دیکھا سوائے ایک مرتبہ کے اور وہ میرے پاس بھی کبھی نہیں آیا۔'' [1]

یہ ہے تناقض وتضاد اور ایسا تناقض شیعہ افراد اور ان کے شیوخ کے متعلق ثقہ اور ضعیف کا حکم بکثرت ملتا ہے۔

اہم ترین بات:

شیعہ اثنا عشری کتابوں نے اپنے شیخ جابر جعفی سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی:

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾ [٥٩/ الحشر: ١٦]

''شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر، جب وہ کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بیزار ہوں، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔''

کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ: اس سے مراد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔ اور آپ کو ابلیس سے زیادہ عذاب دیا جاتا ہے۔ بعینہٖ یہی تفسیر اثنا عشریہ وراثت میں پاتے ہیں ان کے شیوخ اپنے اصلی اور قابل اعتماد مصادر میں اسے لکھتے ہیں اس پر اعتماد کرتے ہیں اور پھر اسے آگے نقل کرتے ہیں بلکہ جو شخص یہ بات نہ کہے تو اسے کافر قرار دیتے ہیں باوجود اس امر کے کہ یہ مرجع ومصدر یہودی ہے۔ [2]

شیعہ نے امام ابوجعفر علیہ السلام پر جھوٹ وافترا باندھتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جو نبی بھی بھیجا اسے ہماری ولایت کے اظہار اور ہمارے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرنے کے لیے بھیجا۔'' اس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ﴾۔

''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، مگر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور ان میں سے بعض پر ضلالت ثابت ہوگئی۔''

[یہ اہل سنت کا ترجمہ ہے؛ جبکہ شیعہ کہتے ہیں:] ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں: ''آل محمد کی تکذیب کرنے کی وجہ سے ان پر ضلالت ثابت ہوگئی۔'' [3]

[1] رجال الكشي ٣/ ٢٦٤ ح ٣٣٥ جابر بن يزيد الجعفي۔

[2] دیکھیں: تفسير العياشي ٢/ ٢٤٠، ح ٨ ح ٩ سورة ابراهيم اور تفسير الصافي ٣/ ٨٤ سورة ابراهيم اور تفسير البرهان ٤/ ٣١٧ سورة ابراهيم۔ [3] تفسير العياشي: ٢/ ٢٨٠، حديث نمبر: ٢٥ (سورة النحل)۔ تفسير الصافي: ٣/ ١٣٤ تفسير البرهان: ٤/ ٤٤٥ ح٥۔ تفسير نور الثقلين: ٣/ ٥٣، حديث نمبر: ٧٩/ سورة النحل

شیعہ کے متقدمین شیوخ سورۃ النساء کی اس آیت ۵۱

بالجبت الطَّاغُوْتَ أَیْ أَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ۔

''اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔'' سے مراد ابوبکر اور عمر لیتے ہیں۔

شیعہ کے ثقہ اسلام کلینی نے ابوجعفر پر ایک اور جھوٹ گھڑ کر روایت نقل کی ہے (جب کہ وہ اس سے بری ہیں): ''الجبت اور الطاغوت سے مراد فلاں فلاں ہیں۔'' [1]

جب کہ شیعہ عالم مجلسی کہتا ہے: ''فلاں فلاں سے مراد: ابوبکر اور عمر ہے۔'' [2]

اسی طرح یہ شیعہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو ''ثانی'' قرار دیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿ وَکَانَ الْکَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیرًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''کافر ثانی [یعنی عمر] امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف مددگار تھا۔'' [3]

شیعہ عالم الصفار نے امام ابوجعفر پر یہ جھوٹ گھڑ لیا ہے (وہ اس غلط تاویل سے بری ہیں): کہ آپ فرماتے ہیں: ''اس کی باطنی تفسیر قرآن یہ ہے کہ: ''یعنی حضرت علی ہی ولایت اور اطاعت میں آپ کے رب ہیں۔'' [4]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد [وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَاحِدٌ] [۱۶/ النحل: ۳۶] کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ''تم دو امام نہ بناؤ بے شک امام ایک ہی ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔''

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اقدس کے بارے میں انھوں نے یہ کہا ہے:

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِمَامَیْنِ اثْنَیْنِ

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ: یعنی دو امام نہ بناؤ''

''اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ أَیْ اِمَامٌ وَّاحِدٌ'' [5] ''معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔ یعنی امام ایک ہی ہے''۔

اسی طرح مفضل سے ایک من گھڑت روایت نقل کرتے ہیں کہ: اس نے سنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ فرما رہے تھے (وہ اس غلط تاویل سے بری ہیں) کہ:

﴿وأشرقت الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾

[''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی]۔''

[1] أصول لکافی: ۱/ ۳۲۴، ۳۲۵۔ کتاب الحجة، ح: ۸۳۔باب فیه نکت ونتف من التنزیل فی الولایة۔

[2] بحارالأنوار: ۲۳/ ۳۰۶، حدیث نمبر ۲۔باب انهم أنوار اللّٰه وتأویل آیات النور فیهم علیهم السلام۔

[3] تفسیر القمی:صفحه ۴۷۲ سورة الفرقان/ علی بن ابراهیم القمی) اور تفسیر نور الثقلین ۴/ ۲۵ حدیث نمبر ۸۲ سورة الفرقان۔

[4] بصائر الدرجات الکبری ۱/ ۱۶۹۔ ح: ۵۔ (النوادر من أبواب في الولایة)۔

[5] تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۸۳، ح: ۳۶ (سورة النحل) اور تفسیر نور الثقلین ۳/ ۶۰ حدیث نمبر ۱۱ سورة النحل

ابوعبداللہ کہتے ہیں: رب الأرض یعنی امام الأرض (کہ زمین کے امام کے نور سے چمک اٹھے گے)۔
میں نے کہا: جب امام نکل آئے گا تو کیا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ''اس وقت لوگ سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی سے مستغنی ہو جائیں گے اور امام علیہ السلام کے نور سے روشنی لیں گے۔'' [1]

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ أَیْ إِلَّا الْأَئِمَّةَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا، بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا چہرہ۔'' یعنی بجز ائمہ علیہم السلام کے۔

قمی نے ابوجعفر رحمہ اللہ پر روایت گھڑی کہ انھوں نے فرمایا: (جبکہ ایسا ممکن نہیں کہ انھوں یہ بات فرمائی ہو) ''ہم اللہ کا چہرہ ہیں جس سے اللہ عطا کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے ہم اللہ کا چہرہ ہیں جو ہلاک نہیں ہوگا۔'' [2]

اپنے امام الصادق رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

﴿وَ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ﴾

''تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا۔''

کی تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''ہم اللہ کا چہرہ ہیں''۔ [3]

شیعہ کے امام اکبر؛ خمینی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ﴾

''وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔''

یہاں پر ربکم ''اپنے رب'' سے مراد امام ہے۔'' [4]

[1] تفسیر القمی: ٥٩٥ (سورة الزمر) تفسیر الصافی: ٤/ ٣٣١۔

[2] تفسیر القمی: ٥٠٥ (سورة القصص) بحار الانوار ٢٤/ ١٩٢ حدیث نمبر ٧ باب انهم علیهم السلام جنب الله و وجه الله و یدالله امثالها

[3] التوحید لابن بابویه صفحه ١٤٥ حدیث نمبر ٤ تفسیر قول الله كل شیئ هالك الاوجهه، تفسیر الصافی ٤/ ١٠٨ سورة القصص۔ بحار الأنوار: ٢٤/ ٢٠١۔ حدیث نمبر: ٣٣ باب أنهم جنب الله

[4] [مصباح الهدایة إلی الخلافة والولایة ١٤٥؛ للخمینی]

وضاحتی نوٹ:

① علماء شیعہ کی تفسیر قرآن کے چند نمونے جو قبل ازیں بیان ہوئے ہیں بلا شبہ ان کے بارہ ائمہ کے ذکر خیر اور ان کے مخالفین کے ذکر پر مشتمل ہیں، شیعہ علماء نے اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے ہزاروں نصوص اکٹھی کرنے پر اپنی توانائیاں صرف کر دی ہیں۔

ابوعبداللہ رحمہ اللہ کے سامنے آیات الٰہیہ کی ایسی ہی باطنی تاویلات اور باطنی تفسیروں کا ذکر کیا گیا اور ان کے سامنے یہ بات عرض کی گئی: ''آپ کی طرف سے الخمر، المیسر، الأنصاب اور الأزلام کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا:

''مَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِيُخَاطِبَ خَلْقَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ''

''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے اس طرح کی باتیں کرے جنھیں وہ جانتے ہی نہ ہوں۔'' [1]

ابوعبداللہ کا مذکورہ فرمان جو شیعہ مذہب کی قابل اعتماد کتب الرجال میں وارد ہے ان کے شیوخ کی تعمیر کردہ ایسی تمام تحریفات کی عمارتوں کو منہدم کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور اس کی آیات میں اس رویہ کا نام ہی الحاد ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو اس طرح فرما رہے ہیں:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ [۱۲/ یوسف: ۲]

''یقیناً ہم نے آپ پر اس عربی قرآن کو نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [۱۵/ الحجر: ۹]

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

شیعہ مشائخ کے لیے کمر شکن:

شیعہ علماء کی قابل اعتماد اور ان کے ہاں متفق علیہ کتابوں میں مروی ایسی باطنی تاویلات اور تفسیری بیانات کے متعلق امام ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے ان کے گھڑنے والوں پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ لوگ یہود، نصاریٰ، مجوس اور مشرکین سے بھی بدتر ہیں اور شیعہ علماء نے بذات خود ان سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے ان کے متعلق یہ فرمایا ہے: ''یہ لوگ یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکوں سے بھی زیادہ برے ہیں، اللہ کی قسم ان کے کسی بھی چیز کو حقیر و ذلیل قرار دینے

[1] رجال الكشي: ٤/ ٣٦٠، حديث نمبر: ٥١٣ (ماروى فى محمد بن أبى زينب . . .) وسائل الشيعه : ١٢/ ٣٨٣، حديث نمبر: ١٣ باب تحريم كسب القمار حتى الكعاب . . . ''[[یہ سوال اس آیت مبارکہ کے متعلق تھا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [۵/ المائدة: ۹۰] ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو'' مترجم آغا دلدار حشر حسرت]

سے وہ چیز حقیر و ذلیل نہیں بن سکتی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت و سربلندی عطا فرمائی ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آ سکتا۔ اللہ کی قسم! اگر میں ان باتوں کا اقرار کرلوں جو اہل کوفہ میرے حوالے سے کہتے ہیں تو زمین مجھے دبوچ لے۔ میں تو صرف عبد مملوک ہوں اور میں کسی چیز کو نقصان اور نفع پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ [1]

2 ایسی تمام تاویلات اجتہادی آراء نہیں ہیں جو شیعہ علماء کے مابین بحث و تکرار کے قابل ہوں بلکہ یہ تو شیعہ علماء کے نزدیک قطعی الثبوت اور مقدس نصوص ہیں جن کا مقام و مرتبہ وحی کے برابر ہے بلکہ وحی سے بھی بلند تر کیونکہ یہ منسوخ نہیں ہوسکتیں۔ جبکہ قرآن کریم کی وحی کو تو ان کا امام منسوخ قرار دے سکتا ہے۔

انھوں نے روایت گھڑتے ہوئے کہا کہ سفیان السمط سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی: میں آپ پر فدا ہوں کوئی شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آتا ہے جو کذب بیانی میں مشہور و معروف ہے پھر وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرے جسے ہم بدمزہ اور بدنما پاتے ہیں، تو ابوعبداللہ نے فرمایا:

''وہ تجھے کہتا ہے کہ میں نے رات کو دن کہا ہے یا دن کو رات کہا ہے۔'' فرمایا: ''اگر وہ شخص تجھے یوں کہتا ہے کہ'' میں ہی نے یہ بات کہی ہے۔'' تو تو اسے مت جھٹلا، کیونکہ تو مجھے ہی جھٹلائے گا۔'' [2]

3 شیعہ کے شیوخ کے نزدیک تفسیر کے دو پہلو ہیں ظاہری اور باطنی..... جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا ہے..... اور دونوں ہی معتبر ہیں، ظاہری تفسیر سبھی شیعہ کے لیے بیان کی جاتی ہے رہی باطنی تفسیر تو وہ صرف انھی خواص شیعہ کے لیے بیان کی جاتی ہے جو اسے برداشت کرنے اور اٹھانے کی استطاعت اور خوبی عطا کیے جاتے ہیں۔

عبداللہ بن سنان ذریح المحاربی سے روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے میں اسے کرنا چاہتا ہوں، تو آپ نے دریافت کیا اور وہ کون سا کام ہے؟ میں نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ [۲۲/ الحج: ۲۹]

''پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔''

آپ نے فرمایا:

[1] رجال الکشی ٤/ ٣٦٧ حدیث نمبر ٥٣٨ ما روی فی محمد بن ابی زینب اسمه مقلاص ابو الخطاب البراد الاجدع الاسدی۔ ، بحار الأنوار ٢٥/ ٢٩٤ حدیث نمبر ٥٣ باب نفی الغلو فی النبی و الائمة صلوات الله علیه و علیهمو بیان معانی التفویض اور۔معجم رجال الحدیث ١٥/ ٢٦٢۔

[2] بحار الأنوار، ج: ٢/ ٢١١۔٢١٢ حدیث نمبر ١١ باب ان حدیثهم علیهم السلام صعب مستصعب وان کلامهم ذووجوه کثیرة وفضل التدبر فی اخبارهم علیهم السلام۔اورمختصر بصائر الدرجات ١٩٠ حدیث نمبر ٢٤٢ باب ماجاء فی التسلیم لما جاء عنهم و ما قالوه۔

''ثُمَّ لْيَقْضُوْا نَفَثَهُمْ '' لِقَاءُ الْإِمَامِ

''پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں۔'' سے مراد امام کی ملاقات ہے۔

''وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ '' تِلْكَ الْمَنَاسِكُ

''اور اپنی نذریں پوری کریں۔'' سے مراد وہ مناسک ہیں۔

عبداللہ بن سنان کہتا ہے: میں ابوعبداللہ کے پاس آیا اور عرض کی: ''میں آپ پر قربان! اس فرمان الٰہی: ﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ﴾ کی تفسیر کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا اور اسی طرح کے دیگر میل کچیل دور کرنے والے کام مراد ہیں۔'' کہتے ہیں، میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں، بلاشبہ ذریح المحاربی نے مجھے آپکے نام سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے اسے فرمایا تھا: ''﴿لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ امام کی ملاقات اور ﴿ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ﴾ حج کے مناسک مراد ہیں، تب فرمانے لگے: ''ذریح نے بالکل بجا فرمایا اور تو نے بھی عین سچ بولا، بیشک قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور یہ علم کون حاصل کریگا؟ ذریح جیسی علمی صلاحتیں اور کس میں ہیں؟'' [1]

تعلیق:

اس واضح نص اور دیگر نصوص میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ قرآن کریم کے ظاہری معانی ہیں جو عام لوگوں سے بیان کیے جاتے ہیں اور اس کے کچھ باطنی معانی بھی ہیں جو صرف خواص کے لیے ذکر کیے جاتے ہیں اور خاص بھی وہ جو ان معانی کو اٹھانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور وہ انتہائی قلیل تعداد میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھار وہ پائے ہی نہیں جائیں گے (اور کون اسے حاصل کرے گا جیسے ذریح حاصل کر رہا ہے)!!

ایک سوال:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شیعہ کے ائمہ اس باطنی علم کے ساتھ اس درجہ بخل رکھتے ہیں اور سبھی شیعہ کے پاس اسے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کرتے ہیں ماسوائے ذریح جیسی سطح کے لوگوں کے! تو پھر اثناعشری کتابوں نے اپنے ائمہ کے منہج وطریق کی کیوں مخالفت کی ہے اور پھر اس بخل زدہ علم کو غیر اہل، خاص و عام کے لیے کیوں شائع کیا ہے بلکہ

[1] فروع الكافي: ٤/ ٧٤٣۔ كتاب الحج ، باب اتباع الحج بالزيارة، حديث نمبر:٤۔ مزيد ديكھئے: من لا يحضره الفقيه ٢/ ٣٧٣ حديث نمبر ٣٠٣٧ باب قضاء التفث۔ تفسير البرهان: ٥/ ٢٨٦ حديث نمبر ١٣ سورة الحج۔ وسائل الشيعة ١٠/ ٤٣٧ حديث نمبر ٤ باب تاكد استحباب زيارة النبى صلى الله عليه وسلم والائمة عليهم السلام وخصوصا بعد الحج اور بحار الانوار ٢٤/ ٣٦٠ حديث نمبر ٨٤ باب جوامع تاويل ما نزل فيهم عليهم السلام و نوادرها۔

اپنی ملت کے دشمنوں اہل سنت وغیرہ کے سامنے بھی؟ ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ [۳۸/ ص: ۵]

''واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔''

لیکن یہ امر قابل تعجب نہیں ہے!! ان لوگوں نے خود کو کم علم اور علم چھپانے کی کمی کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا ہے۔ ان کے شیخ الکلینی نے علی بن الحسین سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: ''میں پسند رکھتا ہوں، اللہ کی قسم! کہ میں اپنے شیعہ میں موجود دو کوتاہیوں کے عوض اپنے بازو کا گوشت فدیہ میں دے دوں یعنی کم عقلی وحماقت اور چھپائے رکھنے کی کمی۔'' [1]

④ شیعہ علماء کی یہ سب باطنی تاویلات؛ جن کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور جن کی دعوت پیش کرتے ہیں یہ سب کی سب کتاب اللہ میں کی آیات میں کجی اور الحاد کے باب میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ [۴۱/ حٰمٓ السجدة: ۴۰]

''بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں، وہ کچھ ہم سے مخفی نہیں، بتلاؤ تو جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو امن وامان کے ساتھ قیامت کے دن آئیگا؟ تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ وہ تمھارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے۔''

سوال نمبر ۸: علماء شیعہ میں سے وہ کون سا پہلا عالم ہے جس نے قرآن کریم میں کمی بیشی اور تحریف کی باتیں کی ہیں؟

جواب ایسا کہنے والا شیعہ عالم شیخ ہشام بن الحکم (ت ۱۹۰ھ) ہے؛ جو کہ عقیدہ تجسیم [2] کا قائل تھا۔ اس نے یہ گمان اور خیال ظاہر کیا تھا کہ قرآن خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایام خلافت میں گھڑا گیا تھا۔ جب کہ حقیقی قرآن اس کے عقیدے کے مطابق صحابہ کرام مرتد ہونے پر آسمانوں کی جانب اٹھا لیا گیا تھا۔ [3]

کتاب شیعہ میں سے سب سے پہلی کتاب جس میں ان کے عقیدہ کے متعلق تحریر کیا گیا ہے کہ قرآن میں کمی وبیشی ہوئی ہے وہ شیعہ شیخ سلیم بن قیس الہلالی المتوفی سنہ ۹۰ھ کی کتاب ہے۔ حجاج نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر یہ وہاں سے بھاگ گیا اور ابان بن ابوعیاش [4] کے ہاں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو سلیم بن قیس نے اسے اپنی یہ کتاب عنایت کی تب ابان بن ابوعیاش نے اس سے یہ روایت کی۔ [5] اس کے علاوہ کسی نے بھی اس

[1] اصول الکافی، ج: ۲/ ۵۷۵ حدیث نمبر ۱ باب الکتمان۔ وسائل الشیعة، ج ۱۱/ ۲۵۸ حدیث نمبر ۲ باب وجوب کتم الدین عن غیر اهله مع التقیة۔ بحار الأنوار، ج: ۶۸/ ۴۱۶ حدیث نمبر ۴۰ باب الحلم و العفو و کظم الغیظ الحضال۔ [2] معجم رجال الحدیث ۲۰/ ۳۲۸۔ [3] التنبیه والرد صفحه ۲۵ و جوابات اهل الموصل للمفید صفحه ۴۵ حاشیة نمبر ۵۔ [4] اس سے مراد ابو اسماعیل ابان بن ابوعیاش المتوفی ۱۳۸ھ الحلی اور الأردبیلی نے اس کے متعلق لکھا ہے: ''ابان بن ابوعیاش بہت ہی ضعیف راوی ہے، ہمارے اصحاب سلیم بن قیس کی کتاب وضع کرنے کی اسی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔'' (رجال ابن داود الحلی، ص ۲۲۶ القسم الثانی باب الهمزة نمبر ۲، جامع الرواة و ازاحة الاشتباهات عن الطرق والاسناد ۱/ ۹۔ [5] رجال الحلی، ۲۴۹ القسم الثانی باب السین۔ الذریعة الی تصانیف الشیعة ۲/ ۱۵۴ نمبر ۵۹۰ الفهرست لا بن الندیم، ص ۱/ ۲۱۹ اور سلیم بن قیس کا اہل سنت والجماعت کی کتب اسماء الرجال میں ذکر نہیں ہے۔

سے اس کتاب کی روایت نہیں کی۔ اور یہ وہ سب سے پہلی کتاب ہے جو شیعہ کے لیے وجود میں آئی۔ [1]

اس کی بابت ان کے شیخ مجلسی نے یوں لب کشائی کی ہے: ''یہ شیعہ کے اصول میں سے ایک اصل ہے اور یہ قدیم ترین کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف کی گئی ہے۔ یہ کتاب طائفہ امامیہ پر اللہ کا بہت بڑا انعام ہے''۔ [بحار الأنوار ۱۰۱/ ۸]

بلکہ شیعہ علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ سلیم بن ہلالی کی کتاب اصول کی معتبر کتب میں سے ایک اہم اصولی کتاب ہے جنہیں اہل علم اور آل بیت کی حدیث کو بیان کرنے والوں نے روایت کیا ہے۔ یہ کتاب تمام مصادر میں سے قدیم ترین ہے کیونکہ اس کتاب میں شامل تمام روایات رسول اللہ ﷺ اور امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہیں۔''

امام ابو عبد اللہ الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''ہمارے محبین اور ہمارے شیعہ میں سے جس کے پاس سلیم بن قیس الھلالی کی کتاب موجود نہ ہو اس کے پاس ہماری کوئی علمی دستاویز نہیں ہے۔ یہ کتاب شیعہ کی حروف تہجی ہے۔ اور یہ کتاب آل محمد ﷺ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔'' [2]

الکشی لکھتا ہے کہ ابان بن عیاش نے یہ کتاب علی بن حسین علیہ السلام کو پڑھ کر سنائی تو انھوں نے فرمایا: ''سلیم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے۔ یہ حدیث ہمارے ہاں معروف ہے۔'' [3]

حالانکہ اس کتاب میں شیعہ سبائیہ کا عقیدہ شامل ہے کہ حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ رب والہ مانتے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ شیعہ علماء حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درج ذیل کلمات کے ساتھ پکارتے ہیں:

''یا اوّل یا آخر یا ظاھر یا باطن یا من ھو بکل شی ء علیم''!!

''اے اول، اے آخر، اے ظاہر، اے باطن، اے ہر چیز کو جاننے والے...''

سلیم بن قیس الہلالی کی کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انھیں القابات کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔''

''یا اوّل یا آخر یا ظاھر یا باطن یا من ھو بکل شی ء علیم''!!

اسی بنا پر انہوں نے ایک قصہ گھڑ کر روایت کرنا شروع کر دیا کہ: ''امیر المومنین باہر نکلے اور ان کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر اور مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی تھی۔ آپ بقیع پہنچ کر ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر جب سورج طلوع ہوا تو علی علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کی نئی مطیع و فرمانبردار مخلوق! السلام علیک۔ تو انہوں نے آسمان سے گنگناہٹ سنی جو ایک کہنے والا جواب دے رہا تھا:

[1] الذریعة إلی تصانیف الشیعة ج ۲/ ۱۵۳ رقم ۵۹۰ اور الفهرست ابن ندیم ص۲۱۹ فقهاء الشیعة و محدثیهم و علمائهم، اور بحار الانوار۱۰۸/ ۸ فی البحار و ما فیه و تعریفه۔

[2] الذریعة إلی تصانیف الشیعة، ج ۲/ ۱۵۲۔ [3] رجال الکشی:۲/ ۱۸۴۔ حدیث نمبر:۱۶۷ (سلیم بن قیس الهلالی) تهذیب الأحکام: ۹/ ۲۱۷۴ حدیث نمبر ۱۴۔ کتاب الوصایا، باب الوصیة و وجوبها، حدیث نمبر:۱۴۔ وسائل الشیعة:۱۸/ ۳۵۳۔ حدیث: ۷۸، باب وجوب العمل بأحادیث النبی ﷺ۔ بحار الأنوار:۱/ ۷۹، الفصل الخامس: فی ذکر بعض مالا بد من ذکره...''

''وعليك السلام يا اوّل يا آخر يا ظاهر يا باطن يا من هو بكل شي ء عليم''!!

''اے اول و آخر، ظاہر و باطن، اے ہر چیز کو جاننے والے آپ پر بھی سلام ہو''۔

لہٰذا جب حضرت ابوبکر، عمر اور انصار و مہاجرین نے سورج کی یہ کلام سنی وہ سب بے ہوش ہو گئے۔ پھر کئی گھنٹوں بعد انھیں ہوش آئی۔ اس دوران میں امیر المومنین علیہ السلام اس جگہ سے واپس آ گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا پایا۔ تو عرض کی آپ کہتے ہیں کہ علی ہماری طرح ایک بشر ہے جب کہ سورج نے انہیں ان کلمات کے ساتھ مخاطب کیا ہے جن کے ساتھ باری تعالیٰ نے خود کو مخاطب کیا ہے۔ [كتاب سليم بن قيس ، ص ٤٥٣۔]

تعارض:

شیعہ یہ بھول گئے کہ انہوں نے ایسی روایت گھڑی جس میں روایت کیا ہے ان سب کو ایک گھنٹے بعد ہوش آ گئی تھی۔'' [1]

ان کا عقیدہ ان کی بنیادی کتب اور معتمد مصادر میں موجود ہے۔ انھوں نے ایک اور جھوٹی روایت بھی بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اے محمد! علی اول ہے علی آخر ہے اور وہ ظاہر و باطن ہے، اور وہ ہر چیز بخوبی جانتا ہے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے میرے رب! کیا یہ صفات تیری نہیں؟....'' [2]

پھر اسی بات کا ان کی آیت عبدالحسین العاملی نے ببانگ دہل اعلان کر دیا اور بولا:

اَبَا حَسَنٍ اَنْتَ عَيْنُ الْإِلٰهِ — وَ عُنْوَانُ قَدْرَتِهِ السَّامِيَةْ
وَ اَنْتَ الْمُحِيْطُ بِعِلْمِ الْغُيُوْبِ — فَهَلْ عِنْدَكَ تَعْزُبُ مَنْ خَافِيَةْ
وَ اَنْتَ مُدَبِّرُ رَحَى الْكَائِنَاتِ — وَ عِلَّةُ اِيْجَادِهَا الْبَاقِيَةْ
لَكَ الْأَمْرُ اِنْ شِئْتَ تُنْجِيْ غَدًا — وَ اِنْ شِئْتَ تَسْفَعُ بِالنَّاصِيَةْ۔ [3]

''اے ابوالحسن! تو الٰہ کی انکھ ہے یا تو عین الٰہ ہے اور اس کی بلند قدرت کا پتا اور ایڈریس ہے۔''

''اور تو غیبوں کے علم کا احاطہ کرنے والا ہے کیا جو چیز مخفی ہے وہ تجھ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔''

[1] الفضائل ، ص ٧٠ ؛ خبر كلام على مع الشمس شاذان بن جبرئيل قمی کی تصنیف ہے۔

[2] بصائر الدرجات الكبرى ٢/ ٤٧٥۔ ح/ ٣٧۔ باب النوادر في أئمة عليهم السلام و أعاجيبهم۔ بحار الأنوار ١٨/ ٣٧٧؛ ح/ ٨٢ باب اثبات المعراج و معناه و كيفيته و صفته و ما جرى فيه ووصف البراق۔

[3] ١۔ديوان شعراء الحسين الجزالاول من القسم الثانى الخاص بالادب العربى ٤٨۔ محمد باقرالاروانى طبع طهران ١٣٧٤ هجرى۔ پھر یہی عقیدہ ان کی اساسی کتابوں میں اور ان کے معتبر مصادر میں انتہائی خوشگواری سے بڑھتا آیا۔ اور یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اَنَا وَجْهُ اللّٰهِ وَ اَنَا جَنْبُ اللّٰهِ وَ اَنَا الْاَوَّلُ وَ اَنَا الْآخِرُ وَ اَنَا الظَّاهِرُ وَ اَنَا الْبَاطِنُ وَ اَنَا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ..... اَنَا اُحْيِيْ وَ اَنَا اُمِيْتُ وَ اَنَا حَيٌّ لَا اَمُوْتُ.....''۔ ''میں اللہ کا چہرہ ہوں، میں اللہ کا پہلو ہوں، میں اول ہوں، میں آخر ہوں، میں ظاہر ہوں، میں باطن ہوں، میں ہر چیز کو جاننے والا ہوں..... میں زندہ کرتا ہوں، میں مارتا ہوں اور میں زندہ ہوں میں مروں گا نہیں''۔ [آغا دلدار حشر حسرت]۔

''اور تو کائنات کی چکی کا مدبر ہے اور اس کی باقی رہنے والی ایجادات کا باعث ہے۔''

''سارا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے کل قیامت کو اگر تو چاہے تو نجات دے دے اور اگر تو چاہے تو پیشانی سے گھسیٹ لے۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے:

جمیع صفات الرب فیه تجمعت و ما اجتمعت إلا لسر و حکمة۔[1]

''اللہ تعالیٰ کی تمام صفات آپ میں جمع ہوگئی ہیں۔ اور ان کے جمع ہونے کی وجہ کوئی خاص راز اور حکمت ہے''۔

شیعہ علماء پر ایک زبردست آفت:

بعض شیعہ علماء نے سلیم بن قیس کی کتاب میں ایک زبردست بات دریافت کی ہے ان کی یہ دریافت اثنا عشری تشیع کی بنیادیں منہدم ہونے سے قبل کی ہے، قارئین کرام! یہ خیال مت کریں کہ یہ دریافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت والا معاملہ ہے، نہیں کیونکہ اسے تو وہ تسلیم کرتے ہیں، لیکن وہ خطرناک بات جسے انھوں نے مذکورہ کتاب سے دریافت کیا ہے وہ ہے کہ اس نے ائمہ کی تعداد کو تیرہ بنایا ہے؟ تو یہ ایک زبردست آفت اور مصیبت ہے جو اثنا عشری مذہب کو بنیادوں سے گرا رہی ہے؟

سوال نمبر۹: شیعہ علماء کا قرآن میں کمی بیشی اور تحریف کے عقیدہ کی ابتدا کس طرح شروع ہوئی؟

جواب اس عقیدہ کی ابتدا سلیم بن قیس کی کتاب سے ہوئی ہے اور یہ صرف دو روایتیں ہیں، قریب تھا کہ یہ روایات ملیامیٹ ہو جاتیں کہ تیرہویں صدی ہجری میں شیعہ عالم علی بن ابراہیم القمی (المتوفی ۳۰۷ھ) نے انھیں زندہ کیا اور یوں لکھا: ''قرآن میں ناسخ اور منسوخ ہے۔'' حتیٰ کہ یہ کہا: ''اس کے ہر حرف کی جگہ ایک اور حرف ہے اور اس میں تحریف بھی ہے، اس میں ایسی آیات بھی ہیں جو اللہ کے نازل کردہ قرآن کے خلاف ہیں... حتیٰ کہ یہ تک کہہ دیا: ''وہ آیت جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن کے خلاف ہے وہ یہ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ [۳/ آل عمران ۱۱۰]

''تم سب سے بہتر امت ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

ابو عبداللہ نے اس آیت کے پڑھنے والے سے کہا: کیا ﴿خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ ''امت کے بہترین لوگ'' بھی امیر المؤمنین اور حسن و حسین بن علی علیہم السلام سے جنگ کر سکتے ہیں؟۔

[1] دائرة المعارف الشيعية ۱/ ۱۵۳۔ لمحمد حسين الأعملي الحائري۔

ابوعبداللہ سے پوچھا گیا: اے رسول اللہ کے صاحبزادے! پھر یہ آیت کیسے نازل ہوئی تھی؟۔تو آپ نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی:

﴿کنتم خیر ائمة اُخرِجتْ لِلنَّاس﴾ (کہ تم بہترین امام ہو) جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہے''۔

پھر لکھتے لکھتے یوں کہا: ''اس میں تحریف بھی ہوئی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے برخلاف بھی ہے۔''

مزید لکھا: ''رہی وہ بات جو اس میں تحریف شدہ ہے تو وہ یہ فرمان گرامی ہے:

﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ "[[فِيْ عَلِيٍّ]] بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

[٤/ النساء: ١٦٦]

''جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔[[حضرت علی کے بارے میں اتارا ہے.....]] اپنے علم سے نازل کیا ہے' اور ملائکہ بھی اس کی گوئی گواہی دیتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی تحریف شدہ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ فِيْ عَلِيٍّ ﴿وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ [٥/ المائدة: ٦٧]

''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے (یعنی علی کے بارے میں) اسے پہنچا دیجیے۔اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا﴾ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ ﴿لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ﴾

[٤/ النساء: ١٦٨]

''جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا'' یعنی آل محمد پر ان کے حق کے معاملے میں۔''انھیں اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہ بخشے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی:

﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ ﴿اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾

''اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا'' یعنی آل محمد پر ان کے حق میں۔''کہ وہ کس پہلو پر پلٹتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی:

﴿وَ لَوْ تَرٰٓى﴾ الذين ظلموا آل محمد في حقهم ﴿فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ﴾ [٦/ الأنعام: ٩٣]

''اور جب آپ انہیں دیکھیں گے'' جن لوگوں نے آل محمد پر ان کے حقوق میں ظلم کیا'' وہ موت کی سختیوں میں ہوں گے۔'' [1]

اس طرح کی مثالیں ان کے ہاں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔قرآن مجید میں کمی بیشی اور تحریف کا دعوی کرنے والوں میں درج ذیل شیعہ علماء شامل ہیں:

ا: محمد بن حسن الصفار۔ یہ ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا:'' کتاب اللہ کو انھوں نے بدل ڈالا، کعبۃ اللہ کو گرا دیا، آل نبی کو قتل کر دیا، اور اللہ کی ہر امانت سے براءت کا اظہار کر دیا۔'' [2]

۲: ایک دوسرا شیعہ عالم: سعد بن عبداللہ قمی (متوفی ۳۰۱ھ) ہے۔ وہ کہتا ہے:'' باب: ان آیات کے بیان میں جن میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ منشاء کے برعکس تحریف کی گئی ہے۔اور انہیں ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے علماء آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے''۔ [3]

۳۔تیسرا عالم محمد بن مسعود بن عیاش السلمی المعروف بالعیاشی (متوفی ۳۲۰ھ) ہے: اس نے ابوجعفر علیہ السلام سے یہ روایت کی کہ انھوں نے فرمایا:'' اگر قرآن مجید میں کمی واضافہ نہ کیا گیا ہوتا تو ہر عقل مند شخص پر ہمارا حق مخفی نہ رہ سکتا۔ [4]

۴: چوتھا عالم محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی (متوفی ۳۲۸ھ) ہے۔ [5] یہ ابوعبداللہ سے یہ روایت نقل کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا:'' بے شک وہ قرآن جسے جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوا تھا اس کی سترہ ہزار آیات تھیں۔'' [6]

[1] تفسیر القمی صفحہ ۱۴ مقدمۃ المؤلف اور فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب صفحة ۲۵ المقدمة الثالثة۔

[2] بصائر الدرجات الكبرى: ۲/ ۲۹٦، حديث نمبر، ۳ باب فی قول رسول الله ص انی تارك فيكم . . . " فصل الخطاب فی تحريف كتاب رب الارباب ص ۲٦ المقدمة الثالثة

[3] بحار الأنوار ۸۹/ ٦۰؛ ح: ٤۷۔ باب: ماجاء في كيفية جمع القرآن و ما يدل على تبديله ۔ وفصل الخطاب ' في تحريف كتاب رب الأرباب ص ۲٦۔

[4] تفسير العياشي: ۱/ ۲۵۔ حديث نمبر ٦ ماعنى به الأئمه من القرآن) اور فصل الخطاب فی تحريف كتاب رب الارباب صفحة ۲٦ المقدمة الثالثة۔

[5] یہ الکافی کے مؤلف ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ شیعی معتمد ترین چار بنیادی کتب میں سے ایک ہے۔آل رسول سے منقول اس جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ الذريعة: ۱۷/ ۲٤۵۔ نمبر: ۹٦) ۔کتاب الکافی یہ اپنے لوگوں کے نزدیک اس مرتبے والی کتاب ہے جو مقام ومرتبہ ہمارے ہاں "صحيح البخاری" کا ہے بلکہ اس سے بھی بڑے درجے والی ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر بن محمد نے ارشاد فرمایا ہے: "اِنَّ الْكَافِیَ عُرِضَ عَلَى الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَحْسَنَهُ وَ قَالَ : كَافٍ لِشِيْعَتِنَا "'' بلاشبہ کافی کو امام القائم علیہ السلام کے روبرو پیش کیا گیا تو آپ نے اسے مستحسن قرار دیا اور فرمایا: یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔''(مقدمة الكافی، ص : ۲۵) الذريعة إلى تصانيف الشيعة، ج ۱۷/ ۲٤۵، وسائل الشيعة، ج : ۲۰/ ۷۱، مستدرك الوسائل، ج : ۳/ ٤۳۲۔

[6] اصول الكافی: ۲/ ۸۲٦۔ كتاب فضل القرآن، ح: ۲۹، باب النوادر۔ اہل سنت کے قرآن کی آیات کی تعداد ٦۲۳٦ ہے لہٰذا زائد کتنے ہزار ہوئے، شمار کرلیں؟!)۔

۵: پانچواں عالم علی بن اُحمد ابوالقاسم الکوفی (متوفی ۳۵۲ھ): نے اپنی کتاب ''الاستغاثۃ'' میں شیعہ فرقہ کے اس اجماع پر یہ گواہی دی ہے کہ قرآن مجید میں تحریف کر دی گئی ہے۔''

وہ کہتا ہے: ''اہل قبلہ و آثار کے خواص وعوام کا اجماع ہے کہ یہ قرآن جو عوام کے ہاتھوں میں موجود ہے' وہ پورا قرآن نہیں ہے۔ اور قرآن سے وہ چیز ختم کر دی گئی ہے جو کہ اب لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ اس کے ملحقات ہیں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں: ''اس قرآن میں کچھ ایسی چیزیں تھیں جو عثمان کو ناپسند تھیں' اس لیے اس نے لیے اسے لوگوں سے لیکر ختم کر دیا''۔ اس کی اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمنی پر یہی گواہی کافی ہے۔'' [1]

۶: چھٹا عالم فرات بن ابراہیم الکوفی (متوفی ۳۵۲ھ) ہے۔ یہ ابوجعفر باقر علیہ السلام پر جھوٹ گھڑتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت رسول اللہ پر اس طرح نازل ہوئی تھی:

[بئسَما اشْتَرَوا بِهِ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بغيًا] (في علی) [2]

''وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنے نفس بیچ دیے یہ کہ وہ اس چیز کا انکار کرتے ہیں جو اللہ نے نازل کی، صرف اس حسد کی بنا پر۔'' (علی کے بارے میں)۔

۷: ساتواں عالم: محمد بن ابراہیم نعمانی (ت ۳۸۰ھ) ہے: یہ اصبغ بن نباتہ سے من گھڑت روایت نقل کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو سنا وہ فرما رہے تھے: ''گویا کہ میں کوفہ کی مسجد میں عجمی لوگوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوں، وہ لوگوں کو قرآن ایسے سکھا رہے ہیں جیسے وہ نازل کیا گیا تھا۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! کیا یہ قرآن ویسے نہیں جیسے نازل کیا گیا تھا؟'' انھوں نے فرمایا: ''نہیں، اس قرآن سے ستر قریشیوں اور ان کے آباء کے نام حذف کر دیے گئے ہیں اور ابولہب کا نام صرف رسول اللہ کی توہین کے لیے باقی رکھا گیا ہے کیونکہ وہ آپ کے چچا تھے۔'' [3]

۸: آٹھواں عالم محمد بن النعمان الملقب بالمفید (متوفی ۴۱۳ھ): اس نے اپنی کتاب ''اوائل المقالات ص ۴۶'' میں اس کفر پر اپنے شیوخ کا اجماع نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

''امامیہ فرقہ کے ائمہ کا اجماع ہے کہ گمراہ ائمہ [4] نے قرآن جمع کرنے میں بہت ساری چیزوں کی خلاف ورزی کی۔ اور اسے موجب تنزیل اور سنت نبوی سے تبدیل کر کے پیش کیا۔ معتزلہ' خوارج' زیدیہ' مرجئہ اور محدثین کا ہمارے ذکر کردہ امور میں امامیہ کے خلاف اجماع ہے۔'' [5]

اس نے اپنی کتاب ''الارشاد'' میں ایک اور بات بھی گھڑ لی ہے۔ کہتا ہے: ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

[1] الاستغاثة في بدع الثلاثة ۱/ ۹۲۔ فصل الخطاب ۲۶۔ [2] تفسير الفرات الكوفي ص ۶۰؛ ح: ۲۳۔

[3] الغيبة: ۳۳۳، حديث نمبر: ۵، باب ۲۱، ماجاء في ذكر أحوال الشيعة عند خروج القائم عليه السلام۔ مستدرك سفينة البحار ۷/ ۱۰۸۔ [4] شیعہ گمراہ آئمہ سے مراد کبار صحابہ کرام کو لیتے ہیں۔

[5] أوائل المقالات ص ۴۶۔ القول في الرجعة و البداء و تأليف القرآن۔

تنبیہ: شیعہ علماء اپنے آئمہ کا ذکر کرتے ہوئے ع لکھتے ہیں جو علیہ السلام کا اختصار بنا رکھا ہے، انہوں نے بغیر کسی دلیل کے اسے علی رضی اللہ عنہ اور اپنے دوسرے آئمہ کے لیے مخصوص کر لیا ہے، اور وہ ص کا حرف صلی اللہ علیہ وسلم کے اختصار کے طور پر لکھتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کوتاہی شمار ہوتی ہے۔

''جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ خیمے نصب کرے گا جہاں پر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا قرآن سکھایا جائے گا۔ اور آج کے قرآن کی نسبت اس کا حفظ کرنا بہت مشکل ہوگا۔ کیونکہ اس کی تالیف اس سے مختلف ہے۔'' [1]

۹: نواں عالم: ان میں ''الاحتجاج'' کا مؤلف الطبرسی بھی شامل ہے۔ [2]

۱۰: دسواں عالم: نعمت اللہ الجزائری (متوفی ۱۱۱۲ھ) ہے۔ یہ کہتا ہے: ''ہمارے اصحاب و مشائخ نے اصول حدیث کی اور دوسری کتب میں اتنی تعداد میں روایت کیا ہے کہ یہ بات متواتر کی حد کو پہنچتی ہے کہ:

''قرآن میں تحریف کی گئی ہے۔ اس میں سے بہت ساری چیزیں کم کر دی گئی ہیں اور [بہت] کچھ اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔'' [3]

۱۱۔ گیارھواں عالم: ابوالحسن العاملی (متوفی ۱۱۴۰ھ) ہے۔ یہ کہتا ہے:

''جان لو کہ وہ حق جس سے درج ذیل متواتر اخبار اور دیگر روایات کی بنا پر فرار ممکن نہیں، وہ یہ ہے کہ وہ قرآن جو ہمارے پاس آج موجود ہے؛ اس میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ جنہوں نے آپ کے بعد اسے جمع کیا انھوں نے بہت سارے کلمات اور آیات اس سے نکال دی ہیں۔ اور وہ قرآن جو نازل ہونے کی شکل میں محفوظ ہے؛ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کلام کے موافق ہے؛ اور جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا؛ وہ آپ کے بعد آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھ آیا۔ پھر وہاں سے حضرت قائم تک پہنچا؛ اور آج اسی کے پاس محفوظ ہے۔'' [4]

تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں شیعہ کی عظیم ذلت و رسوائی:

تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں شیعہ شیخ الشیوخ حسین نوری طبری (متوفی ۱۳۲۰ھ) نے اس کفر کے بارے میں شیعی شیوخ کے اعتقاد پر مشتمل ایک ضخیم کتاب لکھی اور اس کا نام ''**فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب**'' رکھا۔ یعنی ''پروردگار عالم کی کتاب میں تحریف کا فیصلہ کن ثبوت۔''

یہ ''بڑے میاں'' اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

''یہ انتہائی لطیف کتاب اور عمدہ تحریر ہے؛ جسے میں نے قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے۔ میں نے اس میں نے ظالم اور سرکش لوگوں کی رسوائی کو طشت از بام کیا ہے۔ اور میں نے اس کا نام رکھا ہے:

[1] الإرشاد ص ٣٦٥۔ في ذكر قيام القائم۔ بحار الأنوار ٥٧/ ٣٣٩؛ ح: ٨٥۔

[2] الاحتجاج ١/ ١٥٣۔ أصول الكافي ٢/ ٦٣٤۔ فصل الخطاب ص ٣١۔

[3] نور البراهين و أنيس الوحيد في شرح التوحيد ١/ ٥٢٦؛ للجزائري۔

[4] مرأة الأنوار ص ٦٢۔ المقدمة الثانية: في بيان ما يوضح وقوع بعض تغيير في القرآن۔

اور ایک شیعہ عالم ہاشم بن سلیمان البحرانی الکتکانی نے کہا ہے: ''یہ بات جان لے کہ:..... بلاشبہ یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے یقیناً ان میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کچھ تغیرات رونما ہو چکے ہیں اور جن لوگوں نے اسے آپ ﷺ کے بعد جمع کیا ہے انھوں نے بہت سے الفاظ اور آیات کو اس سے ساقط کر دیا ہے۔ مقدمۃ تفسیرہ، ص: ٣٦۔ [مترجم]۔

"فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب"

''اس میں میں نے تین مقدمات تحریر کئے ہیں اور دو باب ہیں۔ اور اس میں میں نے حکمت کی ایسی باتیں جمع کی ہیں جن سے ہر ایک کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اور میں اس ذات سے امید کرتا ہوں جس کی رحمت سے گنہگاروں کو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں کہ یہ کتاب مجھے اس دن کام آئے جس دن نہ ہی مال فائدہ دیگا اور نہ ہی اولاد۔''[1]

اس طرح یہ کتاب تا قیامت شیعہ کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث بن گئی۔

سوال نمبر۱۰: ہم آپ سے امید رکھتے ہیں..... اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے..... کہ آپ قرآن کریم میں تحریف اور کمی بیشی کے حوالے سے شیوخ الشیعہ کے عقائد کا خلاصہ بیان کریں گے.....؟

جواب ان کے شیخ المفید نے کہا ہے: ''میں کہتا ہوں، بلا شبہ آل محمد ﷺ کے ''ائمہ الہدیٰ'' سے اختلافِ قرآن کی بابت خبریں اور روایات مشہور ہیں جو ہم تک آئی ہیں اسی طرح قرآن کریم میں حذف اور کمی کرنے والے بعض ظالم قسم کے لوگوں کی طرف سے نئی نئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔''

اس نے مزید کہا ہے: ''ان سب (یعنی امامیہ) کا اتفاق کہ گمراہی کے اماموں سے حقامات میں خلاف ورزیاں کی ہیں اور انھوں نے موجب تنزیل (یعنی مقاصد نزول قرآن) سے اور سنت النبی ﷺ سے روگردانی اور اعراض کیا ہے؟ معتزلہ، خوارج، زیدیہ، مرجیہ اور اصحاب الحدیث سب اس امر پر متفق اور مجتمع ہیں کہ یہ سبھی لوگ مذکورہ چیزوں میں جنھیں ہم نے شمار کیا ہے امامیہ کے برعکس ہیں۔''[2]

اور ان کا عالم العاملی یوں کہتا ہے:

''میرے نزدیک اخبار و روایات کی تحقیق اور آثار واحادیث کی چھان بین کرنے کے بعد اس قول کی صحت (یعنی قرآن میں تحریف ہوئی ہے) بڑی واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ مذہب تشیع کی ضروریات اور مجبوریوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس پر یہی حکم لگایا جائے اور یہ بات خلافت غصب کرنے کے عظیم ترین نقصانات و مفاسد میں سے بھی ہے۔''[3]

ان کا شیخ علامہ کرکی کا شاگرد یحییٰ اپنی کتاب ''الإمامة'' میں لکھتا ہے:

''تیسرے خلیفہ پر نو واں طعن:''اس پر اہل قبلہ کے خواص وعوام کا اجماع ہے کہ آج جو قرآن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے؛ پورا قرآن نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن سے وہ حصہ ختم کردیا ہے جو آج کل لوگوں کے پاس

[1] [فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الأرباب ص ١]

[2] اوائل المقالات فی المذاهب المختارات، ص ۸۰۔

[3] مرآة الأنوار و مشكاة الأسرار، ص: ۸٤۔

موجودنہیں ہے۔'' [1]

نیز انکا ایک اور شیخ علامہ عدنان البحرانی (متوفی ۱۳۴۸ھ) تحریف قرآن کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ان کے علاوہ بھی دیگر اتنی روایات ہیں جو کہ حدتواتر سے تجاوز کرتی ہیں ؛ کثرت کی وجہ سے ان کا شمار ممکن نہیں' اور یہاں پر ان کے نقل کرنے میں کوئی بڑا فائدہ نہیں ؛ کیونکہ تحریف وتغییر کا قول دونوں فریقین میں مشہور ہو چکا ہے۔اور صحابہ و تابعین کے ہاں یہ مسلمات میں سے ایک ہے۔ بلکہ تمام محقق فرقوں کا اجماع ان کے مذہب کی ضروریات میں سے یہ عقیدہ بھی ہے۔'' [2]

شیعہ کے نزدیک مذہب کی ضروریات اور لوازمات کا منکر کافر ہے۔ان کا شیخ علامہ سبزواری کہتا ہے:

''-ان ضروریات مذہب کا منکر- کافر ہے۔اس لیے کہ وہ ایسی چیز کا انکار کرتا ہے جو کہ ضروریات دین میں سے ہے۔'' [3]

شیعی علامہ مجلسی کہتا ہے:

''لیکن آپ ﷺ کے اصحاب نے بھی قوم موسیٰ (علیہ السلام) والا عمل ہی کیا ہے، انھوں نے بھی اس امت کے بچھڑے اور اس امت کے سامری کی ہی اتباع اختیار کی ہے اس سے میری مراد ابو بکر اور عمر ہے، منافقوں نے آپ کی خلافت کو غصب کر لیا، یعنی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ سے اس کی خلافت کو چھین لیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ سے بھی زیادتی کی یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب جو اس نے نازل فرمائی تھی اسے بدل دیا، اس میں تحریف کر دی اور پھر اپنی مرضی وارادے کے مطابق عمل کیا۔'' [4]

نیز اس نے اسی فصل میں گفتگو کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:

''عنقریب ان روایات کا تذکرہ بھی آئے گا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سارا قرآن حذف کر دیا گیا ہے۔'' [5]

العاملی نے یوں لب افشائی کی ہے:

''زیارات عدیدہ میں: جیسے کہ زیارتِ غدیر وغیرہ میں ہے اور بہت ساری دعاؤں میں جیسے کہ ''**دعاء صنمی قریش**''، ''قریش کے دو بتوں کی دعاء'' وغیرہ میں یہ بات صریح عبارتوں کے ساتھ موجود ہے کہ نبی ﷺ کے بعد قرآن میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے۔''

اور پھر اس نے تحریف والے اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کیلئے اکیس روایات ذکر بھی کی ہیں۔'' [6]

[1] [فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الأرباب ص ٣١ المقدمة الثالثة]

[2] مشارق الشموس الدرية في أحقية مذهب الأخباريه ص ١٢٦۔

[3] [مهذب الأحكام في بيان الحلال و الحرام١/ ٣٨٢] شیعہ عالم دین علامہ مجلسی لکھتا ہے: امامیہ کے مذہب کی ضروریات کا منکر مخالفین سے ملحق کیا جائیگا اور اسے آئمہ طاہرین کے دین سے خارج کر دیگا۔ دیکھیں: العقائد صفحہ ۷۵ الفصل الاول فیما یتعلق باصول العقائد۔

[4] حياة القلوب للمجلسي ج : ٢/ ٥٤١ ۔ [5] بحار الانوار ٣٥/ ٢٣٥ باب آية التطهير۔

[6] مرآة الانوار ص ٦٧ المقدامة الثانية فى بيان ما يوضح وقوع بعض تغيير فى القرآن الفصل الاول الخ

الطبرسی نے طعن فی القرآن کے متعلق روایات کی بابت لکھا ہے: ''وہ بہت زیادہ ہیں، حتیٰ کہ سید نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی بعض مؤلفات میں یہ بات نقل کی ہے کہ اس امر پر دلالت کرنے والی احادیث دو ہزار سے بھی زائد ہیں۔'' [1]

مزید برآں وہ لکھتا ہے: گیارہویں دلیل: ''قرآن کریم میں تحریف کے اثبات میں: بہت ساری صحیح وصریح اور معتبر اخبار دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کریم سے بہت کچھ حذف کر دیا گیا ہے اور اس موجودہ قرآن میں بہت کچھ اپنی طرف سے بھی داخل کر دیا گیا ہے''۔ ان زیادات کا تذکرہ سابقہ دلائل میں کیا جا چکا ہے۔ اور یہ قرآن اس سے بہت کم ہے جو کہ بطور اعجاز سید الانس والجن کے قلب طاہر پر نازل ہوا تھا۔ اس میں کوئی آیت یا سورت خاص نہیں، اور یہ قرآن ان متفرق اور معتبر قابل اعتماد کتب میں موجود ہے اور اہل مذہب ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسے میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس باب میں جمع کر دیا ہے''۔ [فصل الخطاب ص ۱۸۳]

ان کا شیخ نعمت اللہ الجزائری یوں لب کشائی کر رہا ہے:

''بلاشبہ قرآن کریم کی حفاظت وحسانیت والا قول، ان مشہور روایات بلکہ متواتر روایات کو چھوڑنے کی طرف لے جا رہا ہے جو قرآن کریم میں تحریف واقع ہونے کی دلالت کرنے والی ہیں..... باوجود اس کے ہمارے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان روایات کی صحت پر اتفاق کیا ہے اور ان کو سچا مانا ہے۔'' [2]

تعلیق:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾

[٤٢/ فصلت٢٦]

''اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور کرو، تاکہ تم غالب رہو''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر ع)

''بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ☆ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴾ [٤٢ فصلت ٤١-٤٢]

''بلاشبہ یہ یقیناً ایک باعزت کتاب ہے۔ اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے

[1] فصل الخطاب، ص: ۱۲۵۔

[2] الأنوار النعمانية ج: ۲/ ۳۷۵ نور فيما يختص بالصلاة۔

پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے''۔

سوال نمبر ۱۱: کیا قرآن کریم میں تحریف اور کمی بیشی والا قول شیعہ علماء کے نزدیک تواتر کی حد کو پہنچ چکا ہے؟

جواب جی ہاں! ان کے علامہ عبداللہ شبر نے کہا ہے:

''بلا شبہ وہ قرآن جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے، اس میں سے ایک بہت بڑا حصہ چھوڑ دیا گیا ہے جس طرح کہ اس بات پر ایک دوسری کی معاونت کرنے والی روایات جو متواتر ہونے کے قریب ہیں دلالت کر رہی ہیں۔ اور بلا شبہ ہم نے اس بات کی وضاحت اپنی کتاب ''مـــنية المحصلين فی حقية طريقة المجتهدين ''میں کر دی ہے۔'' [1]

کمر دہری کر دینے والی مصیبت:

شیعہ علماء نے روایت نقل کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ☆﴾ [٤/ النساء :٥٩]

''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے''۔ [اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد کتاب کی آیات محکمہ سے فیصلہ لینا ہے] [2]

اس آیت مبارکہ میں اللہ کی طرف اختلاف کو لوٹانے کا مطلب اس بات کو اس کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اعتقاد کے مطابق یہ کتاب تحریف سے محفوظ ہے۔

رافضی علماء کی کذب بیانی کی دلیل کے لیے یہی کافی ہے کہ امیر المومنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ جو کہ اکثر شیعہ کے نزدیک الہ و خالق و معبود ہیں، اور کچھ کے نزدیک نبی ناطق ہیں اور تمام شیعوں کے نزدیک امام معصوم ہیں۔ وہ پانچ سال ۹ ماہ تک مطلق العنان فرمانروا رہے اور پوری طاقت والے خلیفہ رہے۔ اس دوران ان کی سلطنت کی ہر مسجد میں قرآن پڑھا جاتا تھا۔ اور وہ اسی قرآن مجید کے مطابق لوگوں کو نمازیں پڑھاتے تھے۔ مصحف ہر وقت ان کے پاس اور سامنے موجود تھا۔ اگر وہ اس میں تحریف اور تبدیلی کے قائل ہوتے تو کیا وہ اپنی طویل حکمرانی کے دور میں اس تحریف کو اسی طرح باقی رہنے دیتے؟ جیسا کہ رافضی شیعوں کا پراپیگنڈہ ہے۔ پھر ان کے بیٹے کی حکومت آئی اور وہ شیعوں

[1] مصابيح الأنوار فی حل مشكلات الأخبار، ص ۲/ ۲۹۵ حديث نمبر ۱۵۳۔

[2] نهج البلاغة، ص ۳۹۹ خطبة نمبر ۲۹٤ یہ کتاب ان کلمات اور خطبات پر مشتمل ہے جن کے متعلق خیال ہے کہ یہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ہیں، جنھیں المدعو محمد بن الحسین الموسوی (المتوفی سنۃ ۴۰۶ھ) نے جمع کیا ہے۔
بحار الانوار ۲/ ۲٤٤ حديث نمبر ٤٨ باب علل اختلاف الاخبار و كيفية الجمع بينها و العمل بها --- الخ

کے نزدیک اپنے والد جیسے اوصاف کے حامل ہیں، ان کے دور بھی معاملات ایسے ہی چلتے رہے؛ انھوں نے بھی اس تحریف کی اصلاح کی ضرورت محسوس نہ کی؟!

لہٰذا اب ان دھوکے باز خیانت کاروں کو کیسے زیب دیتا ہے کہ یہ دعویٰ کریں کہ قرآن مجید میں کوئی حرف کم یا زیادہ ہے یا قرآن تبدیل شدہ ہے؟

اگر ایسا ہوتا قرآن مجید کو تبدیل کرنے والوں اور اسلام کا حلیہ بگاڑنے والوں کے ساتھ جہاد کرنا زیادہ ضروری تھا بنسبت اہل شام کی جنہوں نے حضرت علی سے صرف ایک رائے میں اختلاف کیا تھا اور انھوں نے ان سے جہاد کیا تھا۔

اس منہ توڑ دلیل سے رافضی شیوخ کا کذب وافتراء واضح ہو گیا۔ یہ ایسی زبردست دلیل ہے۔ جس کو ماننے سے کوئی مفر نہیں ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

یہاں تک کہ اسلام کے جھوٹے دعویدار شیعہ حضرات کے بالکل برعکس یہود ونصاری کے بھی اہل انصاف علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن کریم ہر قسم کی تحریف اور کمی وبیشی سے محفوظ ہے۔

فرانسیسی عالم لوبلوا کہتا ہے: ''آج قرآن ہی وہ واحد ربانی کتاب ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔'' [1]

یہودی عالم مؤیر لکھتا ہے: ''بیشک وہ مصحف جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا؛ وہ تواتر کے ساتھ ہم تک منقول ہوتا چلا آیا ہے۔ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی؛ اور اس کی حفاظت کا انتہائی سخت انتظام کیا گیا ہے۔ اس لیے اس میں کسی بھی تبدیلی کا ذکر تک نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ: ''وسیع تر بلاد اسلامیہ میں متداول اس کے بے شمار نسخوں کے باوجود علی الاطلاق اس کتاب میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ان تمام اسلامی فرقوں میں باہم تنازعات اور جھگڑوں کے باوجود صرف ایک ہی قرآن پایا جاتا ہے۔ اجتماعی طور پر آج تک ان تمام لوگوں کے ہاں ایک ہی نص کا مقبول ہونا یہ سب سے بڑی دلیل شمار کیا جاتا ہے کہ اس قرآن کی نص اسی طرح ہمارے پاس محفوظ موجود ہے جیسے یہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اور جسے مظلوم خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔'' [2]

سوال نمبر۱۲: آپ سے امید رکھتے ہیں..... اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے والدین کو معاف فرمائے..... کہ آپ ایسی چند مثالیں بھی پیش فرمادیں جن میں شیعہ علماء نے اپنے تحریف قرآن کے عقیدے کی صراحت کی ہو؟

جواب جی ہاں، ضرور! ان میں سے ایک ''سورۃ الولایۃ'' ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس سورۃ میں علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا ذکر تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا تھا:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِالنَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ اللَّذِيْنِ بَعَثْنَا هُمَا يَهْدِيَانِكُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، نَبِيٌّ وَّ وَلِيٌّ بَعْضُهُمَا مِنْ بَعْضٍ وَّ اَنَا الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ، اِنَّ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيْمِ،

[1] مدخل إلى القرآن الكريم ص ٤٠ ـ للدكتور محمد عبدالله دراز ـ دار القلم كويت ١٤١٣ھ۔

[2] المصدر السابق۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا كَانُوْا بِاٰيَاتِنَا مُكَذِّبِيْنَ، فَاِنَّ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ مَقَامًا عَظِيْمًا اِذَا نُوْدِيَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الظَّالِمُوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لِلْمُرْسَلِيْنَ، مَا خَلْفُهُمُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْهِرَهُمْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ عَلِيٌّ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ "[1]

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ نبی اور ولی پر جنہیں ہم نے مبعوث فرمایا ہے وہ دونوں تمہیں راہِ راست کی رہنمائی کرتے ہیں، نبی اور ولی ان میں سے ایک دوسرے سے ہے اور میں جاننے والا خبر رکھنے والا ہوں، بے شک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے سے وفا کرتے ہیں ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہوں گے اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اور وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں بے شک ان کے لیے جہنم میں بہت بڑا مقام ہوگا، جب انھیں روز قیامت آواز دی جائے گی کہاں ہیں ظالم رسولوں کو جھٹلانے والے، نہیں رسولوں کا جانشین مگر برحق ہی اور اللہ تعالیٰ انھیں بہت جلد ظاہر کرنے والا بھی نہیں ہے لہٰذا آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور علی رضی اللہ عنہ گواہوں میں سے ہے۔''

اس [سورت] کو نوری طبرسی نے یوں مکمل کیا ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم۔يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالنورين أنزلناهما يتلوان عليكم آياتي و يحذرانكم عذاب يوم الدين ❀ نوران بعضهما من بعض وأنا السميع العليم ❀ إن الذين يوفون بعهد الله و رسوله في آيات لهم جنات نعيم ❀ والذين كفروا من بعد ما آمنوا بنقضهم ميثاقهم و ما عاهدهم الرسول عليه يقذفون في الجحيم ❀ ظلموا أنفسهم و وعصوا الوصي الرسول أولئك يسقون من حميم ❀ إن الله الذي نور السموات و الأرض بماشاء و اصطفى من الملائكة وجعل من المؤمنين أولئك في خلقه يفعل الله ما يشاء ❀۔لا إله إلا هو الرحمن الرحيم ❀ قد مكر الذين من قبلهم برسلهم فأخذناهم بمكرهم إن أخذي شديد أليم ❀ إن الله قد أهلك عاداً و ثموداً بما كسبوا وجعلهم لكم تذكرة فلا تتقون ❀ وفرعون بما طغى على موسى و أخيه هارون أغرقناه و من تبعه أجمعين ❀ليكون لكم آية و إن أكثركم فاسقون ۔ ❀ إن الله يجمعهم في يوم الحشر فلا يستطيعون الجواب حين يُسألون ❀۔ وإن الجحيم مأواهم و إن الله عليم حكيم ❀ يا أيها الرسول بلغ إنذاري فسوف يعلمون ❀ قد خسر الذين كانوا عن آياتي و حكمي معرضون ❀ مثل الذين يوفون بعهدك إني جزيتهم بجنات النعيم ❀ إن الله لذو مغفرة وأجر عظيم ❀ وإن علياً من المتقين ❀

[1] تذكرة الآئمة ۹-۱۰۔ للمجلسي۔ فصل الخطاب ص ۱۰۷۔ للنوري۔

وإنا لنوفيه حقه يوم الدين ❀ ما نحن عن ظلمه بغافلين❀ و كرمناه على أهلك أجمعين❀ فإنه و ذريته لصابرون❀ وإن عدوهم إمام المجرمين❀ قل للذين كفروا بعد ما آمنوا طلبتم زينة الحياة الدنيا و استعجلتم بها و نسيتم ما وعدكم الله و رسوله ونقضتم العهود من بعد توكيدها و قد ضربنا لكم الأمثال لعلكم تهتدون ❀ يا أيها الرسول قد أنزلنا إليك آيات بينات فيها من يتوفاه مؤمناً و ومن يتوليه من بعدك يظهرون❀ فأعرض عنهم فإنهم معرضون❀ إنا لهم محضرون في يوم لا يغني عنهم شئي و لاهم يرحمون❀ إن لهم في جهنم مقاماً عنه لا يعدلون❀ فسبح باسم ربك و كن من الساجدين❀ ولقد أرسلنا موسى و هارون بما استخلف فبغوا هارون فصبر جميل❀ فجعلنا منهم القردة و الخنازير ولعناهم إلى يوم يبعثون❀ فاصبر فسوف يبصرون❀ ولقد آتينا بك الحكم كالذين من قبلك من المرسلين❀ وجعلنا لك منهم وصياً لعلهم يرجعون❀ ومن يتولى عن أمري فإني مرجعه فليتمتعوا بكفرهم قليلاً فلا تسأل عن الناكثين ❀ يا أيها الرسول قد جعلنا لك في أعناق الذين آمنوا عهداً فخذه و كن من الشاكرين❀ إن علياً كان قانتاً بالليل ساجداً يحذر الآخرة و يرجوا ثواب ربه❀ قل هل يستوى الذين ظلموا و هم بعذابي يعلمون❀ سيجعل الأغلال في أعناقهم وهم على أعمالهم يندمون ❀ إنا بشرناك بذريته الصالحين ❀ وإنهم لأمرنا لا يخلفون❀ فعليهم مني صلوات و رحمة أحياءً و أمواتاً يوم يبعثون❀ وعلى الذين يبغون عليهم من بعدك غضبي و إنهم قوم سوء خاسرين❀ وعلى الذين سلكوا مسلكهم مني رحمة و هم في الغرفات آمنون❀ والحمد لله رب العالمين❀ [1]

,,بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے ایمان والے لوگو! ان دونوروں پر ایمان لاؤ جنہیں ہم نے نازل کیا ہے اور وہ دونوں تمہیں میری آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور وہ دونوں تمہیں قیامت والے دن کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ یہ دونور ہیں، جو آپس میں ایک دوسرے سے ہیں اور بیشک میں سننے والا اور جاننے والا ہوں۔ بیشک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کی آیات میں ان کے ساتھ وعدوں سے وفا کرتے ہیں ان کے لیے جنت کی نعمتیں ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد اپنا عہد و پیمان توڑ کر کفر کیا؛ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے وعدہ کو توڑ ڈالا؛ انہیں

[1] فصل الخطاب ص ۱۰۷۔ للنوري۔

جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' اور وصی اور رسول کی نافرمانی کی ؛ انہیں جہنم کی پیپ پلائی جائے گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس نے جیسے چاہا ملائکہ میں سے چن لیا۔ اور ان اہل ایمان میں سے بعض کو اپنی مخلوق میں سے کرلیا۔ اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے' وہ اکیلا معبود برحق ہے 'اور اس وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اس سے پہلے بھی لوگوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ دھوکہ کیا تھا' ہم نے انہیں ان کی چالوں سے پکڑ لیا۔ بیشک میری پکڑ بہت سخت ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے عاد اور ثمود کو ان کے اعمال کی وجہ سے تباہ کیا اور نہیں تمہارے لیے عبرت بنادیا۔ کیا تم پھر بھی اس سے نہیں ڈرتے۔ اور فرعون کو اور اس کے سب ماننے والوں کو ہم نے موسی اور اس کے بھائی ہارون پر سرکشی کی وجہ سے غرق کردیا۔ تاکہ وہ تمہارے لیے ایک نشانی بن جائے ؛ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان سب کو حشر کے دن میں جمع کرے گا' اور جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ بیشک جہنم ان کا ٹھکانہ ہے' اور بیشک اللہ تعالی علم اور حکمت والا ہے۔ اے رسول! میرے ڈراوے کی تبلیغ کرو' اور یہ لوگ عنقریب جان لیں گے۔ اور یقیناً وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جو میری آیات اور میرے حکم سے اعراض کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کی مثال جو آپ سے کئے گئے وعدہ کو پورا کرتے ہیں بیشک میں انہیں نعمتوں والی جنت بدلہ میں دوں گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بڑی مغفرت اور اجر والا ہے۔ اور بیشک حضرت علی متقین میں سے ہیں۔ اور بیشک ہم قیامت کے دن اسے اس کا پورا حق ادا کریں گے۔ اور ہم آپ کے ظلم سے غافل نہیں ہیں۔ اور ہم نے اسے آپ کے تمام اہل خانہ پر عزت بخشی ہے۔ بیشک آپ اور آپ کی اولاد صبر کرنے والے ہیں۔ اور بیشک آپ کا دشمن مجرمین کا امام ہے۔ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجیے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے : تم نے دنیاوی زندگی کی زینت طلب کی' اور اس کو حاصل کرنے میں جلدی کی ؛ اور اپنے ساتھ کئے گئے اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کو بھول گئے ؛ اور پختہ عہد کرنے کے بعد انہیں توڑ ڈالا۔ ہم آپ کے لیے مثالیں بیان کرتے ہیں تاکہ تم لوگ ہدایت پا جاؤ۔ اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف آیات بینات نازل کی ہیں۔ ان میں بیان ہے کہ کون ایمان کی حالت میں مرے گا اور کون آپ کے بعد کھلم کھلا اس سے ولایت کا اظہار کرے گا۔ آپ ان سے منہ موڑ لیجیے ؛ بیشک وہ بھی منہ موڑنے والے ہیں۔ بیشک ہم اس دن انہیں باندھ کر لانے والے ہیں جس انہیں کوئی بھی چیز کام نہیں آئے گی اور نہ ہی ان پر کوئی رحم کیا جائے گا۔ بیشک ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم میں ہے جس سے انہیں نہیں ہٹایا جائے گا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔ بیشک ہم نے موسی اور ہارون کو جانشین بنا کر بھیجا تھا ؛ مگر لوگوں نے بغاوت کی ؛ تو صبر ہی بہت خوبصورت ہے۔ ہم نے ان میں سے بندر اور خنزیر بنادیے اور ان قیامت تک کے لیے ان پر لعنت کی۔ آپ صبر کریں ؛ وہ عنقریب اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ بیشک ہم نے آپ کے ذریعہ ایسے ہی حکم دیا ہے جیسے آپ سے پہلے رسولوں کے ذریعہ تھا۔ اور ان میں سے آپ کا وصی بنایا ہے شاید کہ لوگ اس کی طرف رجوع

کریں۔ بیشک جو میرے حکم سے منہ موڑے گا تو انہیں چاہیے کہ اپنے کفر کے سبب بہت تھوڑا فائدہ اٹھائیں۔ اور آپ سے وعدہ توڑنے والوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ اے رسول ہم نے ایمان والوں کی گردنوں پر آپ کے لیے ایک عہد لیا ہے؛ آپ اسے لیجیے اور شکر گزاروں میں سے ہو جایئے۔ بیشک علی رات کو کھڑے ہونے والے، سجدہ کرنے والے تھے آپ آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب کے ثواب کی امید رکھتے۔ آپ فرما دیں: کیا وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اور وہ میرے عذاب کو جانتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں؟۔ اللہ تعالیٰ زنجیروں کو ان کی گردنوں میں کر دے گا اور وہ اپنے اعمال پر نادم ہوں گے۔ ہم آپ کو اس کی نیک اولاد کی بشارت دیتے ہیں۔ اور بیشک وہ ہمارے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ان پر میری طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں زندگی میں اور مرنے کے بعد اور جس دن انہیں اٹھایا جائے گا۔ اور ان لوگوں پر جو آپ کے بعد ان پر سرکشی کریں گے میرا غضب ہو؛ بیشک وہ بہت برے اور گھاٹا پانے والے لوگ ہیں۔ اور وہ لوگ جو آپ کی راہ پر چلیں گے ان پر میری طرف سے رحمتیں ہوں۔ اور وہ کمروں میں آرام سے ہوں گے۔ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں''۔

پھر اس کے بعد شیخ نوری طبرسی نے اس پر یہ نوٹ لگایا ہے:

,, بیشک شیخ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندانی نے کتاب ,,المثالب'' میں ذکر کیا ہے کہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں [صحابہ] نے قرآن سے پوری سورت ولایت ہی حذف کر دی تھی۔ اور شاید یہی وہ سورت ہو۔''[1]

[لا الٰہ الا اللہ! یہ کس قدر شدید اضطراب سے بھرپور ہے اس میں کس درجہ جہالت موجود ہے؟ اور اس میں کس درجہ عجمیت جھلک رہی ہے؟]۔

تعلیق:

یہ کلمات جنہیں قرآن حکیم سے جمع کر کے ایک اور انتہائی ردی قسم کی ترتیب دی گئی؛ اس کا موضوع وہی بات ہے جس نے شیعہ مشائخ کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اور وہ بات ہے: ,,کتاب اللہ کا ان لوگوں کی گمراہیوں سے خالی ہونا''۔

یہی وجہ ہے کہ اس خود ساختہ سورت میں حضرت علی علیہ السلام کے امام ہونے کی وصیت کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور بعض صحابہ کرام کی اس وصی کی نافرمانی کی وجہ سے تکفیر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ [۱۷/ الإسراء: ۸۸]۔

''فرما دیجیے: اگر سب انسان اور جنات جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو''۔

[1] فصل الخطاب ص ۱۰۸۔

⊙ دوسری مثال: شیعی شیخ کلینی روایت کرتا ہے کہ جابر جعفی نے بیان کیا: ''جبرائیل علیہ السلام یہ آیت اس طرح لے کر محمد پر نازل ہوئے تھے:۔

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا﴾ فِيْ عَلِيٍّ ﴿ فاتوا بِسُوْرَةٍ مِّن مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [1] [٢/ البقرة: ٢٣]

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو'' یعنی علی کی بابت۔ ''اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

مزید ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعِظُوْنَ بِهٖ﴾ فِيْ عَلِيٍّ ﴿ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴾ [2] [٤/ النساء: ٦٦]

''اگر یہ وہی کریں جس کی انھیں نصیحت کی جاتی ہے'' یعنی علی کے معاملے میں۔ ''تو یقیناً یہی ان کیلئے بہتر ہو۔''

نیز ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس طرح نقل کرتا ہے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَ وِلَايَةِ الْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ ﴿ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [3] [٣٣/ الأحزاب:٧١]

''اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے'' یعنی علی کی ولایت میں اور اس کے بعد ائمہ کی ولایت میں۔'' ''اس نے بڑی مراد پالی۔''

اسی طرح کلینی نے اپنی سند سے عبداللہ بن سنان کے واسطے سے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

﴿وَ لَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ﴾ كَلِمَاتٍ فِيْ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ ﴿ فَنَسِيَ ﴾ [٢٠/ طٰهٰ: ١١٥]

''ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا'' یعنی کلمات دیے تھے محمد، علی، فاطمہ، الحسن، الحسین اور ان کی اولاد میں سے ائمہ کے بارے میں ''لیکن وہ بھول گیا'' اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) پر اس طرح نازل ہوا تھا۔

ابوعبداللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! محمد ﷺ پر یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح ابوعبداللہ سے اللہ تعالیٰ کا:

﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ يَا مَعْشَرَ الْمُكَذِّبِيْنَ حَيْثُ أَنْبَأْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ عليه السلام وَ الْأَئمة من بعده [مَنْ هُوَ فِيْ ضَلَالٍ مُبِيْنٍ][٦٧/ الملك: ٢٩]

''آپ کہہ دیجیے! کہ وہی رحمٰن ہے ہم تو اس پر ایمان لا چکے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے، تمھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے؟'' پھر یہ الفاظ بھی تھے: ''اے مکذبین کی جماعت! جیسے کہ میں نے تمھیں

[1] اصول الكافي: ١/ ٣١٥ (كتاب الحجة، باب فيه نكت و نتف من التنزيل فى الولاية)۔
[2] الكافي، ج: ١/ ٤٢٤۔ [3] الكافي، ج: ١/ ٤١٤۔

اپنے پروردگار کا پیغام بتا دیا ہے، علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں اور اس کے بعد ائمہ کے بارے میں، کون ہے جو صریح گمراہی میں ہے۔'' یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔'' [1]

احمد بن محمد بن ابونصر سے مروی ہے، اس نے کہا: ابوالحسن علیہ السلام نے مجھے ایک مصحف عنایت فرمایا اور یہ کہا: ''اس میں مت دیکھنا، میں نے اسے کھول کر پڑھا تو لکھا تھا:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ [٩٨/ البينة :١]

''اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آ جائے باز رہنے والے نہ تھے۔''

تو میں نے اس میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام سمیت پائے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس مصحف کو مجھے واپس بھیج دو۔'' [2]

اور اسی طرح انہوں نے ایک اور من گھڑت کہانی تیاری کر لی کہ ابوالحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''علی علیہ السلام کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں مندرج تھی اور اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا، مگر محمد رحمہ اللہ کی نبوت کے ساتھ اور علی علیہ السلام کے وصی ہونے کی خبر دینے کے لئے بھیجا۔'' [3]

اور انہوں نے یہ بھی جھوٹ گھڑ لیا کہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿اِنَّ﴾ (عَلِيًّا) ﴿جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ [4] [٧٥/ القيامة : ١٧، ١٨]

''بے شک علی پر ہے اسکا جمع کرنا اور اسکا پڑھنا، وہ جب اسے پڑھ لے تو تم اس کے پڑھنے کے درپے رہو۔''

اور ان کے عالم آیت اللہ نوری الطبرسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ایک اور جھوٹ گھڑ لیا؛ وہ کہتا ہے کہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے آپ سورت فاتحہ اور معوذتین کے قرآن ہونے کا انکار کرتے تھے۔ [5]

ان کا شیخ الکاشانی کہتا ہے: ''اہل بیت علیہم السلام سے مستفاد ان تمام روایات اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن اب ہمارے درمیان موجود ہے یہ وہ مکمل قرآن نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا، بلکہ اس میں وہ آیتیں بھی ہیں جو ان آیتوں کے برخلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں اور اس میں وہ چیزیں بھی ہیں جو تحریف شدہ اور متغیر ہیں اور بلاشبہ اس میں سے بہت سی چیزیں حذف بھی کر دی گئی ہیں مثلاً علی علیہ السلام کا نام بہت ساری جگہوں سے نکال دیا گیا ہے۔ (متعدد جگہوں سے آل محمد کا ذکر حذف ہے اور کئی مقامات سے منافقین کے نام مٹا دے گئے ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر درج تھے) [6] اسی طرح اور بھی کئی چیزیں ہیں اور بلاشبہ یہ قرآن اس

[1] أصول الكافي ، ج : ١/ ٣١٨؛ ح: ٤٥ ـ باب فيه نكت ونتف من التنزيل في الولاية ـ

[2] أصول الكافي ، ج : ٢/ ٨٢٤ ـ كتاب فضل القرآن ح ١٧ ـ باب النوادر ـ تفسير الصافي ١/ ٤٠ ـ

[3] أصول الكافي ، ج : ١/ ٢٣١ ح ٦ باب في نتف و جوامع من الرواية في الولاية ـ [4] بحار الأنوار ٤٠/ ١٥٦؛ ح: ٥٤ ـ باب علمه عليه السلام و أن النبي ﷺ علمه ألف باب و أنه كان محدثاً ـ [5] فصل الخطاب ٣١ ـ المقدمة الثالثة ـ [6] بریکٹ کے درمیان والے کلمات تفسیر الصافی کے مصورہ نسخہ صفحہ نمبر ۲۴ میں ہیں:

ترتیب کے مطابق بھی نہیں ہے جو ترتیب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پسندیدہ تھی۔''[1]

خمینی نے کہا ہے کہ: ''ہمارے قرآن میں سورت منافقون ہے' ہمارے ہاں سورت کافرون نہیں ہے۔''[2]

جب اس سے سوال کیا گیا کہ: کیا وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر یا آپ کی امامت کی کوئی نص قرآن میں موجود نہیں ہے؟۔

تو اس نے یوں جواب دیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں امامت کا ذکر کرنے سے اس خوف کی بنا پر خاموش رہے کہ کہیں آپ کے بعد قرآن میں تحریف نہ کر دی جائے۔''[3]

اہم ترین وضاحتی نوٹ:

سابقہ نصوص میں شیعہ علماء کی طرف سے اس امر کی واضح شہادت موجود ہے کہ ان کے ائمہ کے متعلق اور نہ ہی علی رضی اللہ عنہ کے وصی ہونے کے متعلق کتاب الٰہی میں کوئی ذکر موجود ہے یہ بات ان کی عمارتوں کو بنیادوں ہی سے اکھیڑ دینے کا باعث تھی اس لیے شیعہ علماء کے سامنے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا وہ قرآن میں تحریف ہونے کا عقیدہ گھڑ لیں اور کہیں کہ اس میں کمی بیشی ہوئی ہے اور اپنی عوام میں اس عقیدے کو لازمی قرار دے دیں۔

اسی لیے تو ان کے امام المجلسی نے یہ شہادت دے دی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے، ان کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات واخبار، امامت کی روایات واخبار سے کم نہیں ہیں، لہذا جب تحریف قرآن کی بات ہی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو امامت کی بات بھی ثابت نہ ہو سکی اور نہ ہی دیگر شیعہ کے عقائد ہی ثابت ہو سکے، مجلسی نے بالکل بجا کہا ہے کہ تحریف بالکل واقع نہیں ہوئی اور امامت کا مسئلہ بھی ثابت نہی ہوا اسی طرح [امام کے واپس لوٹ کر آنے والا] یعنی رجعت کا عقیدہ بھی ثابت نہ ہوا، اس جیسے وہ دیگر باطل عقائد بھی غیر ثابت ہیں جو کہ شیعہ علماء نے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے اس قرآن کے بارے میں فرما دیا تھا:

﴿وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰيهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [۱۰/ یونس ۳۷-۳۸]

''اور یہ قرآن ہرگز ایسا نہیں کہ اللہ کے غیر سے گھڑ لیا جائے اور لیکن اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے ہے اور

[1] تفسیر الصافی، ۱/ ٤٩ المقدمة السادسة، للكاشاني، کاشانی کے متعلق علماء شیعہ: "العلامة الحقق المدقق جليل القدر، عظيم الشان" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں دیکھیے: جامع الرواة للحائري، ج ۲/ ٤۲۔

[2] سوانح الأيام ص ١٤٤؛ ابو الفضل البرقعي۔

[3] [كشف الاسرار ص ١٤٩؛ امامت کے بارے میں دوسری حدیث]۔

رب العالمین کی طرف سے کتاب کی تفصیل ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے؟ کہہ دے تو تم اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلاسکو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔''

سوال نمبر۱۳: مذکورہ صورت حال میں شیعہ علماء کا آیات قرآنیہ کی صحیح تعداد کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور کیا سبھی اس پر متفق بھی ہیں؟

جواب نہیں بلکہ وہ اختلاف کا شکار ہیں۔ ان کے شیخ الکلینی [1] نے روایت بیان کی ہے ہشام بن سالم سے روایت ہے، اس نے ابوعبداللہ سے یہ روایت بیان کی ہے: ''بے شک وہ قرآن جسے جبرئیل علیہ السلام محمد ﷺ تک لے کر آیا تھا وہ سترہ ہزار آیات پر محیط تھا۔''

پھر شیعی علماء نے اس افسانے کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس بے اصل بات کی صحت کی توثیق بھی کر دی ہے: ان کا علامہ مجلسی فیصلہ دیتا ہے: ''فَالْخَبَرُ صَحِيْحٌ'' [2] ''یہ حدیث صحیح ہے''۔

ان کا شیخ المازندرانی کہتا ہے: کتب احادیث کا اول سے آخر تک بغور مطالعہ کرنے والے کے لیے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے کچھ حصے کا اسقاط اور اس میں تحریف وتغیر ہماری جانب سے ثابت شدہ بطور معنی متواتر روایات سے ثابت ہے۔'' [3]

علامہ مجلسی کہتا ہے: ''بلاشبہ یہ اور دیگر صحیح اخبار اس امر میں صریح ہیں کہ قرآن میں نقص اور تغیر واقع ہوا ہے۔'' [4]

وضاحتی بیان:

یہ بے بنیاد بیان شیعہ علماء نے ان لفظوں میں روایت کیا ہے: ''قرآن کی سات ہزار آیات ہیں۔'' [5]

پھر اس تعداد میں اضافہ کیا اور کہنے لگے: ''قرآن کی دس ہزار آیات ہیں۔'' [6]

پھر کھلے اعلان کے باوجود اس تعداد میں اضافہ کیا اور کہنے لگے: ''قرآن کی سترہ ہزار آیات ہیں۔'' [7]

پھر اس سے بھی آگے بڑھے اور تعداد ''اٹھارہ ہزار آیات'' تک جا پہنچی: [8]

[1] اصول الکافی، ج: ۲/ ۸۲۶ کتاب فضل القرآن حدیث نمبر ۲۸ باب النوادر۔ تفسیر نور الثقلین ۳/ ۳۱۳ ح ۲

[2] مرآة العقول فی شرح أخبار آل الرسول للمجلسی، ج: ۱۲/ ۵۲۵، کتاب فضل القرآن۔

[3] شرح اصول الکافی للمازندرانی ج: ۱۱/ ۸۸۔

[4] مرآة العقول فی شرح أخبار آل الرسول، ج ۱۲/ ۵۲۵۔

[5] الوافی، ج: ۹/ ۱۷۸۱ کتاب فضل القرآن باب اختلاف القراء ات وعدد الآیات۔

[6] فصل الخطاب ص ۱۸۳۔ الدلیل احادی عشر

[7] اصول الکافی ۲/ ۸۲۶ کتاب فضل القرآن حدیث ۸۲ باب النوادر۔

[8] شرح اصول الکافی ۱۱/ ۸۸ کتاب فضل القرآن باب النوادر۔

پھر یہ تعداد آج تک مسلسل بڑھتی ہی آ رہی ہے!!

سوال نمبر۱۴: دورِ حاضر کے امامیہ اثنا عشریہ کے علماء کا اپنے مذہب کے عقیدہ تحریف قرآن کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟ اختصار سے بیان کر دیں۔

جواب دورِ حاضر کے شیعہ علماء اس معاملے میں چار اقسام میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

اول قسم: ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں اس عقیدہ کے وجود کا بالکل سرے سے انکار کیا ہے۔

ان میں سے: عبدالحسین الأمین النجفی ہے۔ اس نے امام ابن حزم رحمہ اللہ کے اس قول کا رد لکھا ہے جس طرح کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ بلا شبہ شیعہ علماء و مشائخ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن تحریف شدہ ہے''۔ لہٰذا یہ کہتا ہے:

'' کاش کہ یہ جرأت مند مفتری شیعہ کی کسی قابل اعتماد کتاب سے اپنے جھوٹ کا اشارہ پیش کرتا..... بلکہ ہم بھی اس کے ساتھ مل کر اس قول سے دست برداری کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ان کے کسی جاہل کا قول ہے یا ان کے زبان دراز کسی دیہاتی کا قول ہے یا یہ فضول بکواس ہے..... یہ شیعہ کے سب گروہ جن میں امامیہ پیش پیش ہیں سبھی اس بات پر متفق اور مجتمع ہیں کہ جو ان دو گتوں کے درمیان ہے وہی وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں [1]۔''

وضاحتی نوٹ:

پھر اللہ تعالیٰ نے اسی عبدالحسین النجفی ہی سے یہ بات کہلوائی اور اسے شعور تک نہیں ہوا، اپنی کتاب الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب ۱/ ۴۲۵۔ میں ایک جھوٹی آیت ان الفاظ میں درج کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُم﴾[بِإِمَامَتِهِ فَمَنْ لَّمْ يَأْتَمَّ بِهِ وَ بِمَنْ كَانَ مِنْ وَّلَدِيْ مِنْ صُلْبِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَأُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ.... إِنَّ إِبْلِيْسَ أَخْرَجَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ مِنَ الْجَنَّةِ مَعَ كَوْنِهِ صِفْوَةَ اللّٰهِ بِالْحَسَدِ، فَلَا تَحْسُدُوْا فَتَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَ تَزِلَّ أَقْدَامُكُمْ.... ''۔]

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین اس کی امامت کے ساتھ پورا کر دیا ہے''۔ تو جس نے اس کی امامت کو قبول نہ کیا اور اس کی پشت میں سے قیامت تک آنے والی میری اولاد کی امامت کو قبول نہ کیا تو یہی لوگ ہوں گے جن کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آگ میں وہ ہمیشہ رہیں گے..... بے شک ابلیس نے حسد کیساتھ آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا ہے باوجود یکہ وہ اللہ تعالیٰ کا چنیدہ تھا لہٰذا تم حسد نہ کرنا وگرنہ تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمھارے قدم پھسل جائیں گے۔''

ان کے آیت اللہ النجفی کا کہنا ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] الغدیر فی الکتاب و السنۃ و الادب ج ۳ ص ۱۴۷۔

''بلا شبہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [1]

ذرا غور کریں:

اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے کہ یہ نجفی اولاد کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر رہا ہے اور ایسی حرکت کا ارتکاب کر رہا ہے جس کے مرتکب یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی نہیں ہوئے۔ اس نے تو اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ''اس کی پشت میں سے قیامت تک آنے والی میری اولاد۔''

یہ تو اپنے اماموں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دے رہا ہے؟ اور علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے کہہ رہا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کی اس شرک سے اور ان اہل شرک سے پناہ مانگتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَ مَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَ كُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴾ [۱۹/ مریم: ۸۸ تا ۹۵]

''ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو، قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھیں، شانِ رحمان کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

قسم دوم:

ان لوگوں نے قرآن میں تحریف کے وجود کا اعتراف کیا ہے لیکن انھوں نے اس کے مبررات بھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے

[ان لوگوں میں سے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ تحریف کی روایات ''ضعیف، شاذ اور اخبار آحاد ہیں جو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور نہ ہی عمل ان کی مخصوص حالات کے مطابق تاویل کر لی جائے یا انھیں دیوار پر پھینک مارا جائے۔ [2]

وضاحتی نوٹ:

یہ لوگ اپنے کبار علماء کے اس قول کا کیا جواب دیں گے جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ ''ایسی روایات مشہور اور متواتر ہیں

[1] الغدیر فی الکتاب و السنة و الادب ج ۱ ص ۴۲۵۔

[2] اصل الشیعة و اصولها ص ٦٧ النبوة۔

جن میں قرآن میں تحریف، کمی اور زیادتی کا ذکر ہے اور جن لوگوں نے تحریف کی روایات کو روایت کیا ہے اور ان پر اپنے ایمان کو ظاہر کیا ہے اور ان پر عقیدہ کر رکھا ہے ان کی توثیق کرنا جائز نہیں ہے۔''

ان کی ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ روایات تحریف تو ثابت ہیں لیکن بہت ساری روایات میں ائمہ علیہم السلام کے قول ''تحریف فی القرآن'' سے مراد یہ ہے کہ جس طرح وہ نازل ہوا ہے؛ یہ تو دراصل باطن کے اعتبار سے قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ [1]

وضاحتی نوٹ:

ان کا یہ قول تحریف قرآن کے قول ہی کی تائید ہے یہ اس کا دفاع نہیں ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر تو تحریف ہے جبکہ ان کے شیوخ القمی، الکلینی اور المجلسی وغیرہ کی تحریف عین قرآن کی تفسیر ہے؟

شیعہ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ان روایات سے مراد نسخ ہے: '' یا یہ [2] ان چیزوں میں سے ہے جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ [3]

رسوا کن بات: لیکن دور حاضر کا شیخ الشیعہ جسے یہ لوگ امام الاکبر کے لقب سے یاد کرتے ہیں جو ان کے نزدیک '' الآیۃ العظمیٰ اور میدان علم کا قائد ہے اور ان کا مرجع اکبر ہے یعنی ابو القاسم الموسوی الخوئی وہ کہتا ہے: '' تلاوت کے منسوخ ہونے والا قول بھی تحریف واسقاط والا قول ہی ہے۔'' [4]

نسخ اور تحریف کے درمیان فرق تو واضح ہے، تحریف تو ایک انسانی عمل ہے جس کے فاعل کی اللہ تعالیٰ نے مذمت بیان فرمائی ہے جبکہ نسخ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [2/ البقرة: ١٠٦]

''جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟''

جب کہ یہ کتاب اللہ کسی بھی حال میں چھیڑنے کو مستلزم نہیں۔''

[1] المیزان فی تفسیر القرآن: ١٢/ ١٠٨۔ (کلام فی أن القرآن مصون عن التحریف فی فصول، الفصل الثانی۔

[2] یعنی قرآن میں موجود آیات سے زائد تعداد۔

[3] کتاب الوافی ج ٩ ص ١٧٨١ باب اختلاف القراء ات و عدد الآیات

[4] البیان فی تفسیر القرآن للخوئی: ص ٢٠٥ (صیانة القرآن من التحریف)

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جو قرآن اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس میں تحریف تو نہیں ہوئی ہے لیکن یہ ناقص ہے اس میں سے وہ چیزیں ساقط ہو چکی ہیں جو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے ساتھ مختص تھیں۔

(اس لئے بہتر یہ تھا کہ شیعی علماء وحی کے نقص کے ابواب قائم کرتے یا وہ ایک اور وحی نزول یا عدم نزول کی صراحت کرتے تا کہ کافر، ضعیف العقل لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے سکتے کہ مسلمانوں کے ایک گروہ کے اعتراف کے مطابق قرآن مجید میں تحریف موجود ہے)۔ [1]

وضاحتی نوٹ:

یہ قول بھی سابق قول ہی کی مثل ہے یہ بھی دفاع کرنے والا نہیں ہے بلکہ یہ تو تحریف کے وقوع اور نقص فی القرآن کی مزید تاکید ہے۔

پانچویں جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہم موجود قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اس میں کوئی نقص اور کوئی زیادتی نہیں ہے البتہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اثنا عشری شیعہ کا گروہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ بھی ایک ایسا قرآن ہے جسے الامام علی علیہ السلام جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن سے اور آپ کی وصایا کو نافذ کرنے سے فارغ ہوئے تھے تو اپنے دست مبارک سے تحریر کیا تھا..... پھر ہر امام اس کی نگہداشت کرتا رہا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہو حتیٰ کہ وہ الامام المہدی القائم کے پاس محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ امام مہدی کا جلد خروج کر کے ہماری پریشانیاں ختم فرمائے۔ [2]

وضاحتی نوٹ:

اس قول کے قائلین اس امر کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ایک قرآن اور بھی ہے ہم اس کفر و ضلالت والے بیان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قسم سوم:

نقص و تحریف قرآنی کا ظاہراً انکار کرنے کے ساتھ ساتھ نقص و تحریف کا مکاری کے ساتھ اعتراف و اثبات کرنے کی پر زور کوشش اس طریق پر چلنے والوں میں سے سب سے خبیث اس کا شیخ الخوئی ہے جو عراق اور بعض دوسرے علاقوں میں شیعہ کا سابقہ مرکز و محور ہے اور وہ تفسیر البیان میں یوں اقرار کرتا ہے:

''شیعہ علماء اور محققین کے ہاں مشہور اور بالکل مصالحاتی بیان یہ ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔'' [3]

وضاحتی نوٹ:

لیکن یہی الخوئی بنفس نفیس جملہ روایاتِ تحریف کی صحت پر قطعی فیصلہ بھی دیتے ہوئے کہتا ہے بلا شبہ معصومین سے

[1] الذریعة إلى تصانیف الشیعة: ج۳/ ۳۱٤۔ [2] الذریعة الیٰ تصانیف الشیعة: ۳/ ۳۱٤، نمبر:۔ ۱۱۵۱۔
[3] لبیان فی تفسیر القرآن، ص: ۲۰۱، صیانة القرآن من التحریف: رای المسملیمن فی التحریف۔

بعض روایات اور روایات کی کثرت تو یہ قطعی فیصلہ صادر کر رہی ہیں اوراس میں اطمنان سے کم کچھ نہیں، اور ان روایات میں سے ایسی بھی ہیں جومعتبر طریق سے مروی ہیں۔'' [1]

الخوئی اپنے علماء سے نقص قرآن کے عقیدے کی نفی کر رہا ہے، لیکن بذات خود ہی علی رضی اللہ عنہ کے ایک ایسے مصحف کے وجود کا اثبات بھی کر رہا ہے جن میں ان میں ایسے ایسے اضافے بھی موجود ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں نہیں ہیں وہ کہتا ہے:

(علی رضی اللہ تعالی عنہ کا مصحف موجودہ قرآن مجید سے سورتوں کی ترتیب بلاشک وشبہ مختلف ہے، اور علماء کرام نے اس مصحف علی کے وجود پر اتنے دلائل دیے ہیں کہ اس کے ثبوت کے لیے تکلف کرنے سے بے پرواہ کر دیتا ہے، ایسے ہی مصحف علی میں ایسی زیادہ اشیاء بھی ہیں جو موجودہ قرآن میں نہیں، اگرچہ یہ صحیح ہے مگر اس کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ زیادات قرآن مجید میں تھیں اور اسے تحریف کر کے ساقط کر دیا گیا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ زیادات تاویل کے عنوان سے تفسیر تھی) [2]

اس کا خیال ہے کہ اس امت اور اس کے ہراول دستے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآنی آیات کو ان معانی پر محمول کیا ہے جو غیر حقیقی تھے البتہ الکلینی کی تحریفات اور القمی اور العیاش کی ''آیات قرانیہ'' اس کے نزدیک کتاب اللہ کی حقیقی تفسیر ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ قمی اپنی تفسیر میں سارے مشائخ کی توثیق کی ہے، اور قمی کی ساری تفسیر تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات سے بھری ہوئی ہے۔ [3]

شیعہ عالم دین الخوئی کہتا ہے: اس لیے ہم علی بن ابراہیم کے سارے ان اساتذہ اور مشائخ کی توثیق کرتے ہیں جن سے اس نے اپنی تفسیر میں معصومین آئمہ کرام سے باسند روایات کی ہیں۔

شیعہ ذلت ورسوائی:

الخوئی اپنے آپ کو ذلیل ورسوا کرتے ہوئے اپنے تحریف والے عقیدے کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

اس امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض کلمات کو تبدیل کر دیا تھا اور ان کی جگہ پر دوسرے الفاظ لگا دیے تھے۔ ان میں سے ایک روایت علی بن ابراہیم قمی نے اپنی سند سے حریز سے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا؛[کہ یہ آیت یوں تھی]:

﴿صِرَاطَ﴾ [من]﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ﴾ [غیر] ﴿الضَّآلِّيْن﴾

اور ایک روایت عیاشی سے مروی ہے اس نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے اس نے کہا: ''میں نے ابوعبداللہ سے اس فرمان باری تعالیٰ کی تفسیر پوچھی گئی:

[1] البیان فی تفسیر القرآن، ص: ۲۲۵۔

[2] البیان فی تفسیر القرآن ص ۲۲۳ (صیانة القرآن من التحریف: شبهات القائلین بالتحریف)

[3] معجم رجال الحدیث ج ۱ ص ۴۹ المقدمة الثالثة۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾[۳/ آل عمران : ۳۳]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کا انتخاب فرمالیا۔''

تو آپ نے فرمایا: ''یہاں پر ''اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کے الفاظ تھے، جنہیں جہان والوں پر منتخب کیا ہے۔ لیکن (صحابہ نے) آل محمد کی جگہ آل عمران لکھ دیا ہے۔'' [البیان فی تفسیر القرآن: ۲۳۲]

قسم چہارم:

اس کفریہ عقیدہ کا اعلانیہ اظہار اور اس سے استدلال کرنے والے:

انتہائی مکاری اور ڈھٹائی سے قرآن میں نقص اور تحریف ثابت کرنے کی کوشش کرنے والے شیعہ علماء میں اس کفر کا بڑا قائد حسین النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ھ ہے جس نے اس سلسلے میں اپنی کتاب ''فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب'' تالیف کی ہے تاکہ وہ شیعہ کے اس کفریہ عقیدہ کو ثابت کر سکے، اس کتاب میں اس نے شیعہ علماء کے متفرق ومختلف اقوال کو یکجا کر دیا ہے اسی طرح اس نے ان کے اعتقاد کے مطابق تحریف شدہ آیات کو بھی جمع کر دیا ہے اس نے یہ تمام چیزیں جمع کر کے اس کتاب کو طبع کیا ہے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۸ کو ایران میں طبع کی گئی ہے]۔

سوال نمبر ۱۵: کیا کسی معتبر شیعی عالم نے یہ دعوی کیا ہے کہ کتاب اللہ میں نامعقول اور غیر شائستہ آیات موجود ہیں؟

جواب جی ہاں! شیعی اکابرین میں طبرسی کہتا ہے قرآن میں نظم کا اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ بعض فقرات میں فصاحت وبلاغت کی کمی ہے اور اعجاز کی حد کو نہیں پہنچتے، جب کہ دوسرے فقرات نامعقول وناشائستہ ہیں۔ کچھ فصاحت کے مراتب میں مختلف ہیں کیونکہ کچھ اعلی درجات کے حامل ہیں اور کچھ بالکل ادنیٰ درجے کے ہیں (فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ص ۱۰۲ الدلیل العاشر)۔

وضاحتی نوٹ:

بلاشبہ شیعہ علماء نے اپنی کتابوں کو اس قدر منزہ اور پاکیزہ رکھا ہے کہ کہیں ان میں کوئی نامعقولیت اور سچر پن والی کوئی بات پائی جاتی؟؟؟۔ الحمد للہ؛ اللہ تعالیٰ نے ایسے باطل پرستوں کے اقوال کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾

(٤٢/ حٰمٓ السجدة: ٢٦)

''اور کافروں نے کہا: تم اس قرآن کو مت سنو اور (جب پڑھا جائے تو) شور مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ''۔

قرآن مجید میں فصاحت و بلاغت اور بیان و معانی کی اعلی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کی ہر سورت اور ہر آیت میں بلاغت کی شروط موجود ہیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا

مَا تَذَكَّرُوْنَ o تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''بلاشبہ یہ (قرآن) یقیناً ایک معزز پیغام لانے والے کا قول ہے۔ اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ (یہ) جہانوں کے رب کی طرف سے اتارا ہوا ہے''۔

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ قرآن کے معجزانہ اسلوب میں سے ایک اسلوب عمدہ تنظیم وترتیب بھی ہے جو کہ کسی بھی زبان میں موجود انسانی ترتیب سے اعلیٰ و ارافع ہے۔ اس لیے کہ قرآنی ترتیب کوئی شعری نظم و ترتیب نہیں بلکہ وہ اللہ رب العالمین کا کلام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾[٣٦/ يس: ٦٩]

''اور ہم نے نہ اسے شعر سکھایا ہے اور نہ وہ اس کے لائق ہے۔ وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن کے سوا کچھ نہیں''۔

سوال نمبر:١٦۔ کیا آپ شیعی علماء کی تفسیر کے چند نمونے ذکر فرمائیں گے؟

جواب جی لیجیے: ا۔ شیعی علماء قرآن مجید کی تفسیر اپنے ائمہ سے کرتے ہیں۔

کلینی روایت کرتا ہے: ''ابوخالد الکابلی کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر پوچھی:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾ (٦٤/ التغابن: ٨)

[صحیح ترجمہ: ''پس تم اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا۔'']

تو انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم اس نور سے مراد تا قیامت آنے والے آل محمد کے ائمہ ہیں۔ اللہ کی قسم ائمہ وہی نور ہیں جو اللہ نے نازل کیا۔ اللہ کی قسم وہ زمین و آسمان میں اللہ کا نور ہیں۔ [1]

شیعی علامہ قمی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی جھوٹی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

﴿الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (٢/ البقرة:١۔٢)

''الم۔ یہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔''

ابوبصیر کی سند سے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''کتاب سے مراد علی علیہ السلام ہیں، اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ شیعہ کے لیے ہدایت ہے۔'' [2]

٢: اسی طرح شیعی مفسرین قرآن مجید میں وارد ''النور'' سے ائمہ مراد لیتے ہیں۔ شیعی شیخ کلینی ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر کرتا ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط

[1] اصول الكافي: ١/ ١٣٩ كتاب الحجة، حديث نمبر:١۔ باب أن الأئمه عليهم السلام نور الله عزوجل، تأويل الأيات الظاهرة فى فضائل العترة الطاهرة:٢/ ٦٩٦، حديث نمبر: ٢ (سورة التغابن وما فيها من الآيات الأئمه المهداة)۔تفسير البرهان: ٨/ ٢٧) ح ٢ سورة التغابن۔ [2] تفسير نور الثقلين ١/ ٢٦ ح ٥۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ لا يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (٢٤/ النور: ٣٥)

''اللہ آسمانوں اور زمین میں نور ہے، اس کے نور کی مثال (یوں ہے) جیسے ایک طاق ہو، جس میں چراغ ہو، چراغ ایک شیشے (کی قندیل) میں ہو، شیشہ جیسے چمکتا ستارہ ہو، وہ (چراغ) ایک مبارک درخت زیتون (کے تیل) سے جلایا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، یوں لگے جیسے اس کا تیل خود بخود سلگ اٹھے اگرچہ اسے آگ نے مس نہ کیا ہو۔ (وہ) نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتے ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔''

[ابوعبداللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی تفسیر میں فرمایا ہے:]

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾: فاطمة

''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے۔'' یعنی فاطمہ۔

﴿فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ أیْ :الحسن

''جس میں چراغ ہو۔'' یعنی الحسن

﴿اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ﴾: أَیْ الْحُسین

''اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو۔'' یعنی الحسین

﴿الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾: فَاطِمَةُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بَيْنَ نِسَاءِ أَهْلِ الدُّنْيَا

''شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو۔'' یعنی فاطمہ اہل دنیا کی تمام خواتین کے درمیان چمکتا ہوا ستارہ ہے۔''

﴿يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾: إبراهيم

''وہ چراغ ایک بابرکت درخت سے جلایا جاتا ہو۔'' یعنی ابراہیم۔

﴿زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ :لَا يَهُوْدِيَّةٍ وَّلَا نَصْرَانِيَّةٍ

''زیتون کے درخت سے جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی۔'' یعنی وہ نہ تو یہودیت ہے اور نہ ہی نصرانیت۔

﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ﴾: يَكَادُ الْعِلْمُ يَنْفَجِرُ بِهَا

''خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے۔'' یعنی قریب ہے کہ علم خود بخود ہی اس سے پھوٹنے لگے۔

﴿وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ إِمَامٌ مِّنْهَا بَعْدَ إِمَامٍ

''گو اسے مطلقاً آگ لگی ہی نہ ہو نور پر نور ہے۔'' یعنی ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے۔

﴿يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ يَهْدِى اللّٰهُ لِلْأَئِمَّةِ مَنْ يَّشَاءُ

''اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے ائمہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

﴿ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ﴾۔

''لوگوں کے سمجھانے کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔'' [1]

۳: شیعی علماء شرک سے روکنے والی آیات کی تفسیر کرتے ہیں کہ وہ آیات علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت میں شرک کرنے سے روکنے والی ہیں یا آپ کی ولایت کا کفر کرنے سے روکنے والی ہیں۔ قمی، باقر علیہ السلام پر افترا پردازی کرتے ہوئے روایت کرتا ہے (حالانکہ وہ اس سے بری ہیں) انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ﴾ تفسيرها: لئن أمرت بولاية أحد مع ولاية علي من بعدك ﴿ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

[٣٩/ الزمر: ٦٥]

''یقیناً آپ کی طرف وحی کی گئی اور آپ سے پہلے (انبیاء) کی طرف بھی کہ اگر آپ نے شرک کیا'' [اس کی تفسیر یہ ہے کہ اگر آپ نے حضرت علی کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم دیا]'' ''تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' [2]

شیعہ علامہ اور ان کے حجت اللہ کلینی ابو عبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی یہ تفسیر بیان کرتا ہے کہ اگر آپ نے ولایت علی میں کسی دوسرے کو شریک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ [3]

شیعہ عالم عیاشی ابو جعفر علیہ السلام سے جھوٹی روایت کرتا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اس طرح کی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ يعني: أنه لا يغفر لمن يكفر بولاية علي ﴿ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [يعني لمن والى علياً] [٤/ النساء: ٤٨]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا'' [یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشے گا جو علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرتا ہے]۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' [یعنی محبان علی کو معاف کر دے گا] [4]

۴: شیعی مفسرین جن آیات میں ایک اللہ کی عبادت کا حکم اور طاغوت سے اجتناب کا امر ہے اس کی تفسیر ائمہ ولایت اور ائمہ کے دشمنوں سے براءت کرنا کرتے ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا (اور یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ایسا فرمائے): ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ہماری ولایت کی خبر دینے اور ہمارے دشمنوں سے براءت کا اعلان کرنے کے لیے مبعوث کیا۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمائی ہے اور وہ یہ ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى

[1] أصول لكافي: ١/ ١٤٠ (كتاب الحجة، حديث نمبر: ٥ أن الأئمة نور الله عزوجل۔

[2] تفسير القمي: ص ٥٩٣ (سورة الزمر) تفسير نور الثقلين ١/ ٤٩٨۔ تفسير الصافي۔ ١/ ٣٢٨ (سورة الزمر)۔

[3] اصول الكافي: ١/ ٣٢٣۔ [4] تفسير العياشي: ١/ ٢٧٢، حديث نمبر: ١٤٩۔ تفسير البرهان۔

اللّٰهُ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ﴾[بتكذيبهم آل محمد] [١٦/ النحل: ٣٦]

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔'' [یعنی آل محمد کی تکذیب کرنے کی وجہ سے ان پر ضلالت ثابت ہوگئی]۔ ❶

اور ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا (اور وہ اس قول سے بری ہیں): وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰهَيۡنِ اثۡنَيۡنِ﴾ ''يَعْنِيْ بِذٰلِكَ : لَا تَتَّخِذُوْا إِمَامَيْنِ اثْنَيْنِ۔

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ'' کہ یہاں سے مراد یہ ہے کہ دو امام نہ بناؤ۔''

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ'' إِمَامٌ وَّاحِدٌ

''معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔'' یعنی امام صرف ایک ہے۔ ❷

یہ لوگ کفار و منافقین کے بارے میں وارد آیات کی تفسیر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ مراد لیتے ہیں۔ انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِيَكُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِيۡنَ ﴾ [٤١/ السجدة: ٢٩]

''اور کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں کے وہ دونوں فریق دکھا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ہم انھیں اپنے قدموں تلے ڈال کر انھیں نہایت اور سب سے نیچے کر دیں۔''

کے متعلق فرمایا: ''اس سے مراد وہ دونوں ہیں''۔ پھر فرمایا: ''اور فلاں تو پکا شیطان تھا''۔

ان کا علامہ مجلسی کہتا ہے: ''دونوں'' سے مراد ابوبکر اور عمر ہیں اور ''فلاں'' سے مراد عمر ہے۔ قرآن کی جس آیت میں بھی ''جنّ'' کا ذکر ہو تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یا تو وہ خود شیطان تھا، یا تو اس میں شیطان کے شریک ہونے کی وجہ سے؛ کیونکہ وہ زانی کا بچہ ہے۔ یا وہ مکر و فریب اور دھوکے بازی میں شیطان کی طرح تھا۔ اور دوسرا احتمال یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ابوبکر مراد ہو۔'' ❸

اسی طرح شیعی علماء ابو کی سند سے ابوعبداللہ علیہ السلام سے جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيۡطَانِ﴾ [٢/ البقرة:١٦٨]

''اور تم شیطانی راہوں پر مت چلو۔''

❶ تفسير العياشي: ٢/ ٢٨٠۔ تفسير الصافي: ٣/ ١٣٤۔

❷ تفسير العياشي، ج: ٢/ ٢٨٣، تفسير نور الثقلين ٣/ ٦٠۔ ❸ مرآة العقول ٢٦/ ٢٨٨۔

کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد دوسرے (عمر) اور پہلے (ابوبکر) کی ولایت ہے۔ [1]

مزید روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا (اور وہ اس سے بری ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ﴾ (ابو بکر و عمر) [٤/ النساء:٥١]

''وہ بتوں کا اور باطل معبودوں کا اعتقاد رکھتے ہیں۔''

اس کی تفسیر یہ ہے کہ بت اور شیطان سے مراد فلاں فلاں ہیں۔ [2]

فلاں فلاں کی وضاحت کرتے ہوئے مجلسی کہتا ہے: ''اس سے مراد ابوبکر اور عمر ہیں۔'' [3]

٦: شیعی علماء دنوں اور مہینوں کی تفسیر بھی اپنے ائمہ سے کرتے ہیں۔

باقر رحمہ اللہ سے جھوٹی روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ان عدة الشهور ۔الآیۃ سال کے بارہ مہینے ہیں، اور وہ امیر المؤمنین اور ان کے بعد آنے والے آئمہ کی تعداد ہے منها اربعة حرم اس میں سے چار حرمت والے ہیں، جو ایک ہی نام کے ہیں امیر المؤمنین علی، علی ابوالحسن عسکری، علی بن موسی، علی بن محمد۔ [4]

ابوالحسن العسکری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں (حالانکہ وہ اس الزام سے بری ہیں) کہ انھوں نے فرمایا: (سبت) ہفتہ: رسول ﷺ ہیں۔ (الأحد) اتوار سے مراد حضرت علی ہیں۔ (الاثنین) سوموار سے مراد حسن و حسین ہیں۔ (الثلاثہ) منگل سے مراد: علی بن حسین، محمد بن علی اور جعفر بن محمد ہیں۔ (الأربعا) بدھ سے مراد موسی بن جعفر، علی بن موسی، محمد بن علی اور میں ہوں۔ (الخمیس): جمعرات سے مراد میرا بیٹا حسن بن علی ہے اور الجمعہ سے مراد میرا پوتا ہے...'' [5]

شیعہ کی رسوائی:

شیعہ نے ایام ہفتہ کے متعلق ایسی روایات گھڑ لی ہیں جن میں بعض ایام کی مذمت پائی جاتی ہے۔ [یعنی] ایک طرف اپنے ائمہ کو ہفتہ، اتوار... قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ایسی روایات بیان کرتے ہیں جو انھی دنوں کی مذمت کرتی ہیں؟!

مثلاً ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہفتہ ہمارا ہے، اتوار ہمارے شیعہ کا ہے، سوموار ہمارے دشمنوں کا ہے، منگل بنوامیہ کا ہے اور بدھ وہ دن ہے جس دن انہوں نے دوا پی تھی۔'' [6]

نیز ایک روایت گھڑ کر موسی بن جعفر علیہما السلام کی طرف منسوب کر دی ہے کہ آپ کہتے ہیں:

''پیر کے دن سے بڑھ کر کوئی اور دن منحوس نہیں ہے۔'' [7]

[1] تفسیر العیاشی: ١/ ١٢١۔ حدیث نمبر: ٣٠٠ (سورة البقرة)۔

[2] بصائر الدرجات الکبری: ١/ ٨٧ ح: ٣ (باب معرفة أئمه الهدى من ائمة الضلال وأنهم الجبت والطاغوت والفواحش)، تفسیر العیاشی: ١/ ٢٧٣، حدیث نمبر: ١٥٣ (سورة النساء)۔ بشارة المصطفی لشیعة المرتضی: ص ٢٩٧ حدیث: ٣٧۔ [3] بحار الأنوار: ٢٣/ ٣٠٦، حدیث نمبر: ٢، باب انهم أنوار الله، و تاویل آیات النور فیهم علیهم السلام) [4] مناقب آل ابی طالب: ١/ ٢٣٠، فصل فی الآیات المنزلة فیهم علیهم السلام۔

[5] وسائل الشیعه: ٥/ ٤٣ حدیث نمبر: ١٨: باب وجوب تعظیم یوم الجمعه...''۔

[6] [الخصال ٢/ ٣٨٥۔ وسفینة البحار ١/ ٥١٩]۔

تعارض:

انہوں نے اپنی طرف سے ایک اور روایت گھڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

''اہل ایمان میں سے جو کوئی پیر کے دن مر گیا؛ اللہ تعالیٰ اسے اور ہمارے دشمنان بنو امیہ کو جہنم میں کبھی بھی اکٹھا نہیں فرمائیں گے۔ اور جو کوئی اہل ایمان منگل کے دن مر گیا اللہ تعالیٰ حشر میں اسے ہمارے ساتھ رفیق اعلی میں اٹھائیں گے''۔[معالم الزلفی ص ٤٣١۔]

گرتی دیوار کو ایک دھکا اور شیعہ علماء کی کمر توڑ دینے والی دلیل:

[خود شیعہ نے ہی اپنی کمر پر ایک اور ماتمی کلہاڑے کا وار کیا؛ انہوں نے] حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کی اس قدر توہین کی ہے کہ قرآن مجید میں مذکور بعض حشرات الأرض کی تفسیر کرتے ہوئے انہیں حضرت علی قرار دیا ہے۔ مثلا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

﴿إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾... [٢/ البقرة: ٢٦]

''بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کوئی سی مثال بیان کرے مچھر کی ہو یا اس سے بھی بڑھ کر (حقیر یا عظیم) ہو۔'' کی تفسیر میں شیخ قمی نے کہا ہے کہ: ابو عبد اللہ علیہ السلام کہتے ہیں: مچھر سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔ [1]

سوال نمبر ١٧: شیعہ مفسرین اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی کیا تفسیر کرتے ہیں:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَاص وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ط سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (٧/ الأعراف: ١٨٠)

''اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، لہٰذا تم اسے ان (ناموں) سے پکارو اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں جلد اس کی سزا پائیں گے۔''

جواب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا (حالانکہ وہ اس خرافات سے بری ہیں):

''جب تم پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں تو اللہ سے ہمارے وسیلہ سے مدد طلب کرو۔ اللہ کے اس ارشاد: ﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سے یہی مراد ہے۔ فرمایا کہ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم ہی اسمائے حسنی ہیں جن کی معرفت کے بغیر اللہ کسی کا عمل قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا تم ان (ائمہ کے ناموں کے ساتھ) اللہ کو پکارو۔'' [2]

[1] تفسیر القمی: ص ٣٧ اور تفسیر نور الثقلین ١/ ٤٥ ح ٦٤ سورة البقرة۔ [2] تفسیر العیاشی: ٢/ ٤٥، حدیث نمبر: ١١٩۔ الاختصاص: ٢٥٢۔ تفسیر الصافی: ٢/ ٢٥٤ تفسیر البرهان: ٣/ ٢٤٩ ح ٣۔

سوال نمبر ۱۸: شیعہ مذہب کے علماء ومشائخ کے نزدیک ائمہ اثنی عشریہ کے اقوال کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟

جواب شیعہ امامیہ کے نزدیک ان کے ائمہ کے اقوال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اقوال جیسا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''بے شک تمام ظاہری ائمہ کی حدیث اللہ تعالیٰ کے فرامین ہیں اور ان کے اقوال میں کوئی اختلاف نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے فرامین میں کوئی اختلاف نہیں۔'' [1]

بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں: ''جس شخص نے ابوعبداللہ ع سے حدیث سنی ہو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس حدیث کو ابو عبداللہ کے والد یا ان کے کسی دادا سے روایت کرے۔ بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ وہ روایت بیان کرتے وقت کہے: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' بلکہ یہی کہنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

اس کی دلیل ابوبصیر کی روایت ہے۔ وہ کہتا ہے:

میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: ''میں جو حدیث آپ سے سنوں کیا اسے آپ کے والد کے حوالے سے بیان کرسکتا ہوں؟ یا جو حدیث میں نے آپ کے والد سے سنی ہو اسے آپ کے نام سے روایت کرسکتا ہوں؟'' انھوں نے فرمایا: ''یہ دونوں طریقے برابر ہیں البتہ میرے والد کے حوالے سے بیان کرو تو یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔''

ابوعبداللہ علیہ السلام نے جمیل سے کہا: ''جو روایات تم نے مجھ سے سنی ہیں تم انھیں میرے والد سے روایت کرو۔'' [2]

[1] شرح اصول الکافی: ۲/ ۲۲۵۔

[2] اصول الکافی: ۱/ ۴۰ (کتاب فضل العلمِ حدیث نمبر: ٤، باب روایة الکتب والحدیث . . . "۔

تضاد بیانی:

خود کلینی ہی نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''خبردار گھڑے ہوئے جھوٹ سے بچو؟'' ان سے پوچھا گیا: گھڑا ہوا جھوٹ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''گھڑا ہوا جھوٹ یہ ہے کہ تمھیں ایک شخص حدیث بیان کرے پھر تم اس کا نام چھوڑ کر اس کے استاد سے وہی روایت بیان کرو۔'' [1]

شیعہ علماء کہتے ہیں: "الْإِمَامَةُ إذن هي إمتداد اسْتِمْرَارٌ لِّلنُّبُوَّةِ"

''بلاشبہ امامت تو نبوت ہی سے ماخوذ اور اس کا تسلسل ہے۔'' [2]

ان کا امام اکبر روح اللہ خمینی کہتا ہے: "إِنَّ تَعَالِيْمَ الْأَئِمَّةِ كَتَعَالِيْمِ الْقُرْآنِ، لا تختص جيلا خاصا وانماهي تعاليم للجميع فی كل عصر و مصر و الی يوم القيامة يَجِبُ تَنْفِيْذُهَا وَ اِتِّبَاعُهَا"

''ائمہ کی تعلیمات قرآنی تعلیمات جیسی ہیں، یہ کسی نسل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ سب لوگوں اور ہر وقت و دور و علاقے قیامت تک کے لیے ہیں، ان کی تنفیذ اور اتباع واجب ہے۔ [3]

ان کا شیخ محمد جواد مغنیہ کہتا ہے: ''امام معصوم کا قول اور حکم مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے برابر ہے۔''

﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾۔ [٥٣/ النجم: ٣، ٤]

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ وہ وحی ہی تو ہے جو (اس کی طرف) بھیجی جاتی ہے۔'' [4]

وضاحتی نوٹ:

ان کے اعتقاد میں آخری امام تک نص نبوی مستمر ہے، کیا ان کے اعتقاد میں آئمہ کا وجود ختم ہو چکا ہے؟ یہ روایات اپنے صریح اور کھلے جھوٹ کو آگے چلانے کے لیے بالکل واضح اور صریح ہیں وہ اس طرح کہ بطور مثال وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسا قول منسوب کر دیتے ہیں جو آپ نے کہا ہی نہیں ہے بلکہ وہ تو آپ کے پوتوں میں سے کسی نے کہا ہو، ان کے اعتقاد اور مذہب کی تعلیم کے مطابق اولیٰ ہی یہی ہے جس طرح کہ سابقہ روایات میں یہ بات مذکور ہے۔

سوال نمبر۱۹: دریں صورت شیعہ علماء کے نزدیک سنت کون سی ہے؟

جواب ان کے نزدیک سنت یہ ہے ''معصومین علیہم السلام کی سنت۔'' [5] ان کے بقول یہ اس لیے ہے کہ: ''ائمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر مقرر کیے گئے ہیں تاکہ وہ واقعی احکام کی تبلیغ کریں اور وہ صرف انھی احکامات کے بارے میں فیصلے دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں واقعتاً ایسے ہی ہوتے ہیں۔'' [6]

تو معلوم ہوا کہ سنت کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے لیے محدود نہیں ہے جو تن تنہا ہی معصوم ہیں۔

[1] أصول الكافی: ١/ ٤١ (كتاب العلم، حديث نمبر: ١٢، باب رواية الكتب والحديث . . .".

[2] عقائد الأمامية: فی ثوبه الجديد ٩٥/ محمد رضا المظفر، عميد كليه فقه، النجف۔

[3] الحكومية الإسلامية، ص ١١٦۔ [4] الخمينی والدولة الإسلامية، ص٥٩۔ [5] الدستور الإسلامی لجمهورية ايران، ص٢٠، جاری شدہ از ایرانی وزارتِ تعلیم۔ [6] أصول الفقه المقارن، ج ٣/ ٥١ محمد رضا المظفر۔

اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ بارہ ائمہ المعصومین کی کلام میں ان کی سن طفولیت اور سن بلوغت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

کیونکہ ان کے آئمہ کی شروط میں یہ شامل ہے کہ وہ معصوم ہیں، ضروری اور اہم شرط یہ ہے کہ بلکہ امامت کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ امام نبی کی طرح معصوم ہوتے ہیں ں اور وہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی رذیل وفحش خصلت پاک ہوتے ہیں، وہ پیدا ہونے سے لیکر وفات تک دانستہ اور سہواً بھی خطا کے مرتکب نہیں ہوتے اور بھولتے بھی نہیں۔ [1]

سوال نمبر۲۰: تو پھر کیا ان کے اعتقاد کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے وفات سے قبل پوری شریعت کی تبلیغ کر دی تھی؟

جواب نہیں، بلکہ شریعت کے ایک حصے اور جزء کی تبلیغ فرمائی تھی؛ اور باقی امانت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی۔

ان کا آیت العظمیٰ شہاب الدین النجفی نے کہا ہے:

''یقیناً نبی ﷺ کو اس کی وسعت حاصل نہیں ہوئی اور آپ کو تمام احکام دین کی تعلیم کے لیے میدان دعوت میسر نہ آ سکا تھا..... اور بلا شبہ آپ ﷺ نے جنگوں میں مشغول رہنے کو تفصیلی احکامات بیان کرنے اور ان کی جانچ پڑتال کرنے پر مقدم رکھا تھا..... بالخصوص آپ کے زمانے میں لوگوں کے پاس وافر اور کافی استعداد کی بھی کمی تھی کہ وہ ان تمام احکامات کو حاصل کر لیتے جن کے لیے طویل وعریض صدیاں درکار تھیں۔'' [2]

ان کے الامام خمینی نے کہا ہے، ہم کہتے ہیں: یہ واضح ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق امامت کا معاملہ پہنچایا ہوتا اور اس سلسلہ میں جدوجہد کی ہوتی تو اسلامی ممالک میں آج یہ سارے اختلافات اور دشمنیاں نہ ہوتیں، اور آپس میں جنگیں اور معرکے نہ ہوتیں، اور اصول دین اور فروعات میں بھی اختلافات نہ پڑتے۔ [3]

اور خمینی نے یہ بھی کہا ہے، ہم کہتے ہیں: بلا شبہ انبیاء کو اپنے مقاصد کو نافذ کرنے کی توفیق نہیں ملی اور یقیناً آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی کو مبعوث فرمائے گا جو انبیاء کے مسائل کو نافذ وجاری کرنے کا اہتمام کریگا۔'' [4]

سوال نمبر۲۱: صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کے متعلق علماءِ شیعہ کا مؤقف کیا ہے؟

جواب شیعہ عالم شیخ آل کاشف الغطاء اپنے شیعہ علماء کا موقف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ''شیعہ ان روایات کو سنت نہیں سمجھتے۔ میری اس سے مراد احادیث نبویہ ہیں، وہ صرف ان روایات کو سنت معتبر سمجھتے ہیں جو ان کے لیے اہل بیت کی سند سے ان کے نانا سے صحیح ثابت ہو جائیں۔ یعنی جسے امام صادق اپنے والد باقر سے وہ اپنے والد زین العابدین سے وہ حسین سے اور وہ اپنے باپ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں۔

اور رہی وہ احادیث جنہیں دوسرے صحابہ کرام مثلاً حضرت ابو ہریرہ اور سمرہ بن جندب؛ مروان بن الحکم؛ عمران ابن حطان الخارجی اور عمرو بن العاص اور ان کے امثال و نظائر وغیرہ روایت کرتے ہیں تو یہ روایات امامیہ کے نزدیک نا قابل اعتبار ہی نہیں بلکہ مچھر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔'' [5]

[1] عقائد الإمامية، في ثوبه الجديد ص ۹۷ (الفصل الثالث: الامامة)۔

[2] شهاب الدين النجفي و تعليقاته على إحقاق الحق وازهاق الباطل للتستري، ج ۲/ ۲۸۸۔۲۸۹ (المطلب الثاني)۔ [3] كشف الاسرار ص ۱۳۷ الحديث الثاني في الامامة الرد على هذا القول بالمنطق للخميني [4] مسألة المهدى مع مسألة أخرى، ص ۲۲۔ [5] أصل الشيعة و أصولها، ص ۸۳۔

اسی لیے ان کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ:

"كُلُّ مَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ عِنْدِهِم [يعنى الْأَئِمَّةِ] فَهُوَ بَاطِلٌ"

"ہر بات وہ جو ائمہ کی منہ سے نہ نکلی ہو؛ وہ باطل ہے۔" [1]

شیعہ کو منہ توڑ جواب:

شیعہ مشائخ مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم کو رد کرنے کے لیے اپنا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے ان کے اماموں میں سے ایک امام یعنی علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی امامت کا ان کے خیال کے مطابق انکار کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ ان لوگوں کی روایات کو کیوں قبول کرتے ہیں جو ان کے بہت سارے ائمہ کا منکر ہو وہ اس کی روایات کو کس طرح قبول کر سکتے ہیں؟ تو شیعہ علماء نے..... جیسے کہ الحر العاملی نے پر زور الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ:

عبداللہ بن بکیر سے فطحیہ [2] کی روایات ؛اور واقفہ [3] کی روایات پر مثلاً: سماعۃ بن مہران اور الناووسیہ [4] کی باتوں پر کیوں عمل کیا جائے؟۔ ان فرقوں کے بعض لوگوں کو شیعہ علماء نے ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے حالانکہ انھوں نے بارہ ائمہ میں سے اکثر کا انکار کیا ہے؟

شیعی علامہ الکشی، نے الفطحیہ کے بعض راویوں مثلاً: محمد بن الولید الخزاز اور معاویہ بن حکیم اور مصدق بن صدقہ اور محمد بن سالم بن عبدالحمید وغیرہ کے متعلق یوں کہا ہے: "یہ سب اشخاص فطحیہ میں سے تھے اور یہ جلیل القدر علماء، فقہاء اور انصاف پرور ہستیوں میں سے تھے، بعض نے امام رضا کو بھی پایا ہے۔" [5]

ملاں مجلسی نے بھی ذکر کیا ہے کہ اس کا فرقہ ان جیسے راویوں کی مرویات پر عمل کرتا ہے۔ لہٰذا وہ کہتا ہے: "اسی لیے ہم نے یہ کہا ہے کہ: ایک جماعت نے عبداللہ بن بکیر الفطحی اور سماعہ بن مہران الواقفی جیسے راویوں کی روایات پر عمل کیا ہے۔" [6]

اور پھر اس نے بعض سرکردہ واقفہ کے بارے میں اس نے بذات خود اور دوسرے اس کے برادران شیعہ علماء نے

[1] أصول الكافي للكليني، ج ١/ ٣٠٠ باب انه ليس شيئ من الحق فى يد الناس الا ماخرج من عند الآئمة عليهم السلام و ان كل شيئ لم يخرج من عندهم فهوباطل۔ [2] فطحیہ یہ لوگ عبداللہ بن جعفر بن الصادق کے پیروکار تھے انھیں فطحیہ اس لیے کہا جاتا تھا کہ عبداللہ فطح الرأس یعنی چوڑے چپٹے سر والا تھا..... النوبختی نے کہا ہے: "شیعہ کے اجل علماء اور فقہاء کا میلان اسی مقولہ کی طرف ہے اور یہ عبداللہ اپنے باپ کے بعد صرف ستر یوم زندہ رہا تو لوگوں نے اس کی امامت کے قول سے رجوع کر لیا تھا، رجال الكشي ٣/ ٣٢٨ رقم ٤٧٢ (مسائل الإمامه و مقتطفات من الكتاب الأوسط فى المقالات، ص ٤٦ لعبد الله بن الناشي الاكبر۔

[3] الواقفہ، ان لوگوں نے شیعہ کے ساتویں امام، موسیٰ بن جعفر پر توقف کرتے ہوئے اس کے بعد کسی بھی امام کی امامت کے قائل نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق "موسیٰ بن جعفر" فوت نہیں ہوا بلکہ وہ ابھی تک زندہ ہے اور اس کے خروج کے منتظر ہیں۔ مسائل الامامة ص ٤٧ رجال الكشي ٦/ ٥١٢ (المقالات والفرق، ص ٩٣ للقمي۔

[4] ایک امام "ناووس" نامی آدمی کے پیروکار ہیں..... یہ کہتے ہیں: "چھٹے امام جعفر بن محمد فوت نہیں ہوئے وہ ابھی تک زندہ ہیں اور مستقبل بعید میں ظہور فرمائیں گے اور حکومت کریں گے۔" (دیکھیے، المقالات والفرق، ص ٨٠۔ فرق الشيعة، ص ٩٤۔

[5] رجال الكشي ٦/ ٦٠٥ رقم ١٠٦٢ (فى محمد بن وليد الخزاز و معاوية بن حكيم و مصدق بن صدقة)

[6] بحار الأنوار: ٢/ ٢٥٣، حديث نمبر: ٧٢، باب علل اختلاف الأخبار . . . "۔

اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے امام معصوم کے قول سے اعراض و روگردانی کرتے ہوئے یوں کہا ہے:

''واقف (واقفہ فرقے کا فرد) حق سے روگردانی کرنے والا اور برائی پر قائم رہنے والا ہے اگر وہ اس برائی کے ساتھ ہی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' [1]

مزید فرماتے ہیں: ''وہ حیرت زدہ رہتے ہوئے زندگی گزاریں گے اور زندیق (بے دین) ہو کر مریں گے۔''

اور یہ بھی کہا ہے: ''بلا شبہ وہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔'' [2]

شیعہ علماء کے لیے زبردست مصیبت:

رافضی عالم الکلینی نے ابن حازم سے روایت ہے اس نے کہا: ''میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی:

'' فَأَخْبِرْنِیْ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدَقُوْا عَلٰی مُحَمَّدٍ أَمْ كَذَبُوْا؟ قَالَ: بَلْ صَدَقُوْا'' [3]

''مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے متعلق خبر دو کیا انھوں نے محمد ﷺ پر سچ بولا تھا یا جھوٹ بولا تھا، فرمایا: ''بلکہ انھوں نے سچ بولا تھا۔''

اللہ اکبر: ﴿ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ [۱۷/ بنی اسرائیل:۸۱]

''اور اعلان کر دے کہ حق آ چکا اور ناحق نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔''

سوال نمبر۲۲: حکایت رقاع [من گھڑت شیعی افسانہ] کی کیا حقیقت ہے اور مذہب شیعی میں ان کی کیا عظمت ہے؟

جواب ''جب ان کے امام الحسن العسکری'' فوت ہو گئے تو اس کا کوئی جانشین نظر نہ آیا اور نہ ہی اس کا کوئی ظاہری بیٹا تھا اور جس وقت اس امر کی آخری امید بھی ختم ہو گئی کہ آپ کی بیویاں اور لونڈیاں بھی استبراء رحم کر چکیں حتیٰ کہ ان کا بغیر حمل یقینی ہوا تب آپ کی میراث آپ کی ماں اور آپ کے بھائی جعفر کے درمیان بانٹ دی گئی اور آپ کی ماں نے اس کی وصیت کو بیان کر دیا اس وقت کے قاضی اور سلطان کے پاس اس کا ثبوت مل گیا۔'' [4]

اس طرح اس واقعے نے شیعہ قوم پر مصیبت کے پہاڑ توڑ ڈالے (اور وہ بدحواس ہو کر اول فول بکنیلگے): کوئی کہتا امامت ختم ہو گئی۔ [5] تو کوئی دوسرا کہتا ہے حسن بن علی ع فوت ہو گئے اور ان کی اولاد نہیں، اس لیے ان کے بعد ان کا بھائی جعفر بن علی امام ہے۔'' [6]

شیعہ حضرات حیرت و اضطراب کے اس سمندر میں ڈبکیاں کھا رہے تھے کہ ایک آدمی ''عثمان بن سعید العمری'' کھڑا ہوا اور دعویٰ کیا ''بلا شبہ الحسن العسکری کا ایک پانچ سالہ بیٹا تھا جو لوگوں سے چھپ کر رہتا تھا وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے

[1] رجال الكشي: ۵/ ۵۱۵ حديث نمبر: ۸۶۰ ـ نمبر ۵۶۰ ـ (في الواقفة) بحار الأنوار: ۴۸/ ۲۶۳ حديث نمبر ۱۸؛ (باب رد مذهب الواقفية والسبب الذي لأجله قيل بالوقف على موسىٰ)۔

[2] رجال الكشي: ۵/ ۵۱۵ حديث نمبر: ۸۶۱ و ۸۶۲ ـ (في الواقفة) بحار الأنوار: ۴۸/ ۲۶۳ حديث نمبر ۱۹۔

[3] أصول الكافي، ج ۱/ ۵۰ كتاب فضل العلم ح ۳ باب اختلاف الحديث۔ [4] المقالات والفرق، ص ۱۰۲۔

[5] بحار الأنوار للمجلسي، ج ۵۱/ ۲۱۳ باب ذكر الادلة التي ذكرها شيخ الطائفة على اثبات الغيبة۔

[6] المقالات والفرق لسعد القمي، ص ۱۰۸۔۱۱۰۔

کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا تھا، وہی اپنے باپ الحسن کے بعد امام ہوگا اور اس امام بچے نے حصول اموال کے لیے اسے اپنا وکیل نامزد کیا ہے اور دینی مسائل میں اس کی طرف سے جوابات دینے کے لیے اسے اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ [1]

پھر جب عثمان بن سعید سنہ ۲۸۰ھ میں مر گیا تو اس کے بیٹے محمد بن عثمان نے اپنے باپ والا دعویٰ شروع کر دیا۔

پھر جب یہ محمد بن عثمان بھی سنہ ۳۰۵ھ میں فوت ہو گیا تو الحسین بن روح النوبختی [2] بالکل یہی دعویٰ لے کر اس کا جانشین بن گیا۔ اور جب یہ بھی ۳۲۶ھ میں فوت ہو گیا تو ابوالحسن علی بن محمد السمری (۳۲۹ھ) نے اس کی مسند سنبھال لی [3] اور یہ امامیہ شیعہ علماء کے نزدیک نیابت کے دعویداروں میں سے سب سے آخری دعویدار تھا اور جب مال ومتاع کے دل فریب انباروں کی وجہ سے نیابت کے دعویدار بہت زیادہ ہو گئے تو شیعہ علماء نے البابیہ کے منقطع ہونے اور غیبت کبریٰ (بہت بڑی پوشیدگی) کے واقع ہونے کا وفاتِ السمری پر ہی اعلان کر دیا امام کے یہ نائبین بے وقوفوں کے سوالات سنتے تھے اور بالکل اسی طرح ان کے اموال ہڑپ کرتے تھے۔

پھر ان کے امام منتظر کی جانب سے جوابات ارشاد فرماتے اور انھیں امام منتظر کی طرف منسوب کرتے اور انھیں توقیعات قرار دیتے ہوئے اپنے خیال کے مطابق امام منتظر کے خطوط ومراسلات کا نام دیتے۔ [4]

ان کے ہاں اس بے سند افسانے اور بے سروپا عقیدہ کا مقام ومرتبہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین ہیں حتیٰ کہ شیعہ علماء نے ان خطوط ومراسلات کو نبی اکرم ﷺ سے باسناد صحیح مروی حدیث پر بھی بوقت تعارض راجح قرار دیا ہے، اس عقیدہ پر عمل کرتے ہوئے شیعہ عالم نے اپنی ایک معتبر کتاب میں موجود حدیث کو صرف اس لیے رد کر دیا کہ وہ اس خرافت سے پر عقیدہ کے خلاف ہے؟

ابن بابویہ کہتا ہے: میں اس حدیث کے مطابق فتویٰ نہیں دیتا؟ بلکہ میں تو حسن بن علی کے خط کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں یہ خط میرے پاس ہے، [5] اس کے بعد دوسرا شیعہ عالم الحر العاملی کہتا ہے: ''معصوم کا خط ظاہری ذرائع سے نقل شدہ حدیث کی نسبت زیادہ قوی ہوتا ہے۔'' [6]

اور اس پر مستزاد یہ کہ دور حاضر کے شیعہ علماء ان خطوط ومراسلات کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ''یہ ایسی سنت ہے جس میں باطل داخل نہیں ہوسکتا۔ [7]

[1] حصائل الفكر فی أحوال الإمام المنتظر لمحمد صالح البحرانی، ص ۳۶-۳۷۔ [2] حسین ابن روح کے بارہ میں بھی غلو کرتے ہوئے اسے معصوم قرار دیتے ہیں، دیکھیں: فصل الخطاب ص ۲۸ المقدمة الثالثة۔ [3] كتاب الغيبة للطوسی ص ۲۳۷ الممدوحون فی زمان الغيبة [4] بحار الأنوار للمجلسی، ج ۵۱/ ۳۵۹-۳۶۲ باب احوال لسفراء فی زمان الغيبة الصغرى، وسائط بين الشيعة و بين القائم۔ [5] من لا يحضره الفقيه لابن بابويه القمی، ج ۴/ ۷۱۷ حديث نمبر ۵۴۷۴ باب الرجلين يوصی اليهما۔ [6] وسائل الشيعة، ج ۲۰/ ۲۴۸۔ اور شیعہ علماء نے ان خطوط ومراسلات کو قدر کی نگاہوں سے بڑے اہتمام سے مدون بھی کیا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق یہ اس وحی میں سے ہیں جن کے آگے سے اور پیچھے سے بالکل باطل داخل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً دیکھیں: اصول الكافی، ج ۱/ ۳۹۳، إكمال الدين لا بن بابويه، ۲/ ۴۳۸ الغيبة للطوسی، ص: ۱۷۲۔ الأحتجاج على أهل الحجاج، ج ۲/ ۴۶۶ لأبی منصور أحمد بن أبی طالب الطبرسی المتوفی ۵۸۸ھ۔ [7] الدعوة الإسلامية إلى وحدة أهل السنة والإماميه، ج ۲/ ۱۱۲ لآيتهم الخنيزی۔

سوال نمبر۲۳: الطّوسی کی کتاب "تهذيب الأحكام" کا سبب تالیف کیا ہے اور اس میں کتنی احادیث ہیں؟

جواب یہ کتاب مذہب شیعہ کے معتبر اصول و مراجع میں شمار ہوتی ہے، وقت تالیف سے لے کر آج تک اس کی احادیث کی تعداد (۱۳۵۹۰) کو پہنچ چکی ہیں، اور الکلینی کی کتاب "الکافی" کے بعد یہ دوسرے نمبر کی کتاب شمار کی جاتی ہے۔

تبصرہ:

عجیب بات یہ ہے کہ المؤلف الطّوسی نے اپنی کتاب "عدة الاصول" میں صراحت کی ہے کہ اس کتاب "التہذیب" کی احادیث اور اس کی روایات پانچ ہزار سے زائد ہیں یعنی چھ ہزار سے زیادہ نہیں ہیں؟

تو کیا اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس کتاب میں مختلف ادوار میں نصف سے زائد احادیث بعد میں شامل کی گئی ہیں؟

بلاشبہ یہ اضافے ان خفیہ ہاتھوں کے ہیں جو شیعہ علماء اسلام کے نام پر اضافے کرتے رہتے ہیں؟

اور باقی رہا اس کتاب کی تالیف کا سبب تو وہی سبب ہے جس کی یہ احادیث و اخبار نشاندہی کر رہی ہیں جیسا کہ الطّوسی نے خود اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے: "باہم اختلاف، تباین، منافاۃ اور تضاد، حتیٰ کہ تقریباً کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کے برعکس اور متضاد کوئی دوسری بات نہ ہو، کوئی ایسی حدیث بھی صحیح سالم نہیں ہے مگر اس کے مدمقابل ایسی روایت و حدیث موجود ہیں جو اس کی نفی کر رہی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے مخالفین نے اسی کو ہمارے مذہب کے خلاف سب سے بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور ہمارے مذہب پر سب سے بڑا طعن بھی یہی ہے.....!! [1]

اس نے (اپنی کتاب میں) شیعہ علماء کے بے شمار اختلافات پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ یہ بات انھوں نے تقیہ کے طور پر کہی تھی، حالانکہ اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ خواہ یہ روایت ان کے دشمنوں اہل سنت ہی کی موافقت کرتی ہو۔

سوال نمبر۲۴: شیعہ علماء کے نزدیک کتاب "الکافی" کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ کیا وہ ان کے اضافوں سے بچ سکی ہے؟ کیا ان لوگوں کا اس کی کتابوں اور احادیث پر اتفاق ہے؟

جواب کچھ شیعہ علماء کہتے ہیں: جب الکلینی نے اپنی کتاب "الکافی" تحریر کی تو اسے اپنے بارہویں یا تیرہوں امام الغائب کے سامنے پیش کیا تو آپ نے تحسین کرتے ہوئے فرمایا: "اَلْكَافِيْ كَافٍ لِشِيْعَتِنَا" [2]

"کافی ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔"

ان کے شیخ عباس القمی نے کہا ہے: "الکافی تمام اسلامی کتابوں میں سے عظیم المرتبت کتاب ہے اور امامیہ مذہب کی تصانیف میں سے عظیم ترین ہے، امامیہ مذہب کے لیے اس جیسی کتاب منصۂ شہود پر نہیں آئی۔"

ان کے شیخ محمد امین الاسترآبادی نے کہا ہے: "ہم نے اپنے علماء و مشائخ سے سنا ہے، اسلام میں کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جو اس کے مساوی ہو یا اس کے ہم پلہ ہو۔" [3]

[1] تهذيب الأحكام المقدمه ۱/ ۹۔

[2] دیکھیں: سوال نمبر ۹۵ کیونکہ روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے آئمہ کی تعداد ۱۳ ہیں، اس کلمہ نے ان کی مذہب امامیہ کو بنیادوں سے اکھیڑ کر رکھ دیا ہے، بحار الانوار ۸۹/ ۷۔ حدیث نمبر ۳۷۷ باب متشابهات القرآن و تفسير المقطعات۔

[3] الكنى والألقاب القمى، ج ۲/ ۵۹۳۔ ۵۹٤

قارئین کرام! آئیں ذرا میرے ساتھ مل کر الکافی کے بعض ابواب اور اس کی نصوص وعبارات پر غور فرمائیں کہ ان لوگوں نے کتنے اضافے کر دیے ہیں؟۔

ان کا شیخ الخوانساری کہتا ہے: کتاب الروضۃ کی بابت شیعہ علماء نے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ الکلینی کی تالیف ہے؟ یا بعد ازاں ''الکافی'' میں اضافہ کیا گیا ہے؟'' [1]

ان کا ایک اور علامہ ابن مطہر حلی (متوفی ۷۲۶ھ) نجم الدین مہنا المدنی سے کتب شیعہ کی مرویات میں اپنی سند کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اور ان میں سے ایک کتاب الکلینی بھی ہے۔ جو کہ محمد بن یعقوب الکلینی کی تالیف ہے۔ اور اسے ''الکافی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اپنی مذکورہ اسناد کے ساتھ پچاس کتب پر مشتمل ہے۔'' [2]

ان کے ثقہ اسلام سید حسین بن حیدر الکرکی العاملی المتوفی ۱۰۷۶ھ نے کہا ہے: ''بلا شبہ ''الکافی'' میں پچاس کتابیں (چیپٹرز) اسانید کے ساتھ ہیں پھر ان میں ہر ایک حدیث ائمہ تک پہنچ رہی ہے.....'' [3]

دراں حالیکہ اس طائفہ کے شیخ الطّوسی المتوفی ۴۶۰ھ یوں کہہ رہا ہے: ''کتاب الکافی تیس کتابوں پر مشتمل ہے پہلی کتاب: ''العقل'' ہے اور آخری کتاب ''الروضۃ'' ہے۔ ہمیں شیخ مفید نے الکافی کی تمام کتب اور روایات بیان کی ہیں۔'' [4]

مندرجہ بالا اقوال سے آپ کے سامنے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ:

بلا شبہ الکافی میں جو باتیں بڑھائی گئی ہیں وہ پانچویں صدی ہجری اور گیارہویں صدی ہجری کے درمیان درمیان کا واقعہ ہیں۔ اور وہ ہیں، بیس کتابیں۔ اور ہر ایک کتاب (Chaptar) کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ یعنی اس لمبی مدت کے دوران 40% کے حساب سے کتاب الکافی میں اضافے کیے گئے ہیں یہ تو وہ اضافے ہیں جو روایات میں تبدیلی الفاظ کے تغیر، فقرات کے حذف اور دیگر اضافوں کے علاوہ ہیں۔

یہ کون سی شخصیت ہے جس نے الکافی میں بیس کتابوں کا اضافہ کر دیا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ عمامہ والوں میں سے یہودیوں کے شیوخ میں سے کوئی ہو؟ یا اس طویل عرصے میں متعدد یہودیوں نے یہ معرکہ سرانجام دیا؟ یا یہ کام شیعہ قوم کا فطری کارنامہ ہے کیونکہ جو قوم رسول اللہ ﷺ، آپ کے صحابہ اور قرابت والوں کے بارے میں جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتی، تو وہ اپنے علماء کے بارے میں بالاولیٰ جھوٹ بولے گی۔

میں ہر ایک شیعہ سے سوال کرتا ہوں:

''کیا تمھاری ''الکافی''، مسلسل تمھارے امام معصوم سے اس کے تہ خانے اور سرنگ سے منظوری اور توثیق پاتی رہی ہے اور وہ مسلسل اس کے متعلق اپنی رائے اور اپنی توثیق پر ہی ڈٹے رہے ہیں کہ یہ ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے؟

[1] روضات الجنات ٦/ ١١٨۔ [2] بحار الأنوار ١٠٧/ ١٤٦؛ كتاب الإجازات ٨۔

[3] روضات الجنات ٦/ ١١٤ الكلينى و الكافى حاشية نمبر ١ صفحه ٤٠٣۔

[4] الفهرست للطوسى ص ٢١٠ باب اللام نمر ١٧۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔''

سوال نمبر۲۵: دور حاضر کے شیعہ علماء اپنے حصول علم کے مصادر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

دور حاضر کے شیعہ علماء نے بھی اپنے قدیم علماء کی طرح درج ذیل چار کتابوں پر حصول علم کے لیے اعتماد کر رکھا ہے:

الکافی ، التھذیب ، الاستبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ جیسا کہ دورِ حاضر کے معتبر شیعہ علماء آغا بزرگ الطھرانی [1] اور محسن الامین [2] وغیرہ نے اس قول کی توثیق و تائید کی ہے۔

شیعہ عالم الحر العاملی کہتا ہے:

''اصحاب کتب اربعہ اور ان کے امثال نے اپنی ان کتابوں میں وارد احادیث کے صحیح ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور انہیں ایسے اصولوں سے نقل کیا ہے جس پر تمام لوگوں کا اجماع ہے۔'' [3]

دور حاضر کے شیعہ عالم آیت اللہ عبدالحسین الموسوی ان چاروں کتابوں کے بارے میں کہتے ہیں:

''جمع کردہ احادیث میں سب سے بہترین چیز یہ چار کتابیں ہیں۔ جو کہ امامیہ فرقہ کے لیے اصول و فروع میں شروع زمانہ سے لیکر آج تک مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ چار کتابیں: کافی' تہذیب ؛ استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ ہیں۔ یہ کتب [باعتبار سند] متواتر ہیں اور ان کے مضامین باعتبار صحت قطعی اور یقینی ہیں اور الکافی ان میں سے سب سے قدیم، سب سے خوبصورت اور سب سے مضبوط و مستحکم ہے۔'' [4]

معاصرین شیعہ متقدمین سے اپنے ان پچھلے شیوخ کے بارے میں کسی طرح مختلف نہیں یہ سب ایک ہی چشمے اور ایک ہی مصدر کی طرف رجوع کرتے ہیں یہیں پر ہی بس نہیں ہے بلکہ بعض ''اسماعیلی'' [5] مصادر اور مراجع بھی ہیں جو معاصرین شیعہ علماء کے نزدیک سہارا بن چکی ہیں مثلاً قاضی النعمان بن محمد بن منصور المتوفی سنہ ۳۶۳ھ کی کتاب ''دعائم الاسلام'' ہے۔ یہ مصنف اسماعیلی تھا جو امام جعفر الصادق (چھٹے امام) کے بعد شیعہ کے تمام ائمہ کا انکار کرتا

[1] الذریعة: ۱۷/ ۲٤٥۔ ح: ۹٦)۔ [2] أعیان الشیعة: ۱/ ۲۰۷'محمد الأمین العاملی۔ متوفی: ۱۳۷۱ھ۔

[3] وسائل الشیعة ۲۰/ ۲٤٥۔ عبد الحسین شرف الدین ا لموسوی متوفی ۱۳۷۷ ھجری۔

[4] المراجعات ص۷۱۹ (المراجعة رقم ۱۱۰) عبدالحسین الموسوی۔

[5] اسماعیلی: ''وہ لوگ ہیں جو امام جعفر کے بعد جعفر بن اسماعیل کی امامت کے قائل ہیں، اور ان کے بعد محمد بن اسماعیل بن جعفر امامت کے حقدار ہیں، اسماعیلی امام جعفر کی باقی ساری اولاد کی امامت کا انکار کرتے ہیں، اسماعیلیہ فرقہ سے قرامطہ، الحشاشون، فاطمیوں اور الدروز وغیرہ پھوٹے ہیں، اسماعیلیہ کے متعدد فرقے ہیں ان کے مختلف القابات ہیں جو اختلاف بلدان کی بنا پر مختلف ہیں، ان کا مذہب ظاہراً رفض ہے اور باطناً کفر محض ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کو معطل ٹھہراتے ہیں، نبوت اور عبادات کو باطل قرار دیتے ہیں، بعث کے بھی منکر ہیں، یہ ان باتوں کو صرف اسی آدمی کے سامنے ظاہر کرتے ہیں جو ان کے مذہب کے آخری درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (الزینة ، ص ۲۸۷ ، الفهرست لا بن الندیم ۱/ ۱۸٦۔ التنبیه والرد، ص۳۲)۔

تھا۔ وہ تو ان کے نزدیک ایک یا ایک سے زیادہ اماموں کی امامت کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔ [1] مگر ان باتوں کے باوجود معاصرین شیوخ کبار اپنی کتابوں میں اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ [2]

سوال نمبر۲۶: کیا اہل سنت کی طرح شیعی مذہب میں صحیح، حسن اور ضعیف جیسی معروف اقسام کی اصطلاحات پائی جاتی ہے؟

جواب ان کے ہاں یہ اصطلاح تو نئی ایجاد کردہ ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے جس طرح کہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں:

''اس [3] (سند) کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ شیعہ کے مقابلے میں عوام [4] کی عار اور مذمت کو دور کرنا ہے کیونکہ ان کی احادیث عن عن کے بغیر ہیں بلکہ ان کے قدماء کے اصول سے منقول ہوتی ہیں۔''

''اور جدید اصطلاح ''عامہ'' کے اعتقاد اور ان کی اصطلاحات کے موافق ہے بلکہ یہ ان کی کتابوں سے ماخوذ ہے جس طرح کہ قدرے غور کرنے اور تلاش کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔'' [5]

وضاحتی نوٹ:

اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے پاس احادیث بلحاظ صحت اور باعتبار ضعف کی معرفت حاصل کرنے کے لیے کوئی معیار و قانون نہیں ہے اور یہ معیار و قانون صوری اور ظاہری ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ان سے مقصد صرف یہ ہے کہ اہل سنت کی طرف سے وارد ہونے والی تنقید کو دور کیا جائے کیونکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ان کی احادیث بلا سند ہیں اور وہ اپنی احادیث سے صحیح اور سقیم اور ضعیف کی پرکھ نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر۲۷: کیا شیعہ مذہب میں کچھ راویوں کی جرح و تعدیل میں تناقضات اور اختلافات پائے جاتے ہیں؟

جواب جی ہاں! الکاشانی نے کہا ہے: ''کسی باخبر شخص پر یہ مخفی نہیں کہ جرح و تعدیل اور ان دونوں کی شرائط میں اتنے تناقضات، اختلافات اور اشتباہات ہیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے کہ جن پر نفوس مطمئن ہو سکیں۔'' [6]

اس کی مثال یہ ہے کہ: ان کا مشہور محدث زرارہ بن أعین، ان کے تین ائمہ الباقر، الصادق اور الکاظم کا ساتھی، جس کے متعلق ان کا شیخ الکشی ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کرتا ہے: ''زرارہ تو یہود و نصاریٰ سے بھی اور ان لوگوں سے بھی بدتر ہے جنہوں نے کہا تھا: ''اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ'' ''اللہ تعالیٰ تو تین میں سے ایک ہے۔'' [7]

[1] معالم العلماء، ص ۱۳۹ لمحمد بن علی بن شهر آشوب، المطبعة الحيدرية بالنجف سنة ۱۳۸۰ھ

[2] الحكومة الإسلامية، ص ۷۱ حاشية نمبر ۱ (نظام الحكم الاسلامی: الفقهاء امناء الرسل)۔

[3] یعنی سند۔

[4] یعنی اهل سنت۔ شیعہ عالم النوری الطبرسی کہتا ہے: عام لوگوں کا مذہب جنہوں نے اپنے آپ کو اہل سنت کا نام دے رکھا ہے) دیکھیں: فصل الخطاب ص ۲۸ المقدمة الثالثة۔

[5] وسائل الشيعة، ج ۲۰/ ۲۴۳ خاتمة الكتاب الفائدة التاسعة۔ [6] الوافی، المقدمة الثانيه، ج ۱/ ۲۵۔

[7] رجال الكشی، ۲/ ۲۳۷۔تاريخ آل زرارة ۱/ ۶۱

اور الکشی نے بذات خود یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمایا ہے:

''زرارہ! یقیناً تیرا نام اہل جنت کے ناموں میں سے بغیر الف کے ہے۔ میں نے کہا: ہاں آپ پر قربان جاؤں! میرا نام عبدربہ ہے؛ لیکن مجھے زرارہ کا لقب دیا گیا ہے۔'' [1]

تعلیق:

[شیعہ مذہب میں] اس طرح کے تناقض بہت ہی زیادہ ہیں مثلاً جابر الجعفی، محمد بن مسلم، ابوبصیر اللیث المرادی، برید العجلی، حمران بن اعین وغیرہ تو جن کا حال یہ ہے اور جن کے احوال ایسے ہیں تو ان کی مرویات پر کیا حکم لگایا جائے اور ان کی بیان کردہ اخبار و روایات پر کیا فیصلہ کیا جائے؟

دندان شکن:

شیعہ کا مشہور علامہ اور شیخ طوسی صاحب اپنے مذہب کے اکثر علماء و مشائخ اور مصنفین کے متعلق یوں رقم طراز ہے:

''بلاشبہ ہمارے اصحاب میں سے بہت سارے مصنفین اور اصولی فاسد مذاہب پر گامزن رہے ہیں' اگرچہ ان کی کتابیں ہمارے ہاں معتمد اور قابل اعتبار ہیں۔'' [2]

اللہ اکبر یہ کیسا تناقض ہے؟ کہ ان کی یہ کتب تو معتمد و قابل اعتماد ہیں، لیکن ان کتابوں کے مؤلفین حضرات کے مذاہب باطل و فاسد تھے!!

سوال نمبر ۲۸: کیا شیعہ علماء کے نزدیک اجماع حجت ہے؟ اور اگر ہے تو کب؟

جواب ان کے نزدیک حجت نہیں ہے بجز اس کے کہ ان کے ائمہ معصومین میں سے کوئی ایک اس میں موجود ہو، ان کے شیخ المطہر الحلی نے کہا ہے: ''اجماع ہمارے نزدیک حجت ہے کیونکہ اس میں ہمارے امام معصوم کا قول شامل ہے، ہر جماعت خواہ کثیر ہو یا قلیل، ہمارے امام کا قول بھی ان جملہ اقوال میں سے ایک ہو، یہ اجماع صرف اسی قول امام کی وجہ سے حجت ہے؛ صرف اجماع ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہے۔'' [3]

یعنی اجماع اس وجہ سے حجت ٹھہرا کہ امام کا قول اس میں شامل و داخل ہے؛ اجماع ہونے کی وجہ سے نہیں۔ [4]

وضاحتی نوٹ:

ایسی صورت میں اجماع کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے جب تک وہ اپنے امام کی عصمت کا اعتقاد رکھیں گے اس وقت تو انھیں اس اکیلے کا قول ہی کافی ہے؟

[1] رجال الکشی، ۲/ ۲۶ حدیث نمبر ۲۰۸ (زرارۃ بن اعین)۔ [2] [الفہرست للطوسی ص ۳۲۔ وسائل الشیعہ ۲۰/ ۲۳۳۔ (الفائدۃ السابعۃ) [3] تہذیب الوصول الی علی الاصول ص ۷۰ تالیف ابن المطہر الحلی، اور اوائل المقالات ص ۱۲۱ (القول فی الاجماع)

[4] کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی ۲/ ۵۳۹ (کتاب النکاح: من فجر بعمتہ او خالتہ)

سوال نمبر۲۹: شیوخ مذہب شیعہ کا توحید الوہیت کی بابت کیا عقیدہ ہے؟

جواب آنے والے سوالات اور جوابات میں ان شاء اللہ یہ جواب کھل کر واضح ہو جائے گا؟

سوال نمبر۳۰: شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کی گئی؟

جواب شیعہ کے شیوخ کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ان کے ائمہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ کی جاتی۔ ﴿سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون﴾ ''اللہ تعالیٰ ان کی شرکیہ باتوں سے بہت ہی زیادہ بلند و برتر اور پاک ہے''۔

انھوں نے ابوعبداللہ [جعفر الصادق] رحمہ اللہ پر یہ قول تہمت باندھا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا اور ہمیں بہترین صورتیں عطا فرمائیں اور اس نے اپنے بندوں میں ہمیں اپنی آنکھ بنایا، اور اپنی خلقت میں اپنی بولنے والی زبان بنایا، اور اپنے بندوں پر اپنا راحت و رحمت والا کھلا ہاتھ بنایا، اپنا وہ چہرہ بنایا جس سے اللہ کی طرف پہنچا جاتا ہے، اپنا وہ دروازہ بنایا جس کی طرف وہ رہنمائی کرتا ہے اور اپنے آسمان اور اپنی زمین میں اپنے خزانچی بنایا، ہمارے ہی وجہ سے درخت پھل دیتے ہیں اور پھر پھل پکتے ہیں، نہریں بہتی ہیں، ہماری ہی وجہ سے آسمان سے بارش اترتی ہے اور زمین کی روئیدگی اگتی ہے اور ہماری عبادت کی وجہ سے ہی اللہ کی عبادت ہوتی ہے؛ اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ ہوتی۔'' [1]

سوال نمبر۳۱: کیا شیعہ علماء حلول اور اتحاد کلی کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب جی ہاں! ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے کسی ایک میں حلول کر جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حلول جزئی یا حلول خاص کے عقیدہ میں تو حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کا تو یہاں تک گمان ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''پھر اس نے ہمارے اوپر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا تو اس کا نور ہمارے اندر سرایت کر گیا۔'' [2]

اور ایک روایت میں امام ابوجعفر پر یہ جھوٹ گھڑ لیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس ہم میں گھل مل گیا۔'' [3]

اور امام جعفر الصادق کی طرف یہ جھوٹ منسوب کیا ہے کہ: ''بیشک صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''ہمارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختلف حالات ہوتے ہیں ان حالات میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتے ہیں ویسے وہ وہ ہی ہے اور ہم ہم ہی ہیں۔'' [4]

ان کے ایک اور امام، امام خمینی نے اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''بیشک حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حقیقی تجلی ہے۔'' [5]

[1] اصول الکافی: ۱/ ۱۰۳ (کتاب التوحید، حدیث نمبر: ۵، باب النوادر التوحید ص ۱٤٦ حدیث نمبر ۸ باب تفسیر قول اللہ کل شیء ھالك الا وجھه) تفسیر نور الثقلین ۵/ ۳٤۰ حدیث نمبر ۱۲ سورۃ التغابن۔

[2] اصول الکافی: ۱/ ۳۳٤ (کتاب الحجة: حدیث نمبر۳، باب مولد النبی ﷺ ووفاته)۔

[3] اصول الکافی: ۱/ ۳۲۹ (کتاب الحجة: حدیث نمبر۹۱، باب فیه نکت ونتف..... ، اور مناقت آل ابی طالب ٤/ ۱۱۵ (باب امامة ابی ابراھیم موسی ابن جعفر الکاظم، اور تفسیر الصافی ۱/ ۱۳۵ سورۃ البقرۃ

[4] شرح الزیارۃ الجامعة الکبیرۃ ۲/ ۱۰۷، اور مصباح الھدایة: ۱۱٤ اور الخصائص الفاطمیة ۲/ ۲۳٦۔

[5] اھل البیت فی فکر الامام الخمینی ص ۱۷۔

انہوں نے مزید یہ گل افشانیاں بھی کی ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے وجود اور ظہور کے بغیر کوئی وجود اور ظہور نہیں۔ اور احرار کے نزدیک یہ عالم تو خیالات میں سے ایک خیال ہی ہے۔'' [1]

نیز وہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں: ''وہ ہر وجود سے بلند و بالا ہے۔ وہ تمام وجود ہی وجود ہے۔ جو بھی کمال و جمال ہے۔ حقیقت میں وہی تمام کمال و جمال ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی حقیقت میں وہ اس کے نور کی کرنیں اور اس وجود کی جھلکیں اور اس کی ذات کا سایہ ہیں۔'' [2]

ان کے ایک اور صوفی شیعہ شیخ حسین بن منصور حلاج (متوفی ۳۰۹ھ) کہتا ہے: ''اے معبودوں کے معبود! اور اے پروردگاروں کے پروردگار! میری روح مجھے لوٹا دے تاکہ میں تیرے بندوں کو گمراہ نہ کرسکوں۔ اے وہ ذات! جو میں ہوں اور میں وہ ہوں۔'' [3]

چنانچہ اس نے یہ شعر لکھے ہیں:

أنا أنت بلا شك فسبحانك سبحاني

''اس میں کوئی شک نہیں کہ میں تو ہی ہوں۔ پس تیری پاکیزگی میری پاکیزگی ہے''۔

فتوحيدك توحيدي وعصيانك عصياني

''سو تیری توحید ہی میری توحید ہے۔ اور تیری نافرمانی میری نافرمانی ہے''۔

وإسخاطك إسخاطي و غفرانك غفراني

''تجھے ناراض کرنا مجھے ناراض کرنا ہے اور تیری بخشش میری بخشش ہے''۔

ولم أجلد يا ربي إذا قيل هو الزاني

''اے میرے رب! پھر مجھے کوڑے کیوں لگائے جاتے ہیں جب کہا جائے کہ وہ ہی تو زانی ہے۔'' [4]

تعلیق:

شریعت اسلامیہ میں یہ بات اضطراری طور پر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور اس کے سوا تمام مخلوق ہیں۔ [اللہ کا فرمان برحق ہے]:

﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ [۱۹/ مریم:۹۳]

''آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ اللہ رحمان کے پاس غلام بن کر آنے والا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] مصباح الهداية ص ۱۲۳۔ [2] شرح دعاء السحر، ص ۳۳ لامام خمینی۔
[3] أخبار الحلاج ص ۲۹، مكتبة الجندی مصر۔ [4] مجموعة من شعر الحلاج ص ۱۲۷ مطبوعة ضمن اخبار الحلاج

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾ [٤/ نساء ١٧١]

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ گزرو اور اللہ پر مت کہو مگر حق''۔

اور اس کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [٥/ المائدة ١٧]

''یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہے۔''

چنانچہ نصاری جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے کافر قرار دیا ہے' ان کا حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں سب سے بڑا دعوی حلول واتحاد کا تھا۔ اس لیے نصاری کے علاوہ جو کوئی بھی اتحاد اور حلول کا عقیدہ رکھے جیسا کہ ان شیعہ جیسے لوگ کہتے ہیں، بلکہ ان کا عقیدہ تو نصاری کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔ اس لیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان تمام ائمہ کرام سے افضل ہیں۔ رافضی علماء تو بالکل وہی دجال کے پیروکاروں جیسے ہیں، حالانکہ دجال تو الوہیت کا مدعی ہوگا تاکہ لوگ اس کی پیروی کریں۔ جب دجال آسمان سے کہے گا کہ بارش برسا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسنا شروع ہوجائیگی۔ اور زمین سے کہے گا: فصلیں اگا''۔ تو وہ اللہ کے حکم سے فصلیں اگانا شروع کردے گی۔ مگر اس کے باوجود وہ کانا کافر دجال ہی ہوگا۔ پس پھر جو کوئی ان خوارق عادات چیزوں کے بغیر بھی الوہیت کا مدعی ہو تو وہ دجال سے بھی آگے ہوگا۔ اور جو کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بشر میں حلول کر گیا ہے؛ اور اس کے ساتھ اتحاد کرلیا ہے؛ اور بشر بھی الہ بن گیا ہے' یہ بھی ایک اللہ ہی ہوگیا ہے' تو ایسا انسان تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے۔''

سوال نمبر٣٢: توحید عبادت کے سلسلے میں قرآن مجید میں وارد نصوص سے شیعہ علماء کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب ان سے مراد علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ کی ولایت کا اقرار ہے اس ضمن میں ان کا قاعدہ کلیہ یہ ہے'' کہ اخبار و روایات اس سلسلے میں ایک دوسری کی مدد کرنے والی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کی عبادت میں شرک کرنے کی تفسیریں اور والایت امامت میں شرک کرنے میں یعنی وہ امام کے ساتھ ایسے شخص کو شریک ٹھہراتا ہے جو امامت کا اہل نہیں ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے ساتھ دوسروں کی ولایت کو اختیار کرتا ہے۔''[مرآة الأنوار:٣٢٧ مقدمة الثالثة]

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ [٣٩/ الزمر: ٦٥]

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی تھی کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔''

ان کے نزدیک ان کی صحیح ترین کتاب میں اس آیت کا معنی یہ ہے:

''البتہ اگر آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں کسی اور کو شریک کیا؛ [تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے]۔'' [1]

اور ان نصوص میں سے ایک یہ بھی ہے ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ذٰلِكُمْ بِأَنَّهٗ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ﴾ [٤٠/ المؤمن ١٢]

''یہ اس لیے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جب اس اکیلے اللہ کو پکارا جاتا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تھے، اب فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے جو بہت بلند، بہت بڑا ہے۔''

درج ذیل آیت کے بارہ میں ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے منسوب کرتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے: ﴿ذٰلِكُمْ بِأَنَّهٗ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ﴾.....بِأَنَّ لِعَلِيٍّ وِلَايَةٍ ﴿وَإِنْ يُشْرَكْ بِهٖ﴾ مَنْ لَيْسَتْ لَهٗ وَلَايَةٌ ۔﴿تُؤْمِنُوْا﴾ [بأن له الولاية]

''یہ عذاب تمھیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے۔'' یعنی علی علیہ السلام کی ولایت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ ''اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا'' یعنی جس کی ولایت نہیں تھی۔ ''اگر تم مان لیتے ۔'' [کہ ولایت صرف حضرت علی کی ہے] [2]

اور ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر افترا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیل:

﴿ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ [٢٧/ النمل : ٦٠]

'' کی اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔'' کے متعلق فرمایا ہے: **أَيْ! إِمَامُ هُدًى مَعَ إِمَامِ ضَلَالٍ**

''یعنی کیا امام ہدایت، امام ضلالت کے ساتھ ہے؟'' [3]

تباہی و بربادی:

جو کوئی بھی اس کی یہ تفسیر بیان کرتا ہے ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے اس شخص کے متعلق فرمایا: ''جس شخص نے یہ بات کہی وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے''۔ آپ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار براءت کرتا ہوں، تین مرتبہ یہ فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس جملے سے اپنی ذات مراد لی ہے۔'' [4]

[1] اصول الکافی: ١/ ٣٢٣(کتاب الحجة، حدیث نمبر: ٧٦۔ باب فیه نکت . . . بحار الانوار ٣٢/ ٣٨٠ حدیث نمبر ٦٩ باب التاویل المؤمنین و الایمان الخ اور تفسیر نور الثقلین ٤/ ٤٩٨ حدیث نمبر ١٠٣ سورة الزمر

[2] تفسیر القمی: : ٥٩٧(سورة المؤمن) تأویل الآیات الظاهرة في فضائل العترة الطاهرة ٢/ ٥٣٠ حدیث ٩

[3] اصول الکافی: ١/ ٣١٨(کتاب الحجة، حدیث نمبر: ٤٦۔ باب فیه نکت''۔

[4] تأویل الآیات الظاهرة في فضائل العترة الطاهرة ١/ ٤٠١۔ بحار الأنوار٢٣/ ٣٦١ حدیث نمبر ١٨۔

سوال نمبر۳۳: شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق قبولیت اعمال کی بنیاد کیا ہے؟

جواب اعمال کی قبولیت کی شرط ائمہ کی امامت پر ایمان لانا ہے۔[1] ﴿تعالیٰ اللہ عما یشرکون﴾۔ ''اللہ تعالیٰ ان کی شرکیہ باتوں سے بہت ہی زیادہ بلند و برتر ہے''۔

یہ جھوٹی روایت پیش کرتے ہے کہ جو شخص امیر المومنین کی ولایت کا اقرار نہ کرے اس کے اعمال باطل ہوجاتے ہیں!؟[2]

یہ بھی افترا کرتے ہیں کہ: ''بیشک اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے درمیان اور اپنی مخلوق کے درمیان بطور علم [علامت] نصب کیا ہے تو جس نے اسے پہچان لیا وہ مومن ہے اور جس نے اسے نہ پہچانا وہ کافر ہے اور جو اس سے جاہل رہا وہ گمراہ ہے اور جس نے اس کے ساتھ کسی اور چیز کو نصب کیا وہ مشرک ہے اور جو اس کی ولایت لے کر آیا وہ جنت میں داخل ہوا۔[3]

افتراء کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں: ''جس شخص نے ہماری ولایت کا اقرار کیا پھر اسی حالت پر مر گیا تو اس سے اس کی نماز، اس کا روزہ، اس کی زکوٰۃ، اس کا حج قبول کر لیا گیا اور اگر کسی شخص نے ہماری ولایت کا اللہ تعالیٰ کے سامنے اقرار نہ کیا تو اللہ عزوجل اس کے اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ فرمائے گا۔''[4]

انہوں نے اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی گھڑلی ہے؛ کہتے ہیں: اگر کسی انسان کو اللہ تعالیٰ ایک ہزار سال کی عمر دے، اور وہ مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان، یا قبر النبی اور منبر شریف کے درمیان کھڑے ہو کر عبادت کرتا رہے، اور پھر اپنے بستر پر ایسے مظلومیت کے ساتھ ذبح کر دیا جائے جیسے قربانی کے مینڈھے کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہ ہماری ولایت پر ایمان لانے کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے ناک کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے۔''[5]

ان کے امام اکبر خمینی یوں گل افشانی کرتے ہیں:

''اہل بیت رضی اللہ عنہم کی ولایت و معرفت قبول اعمال کیلئے بنیادی شرط اور مسلمہ امور میں سے ہے۔ بلکہ شیعہ کے مذہب مقدس کی ضروریات میں سے ہے۔ اس موضوع میں اور اس مضمون کی روایات بہت زیادہ ہیں۔''[6]

[1] بحار الأنوار: ۲۷/ ۱٦٦ (باب أنه لاتقبل الأعمال الابالولاية)۔

[2] تفسير القمی ص ۳٤٤ سورة ابراهيم، تفسير نور الثقلين ۲/ ۵۳۳ حديث نمبر ٤٦ بحار الانوار ۲۷/ ۱٦٦۔

[3] اصول الكافی: ۱/ ۳۳۱ (كتاب الحجة حديث نمبر ۷ باب فيه نتف و جوامع من الرواية فی الولاية)

[4] الأمالی، ص ۳۲۸ حديث نمبر ۱۱ المجلس ٤٤۔ بحار الانوار ۲۷/ ۱٦۷ حديث نمبر ۲ باب انه لاتقبل الاعمال الا بولاية)۔

[5] [ثواب الاعمال ص ۲۵۱۔ حديث نمبر ۱٦ بحار الأنوار ۲۷/ ۱۸۰۔ باب: انه لا تقبل الأعمال إلا بالولاية]۔

[6] أهل البيت في فكر الإمام الخمينی ص ۳۸](الولاية و قبول الاعمال)۔

تعارض:

شیعہ علماء اپنی معتبر کتب میں پائی جانے والی اس روایت کا کیا جواب دیں گے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ''جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿قُلْ لَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ [٤٢/ الشوریٰ: ٢٣]

''کہہ دیجیے کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی۔''

تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: فرمایا: جبرئیل نے کہا: ''یا محمد! بلا شبہ ہر دین کی ایک بنیاد اور ایک ستون ہوتا ہے، ایک فرع (شاخ) اور ایک عمارت ہوتی ہے، بلا شبہ دین کی بنیاد اور ستون تو '' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه '' کا عقیدہ و اقرار ہے اور اس کی فرع اور عمارت تمہارے اہل بیت کی محبت اور ان باتوں میں تمہاری موالات جو حق کے موافق ہیں اور جن کی طرف حق نے دعوت دی ہے۔[1]''

بلا شبہ یہ نص ''شہادۃ التوحید'' کو دین کی بنیاد قرار دے رہی ہے نہ کہ ولایت کو، اور محبت اہل بیت کو دین کی فرع شمار کر رہی ہے اور مزید اسے مشروط ٹھہرا رہی ہے ان چیزوں کے ساتھ جو حق سے موافقت رکھیں اور جن کی طرف حق نے دعوت دی ہو۔''

اور ایک بات یہ بھی غور طلب ہے، ان لوگوں کا کیا گناہ ہے جو سابقہ امتوں میں اس حال میں فوت ہو چکے ہیں کہ انھیں علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق کچھ بھی علم نہیں تھا؟

سوال نمبر ۳۴: کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس کی مخلوق کے درمیان کسی واسطے کے وجود کا اعتقاد رکھتے ہیں؟ اور وہ کون لوگ ہیں [جنہیں یہ اپنے اور اللہ کے مابین واسطہ خیال کرتے ہیں]؟

جواب جی ہاں! علمائے شیعہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے ائمہ اللہ تعالیٰ اور اس کی خلقت کے درمیان واسطہ ہیں، اسی لیے تو ان کے شیخ المجلسی نے اس عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے:

باب نمبر ٦ ''أَنَّ النَّاسَ لَا يَهْتَدُوْنَ إِلَّا بِهِمْ وَ أَنَّهُمُ الْوَسَائِلُ بَيْنَ الْخَلْقِ وَ بَيْنَ اللّٰهِ، وَ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ''

''بے شک لوگ نہیں ہدایت پا سکتے مگر صرف انھی کے ساتھ اور بلا شبہ وہ مخلوق کے درمیان اور اللہ کے درمیان وسائل و واسطے ہیں اور بے شک جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا مگر جو ان کی معروفت حاصل کر لے۔''

اور پھر اپنی طرف سے ایک روایت گھڑ لی جس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ تینوں برحق ہیں:

[1] تفسیر فرات: ٣٩٧، حدیث نمبر: ٥٢٨۔ بحار الأنوار: ٢٣/ ٢٤٧ (باب ان مودتهم أجر الرسالة . . .

''بلا شبہ تو اور تیرے بعد والے اوصیاء؛ اور پھر ان کے بعد عرفاء (واقف کار اور ماہر)، تمھاری معرفت کے راستے سے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور عرفاء جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے مگر جو تمھیں پہچان لیں اور تم ان کی پہچان کرلو۔ اور وہی عرفاء دوزخ میں داخل ہوں گے جو تمھیں نہ جانتے ہوں اور تم انھیں نہ جانتے ہو۔'' [1]

اور علامہ مجلسی نے کہا ہے: ''بلا شبہ وہ [یعنی ان کے ائمہ] رب تعالیٰ کے پردے اور نقاب ہیں اور اس کے درمیان اور مخلوق کے درمیان واسطے ہیں۔'' [2]

وضاحتی نوٹ:

بلا شبہ شیعہ علماء کا یہ عقیدہ تو ہمیں بتوں کے پجاریوں کے اس عقیدہ کی یاد دلا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [۳۹/ الزمر: ۳]

''خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص عبادت کرنا اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کردیں گے یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا، جھوٹے اور ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔''

سوال نمبر۳۵: انبیاء علیہم السلام نے ہدایت کیسے پائی ہے؟ امامیہ شیعہ اثنا عشریہ کے شیوخ کے اعتقاد کے مطابق دیدارِ الٰہی کا کیا طریقہ ہے؟

جواب شیعہ علماء کا یہ گمان ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ کی قسم! حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے وسیلہ سے ہی حضرت آدم اس بات کے حقدار بنے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دست مبارک سے پیدا کرتے اور اس میں اپنی روح پھونکتے؛ اور علی علیہ السلام کی ولایت کے وسیلہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اور علی علیہ السلام کے سامنے سرِ تسلیم خم کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو جہانوں کیلئے آیت قرار نہیں دیا۔ پھر فرمایا: ''اس امر کا خلاصہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ کی خلقت میں سے کوئی بھی اس کا دیدار کرنے کا اہل نہیں ہوا مگر ہماری بندگی کرنے پر ہی۔'' [3]

سوال نمبر۳۶: کس طرح اللہ کی عبادت کی گئی اور اسے پہچانا گیا اور اسے واحد تسلیم کیا گیا؟ اور شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کونسی راہ جاتی ہے؟

[1] بحار الأنوار: ۲۳/ ۹۹، حدیث نمبر: ۲ (باب أن الناس لا یهتدون الابهم..... الامن عرفهم)

[2] بحار الأنوار: ۲۳/ ۹۷، حدیث نمبر: ۳ (باب من أنكر واحداً منهم أنكر الجمیع)

[3] الاختصاص للمفید، ص ۲۵۰۔ بحار الأنوار، ۲۶/ ۲۹۴ حدیث ۵۶ (باب تفضیلهم علی الانبیاء و علی جمیع الخلق۔

جواب ان کے ائمہ کی وجہ سے عبادت ہوئی ہے۔شیعہ علماء نے ابوجعفر رحمہ اللہ پر افترا پردازی کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے فرمایا (حالانکہ وہ اس الزام سے بری ہیں): ''ہماری وجہ سے اللہ کی عبادت ہوئی، ہمارے ذریعہ ہی سے اللہ کو پہچانا گیا، ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار ہوا۔'' [1]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا راستہ ہم ہیں۔'' [2]

ایک روایت میں اس طرح جھوٹ باندھا ہے کہ: ہماری وجہ سے اللہ کی پہچان ہوئی، اور ہمارے ساتھ ہی اس کی عبادت ہوئی، ہم اللہ کی جانب راہنمائی کرتے ہیں، اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت ہی نہ ہوتی۔ [3]

ایک روایت میں ہے ''ہم اللہ تعالیٰ کے امر کے والی ہیں، اور علم الٰہی کے خزانچی ہیں، وحی الٰہی کا تھیلا ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کے اہل ہیں اور ہمیں پر اللہ تعالیٰ کی کتاب نازل ہوئی ہے، ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوئی ہے، اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی نہ ہوتی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے نبی کے وارث ہیں اور اس کی عترت (اولاد) ہیں۔'' [4]

تعلیق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾۔ (۱۸/ الکھف: ۱۷)

''جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے، اور جسے وہ گمراہ کرے تو آپ اس کے لئے ہرگز کوئی رہنما، دوست نہیں پائیں گے۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾

(۲۸/ القصص: ۵۶)

''(اے نبی) بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔''

سوال نمبر ۳۷: اثنا عشری شیعہ کے شیوخ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کی قبولیت کب ہوتی ہے؟

جواب مشائخ شیعہ کے ہاں: ''ان کے ائمہ کے وسیلہ کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔''

اور انھوں نے ابوجعفر پر یہ افتراء بھی گھڑا ہے کہ انہوں نے کہا: ''جس نے ہمارے اسماء کے وسیلہ سے اللہ سے دعا

[1] اصول الکافی، ج ۱/ ۱۰۴ کتاب التوحید باب النوادر۔ بحار الأنوار، ج ۲۳/ ۱۰۲ حدیث نمبر ۸۔
[2] إرشاد القلوب الی الصواب للدیلمی، ج ۲/ ۴۹۰۔ [3] التوحید ص ۱۴۷ حدیث نمبر ۹۔
[4] بصائر الدرجات الکبری، للصفار، ۱/ ۱۳۸ حدیث ۳ باب فی الآئمة انهم حجة الله۔

مانگی وہ فلاح یاب ہوگیا اور جس نے ہمارے بغیر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی وہ ہلاک اور برباد ہوگیا۔'' [1]

تعلیق:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾۔ (۷۲/ الجن: ۱۸)

اور یہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو بھی نہ پکارو۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

(۱۰/ یونس: ۱۰۶)

''اور آپ اللہ کے سوا ان کو مت پکاریں جو آپ کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھر اگر آپ نے ایسا کیا تو بے شک آپ بھی اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے۔''

سوال نمبر ۳۸: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی دعا شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق کس طرح قبول کی؟

جواب جس وقت انھوں نے ائمہ کا وسیلہ پکڑا؛ اور ائمہ سے شفاعت طلب کی۔ شیخ الدولۃ الصفویۃ نے اپنی کتاب بحار الظلمات میں ان کے ائمہ کے متعلق باب قائم کیا ہے:

''بَابُ أَنَّ دُعَآءَ الْأَنْبِيَاءِ اسْتُجِيْبَ بِالتَّوَسُّلِ وَالاسْتِشْفَاءِ بِهِمْ'' [2]

''باب ہے کہ انبیاء کی دعائیں ان (صلوات اللہ علیہم) کے توسل اور سفارش طلبی سے قبول ہوئی ہیں۔''

اور انھوں نے ''رضا'' علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے:

''جب نوح علیہ السلام نے غرقابی کو دیکھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہمارے وسیلہ سے دعا مانگی؛ تب اللہ تعالیٰ نے اس سے طوفان کو ہٹایا۔ اور جب ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں پھینکا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق سے دعا مانگی تب اللہ تعالیٰ نے آگ کو اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والا بنایا اور موسیٰ علیہ السلام نے جب سمندر میں ایک راستہ بنایا اور ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تب اللہ تعالیٰ نے اسے خشک بنا دیا اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیوں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ہمارے حق سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تب اسے قتل سے نجات ملی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اوپر اٹھا لیا۔'' [3]

[1] بشارة المصطفٰی لشيعة المرتضىٰ العماد الدين الطبری الشيعی، ص ۱۵۶ حديث ۱۱۶ وسائل الشيعة ۴/ ۶۵۹ حديث ۱۲ (باب استحباب التوسل فی الدعاء بمحمد و آل محمد۔

[2] بحار الأنوار، ج ۲۶/ ۳۱۹ (ابواب سائر فضائلهم و مناقبهم و غرائب شؤونهم)۔

[3] وسائل الشيعة ۴/ ۶۵۹ حديث ۱۳ (باب استحباب التوسل فی الدعاء بمحمد و آل محمد۔و بحار الانوار ۲۶/ ۳۲۵ حديث ۷ (باب ان دعاء الانبياء استجيب بالتوسل و الاستشفاع بهم)

یہ لوگ اپنے مہدی کو یوں پکارتے ہیں: یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ [1]

''اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے،،۔[یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے؛مخلوق کی نہیں۔مترجم]

﴿تعالیٰ اللہ عما یشرکون﴾۔''اللہ تعالیٰ ان کی شرکیہ باتوں سے بہت ہی زیادہ بلند و برتر ہے''۔

امام خمینی جی نے اپنے بارہویں اور خیالاتی امام مہدی کے متعلق یوں نگارشات قلم رقم کی ہیں:

''آج کل زمانے کے تمام امور کی زمام کار آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔[2]

بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے ان کے شیوخ نے یوں کہا ہے کہ ان کے ائمہ دعائیں قبول کرتے ہیں اور بلا شبہ وہ خالق کی نسبت مخلوق کے زیادہ قریب ہیں۔

﴿فتعالیٰ اللہ عما یشرکون﴾۔''اللہ تعالیٰ ان کی شرکیہ باتوں سے بہت ہی زیادہ بلند و برتر ہے۔''

انھوں نے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے کہ ان کے ایک شیخ نے اپنے امام ابوالحسن الثالث کی خدمت میں یہ شکایت عرض کرتے ہوئے خط ارسال کیا:''بے شک آدمی پسند کرتا ہے کہ اپنے امام کی طرف بھی وہی بات پیش کرے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے رب کی طرف پیش کرے؟!

تو اس کا جواب ان لفظوں میں موصول ہوا:''جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو تو اپنے ہونٹوں کو حرکت دے تو جواب تیرے پاس پہنچ جائے گا۔''[3]

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ مشرکوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَ لَا یَنْفَعُھُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾

(۱۰/ یونس: ۱۸)

''اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان دیتی ہے اور نہ نفع دیتی ہے اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔کہہ دیجیے! کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ آسمانوں میں نہیں جانتا اور نہ زمین میں؟ وہ پاک اور بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

[1] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع، ص ۲۸۰ علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤس لمتوفی ٦٦٤۔ مصباح ص ۱۷٦ لإبراهيم بن علی الكفعمی المتوفی ۹۰۵ هجری

[2] كشف الاسرار ۱۳۷؛ الحديث الرابع۔ [3] بحار الأنوار ، ۹٤/ ۲۲ حديث ۱۸ (باب الاستشفاع بمحمد و آل محمد فی الدعاء و ادعية التوجه اليهم۔

سوال نمبر ۳۹: علماء شیعہ کے اعتقاد کے مطابق رسول اللہ ﷺ کیلئے چاند دو برابر برابر ٹکڑوں میں کس طرح تقسیم ہوا؟

جواب حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے دعا کرانے اور ان کا وسیلہ پکڑنے اور ان کو سفارشی بنانے کی وجہ سے۔'' [1]

سوال نمبر ۴۰: کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے بھی شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق فریاد کی جاسکتی ہے؟

جواب ''آئمہ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ فریاد نہیں کی جاسکتی کیونکہ بلا شبہ وہی نجات اور پناہ گاہ ہیں۔

اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک اور جھوٹ گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (حالانکہ رسول مکرم اس الزام سے بری ہیں):

''...میرا بھائی ابوالحسن ان لوگوں سے تیرا بدلہ لے گا جو تم پر ظلم کریں گے۔ اور علی بن حسین تمہیں بادشا ہوں اور شیطانی جادو سے نجات دلائیں گے۔ جبکہ موسیٰ بن جعفر کے واسطے سے تم اللہ سے سلامتی مانگو۔ رہے علی بن موسیٰ تو تم ان کے واسطے سے جنگلوں اور سمندروں میں سلامتی طلب کرو۔ جبکہ محمد بن علی کے واسطے سے تم اللہ کا رزق مانگو۔ رہے حسن بن علی تو وہ آخرت کے کارساز ہیں اور امام صاحب الزمان، جب تلوار تمہیں کاٹنے لگے تو ان سے مدد مانگنا وہ تمہاری مدد کریں گے۔ [2]

ان کے حجۃ الاسلام محمود خراسانی نے کہا ہے:

''جب آپ امام مہدی علیہ السلام سے مدد طلب کرنا چاہیں تو جو کچھ ابھی ہم ذکر کریں گے، اسے کاغذ کے ورق پر لکھ لو۔ اور یہ ورق ائمہ معصومین میں سے کسی ایک کی قبر پر پھینک دو۔ یا پھر اسے باندھ لو؛ اور اس پر مہر لگا دو اور پھر صاف آٹے میں اسے گوندھ ڈالو۔ اور یہ تعویذ اس آٹے میں رکھ دو۔ اور اسے کسی دریا میں یا گہرے کنوئیں میں یا پھر کسی پانی بڑے تالاب میں ڈال دو۔ تو یہ خط ہمارے آقا امام غائب تک پہنچ جائے گا اور وہ تمہاری حاجت بر آوری کے لیے آ پہنچیں گے۔ [3]

تناقض:

ان کی کتابوں نے روایت بیان کی ہے کہ الامام جعفر الصادق علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

'' اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، وَلَا حَيَاةً وَّلَا مَوْتًا وَّلَا نُشُوْرًا، قَدْ ذَلَّ مصْرَعِيْ، وَ اسْتَكَانَ مَضْجَعِي، وَ ظَهَرَ ضُرِّيْ، وَانْقَطَعَ عُذْرِيْ..... وَ دَرَسَتِ الْآمَالُ إِلَّا مِنْكَ، وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ إِلَّا مِنْ جِهَتِكَ'' [4]

[1] صحيفة الأبرار ص۲ (ذكر معجزة لرسول الله) مرزا محمددار الجليل۔ [2] بحار الأنوار، ج ۹۱/ ۳۳ حديث ۲۲ (باب الاستشفاع بمحمد و آل محمد فی الدعاء وادعية التوجه اليهم)۔

[3] [الحكومة العالمية للإمام مهدى في القرآن و السنة ص ۲۲۴] محمود شريعة الخراسانی مجمع احياء الاسلامية طبع اول ۱۳۸۲۔

[4] منهج الدعوات ص ۱۸۵ (ذكر ما نختاره من ادعية مولانا الصادق و بحار الانوار ۸۳/ ۳۱۷ حديث ۶۷ (باب الادعية والاذكار عند الصباح و المساء)۔

''اے اللہ! بے شک میں نے صبح کی ہے اس حال میں کہ میں اپنے نفس کے لیے کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ ہی کسی نفع کا اور نہ زندگی کا اور نہ موت کا اور نہ دوبارہ اٹھنے کا، تحقیق میرا دنگل کمزور ہو گیا ہے میری لیٹنے کی جگہ عاجز و ذلیل ہوگئی ہے، میرا نقصان غالب آ گیا ہے، میرا عذر منقطع ہو گیا ہے سب آسیں مٹ گئی ہیں ماسوائے تیرے اور امید منقطع ہوگئی ہے مگر تیری طرف سے.....۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں سچ فرمایا ہے

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ (٤٦/ احقاف:٥، ٦)

''اس سے زیادہ گمراہ کون شخص ہے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتا؟ جبکہ وہ ان کی پکار ہی سے غافل ہیں اور جب لوگ اکھٹے کئے جائیں گے تو وہ (جھوٹے معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ (٣٩/ الزمر: ٨)

''اور اللہ کے لیے شریک ٹھہراتا ہے تاکہ اس کے راستے سے (لوگوں کو) بہکائے۔ آپ کہہ دیجیے تو اپنے کفر کے ساتھ کچھ (دنیاوی) فائدہ اٹھالے، بلاشبہ تو دوزخیوں میں سے ہے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ﴾ (٦/ الانعام: ٤٠۔ ٤١)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت آجائے تو بتاؤ کیا تم اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ تم صرف اسی کو پکارو گے، پھر اگر وہ چاہے گا تو وہ تکلیف دور کر دے گا جس کے لیے تم اسے پکارو گے اور تم انہیں بھول جاؤ گے جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے۔''

سوال نمبر ۴۱: شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اولوالعزم رسول علیہم السلام اولوالعزم کیسے بنے ہیں؟

جواب ائمہ سے محبت رکھنے کی بنا پر.....؟ شیخ الدولہ الصفویہ مجلسی نے اپنی کتاب جسے بحار الانوار کی بجائے بحار الظلمات کہنا زیادہ صحیح ہے میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے۔[1]

''وَ أَنَّ أُولِي الْعَزْمِ إِنَّمَا صَارُوْا أُولِي الْعَزْمِ بِحُبِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ''

[1] بحار الأنوار، ج ٢٦/ ٢٦٧ كتاب الامامة ابواب سائر فضائلهم و مناقبهم و غرائب شؤونهم۔

''اور بلا شبہ اولوالعزم صرف اور صرف ان ائمہ صلوات اللہ علیہم کی محبت کی وجہ سے اولوالعزم بنے ہیں۔''

سوال نمبر۴۲: ائمہ کی قبروں کا حج کرنا یا ارکان اسلام میں سے پانچویں رکن کو ادا کرنا شیعہ علماء کے نزدیک ان دونوں میں سے کون سا حج زیادہ عظمت والا ہے۔

جواب ان کے ائمہ کی قبروں کا حج کرنا زیادہ عظمت والا ہے۔انھوں نے ابوعبداللہ پر افترا پردازی کرتے ہوئے ان سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی یمن سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے آیا تھا، اس سے کہا: ''بلاشبہ ابو عبداللہ کی زیارت کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پاکیزہ تر مقبول ومنظور حج کے برابر درجہ رکھتا ہے۔''

اس پر اس آدمی کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں دو مقبول ومبرور حجوں کے برابر ہے۔تو اس آدمی کو اس پر اور زیادہ تعجب ہوا تو ابوعبداللہ ان حجوں کی تعداد بڑھاتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں تیس مقبول ومبرور حجوں کے برابر اجر وثواب رکھتا ہے۔'' [1]

شیعہ نے ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ گھڑ کر یہ اجر بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: ''جس نے حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ میرے حج میں سے ایک حج کا ثواب لکھ دیتے ہیں۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ کے حج میں سے ایک حج کا ثواب تو آپ نے فرمایا: ہاں! میرے حج میں سے دو حج کا ثواب۔ پھر اس عورت نے کہا: یارسول اللہ! کیا دو حج کا ثواب؟۔تو آپ نے فرمایا: ہاں چار حج کا ثواب۔پھر وہ مسلسل پوچھتی رہیں اور آپ اضافہ کرتے رہے حتی کہ ایک زیارت کے ثواب میں ایسے ستر حج لکھے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجوں میں سے ہیں، جنھیں آپ نے ان کی عمروں کے ساتھ ساتھ ادا کیا ہو۔'' [2]

ایک اور صاحب نے اس سے بھی بڑا جھوٹ گھڑ کر یہ روایت بھی بیان کی ہے: ''امام قائم کے ساتھ دس لاکھ حج کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس لاکھ عمروں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔'' [3]

پھر اس میں یہ بھی اضافہ کیا اور کہا:

''بیس لاکھ حج؛ اور بیس لاکھ عمرہ کرنے کا؛ اور بیس لاکھ غزوات لڑنے کا ثواب؛ اور ہر حج وعمرہ اور غزوہ کا اتنا بڑا ثواب گویا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ راشدین کے ساتھ حج وعمرہ اور غزوہ کیا ہو۔'' [4]

[1] ثواب الأعمال وأعقاب الأعمال؛ لا بن بابويه، ص ۱۲۱، ح: ٤٠؛ ثواب من زار قبر حسين۔ وسائل الشيعة للحر العاملی، ج ۱۰/ ٤٨٨۔باب استحباب إختيار زيارة الحسين على الحج و العمرة المندوبين۔ [2] وسائل الشيعة، ج ۱۰/ ٤٨٩ ح ١٤ باب استحباب اختيار زيارة الحسين على الحج و العمرة و المندوبين۔

[3] كتاب المزار للمفيد ص ٤٦ (باب فضل زيارة يوم عرفة) اور تهذيب الاحكام ٦/ ١٣٢٥ ح ٢٨ (كتاب المزار باب فضل زيارته عليه السلام) اور روضة الواعظين و بصيرة المتعلقين ص ٢٢٣ (مجلس فی ذكر مقتل الحسين) اور وسائل الشيعة ۱۰/ ٤٩٢ ح ٢ (باب تاكد استحباب زيارة الحسين ليلة عرفة و يوم عرفة و يوم العيد) بحارالأنوار: ۹۸/ ۸۸ ح ۱۸ (باب فضل زيارته فی يوم عرفة او العيدين)۔

[4] كامل الزيارات والمزار ص ١٦٧ ح ٩ (باب ۷۱ ثواب من زار الحسين يوم عاشوراء)۔ بحارالأنوار: ۹۸/ ۲۹۰ ح ۱ (باب كيفية زيارته صلوات الله عليه يوم العاشوراء)۔

پھر اس جھوٹ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے بولے:

''ابوالحسن امام الرضا علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جس نے دریائے فرات کے کنارے حضرت حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عرش پر زیارت کر لی۔'' [1]

نیز یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس شخص نے حسین بن علی علیہ السلام کے حق کو پہچانتے ہوئے عاشوراء کے دن ان کی قبر کی زیارت کی وہ اس شخص جیسا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت اس کے عرش پر کی۔'' [2]

ایک اور روایت اس طرح گھڑی گئی ہے: زید بن شحام کہتے ہیں:

''میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: ''جو کوئی قبر حسین کی زیارت کرے اس کے لیے کیا اجر ہے؟۔ تو آپ نے فرمایا: ''گویا کہ اس نے عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ کی زیارت کر لی۔ [3]

اور ایک روایت ان الفاظ میں بھی گھڑی گئی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے حضرت علی علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کی قبروں کی زیارت کی؛ اس کے لیے اللہ کے ہاں ستر مقبول و مبرور حج کا ثواب ہوتا ہے۔ اور جس نے اس قبر کی زیارت کی اور رات وہاں پر گزاری تو گویا کہ اس نے عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ [4]

کیا یہ مبالغہ آرائی اور غلو کی داستانیں ختم ہو چکی ہیں یا ابھی جاری ہیں؟!!

تناقض:

شیعہ علماء نے روایت بیان کرتے ہوئے: ''حنان بن سدیر سے روایت نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی: ''آپ حضرت حسین صلوات اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیونکہ آپ ہی میں سے بعض ائمہ کی طرف سے ہمیں یہ فرمان پہنچا ہے کہ وہ ایک حج اور ایک عمرے کے برابر ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے فرمایا:

''مَا أَضْعَفَ هٰذَا الْحَدِيْثُ، مَا تَعْدِلُ هٰذَا كُلَّهُ، وَلٰكِنْ زُوْرُوْهُ وَلَا تَجْفُوْهُ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ شَبَابِ الشهداء و سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ'' [5]

[1] ثواب الأعمال: ۱۱۲ ح ۱۔ (ثواب من زار قبر الحسینؑ) کامل الزیارات ص ۱۴۳ ح ۲ باب ۵۹ ان من زار الحسین کان کمن زار الله فی عرشه بحار الانوار ۹۸/ ۶۹ ح ۳ باب جوامع ما ورد من الفضل فی زیارته۔ [2] کتاب المزار: ۵۱ (باب فضل زیارته یوم عاشوراء۔ اقبال الأعمال ۳/ ٦٤ (فضل فیما نذکره من فضل زیارة الحسین یوم عاشوراء) نور العین فی المشی الی زیارة قبر الحسین۔ ٤٩۔ حدیث نمبر: ۳ (باب نمبر: ۱۷ ان من زار الحسینؑ کمن زار الله فی عرشه)۔ [3] کامل الزیارات ص ۱۴۳ ح ۱ (باب ۵۹ ان من زار الحسین کان کمن زار الله فی عرشه) مستدرك وسائل الشیعة ۱۰/ ۱۸۵ حدیث نمبر ۱۱۸۰٦ رقم خاص ۱۱ (باب تاکد استحباب زیارة النبی والآئمة خصوصا بعد الحج) [4] فروع الکافی ٤/ ٤٦٧ (کتاب الحج ح ٤ باب فضل زیارة ابی الحسن الرضا۔ [5] قرب الاسناد ص ۹۹۔ ۱۰۰، حدیث نمبر: ۳۳٦۔ بحار الأنوار ۹۸/ ۳۵۔ حدیث نمبر: ٤٤ (باب أن زیارته علیه السلام تعدل الحج و العمرة و الجهاد و الاعتاق"

''یہ حدیث کس درجہ ضعیف ہے، یہ کسی طور بھی اس کے برابر نہیں ہے، لیکن تم اس کی زیارت کرو اور اس پر اکٹھے نہ ہوا کرو، بلا شبہ وہ شہید نوجوانوں کے اور اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

علمائے شیعہ کے لیے زبردست مصیبت:

شیعہ مذہب کے حجۃ الاسلام الکلینی نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هَدْمِ الْقُبُوْرِ وَ كَسْرِ الصُّوَرِ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبریں منہدم کرنے اور تصاویر پھاڑنے اور توڑنے کے لیے بھیجا تھا۔'' [1]

اور ایک روایت میں ابوعبداللہ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف بھیج کر فرمایا:

((لَا تَدَعْ صُوْرَةً إِلَّا مَحَوْتَهَا، وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ ولا كلباً إلا قتلته))

''کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر تو اسے مٹا ڈال اور کسی قبر کو نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے۔'' [2]

شیعہ علماء کی مصیبت یہ ہے کہ انہوں نے مخلوق کی قبروں کو اللہ تعالیٰ کے گھر سے تشبیہ دے رکھی ہے۔ جب کہ اصل دین یہ ہے کہ ہم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور نہ ہی کسی کو اس کا ہم پلہ یا ہم منصب سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (۱۹/ مریم ٦٥)

''جو آسمانوں کا اور زمین کا اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کا رب ہے، سو اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر خوب صابر رہ۔ کیا تو اس کا کوئی ہم نام جانتا ہے؟''۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾۔[اخلاص]

''کوئی بھی اس کا برابر اور ہم پلہ نہیں ہے''۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۲/ البقرة:۲۲)

''پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔''

پس جو کوئی خالق اور مخلوق کو محبت یا خوف یا اس سے امید [و نا امیدی] میں برابر کرے وہ کافر اور مشرک ہے۔

سوال نمبر۴۳: کیا شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی چیزوں کو حلال اور حرام کرنے کا حق حاصل ہے؟

[1] فروع الكافي: ٦/ ١٥٦١ (كتاب الزي والتجمل والمروءة، حديث نمبر: ١١، باب تزويق البيوت۔ وسائل الشيعة ٢/ ٥٤٩ ح ٦ (باب كراهة البناء على القبر في غير النبي صلى الله عليه وسلم و الآئمة عليهم السلام و الجلوس عليه و تجصيصه و تطيينه)

[2] فروع الكافي: ٦/ ١٥٦١ (كتاب الزي والتجمل والمروءة، حديث نمبر: ١٤، باب تزويق البيوت۔

جواب جی ہاں! ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''ہم ائمہ کو ہی یہ حق سونپا گیا ہے؛ لہٰذا جسے وہ حلال ٹھہرا دیں وہی حلال ہے اور جسے وہ حرام قرار دے دیں وہی حرام ہے۔'' [1]

اور ان لوگوں نے یہ بہتان بھی تراش لیا ہے کہ: ''الرضا علیہ السلام'' نے فرمایا ہے: (حالانکہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے)

''اَلنَّاسُ عَبِيْدٌ لَّنَا فِي الطَّاعَةِ'' [2]

''لوگ طاعت کے معاملے میں ہمارے غلام ہیں۔''

کمر شکن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [۹/ التوبة: ۳۱]

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم کیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔''

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ o تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o وَمَا اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ o فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ o وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ o فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَّمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (۲۶/ الشعراء: ۹۶ تا ۱۰۳)

''وہ کہیں گے جب کہ وہ اس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ اللہ کی قسم! بے شک ہم یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ جب ہم تمھیں جہانوں کے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہمیں گمراہ نہیں کیا مگر ان مجرموں نے۔ اب نہ ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والے ہیں۔ اور نہ کوئی دلی دوست۔ تو کاش کہ واقعی ہمارے لیے واپس جانے کا ایک موقع ہو، تو ہم مومنوں میں سے ہو جائیں۔ بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان والے نہیں تھے''۔

اور ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ کی قسم! انھوں (ائمہ) نے لوگوں کو اپنی ذات کی عبادت کرنے کی دعوت نہیں دی اگر وہ انھیں دعوت دیتے بھی تو

[1] بصائر الدرجات ۲/ ۲۳۸ ح ۳ (باب فی ان ما فوض الی رسول الله صلی الله علیه وسلم و آله و فقد فرض الی الآئمة۔ اور الاختصاص ص ۲۳۰ (انهم علیهم السلام مدثون) بحارالأنوار: ۲۵/ ۳۳۳، حدیث نمبر: ۱۲ فصل فی بیان التفویض ومعانیه"

[2] الأمالی: ۲۵۳، حدیث نمبر: ۳ (المجلس الثلاثون)، بحار الأنوار: ۲۵/ ۲۷۹، حدیث نمبر: ۲۱ (باب نفی الغلو فی النبی و الآئمة علیهم السلام و بیان معانی تفویض و ما لاینبغی أن ینسب الیهم منها وما ینبغی ان ینسب)۔

وہ قبول نہ کرتے لیکن انھوں نے ان کے لیے حرام کو حلال قرار دیا ہے اور ان پر حلال کو حرام کہا ہے اس طریقے سے کہ وہ شعور نہ رکھتے تھے۔'' [1]

سوال نمبر۴۴: شیعہ کے عقیدہ میں کونسی چیز مقدم ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت؟

جواب: حضرت علی کی اطاعت۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ [۷۱/ نوح: ۱۳] ''تمھیں کیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔''

اس سلسلہ میں انہوں نے ایک اور روایت گھڑلی ہے۔ کہتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

''جس نے علی کے حق کو پہچان لیا' وہ پاک ہوگیا اور اس نے مراد پالی۔ اور جس نے آپ کے حق کا انکار کیا' اس نے کفر کیا اور وہ نامراد ہوا۔ میں اپنی عزت کی قسم اٹھاتا ہوں! جس نے علی کی اطاعت کی؛ اسے جنت میں داخل کروں گا اگرچہ وہ میری نافرمانی ہی کیوں نہ کرے۔ اور میں اپنی عزت کی قسم اٹھاتا ہوں! میں اسے جہنم میں داخل کروں گا جس نے علی کی نافرمانی کی؛ اگرچہ وہ میری فرمانبرداری ہی کیوں نہ کرے۔'' [2]

سوال نمبر۴۵: حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی [خشک اور گیلی] مٹی کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی اور گارا، ہر بیماری کی شفا ہے۔'' [3]

مزید برآں کہتے ہیں: ''ابوعبداللہ نے فرمایا: اپنے بچوں کو حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی سے گھٹی دو کیونکہ وہ ہر خوف سے امان ہے۔'' [4] مزید یہ بھی کہا ہے کہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے دادا حسین علیہ السلام کی قبر مٹی کو ہر بیماری کی شفا بنایا ہے اور ہر خوف سے امان بنایا ہے۔'' [5]

تعارض:

یہ بھول گئے کہ انہوں نے ابوعبداللہ ہی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو فرات کے پانی سے گھٹی دو۔'' [6]

[1] أصول الكافي: ۱/ ۴۳ (كتاب فضل العلم، حديث نمبر:۱ ، باب التقليد۔

[2] كتاب الفضائل ص ۱۵۲۔ خبر الأسقف و سؤاله۔ كشف اليقين في فضائل أمير المؤمنين ص ۸؛ ليوسف بن مطهر الحلي۔ بحار الأنوار ۲۷/ ۱۰؛ ح: ۲۲ (باب ان اسمائهم مكتوبة على العرش۔

[3] بحار الأنوار: ۹۸/ ۱۱۸ ، حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے فضائل وآداب اور اس کی مٹی کھانے کے احکام کے بارہ میں ۸۳ آتی ہیں۔''

[4] كامل الزيارات والمزار: ۲۵۴ ، حديث نمبر: ۲ ، باب نمبر: ۹۲ (ان طين قبر حسين عليه السلام شفا وأمان۔ السجود على التربة الحسينية ص ۳۶۹ (استحباب تحنيك المولود بها) تاليف محمد مهدى الموسوى الخرسانى۔

[5] الأمالى: ۳۱۸ ، حديث نمبر: ۹۳ (المجلس الحادى عشر ، بشارة المصطفى ص ۳۳۵ ح ۲۶ (الجزء السابع) بحار الانوار ۹۸/ ۱۱۹ ح ۴ (باب تربته و فضلها و آدابها و احكامها)۔

[6] كامل الزيارات و المزار ص ۴۹ ، حديث نمبر: ۱۷ (اباب: ۱۳ ، فضل الفرات و شربه والغسل فيه)۔

جبکہ ان کے امام اکبر خمینی کا کہنا ہے کہ: ''حسین کی قبر کی مٹی کے ساتھ کسی دوسرے کی قبر کی مٹی کو ملحق نہیں کیا جا سکتا۔ حتی کہ قوی ترین قول کے مطابق نبی ﷺ اور ائمہ کی قبروں کی مٹی بھی حسین کی قبر سے ملحق نہیں کی جا سکتی۔'' [1]

سوال نمبر ۴۶: کیا شیعہ علماء جادوئی تعویذات، نقش اور مجہول ذات سے مدد طلب کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اس کی مثال درج ذیل ہے۔ شیعہ کا دعوی ہے کہ امیر المومنین سحر زدہ شخص کو یہ تعویذ دیتے تھے:

" بسم الله الرحمن الرحيم ، أي كنوش أي كنوش، ارشش عطنيطنيطح يا مطيسطرون فريالسنون، مادما، ساماسويا طيطشالوش، خيطوش، شفيقش او صيحينوش ليطفيتكش ..." [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے کہتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص سفر میں راستہ کھو بیٹھے اور اسے ہلاکت کا ڈر لگے تو وہ پکارے: ''**یاصالح اغثنی**'' (اے صالح میری مدد کر)۔

بے شک تمہارے جن بھائیوں میں سے ایک جن کا نام صالح ہے۔'' [3]

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ مشرکوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

﴿اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (۷۲/ الجن: ٦)

''بیشک انسانوں کے کچھ مرد، جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ پکڑتے تھے۔ تو انہوں نے ان کو سرکشی میں بڑھا دیا۔''

القمی روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''آدمی اس کاہن کے پاس جاتا جسے شیطان خبریں لا کر دیتے تھے تو وہ کہتا: ''اپنے شیطان سے کہو کہ فلاں شخص نے تیری پناہ مانگی ہے۔ [4]

جبکہ الفیض الکاشانی نے لکھا ہے: اس طرح جنوں کی پناہ کی وجہ سے انہوں نے جنوں کو تکبر اور سرکشی میں بڑھا دیا۔ [5]

سوال نمبر ۴۷:۔ شیعہ مذہب میں تیروں سے قسمت آزمائی کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ مذہب میں یہ عمل مشروع ہے۔ [6] چنانچہ شیعہ روایت کرتے ہیں کہ مولانا امیر المومنین علی بن ابی طالب

[1] تحرير الوسيلة: ٢/ ١٥٣ (كتاب الأطعمة والأشربة ، القول فى غير الحيوان: المسألة التاسعة)

[2] مكارم الاخلاق ص ٤١٥ (الباب العاشر: فى آداب الادعية الفصل الخامس فى الاحراز) بحار الأنوار: ٩١/ ١٩٣ ، حديث نمبر: ٣ (باب عوذات الأئمة عليهم السلام للحفظ و غيره من الفوائد)

[3] كتاب الخصال: ٦١٨ ، حديث نمبر: ١٠ باب الواحد الى المائة)۔ وسائل الشيعة: ٨/ ٤١٠ حديث نمبر: ٤ (باب استحباب التيامن لمن ضل عن الطريق وأن يناوى ياصالح أرشدونا . و فى البحر يا حمزة) . . "

[4] بحار الانوار ٦٣/ ٩٨ حديث ٦١ باب حقيقة الجن و احوالهم ، تفيسر الصافى: ٥/ ٢٣٤ (سورة الجن)

[5] تفيسر الصافى: ٥/ ٢٣٥ (سورة الجن)

[6] فروع الكافى: ٣/ ٣١١ (كتاب الصلاة ، حديث نمر: ٣ باب صفة الاستخارة) المصباح فى الادعية و الصلوات والزيارات والاحراز و المعوذات ص ٥١٣ (الفصل الخامس والثلاثون فى الاستخارات و هى كثيرة)

علیہ السلام کا قسمت آزمائی کا طریقہ یہ تھا: دل میں کوئی ارادہ کرے اور دو ٹکڑوں پر قسمت آزمائی کے الفاظ لکھے۔ ایک پر لکھے ''یہ کام کرلو'' دوسرے پر لکھے ''یہ کام مت کرنا''، اس قسمت آزمائی کے نسخے کو ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر ایک پانی کے برتن میں ڈبودے۔ پھر جو ٹکڑا تیر کر اوپر آجائے اس کے مطابق عمل کرے اور اسکی مخالفت ہرگز نہ کرے۔''[1]

بعض شیعی علماء نے قسمت آزمائی کے لیے حضرت حسین کے سروالی جگہ مقرر کی ہے۔[2]

تعلیق:

قسمت آزمائی کا یہ نسخہ اور دیگر بے شمار طریقے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے منافی ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (٥/ المائدة: ٣)

''تمہارے لئے حرام کیے گئے ہیں مردہ جانور، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا، چوٹ لگ کر مر جانے والا، اوپر سے گر کر مرنے والا، کسی کا سینگ لگ کر مر جانے والا اور وہ جانور بھی جسے درندے کھا جائیں، سوائے اس کے جسے تم ذبح کرلو۔ اور وہ جانور جو آستانوں پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تم فال کے تیروں سے قسمت آزمائی کرو۔ یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج وہ لوگ ناامید ہوگئے جنہوں نے تمہارے دین کا انکار کیا، لہٰذا پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کردی، اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا۔ پس جو شخص بھوک سے بے بس ہوجائے جب کہ وہ گناہ پر مائل نہ ہونے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

شیعہ کا یہ فال نامہ اس شیعی روایت کے بھی منافی ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام معاملات میں استخارے کا طریقہ سکھاتے تھے جیسے انہیں قرآن مجید کی کوئی سورت اہتمام کے ساتھ سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے: ''جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو وہ دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ

[1] فتح الابواب بين ذوى الالباب و بين رب الارباب فى الاستخارات ص ٢٦٣ (الباب تاسع عشر:) وسائل الشيعه: ٥/ ١٢٧۔ حديث نمبر: ٤ (باب الاستخارة بالر قاع وكيفيتها)۔ بحار الأنوار: ٨٨/ ٢٣٨ حديث نمبر: ٤ (باب الاستكاره بالبنادق)۔

[2] وسائل الشيعه: ٥/ ١٣٣ (باب استحباب الاستخاره عند رأس الحسين عليه السلام مائة مرة)۔

دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ...

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ طاقت طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کا میرے حق میں فیصلہ کردے اور اسے میرے لیے آسان کردے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ بے شک یہ کام میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اسے تو مجھ سے دور کردے اور مجھے اس سے دور کردے اور میرے لیے بھلائی کا فیصلہ کردے جہاں بھی وہ ہو، پھر مجھے اس پر راضی کردے۔'' [1]

سوال نمبر ۴۸: شیعہ علماء کے نزدیک مختلف اماکن اور اوقات کو منحوس سمجھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مختلف اماکن اور اوقات کو منحوس سمجھنا اور ان سے بدشگونی لینا شیعہ علماء کے عقیدہ میں داخل ہے۔

اس سلسلے میں انہوں نے بے شمار روایات گھڑی ہوئی ہیں۔ مثلاً: ابو ایوب الخزار سے روایت ہے وہ کہتا ہے: ''ہم نے یہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا' اور ہم ابوعبداللہ علیہ السلام کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے کہا: گویا کہ تم لوگ پیر کے دن کی برکت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ہم نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے پوچھا: ''پیر کے دن سے بڑھ کر منحوس دن اور کونسا ہوسکتا ہے؟ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں داغ جدائی دے گئے۔ اس دن سے وحی کا آنا بند ہوگیا۔ پیر کے دن ہرگز سفر مت کرنا؛ منگل کے دن سفر کرنا۔'' [2]

تعلیق:

کیا لیل ونہار کی یہ مذمت حضرت حسین وحسن رضی اللہ عنہما پر عائد ہوتی ہے؟ اس لیے کہ ان کے نزدیک ائمہ ہی حقیقت میں ایام ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے حدیث گھڑ کر علی بن حسن عسکری کی طرف منسوب کردی ہے' وہ کہتے ہیں: ''ہفتہ رسول اللہ کا نام ہے۔ اور اتوار حضرت امیر المؤمنین کے نام سے کنایہ ہے۔ اور پیر سے مراد حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ [3]

[1] مكارم الأخلاق: ٣٢٣ (الباب العاشر: في آداب من الادعية الفصل الرابع في نوادر من الصلوات)۔ بحار الأنوار: ٨٨/ ٢٢٨ ، حديث نمبر: ٤ (باب الاستخارة بالرقاع)۔

[2] من لا يحضره الفقيه ٢/ ٣٠٨۔ باب الأيام و الأوقات التي يستحب فيها السفر۔ كتاب السرائر الحاوى لتحرير الفتاوى ٣/ ٦٨٢۔ فروع الكافي ٨/ ٢١٢٥ (كتاب الروضة ح ٤٩٢ حديث الفقهاء و العلماء)۔

[3] بحار الانوار ٢٤/ ٢٣٩ ح ١ (باب تاويل الايام و الشهور بالآئمة عليهم السلام)

شیعہ علماء نے نبی مکرم ﷺ پر افتراء پردازی کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا: ''مصر سے دور رہو اس میں رہائش کرنے کی کوشش مت کرو، اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تھا مصر میں رہائش کرنا بے غیرت و دیوث بناتا ہے۔'' [1]
اسی طرح یہ جھوٹ بھی باندھا کہ تم یہ مت کہو: ''یہ شخص اہل شام میں سے ہے''، لیکن تم کہو کہ یہ شخص منحوس لوگوں میں سے ہے... یہ لوگ داود علیہ السلام کی زبانی لعنتی بنا دیے گئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ کو بندر اور کچھ کو خنزیر بنا دیا۔'' [2]

تبصرہ:

شام کے بارے میں شیعہ کے عقیدہ بد کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ارض شام کے متعلق فرماتے ہیں:
﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (۱۷/ الاسراء:۱)
''پاک ذات ہے (اللہ) جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بیشک وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔''

سوال نمبر۴۹: کیا شیعہ علماء کے مطابق غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے؟ اور ایسا کرنا کب جائز ہے؟۔

جواب جی ہاں! ان کے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا درست ہے بشرطیکہ اس کے رب ہونے کا عقیدہ نہ رکھے؟!!
شیعہ کے امام اکبر آیت اللہ خمینی کہتے ہیں:
''بیشک شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کو رب اور معبود مان کر اس سے حاجت طلب کی جائے۔ لیکن اگر اس کو معبود اور رب مانے بغیر اس سے حاجت طلب کرے تو پھر یہ شرک نہیں ہوگا۔ اس لحاظ سے زندہ اور مردہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص کسی پتھر یا اینٹ سے بھی حاجت طلب کرتا ہے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔'' [3]

تعلیق:

شیعہ کا یہ شرک بعینہٖ اہل جاہلیت کا شرک تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
﴿اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ﴾
(۳۹/ الزمر: ۳)

[1] بحار الأنوار: ۵۷ / ۲۱۱۔ حدیث نمبر: ۱۵ (باب الممدوح من البلدان والمذموم منها وغرائبها)۔
[2] بحار الأنوار: ۵۷/ ۲۰۸، حدیث نمبر: ۸ (باب الممدوح من البلدان)۔
[3] کشف الأسرار: ص ۴۹ سوال الاول و الاجابة علیه طلب الحاجة من الاموات لیس شرکا۔

''سنو! خالص بندگی اللہ ہی کے لیے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں یقیناً اللہ ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا، ناشکرا ہو۔''

سوال نمبر۵۰: شیعہ علماء کے عقیدہ کے مطابق معراج والی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے کیسے گفتگو فرمائی؟

جواب انہوں نے ایک اور حدیث گھڑ لی ہے۔ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ آپ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا تھا: معراج کی رات آپ کے رب نے آپ سے کس زبان میں کلام کیا؟۔ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی بن ابی طالب کی زبان میں خطاب کیا۔ تو مجھے یہ الہام کیا گیا کہ میں کہوں: ''اے میرے رب! مجھ سے تو مخاطب ہے یا کہ علی؟۔ [1]

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (٤٢ الشوری: ١١)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔''

سوال نمبر۵۱: کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ اور اپنے ائمہ کے درمیان فرق کرتے ہیں؟

جواب: نہیں! شیعہ علماء بیان کرتے ہے کہ ان کے ائمہ کو ایسی روحانی، برزخی، اور حالت اولیت حاصل ہوتی ہے جس میں ان کے اندر ربوبیت کی صفات جاری ہوتی ہیں۔ دعا میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تیرے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں سوائے اس کے وہ تیرے مخلص بندے ہیں۔'' [2]

تبصرہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ☆ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (١٦/ النحل: ٧٣، ٧٤)

''اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جنہیں آسمانوں اور زمین سے ان کے لیے کسی رزق کا کوئی اختیار نہیں

[1] ارشاد القلوب للديلمي ٢/ ٢٩٨ (باب في فضائل امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه فصل في حبه والتوعد على بغضه ----- الخ۔ اور كشف اليقين في فضائل امير المؤمنين ص ٢٢٩۔

[2] مصابيح الأنوار في حل مشكلات الأخبار: جلد نمبر: ٢، ص ٣٩٧ حديث نمبر: ٢٢٢۔

اور نہ وہ (اس کی) استطاعت ہی رکھتے ہیں۔ چنانچہ تم اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

نیز اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی مقدس ذات کے بارے میں فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (٤٢/ الشوری: ١١)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔''

سوال نمبر۵۲: شیعہ اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کا مطلب کیا ہے اور مشرکین سے براءت کا مفہوم کیا ہے؟

جواب قرآن مجید میں وارد تمام آیات میں لفظ شرک کی تاویل کی جائے گی۔ شرک سے مراد شیعہ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ امیر المومنین کی امامت اور ان کے بعد والے ائمہ کی امامت میں کسی کو شریک کیا جائے اور ان پر دوسروں کو فضلیت دی جائے۔''[1] اس سلسلہ روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر نے فرمایا (حالانکہ وہ اس الزام سے بری ہیں): ﴿لَئِنْ أشركتَ﴾ اگر تم نے (ولایت علی میں) شرک کیا تو ﴿لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ ''تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔''[2]

شیعہ عالم ابوالحسن العاملی بیان کرتا ہے کہ: ''بے شمار روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اس کی عبادت میں شرک کرنے کا مطلب امیر المومنین کی ولایت اور امامت میں شرک کرنا ہے۔''[3]

اور شیعہ مجتہد اور ان کا شیخ مامقانی یوں اظہار خیال کرتا ہے کہ: ''آخرت میں کافر یا مشرک کے حکم کے متعلق جتنی بھی روایات وارد ہوئی ہیں ان کا منتہاء اور غایت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے لیے ہیں جو اثنا عشری نہ ہوں۔''[4]

شیعہ کا علامہ مجلسی بیان کرتا ہے: ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیات شرک کا ظاہری معنی ظاہری بتوں کے بارے میں ہے اور ان کا باطنی معنی ظالم خلفاء ہیں جو ائمہ حق کے ساتھ شریک کر دیے گئے اور ائمہ حق کی جگہ خلفاء بنا دیے گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى وَ مَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ [٥٣/ النجم: ١٩، ٢٠]

''تم مجھے لات اور عزی کی خبر دو اور تیسری (دیوی) مناۃ کی ہے۔''

باطنی طور پر لات سے مراد، پہلا خلیفہ، عزی سے مراد دوسرا خلیفہ اور مناۃ سے تیسرا مراد ہے جنہیں انہوں نے امیر المومنین، خلیفہ رسول اللہ ﷺ، الصدیق، الفاروق اور ذوالنورین کے القاب دیے ہیں۔[5]

[1] بحار الأنوار: ٢٣/ ٣٩٠۔ حدیث نمبر: ١٠٠۔ باب تأويل المؤمنين، والايمان والمسلمين

[2] تفسیر فرات: ٣٧٠، حدیث نمبر: ٥٠٢۔ بحار الانوار٣٦/ ١٥٣ح ١٣٢الباب التاسع و الثلاثون۔

[3] مرآة الأنوار: ٣٢٧ المقدمة الثالثة فی بيان ما يوضح نبذا من التاويلات الماثورة من الآئمة۔

[4] تنقيح المقال في علم الرجال ١/ ٢٠٨۔ الفائدة العشرون۔

[5] بحار الأنوار: ٤٨/ ٩٦۔ حدیث نمبر: ١٠٦ (باب معجزاته واستجابة دعوته..... "

اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ: امامیہ مذہب میں یہ ضروری ہے کہ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے برات کا اظہار کیا جائے۔ [1] جبکہ شیعہ مذہب میں لازمی اور ضروی مسائل کا منکر کافر ہے! جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔

شیعہ عقیدے کے مطابق سب سے پہلے مشرکین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براءت کا اظہار عبد اللہ بن سبأ یہودی نے کیا تھا جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہوا ہے۔ لہٰذا شیعہ عقیدے کے مطابق مشرکین سے برأت کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براءت کا اظہار ہے اور یہی وہ براءت ہے جس کا شور وغل شیعہ کے آیت اللہ [علماء ومشائخ] موسم حج میں [مجرمانہ مظاہروں کے دوران] دنیا کے افضل ترین شہروں اور افضل ترین اوقات میں کرتے ہیں۔

بلکہ شیعہ علماء کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ موسم حج میں جمرات کو کنکریاں مارتے وقت حضرت ابوبکر اور عمر شیعہ کے سامنے کر دیے جاتے ہیں اور وہ انہیں کنکریاں مارتے ہیں۔

[چنانچہ مجلسی جی یوں گل افشانیاں کرتے ہیں]: ''جب حج کا موسم ہوتا ہے تو دونوں غاصبوں اور فاسقوں کو نکال کر ان جگہوں پر کھڑا کر دیا جاتا ہے پھر انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے، انہیں عادل امام کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ پس میں نے پہلے کو دو کنکریاں ماریں اور دوسرے کو تین؛ اس لیے کہ دوسرا پہلے سے بڑا خبیث ہے۔'' [2]

سوال نمبر ۵۳: کیا شیعہ علماء کے عقیدے کے مطابق خوش بختی وبدبختی نیز جنت اور جہنم کے داخلے میں ستاروں اور کواکب کی تاثیر ہے؟

جواب: جی ہاں، شیعہ علامہ الکلینی کا دعوی ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس شخص نے سفر کیا یا شادی کی جب کہ چاند برج عقرب میں تھا تو وہ جنت نہیں دیکھ سکے گا۔'' [3]

ان کے امام اکبر میاں خمینی اپنی سوچ وفکر ایمان وعقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:

''اگر چاند برج عقرب میں ہو تو بیوی کے ساتھ مجامعت کرنا مکروہ ہے۔ اور ایسے ہی مہینے کے خاتمہ پر اور ہر مہینہ کے ایام میں سے منحوس دن میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا مکروہ ہے۔'' [4]

تبصرہ:

بدشگونی لینا مشرکین کے عقائد میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ وَ إِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ أَلَآ إِنَّمَا

[1] العقائد ص:۵۸ الفصل الاول فیما یتعلق باصول العقائد) نسخہ ش، ق، ح، م، د)۔ [2] بصائر الدرجات: ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ حدیث نمبر: ۸ (باب فی الأئمہ أنهم یعرضون علیهم أعدائهم وهم موتی ویرونهم) بحارالأنوار: ۲۷/ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ حدیث نمبر: ۱۰ (باب أنهم یظهرون بعد موتهم ویظهر منهم الغرائب۔''

[3] الروضة من الکافی: ۸/ ۲۱۰۳ (کتاب الروضة، حدیث نمبر: ٤١٦، حدیث نوحٌ یوم القیامة) عیون اخبار الرضا ۱/ ۲۸۲ ح ۳۵ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی من الاخبار المتفرقة۔

[4] تحریر الوسیلة۔ ۲/ ۲۱۸ (کتاب النکاح: مسئلة نمبر ۵)۔

طَائِرُ هُمْ عِنْدَ اللهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ] (۷/ اعراف:۱۳۱)

''پھر جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے یہ ہمارے ہی لئے ہے، اور اگر انہیں بدحالی آلیتی تو اسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ٹھہراتے۔ خبردار! ان کی نحوست اللہ کے پاس (مقدر) ہے لیکن ان میں اکثر (لوگ) نہیں جانتے۔''

سوال نمبر۵۴۔ کیا شیعہ شیوخ کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی کو علم غیب کی کنجیاں دی ہیں؟

جواب: شیعہ شیوخ کا دعوی ہے کہ حضرت علی بن أبي طالب نے فرمایا: (اور وہ اس الزام سے بری ہیں): ''اللہ نے جو نبی بھی مبعوث کیا، میں نے اس کے دین کو ادا کیا، اس کے وعدوں کی تکمیل کی، یقیناً میرے رب نے مجھے علم اور کامیابی کے ساتھ منتخب فرمایا۔ بلاشبہ میں نے اپنے رب کے پاس بارہ مرتبہ حاضری دی تو اس نے مجھے اپنی معرفت عطا کی اور مجھے علم غیب کی کنجیاں عطا کیں۔'' [1]

شیعہ علماء کا دعوی ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا: ''میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ میں جانتا ہوں جو کچھ جنت میں ہے اور جو کچھ جہنم میں ہے، میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔'' [2]

اور بعض شیعہ علماء و مشائخ کا عقیدہ ہے کہ:

''ان کے ائمہ ہر ایک چیز کا ایسے ہی تفصیلی علم رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کی تفصیل کا علم ہے۔ انہیں ما کان و ما یکون و ما ہو کائن [جو کچھ تھا؛ جو ہوگا اور جو ہونے والا ہے' سب] کا علم حاصل ہے۔ ان سے کوذرہ بھر بھی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ تو تمام کائنات اور سب جہانوں میں جو کچھ ہونے والا ہے' اس کے بارے میں ان کے عالم ہونے میں کوئی شک نہیں' کجا کہ جو ہو گیا ہو اور جو ہونے والا ہو۔ جیسا کہ بہت ساری متواتر احادیث کے مقتضی سے یہ بات ثابت ہے۔ بلکہ یہ دعوی کرنا بھی ممکن ہے کہ یہ امامیہ مذہب کے اعتقادات اور ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔'' [3]

ان کے امام اکبر خمینی کا کہنا ہے کہ: ''جان لیجیے کہ شب قدر' رسول اللہ ﷺ اور ائمہ ہدی کے مکاشفہ کی شب ہے۔ پس اس رات ان کے لیے غیب ملکوت کے تمام ملکوتی امور منکشف ہو جاتے ہیں۔ یہ مکاشفہ ملکوتی مکاشفہ ہوتا ہے جو کہ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہوتا ہے۔ اور ولی امر پر اپنی رعیت کے امور میں سے کوئی بھی بات مخفی نہیں رہتی۔ اور یہ روایت بھی وارد ہوئی ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ اور ائمہ ہدی پر لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔'' [4]

[1] تفسیر فرات: ٦٧، حدیث نمبر: ٣٧(سورة البقرة)۔بحار الانوار ٣٩/ ٣٥٠ ح ٢٣ (باب نمبر ٩٠ مایبین من مناقب نفسه المقدسة۔ [2] بحار الأنوار: ٢٦/ ١١١، حدیث نمبر: ٨(اب أنهم علیهم السلام یجب عنهم علم السماء والأرض.....''۔ [3] صراط الحق' في معارف الإسلامیة و الأصول الأعتقادیة ٣/ ٢٩٠۔ الباب الثامن' في علوم الأئمة علیهم السلام۔محمد آصف المحسنی۔ [4] الآداب المعنویة للصلاة ٥١٢۔ از خمیني۔

تعلیق:

اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (٦/ الانعام: ٥٩)

''اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا جسے وہ نہ جانتا ہو اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جسے وہ جانتا نہ ہو، اور کوئی تر چیز اور کوئی خشک چیز نہیں جو واضح کتاب میں لکھی ہوئی نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾

کہہ دیجیے! آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا، اور وہ (خودساختہ معبود) تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔''(١٦/ النمل: ٦٥)

سوال نمبر ۵۵۔ شیعہ علماء کا عقیدہ توحید ربوبیت کیا ہے؟

جواب: اِن شاءَ اللّٰہُ آئندہ سوالات کے جوابات میں اس کا مختصراً جواب آئے گا۔

سوال ۵۶۔ کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور رب کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب شیعہ علماء کا دعوی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ربوبیت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں۔'' [1]

پھر گمراہی کے سمندر میں مزید غرق ہوتے ہوئے کہتے ہیں: ''علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نعوذ باللہ): ''میں زمین کا وہ رب ہوں جس کے ساتھ زمین ٹھہری ہوئی اور ساکن ہے۔'' [2]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا﴾ ''تیرے رب کے نور سے زمین روشن ہوگئی'' کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ زمین کے امام سے زمین روشن ہوگئی۔'' [3]

اس ارشاد الٰہی: ﴿قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا﴾ (١٨/ الكهف: ٨٦)

''اس نے کہا وہ جس نے ظلم کیا تو ہم عنقریب سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے سخت ترین عذاب دے گا۔''

کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اسے امیر المومنین علیہ السلام کی طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اسے سخت ترین عذاب دیں گے۔'' [4]

[1] شرح الزيارة الجامعة الكبيرة: ١/ ٧٠۔ [2] مرآة الأنوار: ٥٩ (المقدمة الثالثة فی بيان ما يوضح نبذا من التاويلات الماثورة من الآئمة۔۔۔ الفصل السابع۔ [3] (تفسير القمی: ٥٩٥ (الزمر)، تفسير البرهان: ٦/ ٥٦٥ ح ١ سورة الزمر، معجم احاديث الامام المهدی ٥/ ٣٨١ (ان الارض تشرق بنور المهدی۔

[4] مرآة الأنوار: ص ١٠٠ (المقدمة الثالثة: فی بيان ما يوضح نبذا من التاويلات الماثورة من الآئمة الفصل السابع) بحار الانوار ٧/ ١٩٤ ح ٥٩ (باب احوال المتقين و المجرمين فی القيامة)۔

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ﴾ (٢٦/ الشعراء: ٢١٣)

''چنانچہ (اے نبی) آپ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریں ورنہ آپ عذاب پانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔''

نیز فرمایا: ﴿وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (٢٨/ القصص: ٨٨)

''اور آپ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو مت پکاریں، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے، اس کا حکم چلتا ہے اور تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

سوال نمبر: ٥٧۔ شیعہ علماء کے عقیدے کے مطابق دنیا اور آخرت میں کس کا تصرف اور حکم چلتا ہے؟

جواب ان شیعہ کے اماموں کا:

کلینی افترا باندھتے ہوئے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: (نعوذ باللہ): ''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ دنیا اور آخرت امام کی ہے، وہ جہاں چاہتا ہے دنیا رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے دنیا عطا کرتا ہے۔'' [1]

وضاحت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾

''اے نبی! آپ ان سے پوچھیں اگر جانتے ہو (تو بتاؤ) کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی کی ہے۔''

جب مشرکین نے اعتراف کر لیا یہ ساری کائنات اللہ ہی کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک پر انہیں ملامت کرتے ہوئے فرمایا: [قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ] ''کہہ دیجیے! کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے۔''

پھر ارشاد ربانی ہوا:

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ...﴾

''آپ پوچھیں ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے، وہ ضرور کہیں گے (یہ) اللہ ہی کے ہیں۔''

جب مشرکین نے اللہ کی ربوبیت کا اعتراف کر لیا تو اللہ نے ان کے شرک پر ان کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ''کہہ دیجیے: کیا تم ڈرتے نہیں؟''

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

[1] (أصول الكافي: ١/ ٣٠٨ (كتاب الحجة، حديث نمبر: ٤۔ باب أن الأرض كلها لِلإمام عليه السلام۔

﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ...﴾

''آپ پوچھیں کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی بادشاہی، جبکہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جاسکتی، اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)؟ وہ ضرور کہیں گے (بادشاہی) اللہ ہی کی ہے۔''

جب مشرکین مکہ (نے اس بات کا اقرار بھی کرلیا تو اللہ نے انھیں سخت ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (۲۳/ المومنون:۸۴۔۹۲)

''کہہ دیجیے: پھر کہاں سے تم پر جادو کیا جاتا ہے؟ بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے ہیں اور بلاشبہ وہی جھوٹے ہیں۔ اللہ نے اپنی کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے، (اگر ہوتا) تو ہر معبود اس چیز کو جو اس نے پیدا کی، لے جاتا اور بلاشبہ ان میں سے ہر کوئی دوسرے پر چڑھائی کرتا، اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں وہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے، چنانچہ وہ کہیں اعلیٰ ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔''

سوال نمبر: ۵۸۔ شیعہ علماء کے عقیدے کی رو سے کائنات میں حوادث پیدا کون کرتا ہے؟

جواب کائناتی حوادث امیر المومنین علی بن أبی طالب پیدا کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (۱۶/ النمل ۶۳)

''کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت بلند ہے اللہ اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں''۔

پھر ایک روایت گھڑ لی؛ سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتا ہے: ''کہ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس تھا کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی۔ اس پر ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ بادلوں کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا تمہارے صاحب کے حکم سے ہوا ہے۔ میں نے عرض کی ہمارے صاحب کون ہیں؟ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام۔ [1]

شیعہ ایک اور جھوٹی روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین ایک بادل پر سوار ہوئے اور اس پر بیٹھے ہوئے فرمایا: ''میں زمین میں اللہ کی آنکھ ہوں، میں مخلوق میں اس کی بولنے والی زبان ہوں، میں اس کا وہ نور ہوں جو بجھتا نہیں، میں اس کا وہ دروازہ ہوں جس سے وہ عطا کرتا ہے اور میں اس کے بندوں پر اس کی حجت ہوں...''۔ [2]

تبصرہ:

اے عقل و دانش رکھنے والے انصاف پسند مسلمان تم ان روایات سے کیا سمجھے ہو؟ کیا شیعہ علماء نے یہ روایات گھڑ کر علی رضی اللہ عنہ کی ربوبیت کا دعوی نہیں کیا، اور یہ کہ وہ اللہ کی ربوبیت میں شریک ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

[1] الاختصاص: ۳۲۷۔ بحار الأنوار: ۲۷/ ۳۲۔ ۳۳۔ حدیث نمبر: ٤ (باب أنهم عليهم السلام سخر لهم السحاب ويسر هم الأسباب) [2] مدينة معاجز الآئمة الاثنى عشر و دلائل الحجج على البشر ۱/ ۵۵۱ ح ۳۵۱۔ بحار الأنوار: ۲۷/ ۳٤، حديث نمبر: ٥۔ باب أنهم عليهم السلام سخر لهم السحاب . . . ۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ (۱۳/ الرعد: ۱۲)
''وہی ہے جو تمہیں ڈرانے اور امید دلانے کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے۔''

سوال نمبر:۵۹۔ کیا شیعہ علماء کے عقیدے کے مطابق ان کے ائمہ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں؟
جواب: جی ہاں۔! انہوں نے ابن ابی قبیصہ کے نام پر ایک روایت گھڑ لی ہے۔ وہ کہتا ہے:
''جابر بن یزید الجعفی نے مجھ سے کہا: میں نے اپنے آقا امام باقر علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مٹی سے ایک ہاتھی پیدا کیا۔ پھر اس ہاتھی پر سوار ہوئے تو وہ ہوا میں اڑنے لگا۔ یہاں تک کہ آپ مکہ گئے اور وہاں سے واپس آ گئے''۔ میں نے اس بات کی تصدیق اس وقت تک نہیں کی جب تک خود امام باقر سے نہیں ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: جابر نے مجھے آپ کے متعلق ایسے ایسے بتایا ہے؟۔ تو آپ نے پھر ایسے ہی کیا؛ اور مجھے اپنے ساتھ مکہ لے گئے اور پھر واپس بھی لے آئے۔''❀

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر افتراء باندھتے ہیں کہ انہوں اپنے ننھیال بنومخزوم کے ایک نوجوان کو زندہ کر دیا تھا۔ انہوں نے اس کی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر ماری تو نوجوان قبر سے باہر نکل آیا لیکن اس کی زبان الٹی ہو چکی تھی کیونکہ شیعہ کے دعوے کے مطابق وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر مرا تھا۔''[1]

اسی طرح انہوں نے جبانہ قبرستان کے تمام مردے زندہ کر دیے تھے۔ لہٰذا شیعی روایت کہتی ہے'' پھر جب وہ جبانہ قبرستان کے درمیان میں پہنچے تو ایک بات کی جس سے ان کے دل دہل گئے اور ڈر گئے، اور ان کے دلوں میں اس قدر خوف داخل ہو گیا کہ اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے، اور ان کے رنگ خوف سے بدل گئے...''[2]

اور ایک روایت یہ بھی گھڑ رکھی ہے کہ: امیر المومنین نے ایک پتھر کو مارا تو اس سے سو اونٹنیاں نکلیں۔ شیعہ خرافات کہتی ہیں:'' پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی لاٹھی سے پتھر کو چوٹ ماری تو اس سے ایسی کراہ نکلی جیسی اونٹنی بچہ جنتے وقت نکالتی ہے۔ آپ ابھی ادھر ہی تھے کہ پتھر پھٹ گیا اور اس سے اونٹنی کا سر نکلا اور اس کے سر پر لگام کا سرا بندھا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن سے کہا اسے پکڑ لو۔ تو اس پتھر سے سو اونٹنیاں اپنے بچوں سمیت نکل آئیں، سب کے رنگ سیاہ تھے۔''[3]

اور شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ:''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سام [بن نوح] اور اصحاب کہف کو زندہ کیا تھا۔''[4]

❀ [مدينة معاجز الأئمه ۵/ ۱۰۔ الباب الخامس۔]
[1] أصول الكافي: ۱/ ۳۴۷(كتاب الحجة، حديث نمبر: ۷۔ باب مولدأمير المومنين . . . "
[2] بحار الأنور: ۴۱/ ۱۹۴ ۔ حديث نمبر: ۵۔(باب استجابة دعواته..... "
[3] (بحارالأنوار: ۴۱/ ۱۹۸۔ حديث نمبر:۱۰ (باب استجابة دعواته . . .")۔
[4] مناقب آل أبي طالب ۳/ ۸۱۰۔ فصل في مساواته مع عيسى عليه السلام۔

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ (۱۶/ نمل:٦٤)

''یا وہ جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دہراتا ہے اور جو تمھیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ کہہ لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌo وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌo قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌo الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَo اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُo اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُo فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَo﴾

(۳٦/ یٰس: ۷۷ تا ۸۳)

''کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ بے شک ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے پھر یکا یک وہ کھلا جھگڑالو ہوگیا اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ اس نے کہا ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب کہ وہ گلی سڑی ہوں گی؟ آپ کہہ دیجیے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر طرح کے پیدا کرنے کو خوب جانتا ہے۔ وہ (اللہ) جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ بنا دی۔ پھر یکا یک تم اس سے آگ سلگا لیتے ہو۔ کیا وہ (اللہ) جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، اس بات پر قادر نہیں کہ وہ ان جیسے (انسان) پیدا کر دے؟ کیوں نہیں! وہی تو (سب کچھ) پیدا کرنے والا، خوب جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے کہتا ہے ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ پاک ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

سوال نمبر: ٦٠۔ تو پھر اس صورت میں شیعہ علماء کے نزدیک توحید کا اعلیٰ ترین مقام کیا ہے؟

جواب توحید کا اعلیٰ ترین مقام وحدتِ وجود ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے ائمہ کا وجود بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے اور یہی توحید کی انتہا ہے۔[1] [سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے]:

[1] جامع السعادات ص ۱۲۳۔

﴿سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا﴾ (۱۷/ الاسراء:۴۳)

(اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے اس شرک سے بہت بلند اور بہت پاک ہے)۔

تعلیق:

دین اسلام سے ہٹی ہوئی صوفیت شیعہ امامیہ اثنی عشریہ کے مذہب میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اور متاخرین شیعہ عمائدین کی عقلوں پر چھائی ہوئی ہے۔ اسی لیے صوفی اَفکار ونظریات اور شیعہ عقائد میں بے حد مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر۶۱: شیعہ علماء کا عقیدہ توحید اسماء وصفات کیا ہے؟

جواب: درج ذیل مسائل میں ان کے اس عقیدے کا خلاصہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

سوال نمبر:۶۲۔ کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے جسم کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ سب سے پہلے اس عقیدے کا اظہار ان کے علامہ ہشام بن الحکم نے کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے، جس کی ایک حد اور انتہا ہے۔ وہ طویل وعریض اور گہرا ہے۔ اس کا طول اس کے عرض جتنا ہے۔ اور بے شک اللہ کا جسم اس کی بالشت کے حساب سے سات بالشت ہے۔ [1]

﴿سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا﴾ (۱۷/ الإسراء:۴۳)

''اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے اس شرک سے بہت بلند اور بہت پاک ہے''۔

ان کے صدوق نے محمد بن الفرج الرخجی سے روایت کیا ہے' وہ کہتا ہے: ''میں نے ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ تجسیم کے متعلق ہشام بن حکم کے عقیدہ کی کیا حقیقت ہے؟۔ اور صورت کے متعلق ہشام بن سالم کے عقیدہ کی کیا حقیقت ہے؟۔ تو انہوں نے جواب میں لکھا: ''حیران کی حیرانگی ودرماندگی کو چھوڑ دے' اور شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ؛ جو کچھ یہ دونوں ہشام کہتے ہیں؛ یہ کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ [2]

[1] أصول الکافی: ۱/ ۷۳(کتاب التوحید، باب النهی عن الصفة بغیر بحار الأنوار:۳/ ۲۸۸(باب نفی الجسم والصورة [2] التوحید ،۹۴-ح ۲ باب : أنه عزو جل لیس بجسم و لا بصورة۔

مزید برآں سہل بن زیاد سے روایت کیا گیا ہے؛ وہ کہتا ہے: ''میں نے دوسو پچپن ہجری میں ابو محمد کے نام خط لکھا کہ: ''جناب محترم! ہمارے اصحاب کے درمیان توحید کے مسئلہ میں اختلاف ہوگیا ہے؛ ان میں سے بعض کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ جسم ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صورت ہے.....۔'' [1]

جب کہ ابن المرتضی زیدی کہتا ہے: ''اکثر رافضی اللہ کے جسم ہونے کے قائل ہیں سوائے ان شیعوں کے جو معتزلہ کے ہمنوا ہوگئے۔'' [2]

تضاد بیانی:

شیعہ روایت کرتے ہیں کہ یعقوب سراج کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا ہمارے بعض اصحاب کا دعوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسان جیسی صورت ہے۔ ایک اور شخص کہتا ہے اللہ کی شکل بے ریش گھنگریالے چھوٹے چھوٹے بالوں والے نوجوان نابالغ لڑکے کی طرح ہے۔ یہ سن کر ابوعبداللہ سجدے میں گر گئے، پھر سر اٹھایا تو فرمایا: پاک ہے اللہ جس جیسی کوئی چیز نہیں اسے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی کوئی علم اس کا احاطہ کرسکتا ہے۔ [3]

اپنا پاؤں اپنا کلہاڑا:

مجلسی نے کہا ہے: ''مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے حلول کرجانے کا عقیدہ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے یہ تمام باتیں کفریہ ہیں۔'' [4]

اور ایک روایت بھی نقل کی ہے: علی بن محمد سے روایت ہے وہ ابوجعفر الجواد علیہ السلام سے روایت کرتا ہے' ان دونوں نے کہا ہے:

''جو کوئی یہ کہے کہ: اللہ تعالیٰ جسم ہے؛ اسے نہ تو اپنے مال کی زکواۃ ادا کرو اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھو۔'' [5]

سوال نمبر:۶۳۔ شیعہ علماء کا صفات الٰہی کی تعطیل میں عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ علماء نے صفات الٰہی کے اثبات میں خوب غلو کے بعد بعض نے وحدت الوجود کے عقیدہ کا بھی خوب پرچار کیا۔ تیسری صدی کے آخر میں شیعہ مذہب میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ جب شیعہ علماء معتزلہ کے ائمہ سے متاثر ہونے لگے، جو کہ کتاب وسنت میں ثابت صفات الٰہی کی تعطیل کے قائلین تھے۔ شیعہ علامہ ابن مطہر نے اس کی صراحت کرتے

[1] المصدر السابق ص ۹۹ح ۱۴ (باب : أنه عزو جل ليس بجسم و لا بصورة)۔
[2] المنية والأمل:ص۱۹۔ الحورالعين: ۱۴۸۔ ۱۴۹)۔
[3] التوحيد/ ابن بابويه: ۱۰۱ حديث نمبر: ۱۹ (باب أنه عزوجل ليس بجسم ولاصورة)۔
[4] [العقائد ص ۴۸؛ الباب الأول فيما يتعلق بأصول العقائد]
[5] التوحيد، ۹۸۔ح:۱۱ (باب : أنه عزو جل ليس بجسم و لا بصورة)۔

ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں ہمارا شیعہ مذہب، معتزلہ کے مذہب جیسا ہے۔ [1]

تعلیق وتبصرہ:

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل کو اپنی صفات کے مفصل اثبات اور مجمل نفی کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس لیے کتاب اللہ میں صفات کا اثبات مفصل آیا ہے اور نفی مجمل آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (٤٢/ الشوری:١١)

''(وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنا دیے اور چوپایوں کے بھی (ان کی جنس سے) جوڑے بنائے، وہ تمہیں اس (زمین) میں پھیلاتا ہے۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے ولا ہے۔''

لہٰذا نفی مجمل آئی ہے [لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ] ''اس جیسی کوئی چیز نہیں'' قرآن مجید کا نفی میں غالب اسلوب یہی ہے جبکہ صفات کے اثبات کو مفصل بیان کرتا ہے۔ [وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ] یا جیسے سورۃ حشر کے آخر میں تفصیلی صفات بیان ہوئی ہیں۔ اس بات کے شواہد قرآن مجید میں بے شمار ہیں۔''

سوال نمبر:٦٤ کیا شیعہ علماء خلق قرآن کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے دعویداروں، جہمیہ [2] اور معتزلہ [3] کے ساتھ شیعہ برابر کے شریک ہیں۔ شیعہ کے علامہ مجلسی [4] نے اپنی کتاب ''کتاب القرآن'' میں ایک باب کا عنوان یہ رکھا ہے:

''باب أن القرآن مخلوق''۔

''اس بات کا بیان کہ قرآن مخلوق ہے۔''

[1] نهج المسترشدين في أصول الدين/ تاليف حسن يوسف بن مطهر:ص ٣٢۔

[2] جهميه: جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں۔ اس کی گمراہیوں میں سے اس کا یہ قول ہے کہ وہ تمام صفات کا انکار کرتا ہے۔ بدعات کا مرتکب جیسے ارجاء، جبر اور جنت وجہنم کے فناء کا قائل ہے۔: التنبيه و الرد: ٢١٨)

[3] (قاضی عبدالجبار أحمد الهدانی معتزلی نے "شرح الأصول الخمسة" میں لکھا ہے: قرآن کے بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے قرآن اللہ کی کلام اور اس کی وحی ہے۔ اور وہ محدث، مخلوق ہے۔ ٥٢٨)۔

[4] بحار الأنوار: ٨٩ / ١١٧۔ اس میں گیارہ روایات لکھی ہیں۔

شیعہ کے آیت اللہ محسن امین اس بات کی تاکید بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ''شیعہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔'' [1]

ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ کی صفت کلام نہیں ہے۔

﴿سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾ (۱۷/ الإسراء:۴۳)

''اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے اس شرک [اور کفریہ قول] سے بہت بلند اور بہت پاک ہے۔''

دندان شکن:

شیعہ کے امام رضا سے قرآن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''بے شک وہ اللہ کی کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔'' [2]

سوال نمبر: ۶۵۔ شیعہ علماء کے عقیدے کی رو سے قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونے کا حکم کیا ہے؟ اور جو شخص دیدار الٰہی کا قائل ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب انہوں نے ایک افسانہ گھڑ لیا ہے کہ اسماعیل بن فضل سے مروی ہے؛ وہ کہتا ہے کہ: میں نے ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق سے پوچھا کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا:

''**سبحان الله وتعالىٰ عن ذلك علواً كبيراً**''۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت پاک اور بلند و بالا ہے''۔

اے ابن فضل! بلاشبہ آنکھیں صرف اس چیز کو دیکھ سکتی ہیں جس کا رنگ اور کیفیت ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ تو رنگوں اور کیفیات کا خالق ہے۔ [3]

شیعہ علامہ الحر العاملی نے دیدار الٰہی کے انکار کو شیعہ ائمہ کے اصولوں میں شمار کیا ہے۔ [4] ان کے علامہ جعفر نجفی نے اس شخص کو مرتد قرار دیا ہے جو اللہ کی طرف بعض صفات کو منسوب کرتا ہے۔ مثلاً صفت رویت وغیرہ۔ [5]

تعلیق وتبصرہ:

شیعہ کا یہ عقیدہ [باطن میں] اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار لیے ہوئے ہے؟ کیونکہ جس کی مطلق طور پر کوئی کیفیت نہ ہو اس کا وجود نہیں ہوتا۔ ان کی یہ بات اس روایت کے بھی خلاف ہے جو شیعہ مذہب کے حجۃ الاسلام کلینی نے ابوعبداللہ سے

[1] أعيان الشيعه: ۱/ ۱۵۴ (ماانفردت به الشيعة الامامية عن الاشاعرة فی اصول العقائد)۔
[2] تفسير العياشی: ۱/ ۱۹، حديث نمبر: ۱۷ (فی فضل القرآن)۔
[3] بحارالأنوار: ۴/ ۳۱، حديث نمبر: ۵ (باب نفی الرؤية "
[4] الفصول المهمة فی أصول الأئمه: ۱/ ۱۷۷ (باب: ۱۹۔ أن الله سبحانه لاتراه عين "
[5] كشف الغطاعن خفيات مبهمات الشريعة الغراء: ۴۱۷/ جعفر خضر النجفی۔

بیان کی ہے۔وہ فرماتے ہیں:

''لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک کیفیت کے اثبات کا اظہار ضروری ہے کہ اس جیسی کیفیت کسی اور کی نہیں ہوسکتی، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا احاطہ نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے سوا کسی کو اس کا علم ہے۔ [1]

گرتی دیوار کو ایک اور دھکا:

اللہ تعالیٰ [قیامت والے دن اہل ایمان پر انعام کے بارے میں] ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (۷۵/ القیامة: ۲۲، ۲۳)

''اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے۔اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے''۔

جبکہ کافروں کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ (۸۳/ المطففین: ۱۵)

''ہرگز نہیں! بے شک اس روز وہ (کافر) اپنے رب (کے دیدار) سے یقیناً محروم رکھے جائیں گے۔''

ابوبصیر سے مروی ہے کہ اس نے ابوعبداللہ سے پوچھا: ''مجھے بتائیں کیا قیامت کے دن مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔'' [2]

سوال نمبر: ٦٦: کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کی صفت کے قائل ہیں؟ جو شخص اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمت کے لائق اس کے لیے یہ صفت کو ثابت مانتا ہو، شیعہ اس پر کیا حکم لگاتے ہیں؟

جواب: شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کی صفت کے منکر ہیں۔ [3] جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اقرار کرتا ہو، شیعہ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔

عہد حاضر کا شیعہ عالم محمد بن مظفر کہتا ہے: ''جس شخص نے کہا: ''اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے یا وہ اہل جنت کو اپنا چاند کی طرح دیدار کرائے گا یا ایسی کسی صفت کا اقرار کرے تو وہ کافر ہے ... اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی مخلوق کے سامنے آئیں گے۔'' [4]

اپنا سر اپنا ہتھوڑا:

ایک شخص نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے سوال کیا: ''کیا آپ اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کے قائل ہیں؟

[1] أصول الكافي: ١/ ٦٣ (كتاب التوحيد، باب نمبر: ٦ باب اطلاق القول بانه شيء۔

[2] التوحيد/ ابن بابويه: ١١٣، حديث نمبر: ٢٠ (باب ماجاء فى الرؤية) بحارالأنوار: ٤/ ٤٤ حديث نمبر: ٢٤ (باب نفى الرؤية)۔

[3] (أصول الكافي: ١/ ٩٠۔ ٩١ (كتاب التوحيد، باب الحركة والانتقال) ۔ بحارالأنوار: ٣/ ٣١١ (باب نفى الزمان والمكان)۔ [4] عقائد الامامية: ص ٣٦ (الفصل الاول۔

ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! ہم اس کے قائل ہیں کیونکہ اس بارے میں روایات اور احادیث صحیح ہیں۔'' [1]

شیعہ کے امام رضا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''توحید کے بارے میں لوگوں کے تین مذاہب ہیں: نفی، اثبات بالتشبیہ اور اثبات بغیر تشبیہ کے۔ جو لوگ اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے ساتھ تشبیہ دیکر ثابت کرتے ہیں وہ بھی جائز نہیں کیونکہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں ہے۔ جو لوگ صفات کی نفی کرتے ہیں تو وہ بھی جائز نہیں۔ درست مذہب تیسرا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو بغیر تشبیہ کے مانا جائے۔'' [2]

سوال نمبر: ٦٧۔ کیا یہ درست ہے کہ شیعہ علماء امامیہ عشریہ اپنے ائمہ کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف کرتے ہیں؟ اور انھیں اللہ تعالیٰ کے نام دیتے ہیں؟

جواب جی ہاں! وہ ایسا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت ان کی صحیح ترین کتاب میں پایا جاتا ہے، ان کے علامہ کلینی روایت بیان کرتے ہیں ابوعبداللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: [وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا] '' اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، لہٰذا تم اسے ان (ناموں) سے پکارو۔'' کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کی یہ تفسیر کی اللہ کی قسم! ہم ہی اللہ کے وہ اسمائے حسنٰی ہیں کہ جن کی معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔'' [3]

شیعہ علماء مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے ابوجعفر رحمہ اللہ کی زبانی ایک جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

''ہم ہی وہ سبع مثانی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو عطا کیے ہیں۔ اور ہم ہی اللہ کا چہرہ ہیں، ہم زمین میں تمہارے درمیان رہتے بستے ہیں ہم اللہ کی مخلوق میں اس کی آنکھ ہیں، اور اس کی مخلوق پر سایہ فگن اس کی رحمت کا ہاتھ ہیں۔ جس نے ہم کو جان لیا سو جان لیا اور جو ہم سے جاہل رہا سو وہ جاہل رہا۔'' [4]

ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر افتراء باندھتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو بہترین پیدا کیا، ہماری صورتیں بنائیں تو ہمیں خوبصورت شکلیں عطا کیں، ہمیں اپنی مخلوق میں اپنی آنکھ اور بولنے والی زبان بنایا، اپنی مخلوق پر رحمت وشفقت والا پھیلا ہوا ہاتھ بنایا اور اپنا وہ چہرہ بنایا جس سے وہ عطا کرتا ہے، اور اپنا دروازہ بنایا جو اس کی پہچان کراتا ہے، آسمان وزمین میں اپنا خزانچی بنایا ہمارے ساتھ ہی درختوں کو پھل لگتے ہیں اور پھل پکتے ہیں، ہمارے ذریعے ہی سے نہریں چلتی ہیں اور ہمارے

[1] بحار الأنوار: ٣/ ٣٣١، حديث نمبر: ٣٥ (باب نفى الزمان و المكان و الحركة . . .)۔

[2] بحار الأنوار: ٣/ ٣٠٤، حديث نمبر: ٤١ (باب نفى الجسم والصورة والتشبيه "۔

[3] اصول الكافى: ١/ ١٠٣ (كتاب التوحيد، حديث نمبر: ٤ ۔ باب النوادر)۔تفسير العياشى ٢/ ٤٥ح ١١٩ سورة الاعراف) تفسير الصافى ١/ ١١٣ (سورة البقرة)۔

[4] اصول الكافى: ١/ ١٠٣ (كتاب التوحيد، حديث نمبر: ٣۔ باب النوادر)۔

سبب ہی سے بارش برستی ہے۔ ہماری وجہ سے زمین گھاس اگاتی ہے۔ ہماری عبادت ہی کی وجہ سے اللہ کی عبادت ہوئی اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ [1]

ایک روایت میں یوں نقل کیا گیا ہے کہ: ''ان کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ گناہوں کو ختم کرتے ہیں' اور ان ہی کے وسیلہ سے تنگی کا خاتمہ ہوتا ہے' اور ان کے ہی طفیل رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ان ہی کے ذریعہ مردہ کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اور زندہ کو مارا جاتا ہے۔ اور ان ہی کے سبب مخلوق کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اور ان کے ہی سبب مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے۔'' [2]

ایک روایت میں یہ ہے کہ شیعہ ائمہ نے فرمایا: ''... پھر ہمیں لایا جائے گا تو ہم اپنے رب کے عرش پر بیٹھیں گے۔ [3] اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسراء کی رات رسول اللہ ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے محمد! علی ہی اول ہے، اور علی ہی آخر ہے؛ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے؛ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ [4]

شیعہ علامہ الکشی ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''میں اللہ کا چہرہ ہوں، میں اللہ کا پہلو ہوں اور میں ہی اول ہوں اور میں ہی آخر ہوں اور میں ظاہر ہوں اور میں باطن ہوں، میں زمین کا وارث ہوں، میں اللہ کا راستہ ہوں اور میں نے اس کو اسی کی قسم دی ہے۔'' [5]

تعلیق:

شیعہ علماء کا یہ کفریہ قول فرعون کے اس کافرانہ نعرے کے کس قدر مشابہ ہے جس نے کہا تھا:

﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ [۷۹/ النازعات:۲۴]

''میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔''

شیعہ علماء کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی ان کے ائمہ مراد ہیں حالانکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات شریف مراد لی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ والاكرام﴾ [۵۵/ الرحمن ۲۷]

''تیرے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ باقی رہے گا۔''

[1] اصول الکافی: ۱/ ۱۰۳، کتاب التوحید، حدیث نمبر:۵۔ باب النوادر

[2] التوحید، ابن بابویہ ص ۱۶۲ ح ۱ (باب معنی العین و الاذن و اللسان) بحار الانوار ۲۶/ ۲۴۰ ح ۲ (باب جوامع مناقبهم و فضائلهم)

[3] تفسیر العیاشی: ۲/ ۳۳۵، حدیث نمبر: ۱۴۵ (سورۃ بنی اسرئیل)۔ تفسیر البرهان: ۴/ ۶۰۷ سورۃ بنی اسرائیل۔ [4] بصائر الدرجات الکبری: ۲/ ۴۵۷، حدیث نمبر: ۳۷ (باب النوادر فی الأئمه) بحار الأنوار ۹۱/ ۱۸۰، حدیث نمبر: ۷ (باب أدعیة الشهادات والعقائد)۔

[5] رجال الکشی: ۳/ ۲۸۳، حدیث نمبر: ۳۷۴ (معروف بن خربوذ المکی)۔

نیز فرمایا: ﴿كُلُّ شيءٍ هَالِكٌ اِلاَّ وَجْهَهُ﴾

''اس کے چہرے کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔''

اپنے ائمہ پر افتراء باندھتے ہوئے کہتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: ''ہم لوگ ہی وہ چہرہ ہیں جو ہلاک نہیں ہوگا۔'' [1]

ابوعبداللہ نے فرمان باری تعالیٰ:

﴿كُلُّ شيءٍ هَالِكٌ اِلاَّ وَجْهَهُ﴾

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اس سے ہم مراد ہیں۔ [2]

ایک اور من گھڑت افسانہ تراش لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿يُحذر كم الله نفسه﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ہستی سے ڈراتا ہے''۔ کی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ''حضرت علی علیہ السلام سے لوگوں کو ڈراتا ہے'' [3]

ایک اور افسانہ ان الفاظ میں تراشا ہے کہ: ابوالمضمار نے امام رضاء سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ [۲/ بقرہ: ۱۱۵] ''تو تم جس طرف رخ کرو، سو وہیں اللہ کا چہرہ ہے''۔'' کی تفسیر میں روایت کیا ہے: ''اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔'' [4]

اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ تہمت باندھ لی کہ آپ اسی [مذکورہ بالا] آیت کی فرماتے ہیں: ''اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی بقایا یعنی امام مہدی ہیں۔'' [5]

پیٹھ میں خنجر:

ابوعبداللہ رحمہ اللہ شیعہ علماء کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں، اللہ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر ہے، وہ پاک ہے ساتھ اپنی تعریف کے۔ ہم اس کے علم میں شرکاء نہیں ہیں اور نہ اس کی قدرت میں حصہ دار ہیں، بلکہ اس کے سوا کوئی علم غیب نہیں جانتا جیسا کہ اس نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔''

یقیناً جاہل اور احمق شیعہ نے ہمیں سخت اذیت دی ہے۔ جس شخص کا دین مچھر کے پر جتنا ہو، وہ بھی ان سے اعلیٰ ہے۔

[1] التوحيد / ابن بابويه: ١٤٥ ، حديث نمبر: ٤ (باب تفسير قول الله عزوجل [كل شى هالك الاوجهه) ۔ تفسير الصافى: ٤/ ١٠٨ ۔ بحارالأنوار: ٢٤ / ٢٠١ ، حديث نمبر: ٣٣ (باب أنهم جنب الله "

[2] التوحيد / ابن بابويه: ١٤٥ ، حديث نمبر: ٥ (باب تفسير قول الله عزوجل [كل شى هالك الاوجهه)

[3] مناقب آل أبي طالب ٣/ ٨٢٢۔ فصل في الشواذ من مناقبه ۔ بحار الأنوار ٣٩/ ٨٨؛ الباب ٧٣۔

[4] مناقب آل أبي طالب ٣/ ٨٢٢۔ فصل في الشواذ من مناقبه ۔

[5] الاحتجاج للطبرسى ١/ ٢٥٢ (احتجاجه على زنديق جاء مستدلا عليه بآى من القرآن ----)

میں اس اللہ کو گواہ بناتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ گواہ کافی ہے، بے شک میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں ہر شخص سے جو کہتا ہے کہ ہم غیب جانتے ہیں یا ہم اللہ کی بادشاہی میں شریک ہیں یا وہ ہمیں ہمارے مقام و مرتبے کے سوا کسی مقام پر بٹھائے گا جس پر وہ راضی ہے اور جس کے لیے اس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔'' [1]

سوال نمبر: ٦٨۔ شیعہ علماء و مشائخ کے نزدیک ایمان کا مفہوم کیا ہے؟۔

جواب شیعہ علماء نے تمام ایمان اپنے بارہ ائمہ پر ایمان لانے کو ہی قرار دیا ہے۔ شیعہ عالم ابن مطہر الحلی کہتا ہے:

'' مسئلہ امامت ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے' جس کے سبب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے نجات ملے گی۔'' [2]

جبکہ امیر محمد الکاظمی القزوینی کہتا ہے: بے شک جس شخص نے علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور امامت کا انکار کیا، اس کا ایمان ساقط ہوگیا اور اعمال ضائع ہوگئے۔ [3]

تعلیق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَ إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ o الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَo اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيمٌo﴾ [٨/ الأنفال٢-٤]

''(اصل) مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جائیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے انھیں دیا، خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں، انھی کے لیے ان کے رب کے پاس بہت سے درجے اور بڑی بخشش اور باعزت رزق ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے امامت کا ذکر کیے بغیر ان لوگوں کے لیے ایمان کی گواہی دی ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[1] الاحتجاج: ٢/ ٢٧٣ (توقيعات الناحية المقدسة) بحار الأنوار: ٢٥/ ٢٦٦ حديث نمر: ٩ (باب نفى الغلو فى النبى والأئمة . . . "

[2] منهاج الكرامة فى اثبات الامامة: ١۔ اس کتاب کے رد میں شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک ضخیم کتاب " منهاج النسة النبوية" لکھی ہے۔ امام ذہبی نے "المنتقى من منهاج الاعتدال" اور ہمارے شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان نے اس کتاب کو مختصر کر کے "مختصر منهاج السنة " کے نام سے پیش کیا ہے۔ (ان دونوں کتابوں کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس پر حواشی اور تعلیقات بھی لگ چکی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی اس کتاب کی تلخیص کی ہے۔ [آغا دلدار حشر حسرت]۔

[3] الشيعه فى عقائدهم وأحكامهم : ٢٤؛ اس کا مؤلف عہد حاضر کا شیعہ علامہ امیر محمد الکاظمی ہے۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ (٤٩/ الحجرات:١٥)

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ و رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا یہی لوگ اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی ایمان میں سچے [اور کامیاب] قرار دیا ہے؛ مگر یہاں پر بھی کہیں امامت کا کوئی ذکر تک نہیں کیا گیا۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [٢/ البقرة:١ تا ٥]

''الٓمّٓ یہ کتاب، اس میں کوئی شک نہیں، بچنے والوں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور اس میں سے، جو ہم نے انھیں دیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر وہی یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے بڑی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت یافتہ اور کامیاب قرار دیا ہے؛ مگر امامت کا ذکر تک نہیں کیا۔ [مذکورہ بالا آیات کے علاوہ متعدد آیات اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں مگر کسی میں بھی امامت کے رکن ایمان ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔] پس یہ آیات مبارکہ مسئلہ امامت میں شیعہ مذہب کے فساد و بطلان پر دلالت کرتی ہیں۔

سوال نمبر:٦٩۔ کیا شیعہ علماء شہادتین کی گواہی کے ساتھ کسی تیسری شہادت کے بھی قائل ہیں؟

جواب جی ہاں، ان کے نزدیک تیسری شہادت کا اقرار بھی ضروری ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ وہ اس شہادت کا اقرار اپنی اذانوں میں بھی کرتے ہیں، اپنی نمازوں کے بعد اس کا ورد کرتے ہیں۔ اور مرنے والوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں۔''

شیعہ مذہب کے امام شیخ مجلسی نے کہا ہے: '' شیخ اور علامہ اور شہید وغیرہ کی گواہی اور روایات وارد ہونے کی بنا پر ولایت کی گواہی کے الفاظ کا آذان کے مستحب اجزاء میں سے ہونا کوئی مستبعد بات نہیں ہے۔''[1]

اور حجۃ اللہ الکلینی نے ابوجعفر رحمہ اللہ پر افترا باندھتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے فرمایا: (حالانکہ وہ اس سے بری ہے) اپنے مرنے والوں کو موت کے وقت لا الہ الا اللہ اور ولایت کی تلقین کیا کرو۔[2]

[1] بحار الأنوار ٨٤/ ١١١۔(باب الآذان و الإقامة)۔

[2] فروع الكافي ٣/ ٢٨ (كتاب الجنائز ح ٥ باب تلقين الميت) تهذيب الاحكام ١/ ١٩٥ ح ٦ (كتاب الطهارة) وسائل الشيعة ٢/ ٤٢٢ ح ٢ (كتاب الطهارة باب استحباب تلقين المحتضر الاقرار بالآئمة عليهم السلام و تسميتهم ---)

سوال نمبر: ۷۰۔ ارجاء (اعمال، ایمان میں داخل نہ ہونے) کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب فرقہ مرجئہ کے نزدیک ایمان سے مراد صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے (اس میں اعمال داخل نہیں ہیں)۔ جبکہ شیعہ کے نزدیک ایمان سے مراد صرف امام کی معرفت اور محبت ہے۔ اس لیے انہوں نے نبی مکرم ﷺ پر الزام لگاتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:

''علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور بغض علی ایسی برائی ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی بھی فائدہ مند نہیں ہے۔'' [1]

نیز آپ کی طرف یہ بھی منسوب کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (حالانکہ آپ اس الزام سے بری ہیں):

''اگر تمام مخلوق علی بن أبی طالب کی محبت پر جمع ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ فرماتے۔'' [2]

آپ پر افتراء پردازی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''کوئی بھی غلام یا باندی ایسے نہیں مرتے جن کے دل میں مثقال کے ایک ذرہ کے برابر بھی حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہوگی؛ مگر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔'' [3]

اور ایک بہتان یہ بھی آپ کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے صرف وہی شخص جنت میں داخل ہوگا جو علی سے محبت کرتا ہوگا۔ اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے جس نے بھی علی سے نفرت کی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔'' [4]

اسی پر اکتفاء نہیں' بلکہ جو انسان شیعہ سے فقط محبت ہی کرے گا؛ خواہ وہ ان کا دین نہ بھی اختیار کرے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ انہوں نے ایسا ہی ایک افسانہ تراش کر حضرت ابو عبداللہ رحمہ کی طرف منسوب کیا ہے' فرمایا: ''جو تم سے تمہارے اس عقیدہ کے باوجود محبت کرے وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ وہ تمہارا عقیدہ نہ بھی رکھتا ہو۔'' [5]

[1] كتاب الفضائل/ شاذان بن جبرائيل القمي: ص٩٥ (في بعض فضائل الامام علي عليه السلام) كشف الغمة في معرفة الآئمة ١/ ١٢٣ (في فضل مناقبه)۔

[2] كتاب الفضائل ص ١١٠ (في بعض فضائل الامام علي عليه السلام)۔

[3] الآمالي للطوسي ص ٣٣٠؛ ح: ١٠٧ (المجلس الحادي عشر)۔ بشارة المصطفى ص ٣٦١؛ ح: ٤٦۔ كشف الغمة ٢/ ٢٣۔ فصل في ذكر مناقب شتى و أحاديث متفرقة۔

[4] [علل الشرائع ١/ ١٦٢؛ ح: ١؛ باب ١٣٠۔"العلة التي من أجلها صار علي بن ابي طالب قسيم الله بين الجنة والنار۔ مختصر بصائر الدرجات ص ٤٨٥؛ ح: ٥٧٦۔ بحار الأنوار ٣٩/ ١٩٥۔ ح: ٥؛ باب أنه قسيم الجنة والنار وجواز الصراط]۔

[5] فروع الكافي ٨/ ٢٠٨٩۔ ح:٣٦٧ (كتاب الروضة)۔ تهذيب الأحكام ١/ ٣١٠۔ ح: ١٨١؛ كتاب الطهارة: باب تلقين المحتضرين۔

تبصرہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَ لَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَ لَا يَجِدْلَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لِيًّاوَّ لَا نَصِيْرًا﴾۔

[٤/ النساء:١٢٣]

''نہ تمھاری آرزوؤں پر (موقوف ہے) اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو کوئی برا عمل کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہ پائے گا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ o وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

[٩٩/ الزلزلة:٧-٨]

''لہٰذا جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

شیعہ علماء نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے اور تمام اسلامی عقائد پر ایمان کو ساقط کر دیا ہے اور شریعت اسلام میں صرف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا عقیدہ باقی رکھا ہے؟!

آخر گزشتہ امتوں کے لوگوں کا کیا گناہ ہے جنہیں ائمہ کا علم ہی نہ تھا؟ اور اگر محبت علی کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہے تو پھر امام مہدی معصوم کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے شرعی احکامات میں چھوٹ ملتی ہے۔ کیونکہ جب وہ نہیں ہوں گے تو گناہ اور معاصی رہ جاتے ہیں۔ لیکن جب محبت علی ہی کافی ہے تو امام معصوم کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ اور اگر معاملہ شیعہ کے دعوے کے مطابق ہی ہوتا تو پھر نہ رسول بھیجے جاتے، نہ کتابیں نازل کی جاتیں اور نہ مختلف شریعتیں نافذ کی جاتیں۔ (ان سب کی ضرورت ہی نہ رہتی بلکہ صرف حب علی پر ایمان ہی کافی ہو جاتا)۔

سوال نمبر ۱۷: کیا شیعہ علماء نے ہدایت الٰہی اور رسول ﷺ کی سنت کے بغیر ہی جعلی شعائر اور اعمال گھڑے ہیں؟ اور ان پر ڈھیروں ثواب کی روایات بھی بیان کی ہیں؟! براہ کرم اس کی چند مثالیں بیان کریں، اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

جواب جی ہاں۔ مثال کے طور پر: انہوں نے ایسے من گھڑت شعائر اور اعمال بیان کئے ہیں مثلاً حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ، حفصہ اور عائشہ ﷺ کو لعنتیں کرنا، ہر فرض نماز کے بعد ان پر تبرا کرنا شیعی علماء کے نزدیک افضل ترین عبادات میں سے ہے۔'' [1]

[1] فروع الكافي: ٣/ ٢٢٤ (كتاب الصلاة، حديث نمبر: ١٠، باب التصقيب بعد الصلاة " وسائل الشيعه: ٤/ ٥٩٩، حديث نمبر: ١ باب استحباب لعن أعداء الدين عقيب الصلاة باسمائهم۔

حضرت حسین کے ماتم میں رخسار پیٹنا اور گریبان چاک کرنا ان کے نزدیک عظیم ترین اطاعت کے کام ہیں۔ [1]

ان کے شیخ آل کاشف الغطاء سے سوال کیا گیا ''ہر سال دس محرم کو حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کے قتل کی یاد میں جلوس نکالنا، ماتم وتعزیہ نکالنا، آہ و بکا کرنا، رونا پیٹنا اور یا حسین یا حسین پکارتے ہوئے انھیں مدد کے لیے پکارنا اور واویلا کرنے کا کیا حکم ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ:

﴿ذَالِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَاِ نَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب﴾۔

''یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بلاشبہ یہ دلوں کے تقوی میں سے ہے۔'' یقیناً یہ ماتمی جلوس اور قتل حسین کے غمناک واقع کی ڈرامائی پیشکش فرقہ جعفریہ کے عظیم ترین شعائر میں سے ہے۔'' [2]

شیعہ مذہب کے مرجعہ مرزا جواد تبریزی نے کہا ہے:

''اس میں کوئی اشکال نہیں' اور نہ ہی شیعہ امامیہ کے مذہب میں کوئی شک اور اختلاف ہے کہ چہرہ پیٹنا اور سیاہ لباس پہننا اہل بیت علیہم السلام کے شعائر میں سے ہے جو کہ اس آیت کے مصداق ہے:

﴿ذَالِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَاِ نَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب﴾

''یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بلاشبہ یہ دلوں کے تقوی سے ہے۔''

''جیسا کہ یہ اہل بیت کے مصائب و ماتم پر جزع وگریہ وزاری کی نشانیوں میں سے ہے جس پر بہت ساری نصوص دلالت کرتی ہیں۔ جو کوئی یہ کوشش کرے کہ شیعہ نوجوانوں میں ماتم کو کمزور یا کم کیا جائے' وہ اہل بیت کے حق میں گنہگاروں میں سے ہے۔ اور حکمرانوں کے مظالم پر لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن اس سے ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔'' [3]

خمینی نے اس کا یوں اعتراف کیا ہے:

''اہم بات یہ ہے کہ اصل میں ان دعاؤں اور شعائر کے اثرات گہرے اور سیاسی ہیں۔'' [4]

نیز شیعہ علماء عاشوراء کے دن قتل حسین علیہ السلام پر مرثیہ پڑھنے کو جنت میں داخل ہونے کے اسباب میں سے ایک قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک بہتان گھڑ کر حضرت امام جعفر الصادق پر تھوپ دیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

[1] عقائد الامامیہ ۱/ ۲۸۹ محبث المواکب الحسینیہ۔

[2] الآیات البینات في قمع البدع والضلالات ص ۵' لمحمد حسین آل کاشف الغطاء۔

[3] الانتصار ۹/ ۲٤٦۔المجلد التاسع: دفاعاً عن مراسم عاشوراء و قداسة کربلاء و التربة الحسینیة۔

[4] عاشوراء في فکر الإمام الخمیني ص ٤٦۔ الفصل الرابع : عاشوراء حیَّة۔

''جو کوئی امام حسین کے مقتل پر شعر پڑھ کر کسی ایک کو بھی رلا دے' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے امام حسین کی شہادت پر شعر پڑھا اور خود رو دیا' اس کے لیے بھی جنت ہے۔ اور جس نے امام حسین کی شہادت پر شعر پڑھا اور خود رونے والا منہ ہی بنایا' اس کے لیے بھی جنت ہے۔''[1]

[اسی طرح شیعہ علماء روایت کرتے ہیں کہ ان کے ائمہ اپنے شیعہ کے جنت میں داخلے کے ضامن ہیں]۔ کلینی، ابو بصیر کی سند سے روایت کرتا ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

''جب تم کوفہ واپس جاؤ تو وہ شخص تیرے پاس آئے گا، تم اسے کہنا جعفر بن محمد تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اعمال چھوڑ دو میں اللہ سے تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔'' جب یہ شخص مرنے لگا تو اس نے ابوبصیر کو بلا کر کہا: اے ابوبصیر! تمہارے امام نے میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے۔'' پھر اس کی روح نکل گئی''۔

پھر جب میں نے حج کیا تو ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب میں اندر داخل ہوا تو ابھی ایک پاؤں اندر اور دوسرا دہلیز میں تھا کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فوراً فرمایا:

''اے ابوبصیر! ہم نے تمہارے ساتھی کے ساتھ کیا ہوا وعدہ وفا کر دیا ہے۔''[2]

الکشی روایت کرتا ہے، عبدالرحمٰن بن حجاج کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ اسلام سے کہا: مجھے علی بن یقطین نے آپ کے نام خط دے کر بھیجا ہے۔ وہ آپ سے دعا کا خواستگار ہے۔ انہوں نے فرمایا:

کیا آخرت کی کامیابی کی دعا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا پھر فرمایا: میں علی بن یقطین کے لیے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے جہنم کی آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔''[3]

تعلیق:

یہ اللہ تعالیٰ پر کیسی نازیبا جسارت ہے گویا کہ ان کے پاس اللہ کی رحمت کے خزانے ہیں اور ہر چیز کی چابی انہی کے پاس ہے، اس لیے وہ بخشش و [جنت سے] محرومی کے ٹکٹ بانٹتے پھرتے ہیں؟۔ کیا کائنات کی تدبیر و تصرف میں یہ اللہ کے شریک ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۙ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

[1] ثواب الأعمال ص ١١٢۔ ح: ٢؛ ثواب من أنشد في الحسين صلوات الله عليه شعراً فبكى أو أبكى أو تباكى۔ كامل الزيارات ص ١٠٣؛ ح:٢؛ الباب ٣٣؛ من قال في الحسين شعراً فبكى أو أبكى۔

[2] أصول لكافي:١/ ٣٦١۔ ٣٦٢، حديث نمبر: ٥ (كتاب الحجة، باب مولد أبي عبد اللهؑ) مناقب آل ابى طالب٤/ ١١١٩ (باب امامة ابى عبد الله جعفر بن محمد الصادق، فصل فى خرق العادات له) كشف الغمة فى معرفة الآئمة ٢/ ٣٤١ (ذكر الامام السادس جعفر الصادق بن محمد بن بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب)۔ [3] رجال الكشي: ٥/ ٤٩٠، حديث نمبر ٨٠٨ (علی یقطین اور اس کے برادرزاد)۔

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴾ (۱۹/ مریم: ۷۸۔ ۸۲)

''کیا اس نے غیب کی اطلاع پالی یا رحمان کے ہاں کوئی عہدہ لے لیا ہے؟ ہرگز نہیں! ہم ضرور لکھیں گے جو کچھ وہ کہتا ہے اور ہم اس کے لیے عذاب بہت بڑھا دیں گے اور ان چیزوں کے ہم وارث ہوں گے جو وہ کہتا ہے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا، اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں تا کہ وہ ان کے مددگار ہوں۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہوں گے''۔

سوال نمبر: ۷۲۔ شیعہ علماء کے دعوے کے مطابق اسلام کی حفاظت کس چیز نے کی ہے؟

جواب شیعہ امام خمینی کہتا ہے:

''چودہ سو سال سے سید الشہداء علیہ السلام کی شہادت پر رونے پیٹنے اور حسینی مجالس کے قیام نے اسلام کی حفاظت کی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو امام حسین کی ساری جدوجہد ضائع ہو جاتی؛ اور پیغمبر اسلام کی وہ تمام کوششیں بھی ضائع ہو جاتیں جو انہوں نے شیعہ مذہب کی تاسیس کے لیے بروئے کار لائی تھیں۔'' [1]

سوال نمبر: ۷۳۔ شیعہ اپنے مخالفین کے متعلق وعیدیہ خوارج والا عقیدہ رکھتے ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب شیعہ عالم مفید کہتا ہے:

''شیعہ امامیہ کا اتفاق ہے کہ تمام اہل بدعت کافر ہیں۔ امام کو چاہیے کہ قوت وامکان میسر ہو جانے کی صورت میں انہیں دعوت دے؛ اور ان کو دلائل سے قائل کرے؛ اگر وہ اپنی بدعت سے توبہ کر کے حق قبول کر لیں تو ٹھیک ہے؛ ورنہ ایمان سے مرتد ہونے کی وجہ سے انہیں قتل کر دے۔ اور بلاشبہ ان میں سے جو شخص اپنی بدعت پر کاربند مر گیا وہ جہنمی ہے۔ [2]

اسی لئے شیعی عالم ابن بابویہ نے لکھا ہے:

''جو شخص کسی ایک دینی امر میں ہماری مخالفت کرے اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو اس شخص کے متعلق ہے جو تمام دینی امور میں ہمارا مخالف ہو۔'' [3]

اسی طرح شیعہ علماء اپنے مخالفین کے بارے میں جو خوارج وعیدیہ والا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے ہم خیال اور ہم عقیدہ کے بارے میں مرجیئہ والا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ایک جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں کہ:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارے شیعہ کا حساب ہمارے حوالے کیا جائے گا۔ پھر جس شخص نے حقوق اللہ میں ظلم

[1] جریدة الاطلاعات الایرانیة (شمارہ نمبر: ۱۵۹۰۱۔ ۱۶/ ۸/ ۱۳۹۹ ھ، مزید دیکھیے: اقناع اللائم علی اقامت الماتم۔ کشف الاسرار ص ۱۹۳ (الحدیث الثانی فی الامامة: نظرة الی التعزیة) للخمینی۔ [2] اوائل المقالات: ۴۹، القول فی اصحاب البدع و ما یستحقون . . .'' [3] (الاعتقادات: ۱۱۰۔ باب الاعتقاد فی التقیة۔

کیا ہوگا ہم اس کا فیصلہ کریں گے اور وہ اسے قبول کرے گا اور جس نے حقوق العباد میں کوتاہی کی ہوگی تو ہم اسے ہبہ مانگیں اور وہ ہمیں دے دی جائے گی۔ اور جس کے ظلم کا تعلق ہمارے حقوق کے ساتھ ہوا تو ہم معاف کرنے والوں سے زیادہ درگزر کرنے اور معاف کرنے کا حق رکھتے ہیں۔'' [1]

سوال نمبر:۴۷: فرشتوں کے بارے میں شیعہ علماء کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب شیعہ کا عقیدہ ہے کہ فرشتوں کو ائمہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ رسول ﷺ پر افتراء بازی کرتے ہوئے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے علی بن أبی طالب علیہ اسلام کے چہرے کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے جو تا قیامت علی، ان کے شیعہ اور محبت کرنے والوں کے لیے استغفار کر رہیں گے۔'' [2]

فرشتوں کے فرائض: (شیعہ عقیدہ کی رو سے)

۱: حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر رونا پیٹنا: انہوں نے ایک روایت تراش لی کہ ہارون بن خارجہ روایت کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ نے حسین علیہ السلام کی قبر پر چار ہزار فرشتے مقرر کیے ہیں جو غبار آلود بالوں والے پراگندہ حال ہیں، تا قیامت روتے پیٹتے رہیں گے۔'' [3]

۲: آسمانی فرشتوں کی تمنا: ابوعبداللہ علیہ السلام پر جھوٹ باندھے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہے:

''آسمانوں میں موجود ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ سے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگتا ہے۔ لہٰذا ان کی ایک فوج زیارت کے لیے آتی ہے تو دوسری واپس چلی جاتی ہے۔'' [4]

۳: شیعہ علماء کے عقیدہ کے مطابق فرشتے شیعہ ائمہ کی ولایت کی دعائیں کرنے کے مکلّف ہیں۔ لیکن خود علماء بیان کرتے ہیں کہ یہ ذمہ داری صرف مقرب فرشتوں کے ایک گروہ نے ہی قبول کی ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس حکم کی نافرمانی کرنے والے فرشتوں کو سخت سزا بھی دیتے ہیں۔ حتی کہ ایک فرشتے کے پر توڑ دیے گئے کیونکہ اس نے ولایت علی کا انکار کیا تھا۔

❀ شیعہ بے وقوف ابوعبداللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

[1] عیون اخبار الرضا ۲/ ۳۷۲ ح ۲۱۳ باب ۳۱ فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعة، بحارالأنوار: ۸/ ۴۰، حدیث نمبر: ۲۴ (باب الشفاعة) ۔ [2] مئة منقبة لأبی الحسن محمد بن احمد القمه ص۴۲ (المنقبة التاسعة عشر) بحارالأنوار: ۲۳/ ۳۲۰ حدیث نمبر: ۳۵۔ باب أنهم أنوار الله"۔ [3] فروع الکافی ۴/ ۷۶۴ (کتاب الحج ح ۶ باب فضل زیارة ابی عبد الله الحسین علیه السلام، ثواب الاعمال ص ۱۱۵ ح ۱۷ (ثواب من زار قبر الحسین)۔ [4] ثواب الاعمال ص ۱۲۴ح ۴۵ (ثواب من زار قبر الحسین) تهذیب الأحکام: ۶/ ۱۳۲۲، کتاب المزار، حدیث نمبر: ۱۵۔ باب فضل زیارته۔ وسائل الشیعه ۱۰/ ۴۷۴۔ حدیث نمبر: ۱۰، باب تأکید استحباب زیارة الحسین "۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ولایت علی امیر المومنین قبول کرنے کا حکم دیا تو فطرس نامی ایک فرشتے نے انکار کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پر توڑ دیے۔ پھر یہ فرشتہ جبریل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضرت حسین کی ولادت کی بشارت و مبارک باد دینے کے لیے گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ وہ حسین کے جھولے پر ہاتھ پھیرے اور اس پر اپنا چہرہ رگڑے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے شفایاب کر دے۔ [جب تک اس نے حسین کے جھولے کے ساتھ اپنا چہرہ نہ رگڑا، اس وقت تک اس کا پر درست نہیں ہوا]۔ (رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے اس فرشتے کے پر کو دیکھا کہ وہ اگنا شروع ہو گیا تھا؛ اور اس میں خون چلنے لگ گیا تھا۔ اور یہ پر لمبا ہوتا گیا یہاں تک کہ دوسرے پر کے برابر ہو گیا''۔ پھر وہ جبرائیل کے ساتھ اڑ کر آسمان میں اپنی جگہ پہنچ گیا۔ [1]

۴: فرشتوں کی زندگی ائمہ اور ان پر درود پڑھنے پر موقوف ہے: لہٰذا شیعہ عقیدے کے مطابق فرشتوں کے لیے امیر المومنین علی بن أبی طالب علیہ السلام، ان کے محبین، گنہگار شیعہ اور ان کے دوستوں کے لیے استغفار کرنے اور درود بھیجنے کے سوا کوئی کھانا پینا نہیں ہے۔ [2]

❀ فرشتوں کو ہماری تسبیح یعنی ائمہ شیعہ کی تسبیح کرنے اور ہمارے شیعہ کی تسبیح بیان کرنے سے پہلے کسی کی تسبیح یا تقدیس کا علم نہیں تھا۔ [3]

۵: شیعہ عقیدے کے مطابق ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت علی علیہ السلام کی محبت کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے نور سے حضرت علی علیہ السلام کی شکل میں ایک فرشتہ پیدا کر دیا۔ پس ہر جمعہ کو ستر ہزار کی تعداد میں ملائکہ اس کی زیارت کرتے ہیں؛ اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے؛ اور اس کا ثواب حضرت علی علیہ السلام کے محبّ کو ہبہ کرتے ہیں۔ [4]

۵: شیعہ عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ولایت علی رضی اللہ عنہ قبول کرنے کی وجہ سے شرف منزلت عطا فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (نعوذ باللہ):

''فرشتوں کو جو مقام و مرتبہ ملا وہ صرف محمد اور علی کے ساتھ محبت کرنے اور ان دونوں کی ولایت کو قبول کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔ بلاشبہ محبان علی علیہ السلام میں سے جو شخص اپنے دل کو دھوکہ دہی، حسد و کینہ اور گناہوں کی نجاست سے پاک کر لیتا ہے وہ فرشتوں سے زیادہ پاکباز اور افضل ہو جاتا ہے۔ [5]

[1] بصائر الدرجات الكبرى: ١/ ١٥١، ح: ٧، باب ماخص الله به الأئمة من آل محمد "بحار الأنوار: ٢٦/ ٣٤٠۔ ٣٤١۔ حديث نمبر: ١٠ (باب فضل النبى وأهل بيته" [2] جامع الأخبار: ص ٩، بحار الأنوار: ٢٦/ ٣٤٩۔ حديث نمبر: ٢٢ (باب فضل النبى وأهل بيته " [3] جامع الأخبار: ٩ ۔ بحار الأنوار: ٢٦/ ٣٤٤، حديث نمبر: ١٦ (باب فضل النبى وأهل بيته صلوات الله عليهم على الملائكة وشهادتهم لولايتهم)

[4] ارشاد القلوب ٢ / ٢٩ (باب فضائل امير المؤمنين على بن ابى طالب، فصل فى حبه و التوعد على بغضه)

[5] تفسير الحسن العسكرى: ٣٥٢۔

۶: شیعہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب فرشتوں میں جھگڑا ہو جائے تو جبرئیل علیہ السلام علی بن أبی طالب پر نازل ہوتے ہیں اور انہیں فرشتوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ [1]

۷: ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب ایک شیعہ دوسرے شیعہ کے ساتھ تنہائی میں ملاقات کرتا ہے تو نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں چلو الگ ہو جاؤ، ممکن ہے ان دونوں نے کوئی راز کی بات کرنی ہو اور اللہ نے ان کا پردہ رکھا ہوا ہے۔'' [2]

تعارض:

شیعہ کا یہ عقیدہ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس کی واضح تکذیب ہے:

﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [٥٠/ قٓ: ١٧، ١٨]

''جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔''

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ﴾ [٤٣/ الزخرف: ٨٠]

''کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے (یقیناً وہ برابر سن رہے ہیں) بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔''

قرآن کریم میں ملائکہ کے جتنے بھی نام وارد ہیں شیعہ علماء کے نزدیک ان سے مراد، ان کے بارہ ائمہ ہیں، اسی لیے المجلسی نے یہ باب قائم کیا ہے:

''بَابٌ: أَنَّهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الصَّافُّوْنَ وَالْمُسَبِّحُوْنَ، وَ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَعْلُوْمِ، وَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ، وَ أَنَّهُمُ السَّفَرَةُ الْكِرَامُ الْبَرَةُ''

''باب ہے کہ بلا شبہ وہ (ائمہ) علیہم السلام ہی صفیں باندھنے والے اور تسبیحات پڑھنے والے، مقام معلوم کے صاحبین، عرش کو اٹھانے والے ہیں اور بلا شبہ وہی نیکو کار اور معزز لکھنے والے ہیں۔'' [3]

اس باب میں گیارہ روایات ذکر کی ہیں۔

[1] الاختصاص: ٢١٣۔

[2] وسائل الشيعه: ٨/ ٥٣٩، حديث نمبر:٢(باب تحريم حجب الشيعة)۔ تفسير نور الثقلين ٥/ ١١٠۔ سورة ق۔ بحار الأنوار٥/ ٣٢١۔ ح ١ (باب بأن الملائكة يكتبون أعمال العباد)۔

[3] بحار الأنوار: ٢٤/ ٨٧ (كتاب الامامة۔

تبصرہ:

شیعہ علماء کی مقرب فرشتوں کے مقام ومرتبہ پر دست درازی اور ان کے بارے میں کذب بیانی دراصل فرشتوں کے وجود سے انکار کرنے کے بہت قریب ہے کیونکہ شیعہ علماء نے فرشتوں کے فرائض اور خصوصیات اور ان کے شرف ومقام کا انکار تو کر ہی دیا ہے اور ائمہ کی ولایت ہی ان کا دین قرار دے دیا ہے۔ پھر قرآن مجید میں مذکور فرشتوں سے مراد اپنے ائمہ لے کر ان کے وجود کی تاویل کر دی ہے اور ان کے تمام فرائض اپنے ائمہ کو سونپ دیے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَo لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ (٢١/ الأنبياء: ٢٦۔ ٢٧)

''بلکہ وہ (فرشتے) تو (اللہ کے) معزز ومکرم بندے ہیں۔ وہ بات کرنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے، اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾

(٢/ البقرہ:٩٨)

''جو کوئی اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا اور جبرائیل میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔''

سوال نمبر ۷۵۔ ایمان کے تیسرے رکن ایمان بالکتب کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب اس بارے میں دو مسئلے ہیں:

نمبر ا:۔ شیعہ علماء کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ائمہ پر کتابیں نازل کی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

ا: مصحف علی رضی اللہ عنہ:

شیعہ عالم اور شیخ حوزات العلمیہ علامہ الخوئی لکھتا ہے: ''مصحف علی علیہ السلام کا وجود موجودہ قرآن سے سورتوں کی ترتیب میں مختلف ہے، اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور علماء کرام نے اسے تسلیم کر رکھا ہے جس کی بنا پر ہمیں اس کے ثبوت کا تکلف بھی نہیں کرنا چاہیے۔۔[1]

❀ شیعہ علماء اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ: جبریل امین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرآن إملاء کرواتے تھے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں روایات گھڑ کر ابوعبداللہ کی جانب منسوب کی ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا' اور ایک کاپی بھی منگوائی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام باطنی باتیں آپ

[1] البیان فی تفسیر القرآن: ٢٢٣۔

کو املاء کروائیں ۔ پھر آپ بیہوش ہوگئے۔پھر اس کا ظاہری معنی جبریل امین نے املاء کروایا ۔ جب رسول اللہ ﷺ چوکنے ہوئے تو پوچھا: اے علی! آپ کو یہ باقی کس نے املاء کروایا ہے؟۔

تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس کا باطنی معنی املاء کروایا تھا؛ جبریل امین نے اس کا ظاہری معنی املاء کروادیا''۔قرآن آپ پر املاء کروایا جاتا تھا۔'' [1]

۲: کتاب علی رضی اللہ عنہ:

شیعہ راویوں کے مطابق یہ کتاب انسان کی لپٹی ہوئی ران کی طرح لپیٹی ہوئی یعنی محفوظ کتاب ہے، اللہ کی قسم! اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اسے حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے املاء کروائی ہے۔ [2]

۳: مصحف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

❀ ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر الزام لگاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا''فاطمہ نے اپنے پیچھے مصحف چھوڑا جو قرآن نہیں ہے لیکن وہ اللہ کی کلام ہے جو اللہ نے اس پر نازل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے املاء کرایا اور علی علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا۔ [3]

❀ ایک اور افسانوی روایت میں یہ بھی ہے کہ:

''وہ مصحف تمہارے اس قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اصل علم تو یہ ہے۔تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ علم یہی ہے لیکن وہ قرآن نہیں ہے۔ [4]

تضاد بیانی:

شیعہ بھول گئے اور سابقہ روایت کے بالکل الٹ روایت بھی بیان کی گئی کہ فاطمہ علیہا السلام کے مصحف میں کتاب اللہ کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اس میں موجود کلام فاطمہ علیہا السلام کے والد کی وفات کے بعد ان پر اور ان کی اولاد پر نازل کیا

[1] الاختصاص ص ۲۷۵؛ إملاء جبريل على أمير المؤمنين عليه السلام۔

[2] بصائر الدرجات الكبرى: ۱/ ۳۳۲۔ حديث: ۱۴۔ باب فى الأئمة وأنه صارت اليهم كتب رسول الله . . .''

[3] بصائر الدرجات: ۱/ ۳۱۵، حديث نمبر: ۱۴، باب فى الأئمه . . .'' و مصحف فاطمه۔ بحار الأنوار: ۲۶/ ۴۱ حديث نمبر: ۷۳، باب جهات علومهم وماعندهم من الكتب . . . ، ك ان کے معاصر عالم استاد محمد سند کہتے ہیں (مصحف فاطمہ ان کے مصادر علوم میں ایک مصدر کی حیثیت رکھتا ہے) الامامة الالهية ص ۲۴۲ محاضرات محمد سند اعداد محمد على بحر العلوم۔

[4] اصول الكافى: ۱/ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ كتاب الحجة، حديث نمبر: ۱۔ باب فيه ذكر الصحيفة ''

گیا تھا۔'' [1]

شیعہ کے امام اکبر خمینی نے کہا ہے:

'' دوسری حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد جبریل امین غیب کی خبریں لیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین اس مصحف کو مدون کیا کرتے تھے۔ یہی وہ مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔'' [2]

تضاد و تناقض:

شیعہ شیخ کلینی ابو بصیر کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے۔ اس میں ہے پھر نبی ﷺ کے پاس وحی آئی تو آپ نے فرمایا:

﴿سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ض لِّلْكٰفِرِينَ﴾ بولایۃ علی ﴿لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ض مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ﴾

''ایک سائل نے عذاب مانگا جو واقع ہونے والا ہے (ولایت علی کے) کافروں پر، کوئی اسے ٹالنے والا نہیں، اس اللہ کی طرف سے جو اونچے درجوں والا ہے۔''

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان! ہم اس آیت کو اس طرح (ولایت علی کے ذکر کے ساتھ) تلاوت نہیں کرتے۔ تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اسی طرح اس آیت کو لے کر جبرائیل، محمد ﷺ پر نازل ہوئے تھے اور یہ آیت اسی طرح مصحف فاطمہ علیہا السلام میں موجود ہے۔'' [3]

اس مصحف کے نزول کی کیفیت:

اب ملاحظہ ہو اس مصحف کے نزول کی کیفیت:

ان کے مزعوم مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ائمہ شیعہ کی بیان کردہ انتہائی دقیق وہ روایت آپ کی خدمت میں حاضر ہے: ابو بصیر سے مروی ہے، میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے مصحف فاطمہ کے متعلق سوال کیا'' تو آپ نے فرمایا:

'' یہ آپ رضی اللہ عنہا پر آپ کے باپ کی وفات کے بعد اتارا گیا تھا۔

میں نے پوچھا: ''اس میں قرآن میں سے کوئی چیز بھی ہے؟

تو فرمایا: ''اس میں قرآن میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔''

[1] بصائر الدرجات الكبرى: ١/ ٣٢١، حديث نمبر: ٢٧، باب في الأئمه " بحار الأنوار: ٢٦/ ٤٨، حديث نمبر: ٨٩۔ باب جهات علومهم''۔ [2] كشف الأسرار ص ١٤٣۔ الحديث الثاني في الإمامة؛ من أين تنبع معتقدات العوام۔ [3] الروضة من الكافي: ٨/ ١٩٦٩۔ كتاب الروضة، حديث نمبر: ١٨۔ رسالة منه عليه السلام۔ بحار الانوار ٣٥/ ٣٢٤ ح ٢٦ (باب قوله تعالى: و لما ضرب ابن مريم مثلا)

میں نے عرض کی: ''میرے سامنے اس کے کچھ اوصاف بیان کریں۔''

فرمایا: ''اوراق کی لمبائی کے برابر زبرجد کے دو گتے تھے، اس کا رنگ گلابی تھا۔

میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس کے ورق کا میرے سامنے کچھ حال بیان کریں۔

فرمایا: ''اس کا ورق سفید موتی کا ہے، جسے کہا گیا، بن جا تو وہ بن گیا۔''

میں نے عرض کی: ''میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس میں کیا کچھ ہے؟''

فرمایا: ''اس میں، جو کچھ ہو چکا، اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، کی خبریں ہیں، اس میں آسمان، آسمان کی خبریں ہیں اور اس میں آسمان میں موجود تمام ملائکہ اور دیگر اشیاء کی تعداد ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ انبیاء ورسل اور غیر انبیاء کی قل تعداد ہے، ان کے نام اور جن کی طرف انھیں بھیجا گیا تھا کے اسماء مندرج ہیں، جنھوں نے انھیں جھٹلایا اور جنھوں نے انھیں مانا سبھی کے اسماء بھی ہیں، اس میں اولین و آخرین کے اللہ تعالیٰ کے تمام پیدہ شدہ مومنین و کافرین کے اسماء درج ہیں، شہروں کے نام ہیں، زمین کے مشرق و مغرب میں پائے جانے والے ہر شہر کے حالات میں اس میں پائے جانے والے تمام مومنین کی تعداد ہے اور اس میں موجود تمام کافرین کی تعداد ہے، اور ہر جھٹلانے والے کے اوصاف کا بیان ہے۔

پہلی امتوں کے حالات اور ان کے واقعات کا بیان ہے، ان کے طواغیت بادشاہوں، ان کی مدت بادشاہت اور ان کی تعداد کا اندراج بھی ہے، ائمہ کے اسماء اور ان کی صفات کا بیان ہے اور پھر ہر ایک کی ایک ایک ملکیت میں موجود اشیاء کا بیان ہے، انکے کبراء کے اوصاف کا بیان ہے اور مختلف ادوار میں ہونیوالے سب لوگوں کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر فدا ہو جاؤں اور ادوار کتنے ہیں؟

فرمایا: پچاس ہزار سال اور یہ سات ادوار ہیں، اس میں تمام مخلوق الٰہی کے اسماء اور ان کی عمروں اور موت کے اوقات کا اندراج ہے، اہل جنت کے اوصاف اور اس میں داخل ہونے والوں کی تعداد، دوزخ رسید ہونے والوں کی تعداد اور ان کے نام، اور پھر اس میں قرآن کا علم جس طرح وہ نازل ہوا تھا، اور تورات کا علم جس طرح وہ نازل ہوئی تھی اور انجیل کا علم جس طرح وہ نازل ہوئی تھی، زبور کا علم اور مزید تمام شہروں میں موجود تمام درختوں اور تمام ڈھیلوں کی تعداد.....۔'' [1]

❀ واہ بہت خوب! اس بے سرو پا بڑے مصحف کی کتنی جلدیں اور کتنے اوراق ہوں گے؟ بلکہ ایک راوی تو یہ بھی کہتا ہے: بے شک ان کے امام نے فرمایا ہے: ''میں نے ابھی تک تیرے سامنے وہ بھی بیان نہیں کیا جو دوسرے ورق میں ہے اور میں نے ابھی اس کے حرف کے متعلق کلام نہیں کیا۔'' [2]

[1] دلائل الإمامة لأبی جعفر محمد بن رستم الطبری الشیعی، ص ۲۷۔۲۸۔ اور مستدرك سفينة البحار ٦/ ٢٠٧ مصحف فاطمة الزهراء عليها السلام) [2] سابقہ حوالہ دیکھیں۔

وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل نازل ہوئی:

شیعہ علماء نے ابو الصادق سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر موت آنے سے قبل ایک کتاب نازل فرمائی تھی اور یہ فرمایا تھا، اے محمد! یہ کتاب تیرے اہل بیعت میں سے نجیب صفات اور اعلیٰ نسب شخص کے نام تیری وصیت ہے تو پوچھا: اے جبرئیل! میرے اہل میں سے وہ نجیب صفات اور اعلیٰ نسب شخص کون سا ہے؟ تو اس نے جواب دیا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اس کتاب پر سونے کی مہریں بھی لگی ہوئی تھیں، اس کتاب کو نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور یہ حکم دیا کہ ان میں سے ایک مہر کو توڑے اور جو اس میں موجود ہو اس پر عمل کرے، تب آپ علیہ السلام نے ایک مہر کو توڑا اور اس میں موجود احکام پر عمل کیا، پھر اس کتاب کو آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے ''الحسن علیہ السلام'' کے حوالے کر دیا تو اس نے ایک مہر کو توڑا..... پھر اس طرح قیام المہدی علیہ السلام تک اسی طرح مسلسل چلتے آئے۔'' [1]

وضاحتی نوٹ:

[اللہ تعالیٰ یہود مدینہ کے بارے میں فرماتے ہیں]:

﴿ يُخْرِبُوْنَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [٥٩/ الحشر: ٢]

''وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی (برباد کروا رہے ہیں)۔''

رسول اللہ ﷺ تو یہاں پر، جیسا وہ گمان کر رہے ہیں، بذات خود پوچھ رہے ہیں، وہ نجیب صفات شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے اسے نہیں پہچانا حتیٰ کہ آپ پر موت نازل ہوگئی، تو آپ ﷺ نے جس طرح کہ ان کی اس روایت میں ہے، لوگوں کے سامنے اس امر کا اعلان نہیں فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سے وہ وصی اور نجیب کون سا فرد ہے؟ بلکہ آپ کو تو اپنی وفات کے وقت تک خود بھی معلوم نہیں ہوا تھا:

﴿ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴾ [٥٩/ الحشر:٢]

''پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔''

لوحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

یہ شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے نبی ﷺ پر اتاری گئی ایک کتاب ہے جو آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ کر دی تھی۔

انھوں نے افتراء پردازی کرتے ہوئے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ ابو عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے لوح فاطمہ

[1] أصول الكافي، الكليني، ج ١/ ٢٠٣۔ باب أن الأئمة لم يفعلوا شيئاً إلا بعهد من الله''۔

کے متعلق دریافت کیا تو جابر نے یہ جواب دیا:

''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی ماں فاطمہ کے پاس حیاتِ رسول ﷺ میں داخل ہوا تھا، میں نے انہیں حضرت حسین کی ولادت کی مبارکباد پیش کی، اس وقت میں نے ان کے ہاتھوں میں ایک لوحِ سبز دیکھی، مجھے خیال گزرا کہ یہ زمرد کی ہے۔

اس میں میں نے ایک کتاب ابیض دیکھی جو آفتاب کی رنگت سے مشابہ تھی..... یہ کتاب اس طرح شروع ہوتی ہے :[اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:]

"بسم الله الرحمن الرحيم۔ هذا كتاب من الله العزيز الحكيم لمحمد نبيه و ونوره وسفيره وحجابه و دليله ۔نزل به الروح الأمين ۔إني لمأبعث نبياً فأكملت أيامه ۔ وانقضت مدنه إلا جعلت له وصياً وإني فضلتك على الأنبياء وفضلت وصيك على الأوصياء وأكرمت بشبليك و وسبطيك حسن و حسين۔ فجعلت حسناً معدن علمي بعد انقضاء مدة أبيه و جعلت حسيناً خازن وحيي۔"

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو کہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے اس کے نبی ونور اس کے سفیر اور حجاب اور اس کے مرشد محمد ﷺ کے لیے ہے جو کہ روح الامین لے کر نازل ہوا ہے۔ ''میں نے کسی بھی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا کہ میں نے اس کے ایام کو مکمل کیا ہو اور میں نے اس کی مدت کو ختم کیا ہو مگر میں نے اس کا ایک وصی بنایا ہے، اور بلا شبہ میں نے تجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا کی ہے اور میں نے تیرے وصی کو تمام اوحیاء پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میں نے تجھے تیرے دونوں بہادر بیٹوں یعنی حسن اور حسین کے ساتھ عزت بخشی ہے اور میں نے حسن کو اس کے باپ کی مدت پوری ہونے کے بعد معدن علمی بنایا ہے.....۔

ابو بصیر نے کہا اگر تو اپنی زندگی میں اس حدیث کے سوا کچھ اور نہ بھی سنتا تو تجھے یہی کافی ہوتی، لہٰذا تو اس کی حفاظت رکھ مگر اس کے اہل سے۔'' [1]

اور ان کے مشائخ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ: اس مصحف کے بارے میں یہ روایت اتنی مشہور ومعروف ہے کہ اس پر شیعہ امامیہ کا اتفاق ہے؛ اور کسی نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔'' [2]

زبردست مصیبت:

انھوں نے اپنی اس مزعومہ کتاب میں ایک ایسی روایت بھی بیان کی ہے، جس نے ان کی عمارت کو بنیادوں ہی سے گرا دیا ہے اور ان کے مذہب شیعیت کی چھت ان کے اوپر گر گئی ہے، انھوں نے یہ حکم لگایا ہے کہ علی علیہ السلام اوصیاء کی فہرست

[1] أصول الكافي، الكليني، ج ١/ ٤٠٣ (كتاب الحجة ح ٣ باب ما جاء في الاثني عشر و النص عليهم) عيون اخبار الرضا١/ ٧١ (باب ٦: النصوص على الرضا عليه السلام بالامامة في جملة الآئمة الاثني عشر عليهم السلام)۔

[2] حقيقة مصحف فاطمة عند الشيعة ص ٤٩۔ لشيخهم المعاصر أكرم بركات

ہ ی میں شامل نہیں ہیں، انھوں نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا ہے: ''میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا آپ کے سامنے ایک لوح تھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے اوصیاء کے نام موجود تھے، میں نے انھیں شمار کیا تو وہ بارہ تھے، ان کا آخری القائم تھا۔ ان میں سے تین محمد نامی تھے اور ان میں سے تین علی نامی تھے۔'' [1]

صحیفہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ان کے شیوخ کے اعتقاد کے مطابق اس صحیفے کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے جس طرح کہ انھوں نے ابوعبداللہ بن جابر سے روایت بیان کی ہے کہ ''میں اپنی سیدہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس الحسن کی پیدائش کی مبارک باد دینے کے لیے حاضر ہوا، تب اس کے ہاتھ میں ایک سفید صحیفہ جو موتی سے بنا ہوا تھا، میں نے دریافت کیا، اے خواتین کی سیدہ! یہ صحیفہ کیا ہے جسے میں آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا: اس میں میری اولاد میں سے ائمہ کے اسماء ہیں، میں نے عرض کی: ذرا مجھے بھی عنایت فرما دیں تا کہ میں اس پر نگاہ ڈال لوں، تب آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ارے جابر! اگر منع اور ممانعت نہ ہوتی تو میں ضرور پکڑا دیتی، لیکن اس کے متعلق منع کر دیا گیا ہے کہ اسے بجز نبی کے یا نبی کے وصی کے یا نبی کے اہل بیت کے کوئی اور نہ چھوئے.....'' [2]

اثنا عشریہ صحیفہ:

ان کے شیوخ نے ان کے شیخ ابن بابویہ القمی سے روایت لی ہے کہ رسول اللہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ انگوٹھیاں اور بارہ صحیفے اتارے ہیں، ہر امام کا نام اس کی انگوٹھی پر اور اس کی صفات اس کے صحیفے میں مندرج ہیں۔'' [3]

صحف علی رضی اللہ عنہ:

ان میں سے ہر صحیفے میں انیس صحیفے ہیں، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کے پاس محفوظ رکھا یا جنھیں نوازا گیا۔

انھوں نے روایت بیان کی ہے کہ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے پاس ایک ایسا صحیفہ ہے جس میں انیس صحیفے ہیں، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔'' [4]

[1] أصول الكافي للكليني، ج ١/ ٤٠٨۔كتاب الحجة ح٩؛ باب: ماجاء في أثني عشر من النص عليهم۔ [2] عيون أخبار الرضا ١/ ٧٠ ح ١ (باب ٦ النصوص على الرضا عليه السلام بالامامة فى جملة الائمة الاثنى عشر)۔
[3] كمال الدين و تمام النعمة ١/ ٢٥٥ ح ١١ (باب ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى النص على القائم و انه الثانى عشر من الأئمة)۔ الصراط المستقيم الى مستحقى التقديم، ج ٢/ ١٥٥ (الباب العاشر: فيما جاء من النصوص المتظافرة على اولاده۔ [4] بصائر الدرجات الكبرى للصفار، ١/ ٢٩٤ح ١٢ (باب فى الآئمة ان عندهم الصحيفة الجامعة التى املاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده و هى سبعون ذراعا)۔ بحار الأنوار، ج ٢٦/ ٢٤ح ١٩ (باب جهات علومهم عليهم السلام و ما عندهم من الكتب---)۔

صحیفہ ذوالفقار سیف [تلوار کی دستی میں چھپا صحیفہ]:

شیعہ علماء ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کی دستی میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا۔ حضرت علی نے اپنے بیٹے حسن کو بلا کر وہ صحیفہ دیا اور انہیں ایک چھری بھی دی، پھر انہیں حکم دیا کہ اس صحیفے کو کھولو، لیکن وہ اسے کھول نہ سکے۔ لہٰذا انہوں نے اسے کھول کر حضرت حسن کو دیا اور فرمایا پڑھو۔ تو حضرت حسن نے پڑھا الف۔ ب۔ سین۔ اللام اور یکے بعد دیگرے کئی حروف پڑھے۔ پھر اسے بند کر کے اپنے بیٹے حسین کو دیا تو وہ بھی اسے کھول نہ سکے۔ پھر انہوں نے خود ہی اسے کھول کر حسین کو دیا اور انہیں پڑھنے کو کہا۔ انہوں نے حضرت حسن کی طرح اسے پڑھا۔ پھر اس صحیفے کو بند کر کے اپنے بیٹے ابن حنفیہ کو دیا تو وہ بھی اسے کھول نہ سکے۔ چنانچہ حضرت علی نے خود ہی اسے کھول کر دیا اور فرمایا: اسے پڑھو مگر وہ اس میں سے کچھ بھی نہ پڑھ سکے، لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے وہ صحیفہ ان سے لے کر بند کر کے دوبارہ تلوار کی دستی میں لٹکا دیا۔''

راوی کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا اس صحیفہ میں کیا لکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا ''یہ وہ حروف ہیں جن کے ایک ایک حرف سے ہزار ہزار حروف کھلتے ہیں۔''

ابوبصیر کہتا ہے ابوعبداللہ نے فرمایا: اس صحیفے سے آج تک صرف دو حرف نکلے ہیں۔'' [1]

سفید چمڑا اور سرخ چمڑا:

شیعہ کے حجۃ الاسلام کلینی نے یہ روایت گھڑ لی ہے:

''حسین بن ابو العلاء سے مروی ہے اس نے کہا: میں نے ابوعبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، بلا شبہ میرے پاس سفید چمڑا ہے، اس نے کہا، میں نے عرض کی: اس میں کونسی چیز ہے؟ فرمایا: داؤد کی زبور، موسیٰ کی تورات، عیسیٰ کی انجیل، ابراہیم کے صحیفے اور حلال وحرام اور فاطمہ کا مصحف..... اور میرے پاس ایک سرخ چمڑا ہے، میں نے پوچھا: ''سرخ چمڑے میں کون سی چیز ہے؟ فرمایا: اسلحہ، اسے صاف خون کے لیے کھولا جاتا ہے، اسے صرف صاحب تلوار ہی قتل کے لیے کھول سکتا ہے، اسے عبداللہ بن ابو یعفور نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے احوال کی اصلاح فرمائے۔ کیا الحسن کے بیٹے اسے جانتے ہیں؟۔

فرمایا جی ہاں! اللہ کی قسم! وہ اس طرح جانتے ہیں جیسے وہ رات کو رات جانتے ہیں اور دن کو دن جانتے ہیں، لیکن وہ ایسے ہیں کہ حسد اور طلب دنیا انھیں انکار وجود پر آمادہ کر رہے ہیں۔

اور اگر وہ حق کو حق کے ذریعے سے طلب کریں گے تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔ [2]

[1] بصائر الدرجات الكبرى للصفار، ۲/ ۸۶ (باب فيه الحروف التى علم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا)۔ بحار الأنوار، ج ۲۶/ ۵۶ح ۱۱۵ (باب جهات علومهم و ما عندهم من الكتب و انه ينقر فى آذانهم وينكت فى قلوبهم)۔ [2] أصول الكافي ۱/ ۱۷۳ (كتاب الحجة ح ۳ باب فيه ذكر الصحيفة و الجفر والجامعة ومصحف فاطمة) بصائر الدرجات الكبرى ۱/ ۳۰۴؛ ح: ۱ (باب فى الآئمة عليهم السلام انهم اعطوا الجفر والجامعة و مصحف فاطمة)۔

صحیفہ ناموس:

اس میں قیامت تک آنے والے شیعوں کے نام درج ہیں۔شیعہ حضرات نے حبابہ الوالبیہ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتی ہیں: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: ''میرا ایک بھتیجا ہے؛ جو کہ آپ کے علم وفضل سے آگاہ ہے۔میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھے بتادیں: ''کیا وہ آپ کے شیعہ میں سے ہے؟۔آپ نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟۔میں نے کہا: فلاں بن فلاں۔آپ نے فرمایا: ''اے فلاں عورت! ناموس لے کر آؤ۔وہ ایک بڑا مصحف اٹھا لائی۔آپ نے اسے اپنے سامنے رکھ کر کھول دیا اور پھر اس میں دیکھنے لگے؛ پھر کہا: ہاں یہاں پر اس کا اور اس کے والد کا نام ہے۔'' [1]

صحیفہ عبیطہ:

کلینی نے افتراء پردازی کرتے ہوئے علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے فرمایا اگر میں نشیط ہوا اور انہوں نے مجھے اجازت دی تو میں تمہیں حدیث بیان کرونگا سال گزر جائے اور میں اس میں سے کوئی حرف دوبارہ نہیں دہراوں گا: اللہ کی قسم میرے پاس بہت سے صحیفے ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اور آل رسول کی فضیلت ہے، اور ان میں ایک ایسا صحیفہ بھی ہے جسے ''العبیط'' کہا جاتا ہے، عرب والوں پر اس سے شدید تر کوئی چیز وارد نہیں ہوئی اور بلا شبہ اس صحیفے میں ساٹھ ایسے قبائل عرب کا ذکر ہے جو باطل اور کھوٹے ہیں، ان کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' [2]

الجامعہ:

کلینی نے ایک روایت گھڑ لی ہے کہ ابوعبداللہ سے یہ فرمان روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بلا شبہ ہمارے پاس ''الجامعہ'' ہے۔انھوں کیا معلوم کہ ''الجامعہ'' کیا ہے؟ اس نے کہا: ''میں نے عرض کی، میں آپ پر فدا ہو جاؤں، ذرا بتائیں کہ الجامعہ کیا ہے؟ فرمایا:

وہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی لمبائی کے حساب سے ستر ہاتھ ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مبارک سے املاء ہے اور علی علیہ السلام کی دست راست کی تحریر ہے، اس میں ہر حلال اور حرام موجود ہے اور اس میں ہر وہ بات موجود ہے، جس کی لوگوں کو حاجت ہے حتیٰ کہ خراش کے تاوان کا ذکر بھی ہے.....'' [3]

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۳٤۱، ح۱، ۔باب ماعند الأئمه من ديوان شيعتهم . . . "بحار الأنوار: ۲٦/ ۱۲۱۔ ح: ۱۰۔باب أنهم يعر فون الناس بحقيقة الايمان . . . و اسماء شيعتهم و أعدائهم . . . "

[2] بصائر الدرجات الكبرى: ۱/ ۳۰۳۔ حديث نمبر: ۱۵۔باب آخر فيه أمر الكتب۔ بحار الأنوار: ۲٦/ ۳۷ ح ٦۷ (باب جهات علومهم عليهم السلام و ما عندهم من الكتب و انه ينقر فى آذانهم و ينكت فى قلوبهم)۔

[3] اصول الكافى:۱/ ۱۷۱۔ ۱۷۲ كتاب الحجة، ح: ۱۔باب فيه ذكر الصحيفة و الجفر والجامعه ومصحف فاطمه۔

وضاحتی نوٹ:

بلاشبہ عجیب وغریب اور انوکھے نرالے امور میں سے ایک بات یہ طرفہ تماشا ہے کہ یہ تمام کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہوں اور یہ کتب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور ائمہ کے لیے خاص ہوں لیکن پوری امت ان سے محروم رہے۔ اور خصوصاً اے شیعہ عوام! تم بھی ان سے محروم رہو اور سوائے اہل سنت کے قرآن مجید کے تمہیں بھی کوئی کتاب نصیب نہ ہو، حالانکہ اس قرآن مجید میں بھی تمہارے علماء کے نزدیک تحریف وکمی ہو چکی ہے۔ اگر معاملہ ایسے ہی ہے تو پھر یہ آسمانی کتابیں تمہارے ائمہ نے تم سے کیوں چھپا رکھی ہیں؟!

اور آخری بات یہ ہے کہ: قرآن کریم کہاں ہے؟ اور یہ آسمانی کتابیں کہاں ہیں؟۔

تو جواب میں کہتے ہیں: یہ قرآن اور دیگر آسمانی کتابیں انبیاء کرام کی میراث کے ساتھ امام مہدی کے پاس محفوظ ہیں۔[1]

آخری بات یہ کہ بارہ سو سال سے یہ کتب تمہارے مہدی منتظر کے پاس کیوں چھپائی گئی ہیں، آخری کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ خبیث یہودی مؤلفین نے یہ باطل روایات تمہاری کتابوں میں شامل کر دی ہوں اور تمہارے ائمہ پر جھوٹ باندھا ہو۔ کیونکہ ہم سب کو بخوبی معلوم ہے کہ مسلمانوں کی صرف ایک ہی کتاب ہے جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ جو کہ ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (۱۵/ الحجر:۹)

''بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں''۔

اور رہی بات کتابوں کے تعداد کی؛ تو یہ یہود و نصاریٰ کی خصوصیات میں سے ہے تو تمہارے علماء یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے کیوں نہیں روک رہے؟

[1] الانوار النعمانية ۲/ ۲٦۲ (نور فيما يختص بالصلوة) مناقب آل ابی طالب ۱/ ۲۰٤ صفات الأئمة)۔

دوسرا مسئلہ:

شیعہ علماء اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ ساری آسمانی کتابیں ان کے ائمہ کے پاس ہیں۔اور وہ ان کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہیں۔شیخ کلینی نے اپنی کتاب میں یہ افتراء پردازی کی ہے کہ: ان کے امام ابوالحسن نے بریہ نامی ایک عیسائی کے سامنے انجیل پڑھی تو اس نے کہا: میں پچاس سال یا تقریباً اتنے ہی عرصہ سے آپ کو ہی تلاش کر رہا تھا؛ پھر وہ ایمان لے آیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔

اس بریہ نے امام سے سوال کیا: ''آپ کو تورات وانجیل اور دیگر انبیاء کرام کی کتابوں کا علم کیسے حاصل ہوگیا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''یہ کتابیں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے ہمارے پاس بطور وراثت ہیں۔ہم انہیں ویسے ہی پڑھتے ہیں جیسے ان انبیاء کرام نے پڑھا ہے۔اور ہم بھی وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو وہ انبیاء کرام عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زمین میں حجت نہیں بناتے جس کے متعلق سوال کیا جائے اور کہیں: ہم اس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔[1]

تبصرہ:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعہ نے اپنے ائمہ کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ تورات انجیل اور دیگر کتب اسی طرح پڑھتے جیسے انبیاء کرام نے پڑھی تھیں حتی کہ ائمہ لوگوں کے مسائل کا جواب ان کتابوں کے مطابق دیتے ہیں۔ان کا یہ عمل اسلام سے خروج اور وحدت ادیان کی دلیل ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ﴾

''اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''[۳/ آل عمران: ۸۵]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ تمام سابقہ آسمانی کتابیں منسوخ کردی تھیں۔ارشاد ربانی ہے:۔

﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَمُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَ ہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ ؕ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ شِرۡعَۃً وَّمِنۡہَاجًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ

[1] اصول الکافی ۱/ ۱٦٤ (کتاب الحجة ح ۱ باب ان الآئمة علیهم السلام عندهم جمیع الکتب التی نزلت -------) تفسیر نور الثقلین ۱/ ۳۲۹ ح ۱۰۳ سورة آل عمران۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝

[٥/ المائدة: ٤٨ـ ٤٩]

''اور (اے نبی!) ہم نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، یہ تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے تھی اور اس پر نگہبان ہے۔ چنانچہ آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کی ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلے کردیں اور آپ کے پاس جو حق آیا ہے اسے نظر انداز کر کے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے دستور اور طریقہ بنایا اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ضرور ایک امت بنا دیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہیں اس (کتاب) کے بارے میں آزمائے جو اس نے تمہیں دی ہے۔ چنانچہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، تم سب نے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔ اور (اے نبی!) آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے، اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں، کہیں وہ آپ کو کسی ایسے حکم سے اِدھر اُدھر نہ کردیں جو اللہ نے آپ پر اتارا ہے، پھر اگر وہ اس سے منہ موڑیں تو جان لیں کہ اللہ کا فقط یہی ارادہ ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے انہیں سزا دے، اور بے شک ان میں سے اکثر نافرمان ہیں، کیا یہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بہت فیصلہ کرنے والا کون ہے، یقین رکھنے والی قوم کے لیے۔

سوال نمبر ٦٧: شیعہ علماء کے نزدیک ان میں سے کون افضل ہیں، رسول اللہ ﷺ اور انبیاء یا ان کے ائمہ؟

جواب ان کے ائمہ [ان کے عقیدہ کے مطابق انبیاء کرام سے افضل ہیں]۔! بلکہ ان کا شیخ العلباء بن ذراع الدوسی یا الأسدی حضرت علی کو رسول اللہ ﷺ سے افضل سمجھتا ہے' صرف یہی نہیں' بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ علی نے ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اسے الہ کا نام دیا، اس کے علاوہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مذمت بیان کرتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ آپ کو تو اس لیے مبعوث کیا گیا تھا کہ علی علیہ السلام کی طرف بلائیں لیکن آپ اپنی طرف بلاتے رہے۔'' [1]

سر توڑ وار:

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ علماء و مشائخ شیخ علباء کی تعظیم و تقدیس کرتے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے ایک روایت گھڑ لی ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے شیخ علباء سے فرمایا ہے کہ:

''ہم اللہ کے ہاں آپ کے لیے جنت کے ضامن ہیں''۔ [رجال الكشي ٣/ ٣٧١؛ ح: ٣٥٢]۔

اور مجلسی نے ایک باب قائم کیا ہے:

[1] بحار الأنوار، ج ٢٥/ ٣٠٥ حاشية نمبر ١ باب نفي الغلو في النبي و الأئمة۔

''بَابُ: تَفْضِيلِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ، وَ عَلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَ أَخْذِ مِيثَاقِهِمْ عَنْهُمْ وَ عَنِ الْمَلَائِكَةِ، وَ عَنْ سَائِرِ الْخَلْقِ، وَ أَنَّ أُولِي الْعَزْمِ إِنَّمَا صَارُوْا أُولِي الْعَزْمِ بِحُبِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ''

''باب ہے اس بات پر کہ یہ (ائمہ) علیہم السلام جمیع انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں حتیٰ کہ ساری خلقت پر اور انبیاء سے، ملائکہ سے اور ساری مخلوق سے ان (ائمہ) ہی کے متعلق پختہ عہد لیا گیا تھا اور بلا شبہ اولوالعزم انبیاء انھی صلوات اللہ علیہم کی محبت کی وجہ سے اولوالعزم بنے ہیں۔''

پھر اس نے ۸۸ احادیث ذکر کی ہیں اور کہا ہے: ''اس باب میں اخبار و روایات کا شمار کرنا مشکل ہم نے اس باب میں قلیلے چند روایات ہی ذکر کی ہیں۔'' [1]

اسی پر بس نہیں بلکہ انبیائے کرام کو جو مقام مرتبہ ملا ہے وہ رافضی شیعہ کے ائمہ کے سبب سے ملا ہے!! چنانچہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ مبارک سے پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو یہ شرف انہیں ولایت علی کی بدولت ملا۔ موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی ولایت علی علیہ السلام کی مرہون منت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو تمام جہانوں کے لیے نشانی بنایا تو یہ بھی علی علیہ السلام کے لیے خضوع کی بدولت ہوا۔ پھر کہا: میں خلاصہ کلام بتاتا ہوں کہ ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہماری عبودیت کی بنا پر حاصل ہوگا'' [2]

ایک اور روایت میں ہے: ''حضرت یونس علیہ السلام نے ولایت علی کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حتی کہ انہوں ولایت علی علیہ السلام کا اقرار کیا تو آزادی ملی۔ [3]

شیعہ کے امام خمینی نے کہا: امام کو ایسا مقام محمود، بلند درجہ اور تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے اس کائنات کا ذرہ ذرہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہمارے مذہب کے لازمی مسائل میں سے یہ ہے کہ ہمارے ائمہ کو ایسا شاندار مقام حاصل ہے جس تک کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی رسائی نہیں ہے'' [4]

اتنا ہی کافی نہیں؛ بلکہ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی نبی یا رسول نہیں بھیجا مگر اس کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب ساتھ ہوا کرتے تھے۔ پھر بہتان گھڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ جھوٹ بولا کہ آپ نے فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی نبی یا رسول نہیں بھیجا مگر ظاہر اور باطن میں اس کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب ساتھ

[1] بحار الأنوار، ج ٢٦/ ٢٩٧۔ كتاب الإمامة ' أبواب علومهم عليهم السلام۔

[2] بحارالأنوار: ٢٦/ ٢٩٤۔ حديث نمبر: ٥٦ (باب تفضيلهم عليهم السلام على الانبياء و على جميع الخلق) [3] بصائر الدرجات: الكبرى: ١/ ١٦٥۔ ح ١ (باب آخر ولاية امير المومنين) بحارالأنوار: ٢٦/ ٢٨٢۔ حديث نمبر: ٣٤۔ باب تفضيلم على الانبياء "

[4] الحكومة الاسلاميه: ٥٢۔ الولاية التكوينية۔

ہوا کرتے تھے۔''[1]

شیعہ علماء: ان کا ہتھوڑا اور ان کا ہی سر:

ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودی عالم امیر المومنین کے پاس آیا تو اس نے کہا:
''اے امیر المومنین! کیا آپ نبی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہاری بربادی ہو، بلاشبہ محمد ﷺ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔''[2]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ خبر متواتر ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی مکرم ﷺ کے بعد امت کے افضل ترین اشخاص حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔[3]

نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:
میرے پاس جو شخص لایا گیا جو مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہو تو اسے بہتان باز کی حد لگاؤں گا۔[4]

اگر ان کے نزدیک اس شخص کی سزا بہتان بازی کے برابر ہے تو ان کے نزدیک اس شخص کی سزا کیا ہوگی جو انہیں انبیائے کرام اور رسولوں پر فضیلت دیتا ہو؟! بلاشبہ شیعہ کا یہ مذہب بالکل باطل اور جھوٹا ہے۔ اس کے باطل ہونے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس کا بطلان بدیہی بھی ہی اور پھر تاریخی، سیرت اور فطری لحاظ سے اس رافضی مذہب کا باطل ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا اس کے ابطال کے لیے مزید تکلف کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر: ۷۷۔ کیا اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر حجت نبی کریم ﷺ کو بھیجنے اور قرآن مجید کو نازل کرنے سے قائم ہوگی یا امام کے ذریعے سے ہوگئی؟

جواب اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر حجت صرف امام کے ذریعے سے ہی قائم ہوگی۔ ان کے علامہ الکلینی بیان کرتے ہیں کہ:

''باب أن الحجة لا تقوم لله على خلقه إلا بإمام۔''

اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر حجت صرف امام کے ساتھ قائم ہونے کا باب۔''[5]

پھر ابوعبداللہ پر بہتان باندھتے ہوئے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا:
ہماری عبادت ہی کی بدولت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوئی اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی۔''[6]

[1] الأسرار العلوية ص ۱۸۳۔ (علي سر الأنبياء) ۔ محمد فاضل مسعودی۔
[2] بحارالأنوار: ۳/ ۲۸۳، حدیث نمبر: ۱ (باب اثبات قدمه تعالی و امتناع الزوال عنه)۔
[3] الصوارم المهرقة فی جواب الصواعق المحرقة: ص ۲۵، نمبر: ۱۰۔نور الله شوستري۔
[4] العيون و المحاسن ۲/ ۱۲۲۔
[5] اصول الكافي: ۱/ ۱۲۶۔ كتاب الحجة۔ اس میں ٤ روایات ذکر کی ہیں۔
[6] اصول الكافي ۱/ ۱۳۸ (كتاب الحجة ح ٦ باب ان الائمة عليهم السلام ولاة امر الله و خزنة علمه) تفسير نور الثقلين ۵/ ۳٤۰ حديث نمبر ۱۲) سورة التغابن)۔

نیز انہوں نے فرمایا: ''اور اگر ائمہ نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت بھی نہ ہوتی۔ [1]
جبکہ ملاں مجلسی نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ: ''اگر ائمہ نہ ہوتے تو رحمٰن کی عبادت کا طریقہ بھی معلوم نہ ہوسکتا۔'' [2]

دندان شکن:

صرف رسولوں کے مبعوث ہونے سے اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوگئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (٤/ النساء: ١٦٥)

'' تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: رسولوں کے بعد ائمہ اور اوصیاء یا دوسرے لوگوں کے ذریعہ حجت پوری ہوگی۔
نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَo كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ (٢/ البقرة: ١٥٠۔ ١٥١)

''تاکہ تمہارے خلاف لوگوں کے لیے حجت نہ رہے۔ ہاں! ان میں سے جنہوں نے ظلم کیا (وہ باتیں کرتے رہیں گے) پس تم ان سے مت ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کروں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ جیسے ہم نے تمہارے لیے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا وہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ (باتیں) سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

سوال نمبر: ٧٨۔ کیا شیعہ علماء اپنے ائمہ پر وحی کے نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب شیعہ کا یہ اصول ہے کہ ائمہ علیہ السلام وحی کے بغیر بولتے نہیں۔ اور یہ بات شیعہ امامیہ کے دین کی ضروریات میں سے ایک ضروری اور لازمی مسئلہ ہے۔ [3]

❀ اپنے امام ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بے شک ہم میں سے کچھ وہ ہیں جن کے کانوں میں نکات ڈالے جاتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جنہیں خواب میں تعلیمات دی جاتی ہیں۔ [4] اور بے شک ہم میں سے کچھ ائمہ کے پاس وحی ایسے آتی ہے جیسے زنجیر کو طشت پر مارنے سے آواز آتی ہے۔ اور ہم میں سے کچھ آئمہ کے پاس جبرائیل

[1] اصول الكافي: ١/ ١٣٩ (كتاب الحجة ح ٢ باب ان الائمة عليهم السلام خلفاء الله عزوجل في ارضه۔۔۔) بحار الانوار ٣٥/ ٢٩ ح ٢٤ (في فضائل سيد الاخيار و امام الابرار و حجة الجبار و قسيم الجنة ۔۔۔۔ الخ)۔
[2] بحار الأنوار: ٣٥/ ٢٩، حديث نمبر: ٢٤۔ في فضائل سيد الاخيار باب ١ تاريخ ولادته وحليته "
[3] بحار الأنوار: ١٧/ ١٥٥ (باب علمه صلى الله عليه وسلم و ما دفع اليه من الكتب و الوصايا۔۔۔ الخ)۔
[4] بصائر الدرجات ١/ ٤٥١ ح ٤ (باب في الائمة انهم يخاطبون و يسمعون الصوت و ياتيهم صور اعظم من جبرئيل و ميكائيل) بحار الأنوار: ٢٦/ ٣٥٨، حديث نمبر: ٢٣۔ باب أن الملائكة تأتيهم.....)۔

اور میکائیل سے بھی عظیم شکل وصورت والا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔''

❀ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: بلاشبہ فرشتے ہم پر ہمارے گھروں میں نازل ہوتے ہیں۔ ہمارے بستروں پر لیٹتے ہیں اور ہمارے دسترخوان پر حاضر ہوتے ہیں اور ہمارے لیے زمانہ کی ہر تازہ اور خشک نباتات لے کر آتے ہیں۔ ہم پر اپنے پروں کا سایہ کرتے ہیں اور ہمارے بچے ان کے پروں پر سواری کرتے ہیں اور چوپائیوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ وہ ہر نماز کے وقت ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور آنے والے دن اور ہر آنے والی رات کو پرائی زمین کے حالات و واقعات ہم تک پہنچاتے ہیں۔'' [1]

اور خمینی کہتا ہے: ''ولایت تقرب اور محبوبیت کی منزل ہے' یا تصرف کی قدرت' یا پھر ربوبیت یا نیابت۔'' [2]

اور خمینی نے اپنے اس عقیدہ کا بھی اظہار کیا ہے کہ: ''بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے ولی سے یوں خطاب فرمائیں گے:

" من الحيي القيوم الذي لا يموت ' إلى الحيي القيوم الذي لا يموت 'أمابعد:

" فإني أقول للشئي كن ' فيكون۔و قد جعلتك تقول للشئي كن ' فيكون"

''اس زندہ اور قائم کی طرف سے جسے کبھی موت نہیں آئے گی؛ اس زندہ اور قائم کی طرف جسے کبھی موت نہیں آئے گی؛ اما بعد: میں جب کسی چیز سے کہتا ہوں ہوجا؛ تو وہ ہوجاتی ہے۔ اور تجھے بھی اس چیز کا مالک بناتا ہوں کہ تو جس چیز سے کہے: ہوجا؛ پس وہ ہوجائے گی۔'' [3]

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ [٢١/ الأنبياء: ٢٢]

''سو پاک ہے اللہ جو عرش کا رب ہے، ان چیزوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں''۔

اور یہ بھی کہ ان کے امام کو مقام محمود، بلند ترین درجہ اور کونی خلافت کا ایسا غلبہ اور اقتدار حاصل ہے جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ سرنگوں ہے۔ امام خمینی نے کہا ہے: امام کو ایسا مقام محمود، بلند درجہ اور تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے اس کائنات کا ذرہ ذرہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہمارے مذہب کے لازمی مسائل میں سے یہ ہے کہ ہمارے ائمہ کو ایسا شاندار مقام حاصل ہے جس تک کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی رسائی نہیں ہے۔ [4]

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شیعہ کے نزدیک ضروری مسائل کا منکر کافر ہے۔ [5]

خمینی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ شیعہ فقیہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے مقام و مرتبے کا حامل ہوتا ہے۔ [6]

اسی لیے شیعہ علامہ جواد مغنیہ نے اشارہ کیا ہے کہ خمینی، موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہے۔ [7]

[1] الخرائج و الجرائح ' واللفظ له ٢/ ٨٥٢؛ ح: ٦٧؛ الباب ١٦ 'في نوادر المعجزات۔لسعيد بن عبدالله ۔

[2] مصباح الهداية إلى الخلافة والولاية ص ٥٧۔للخميني۔ [3] المصدر السابق ص ١٣٠۔

[4] الحكومة الاسلاميه: ٥٦۔ الولاية التكوينية۔ [5] الحكومة الاسلامية: ٤٩۔

[6] الحكومة الاسلامية: ٩٩۔ [7] الخميني والدولة الا سلامية: ١٠٧۔

شاید یہی سبب ہے کہ شیعہ حضرات خمینی کو ''امام'' کے لقب سے نوازتے ہیں۔اس لیے کہ شیعہ مذہب کے عقیدہ کے مطابق امامت کا مرتبہ نبوت ورسالت سے اشرف و افضل ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ طہران یونیورسٹی کے میں سوشل سٹڈی کے پروفیسر اور ایک فرانسیسی میگزین کے صحافی مرتضی کتبی نے کہا ہے:

''ایرانی عوام کی بڑی تعداد روح اللہ خمینی کو آیت اللہ نہیں کہتے ؛ بلکہ انہیں امام کے لقب سے یاد کرتے ہیں ۔ یہ بہت ہی نادر لقب ہے جو شیعہ تاریخ میں کسی کو نہیں ملا''۔[کتاب ایران 'المجتمع الدولی عند الخمینی ص ٢١٦]

اسی بنا پر خمینی جی نے اپنا نام اذان میں بھی داخل کردیا۔ اور اپنے نام کو رسول اللہ ﷺ کے نام سے بھی پہلے رکھا ہے۔ چنانچہ خمینی کے مؤذنین اذان میں یوں کہتے ہیں:

''اللہ اکبر اللہ اکبر خمینی رہبر''۔ یعنی خمیی قائد ورہبر ہے۔الثورۃ البائسۃ ص١٦٢ موسی الموسوی]

شیعہ کی رسوائی:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ج وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ج وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ج ص وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ط وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ج ص رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ص لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ط وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط ص اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ص اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا لا ص اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ص يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (٤/ النساء :١٦٣۔ ١٧٠)

''(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی،اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل ، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسی ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی۔ اور ہم نے داود کو زبور عطا کی۔ اور ہم نے کئی رسول بھیجے، اس سے پہلے ہم ان کا حال آپ کے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ اور کئی رسول ایسے ہیں کہ ان کا حال ہم نے آپ کے سامنے بیان نہیں کیا۔ اور اللہ نے موسی سے(خاص طور پر) کلام کیا۔ اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے، تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اور اللہ بڑا زبردست بڑی حکمت ولا ہے۔لیکن اللہ نے

آپ پر جو نازل کیا ہے، وہ اس کی بابت گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ بطور گواہ کافی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، یقیناً وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، اللہ کے شایان نہیں کہ وہ انہیں بخش دے اور نہ یہ شایان ہے کہ وہ انہیں سیدھی راہ دکھائے۔ مگر وہ انہیں جہنم کا راستہ دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ اے لوگوں! یقیناً یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر تمہارے پاس آیا ہے۔ لہٰذا تم ایمان لاؤ، یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا، اور اگر تم کفر کرو گے تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے۔''

سوال نمبر:۷۹۔ ایمان کے پانچویں رکن ایمان بالیوم الآخر کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب آخرت کے دن پر ایمان کے متعلق آیات قرآنیہ کی شیعہ نے تاویل کردی ہے اور اس سے مراد امام غائب کی رجعت لی ہے۔ جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت ہوگی، ان شاء اللہ۔ انہوں نے روایت بیان کی ہے:

''کیا تمہیں علم نہیں کہ دنیا اور آخرت امام کے قبضے میں ہے، وہ جہاں چاہتا ہے جسے چاہتا ہے دنیا اور آخرت کی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ [1]

سوال نمبر۸۰: علماء شیعہ کے عقیدہ کے مطابق کون مومن کی موت کو آسان اور کافروں کی موت کو اذیت ناک بناتا ہے؟

جواب شیعہ علامہ مجلسی کہتا ہے:

''اس بات کا اقرار کرنا واجب ہے کہ نیکوکار اور فجار، مومنوں اور کافروں کی موت کے وقت نبی کریم ﷺ اور بارہ ائمہ علیہم السلام حاضر ہوتے ہیں۔ اپنی سفارش کے ذریعے سے مومنوں کے لیے موت کی بے ہوشیاں اور سختیاں آسان بناتے ہیں جب کہ منافقین اور اہل بیت سے بغض رکھنے والوں کی موت دردناک بنا دیتے ہیں۔ لیکن اس کی کیفیت کے بارے میں سوچنا جائز نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ حاضر ہوتے ہیں اپنے اصلی جسموں کے ساتھ یا مثالی یا دیگر جسموں میں۔'' [2]

سوال نمبر۸۱:۔ شیعہ علما کے عقیدہ کے مطابق میت کو عذاب قبر سے امان کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب میت کو عذاب قبر سے بچانے کے لیے حسین کی قبر کی مٹی اس کی لاش اور کفن میں رکھی جائے۔ [3]

تعارض:

عذاب قبر سے امان صرف اہل توحید کو حاصل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] اصول الکافی: ۱/ ۳۰۸۔ کتاب الحجة، حدیث نمبر ٤، باب الأرض کلها للامام . . .''۔

[2] العقائد: ص٦٦ (الفصل الاول: فیما یتعلق باصول العقائد)۔ [3] تهذیب الأحکام: ۱/ ۲۰۹ حدیث نمبر ٦٥۔ باب تلقین المحتضرین . اور وسائل الشیعه: ۱/ ٤٦٩، حدیث نمبر: ۱تا۳، باب استحباب وضع التربة الحسینیة مع المیت في الحنوط والکفن و في القبر . . .''۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (٦/ الانعام:٨٢)

''جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اپنے ایمان کوظلم (شرک) کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، وہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

سوال نمبر:۸۲۔شیعہ عقیدے کے رو سے میت سے قبر میں پہلا سوال کیا ہوگا؟

جواب پہلا سوال شیعہ ائمہ کے ساتھ محبت کے بارے میں ہوگا۔لہٰذا روایت کرتے ہیں کہ میت سے سب سے پہلا سوال ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق ہوگا۔''[1]

لہٰذا شیعہ عقیدے کے مطابق فرشتے اس سے ایک ایک امام کے بارے میں سوال کریں گے اوراگراس نے کسی ایک امام کے بارے میں بھی نفی میں جواب دیا تو فرشتے اسے جہنم کی آگ کا ستون ماریں گے جس سے اس کی قبر تاقیامت آگ سے بھر جائے گی،ان دونوں فرشتوں اوران کے سوال کی تاویل کرنے سے اجتناب کرو! کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔[2] یہ بیان ہو چکا ہے کہ شیعہ اعتقاد کے مطابق ضروریات دین کا منکر شخص کافر ہے۔

تضاد بیانی:

شیعہ علماء یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! بندے سے اس کی موت کے بعد پہلا سوال لا الٰہ الا اللہ، اورمحمد رسول اللہ کی گواہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے متعلق ہوگا۔[3]

سوال نمبر:۸۳۔کیا شیعہ عقیدہ کے مطابق موت کے بعد قیامت سے پہلے بھی کوئی حشر ہوگا؟

جواب جی ہاں! روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام القائم کے زمانے میں یا اس سے پہلے مومن لوگوں کو اکٹھا کرے گا تاکہ ان کی آنکھیں اپنے ائمہ اوران کی حکومت دیکھ کرٹھنڈی ہوں۔اللہ تعالیٰ کافروں اورمخالفین کی ایک جماعت کو اکٹھا کرے گا تاکہ دنیا ہی میں ان سے جلدی انتقام لیا جائے۔''[4]

سوال نمبر۸۴۔شیعہ عقیدہ کے مطابق میدان محشر میں طویل قیام اور پل صراط سے گزرنے سے کون لوگ مستثنیٰ ہیں؟

جواب ایرانی شہر قم کے لوگ؛جو کہ صفوی حکومت کا مرکز ہیں؛ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔بہتان تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ نے فرمایا ہے کہ: اہل قم کا حساب ان کے گڑھوں میں ہوگا، اوروہ گڑھوں سے سیدھے جنت میں جائیں گے۔[5]

[1] عیون أخبار الرضا ٢/ ٣٧٧ ح ٢٥٨ باب ٣١۔ فیما جاء عن الرضاء من الأخبار المجموعة۔ و بحار الأنوار: ٢٧/ ٧٩، حدیث نمبر: ١٨ (باب ثواب جهنم ونصر هم)۔

[2] العقائد ص٦٨۔ للمجلسي (الفصل الأول :فیما یتعلق بأصول العقائد)۔ [3] عیون أخبار الرضا: ٢/ ٤٥٣، حدیث نمبر٨، باب ٣٥ ماکتبه الرضا للمأمون . . .'' [4] العقائد: ٧٥ (الفصل الاول فیما یتعلق باصول العقائد)۔ [5] بحارا لأنوار: ٦٠/ ٢١٨، ح: ٤٨۔ باب الممدوح من البلدان . . .''، مستدرك سفینة البحار ٨/ ٤٤٢۔

تعلیق:

اسی لیے شیعہ علماء اس شہر میں پراپرٹی کے سب سے بڑے دلال ہیں۔!

سوال نمبر۸۵۔ جنت کے دروازوں کی تعداد شیعہ عقیدہ کے مطابق کتنی ہے اور یہ دروازے کن کے لیے ہیں؟

جواب ابوالحسن الرضا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان سے ایک دروازہ قم شہر کے باسیوں کے لیے ہے اور وہ تمام شہروں میں سے ہمارے بہترین شیعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ولایت کو ان کی مٹی میں ملائے۔''[1]

تبصرہ:

عہد حاضر کے شیعہ کے پراپرٹی ڈیلر علماء نے اہل قم کے لیے جنت کے دروازوں کی تعداد بڑھا دی ہے۔ لہٰذا الرضا رحمہ اللہ کی طرف یہ بہتان منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جنت کے آٹھ دروازوں میں سے تین اہل قم کے لیے ہیں، لہٰذا ان کے لیے عظیم خوشخبری ہے، ان کے لئے شاندار کامیابی ہے۔''[2]

لہٰذا اے عرب شیعہ! انتظار کس بات کا ہے ان تین دروازوں سے داخل ہونے میں جلدی کرو، کہیں یہ تمہارے داخلے سے قبل ہی بند نہ ہو جائیں!!

سوال نمبر:۸۶۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق قیامت والے دن لوگوں کا حساب کون لے گا؟

جواب لوگوں کا حساب شیعہ کے ائمہ لیں گے؟!! چنانچہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''پل صراط سے گزارنا، میزان قائم کرنا اور ہمارے شیعہ کا حساب بھی ہمارے ذمہ ہوگا۔''[3]

پھر اپنے حصہ کی اس مقدار میں اضافہ کرتے ہوئے شیخ الحر العاملی نے لکھا کہ: ''بے شک قیامت کے دن پوری مخلوق کا حساب ہمارے ائمہ کے سپرد ہوگا۔''[4]

پھر اس کے بعد ابوالحسن الأول پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''تمام خلق نے ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اور ان کا حساب لینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔ پس جو کوئی

[1] بحار الأنوار: ۵۷/ ۲۱۶۔ حدیث نمبر: ۳۹۔ باب الممدوح من البلدان "

[2] بحار الأنوار: ۵۷/ ۲۲۸۔ حدیث نمبر: ۶۲۔ باب المدوح من البلدان و المذموم منها و غرائبها۔

[3] رجال الکشی: ۴/ ۲۸۳، نمبر: ۱۵۵، حدیث نمبر: ۲۔ ماروی فی زبد الشحام . . . " بحار الأنوار: ۴۷ / ۷۸، حدیث نمبر: ۵۶، ابواب تاریخ الامام الهمام مظهر الحقائق ابی عبد الله جعفر بن محمد)۔

[4] الفصول المهمة فی اصول الائمة ۱/ ۴۴۶ باب ۱۱۶، اس میں دو حدیثیں بیان کی ہیں۔

ان کا گناہ ان کے اور اللہ کے مابین ہوگا وہ ہم پر حتمی طور پر پکا ہے کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں اس کی مغفرت کروائیں۔ اور اللہ ہماری بات مانے گا [اور ان کی مغفرت کردے گا]۔'' [1]

تعلیق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنۡ حِسَابُهُمۡ اِلَّا عَلٰى رَبِّىۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ﴾ [٢٦/ الشعراء: ١١٣]

''ان کا حساب تو میرے رب کے ذمے ہے اگر تم شعور رکھتے ہو۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ﴾ [٤٥/ الغاشية: ٢٥، ٢٦]

''بے شک ہماری ہی طرف ان کی واپسی ہے۔ پھر بے شک ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔''

سوال نمبر: ۸۷۔ شیعہ علماء کے عقیدے کے مطابق قیامت کے دن انسان پل صراط کیسے عبور کر سکے گا؟

جواب ان کے علماء نے یہ روایت گھڑ لی ہے کہ ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے علی! جب قیامت کا دن ہوگا، میں اور تم اور جبرائیل پل پر بیٹھو گے۔ لہٰذا پل سے صرف وہی شخص گزر سکے گا جس کے پاس تیری ولایت کا براءت نامہ ہوگا۔'' [2]

سوال نمبر: ۸۸۔ شیعہ عقائد کی رو سے کون، لوگوں کو اپنی مرضی سے جنت یا جہنم میں داخل کرے گا؟

جواب یہ کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کریں گے۔ (ہم اس گمراہی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔ چنانچہ کلینی روایت کرتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والا اللہ کا کارندہ ہوں۔ کوئی بھی شخص میری تقسیم کے بغیر ان میں داخل نہیں ہوگا۔'' [3]

پھر شیعہ علماء گمراہی ضلالت میں یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''میں حساب والے دن تقسیم کرنے والا ''دیّان'' ہوں گا۔ میں لوگوں کو جہنم اور جنت تقسیم کروں گا۔ کوئی بھی شخص میری تقسیم کے بغیر ان میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ بے شک میں فاروق اکبر ہوں۔ [4]

[1] الروضة من الكافي ٨/ ٢٠٣٧ ح ١٦٧ (كتاب الروضة: حديث الناس يوم القيامة) الفصول المهمة في أصول الأئمة: ١/ ٤٤٧ ح ٢ (باب ان حساب جميع الخلق يوم القيامة الى الائمة)۔ [2] الاعتقادات لابن بابويه: ص ٧٠، باب في الاعتقاد في الصراط۔ [3] اصول الكافي: ١/ ١٤٢۔ كتاب الحجة، حديث نمبر: ٣۔ باب أن الأئمه هم أركان الأرض۔ [4] بصائر الدرجات الكبرى: ٢/ ٢٩٩ حديث نمبر: ٤۔ باب في أمير المومنين ع..... "تفسير فرات: ١٧٨، حديث نمبر: ٢٣۔ و اللفظ له، سورة يونس) بحار الانوار ٢٦/ ١٥٣ ح ٤٢ (باب انه لا يحجب عنه شيئ من احوال شيعتهم---)۔

ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منبر رکھا جائے گا جسے ساری مخلوق دیکھے گی۔ پھر ایک شخص اس پر چڑھے گا، اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ کھڑا ہوگا اور بائیں جانب بھی ایک فرشتہ کھڑا ہوگا۔ دائیں جانب والا فرشتہ اعلان کرے گا اے تمام مخلوقات! یہ علی بن اَبی طالب علیہ السلام ہیں، جسے چاہیں گے جنت میں داخل کریں گے۔ اور بائیں جانب والا فرشتہ اعلان کرے گا اے تمام لوگوں کی جماعت! یہ علی بن اَبی طالب علیہ السلام ہیں، وہ جسے چاہیں گے جہنم رسید کریں گے۔'' [1]

بلکہ جنت کے دروازوں کی زنجیر جب ہلے گی تو ٹن ٹن کی آواز سنائی دے گی جو کہہ رہی ہوگی: یا علی۔

پھر شیعہ نے رسول اللہ ﷺ پر افتراء باندھتے ہوئے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک جنت کے دروازے کی زنجیر سرخ یاقوت کی بنی ہے جو سنہری طاق پر لگی ہے۔ جب زنجیر طاق پر لگتی ہے تو اس سے ٹن ٹن کی آواز آتی ہے جو کہتی ہے: یا علی۔'' [2]

سوال نمبر: ۸۹۔ شیعہ عقیدے کی رو سے اللہ کی مخلوق میں سے جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟

جواب شیعہ علماء نے ایک روایت گھڑ لی ہے؛ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے علی رضی اللہ عنہ! کیا میں تجھے بشارت نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، یارسول اللہ! ضرور سنائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے حبیب جبریل امین تشریف لائے تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے محبین اور شیعہ کو سات خصائل سے نوازا ہے۔.....[ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ]:.....''شیعہ عام لوگوں سے (۸۰) اسی سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔'' [3]

پھر انہوں نے صرف شیعہ کے لیے جنت مختص کرتے ہوئے یہ روایت صادر کی کہ بلاشبہ جنت صرف ان کے لیے اور ان کے موالین کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اور جہنم ان کے دشمنوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔'' [4]

تبصرہ:

شیعہ اپنے قول میں یہودیوں کے مشابہ ہوگئے ہیں جنہوں نے کہا تھا:

﴿وَ قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ (البقرہ: ۱۱۱)

[1] بصائر الدرجات: ۲/ ۲۹۸۔ ح: ۱ (باب فی امیر المومنین رضی اللہ عن انہ قسیم الجنة و النار)۔ علل الشرائع: ۱/ ۱۶۳، حدیث نمبر: ٤ (باب ۱۳۰ العلة التی من اجلها صار علی بن ابی طالب قسیم اللہ بین الجنة والنار)۔

[2] علل الشرائع: ۱/ ۱٦٤۔ ح: ٥۔ باب ۱۳۰ العلة التی من أجلها صار علی بن أبی طالب قسیم اللہ بین الجنة و النار)۔

[3] الآمالی ص ٤١٦ ح ١٥) المجلس الرابع و الخمسون) بحار الانوار ٦٨/ ٩ ح ٤ (باب فضائل الشیعة)۔

[4] شرح الاخبار فی فضائل الائمة الاطهار ۳/ ٦ ح ۹۲۳ (بقیة فضائل اهل البیت: توبة آدم)۔

''اور انہوں نے کہا: جنت میں صرف وہی لوگ جائیں گے جو یہودی یا نصرانی ہوں گے یہ ان کی (باطل) آرزوئیں ہیں، کہہ دیجیے لاؤ تم اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔''

سوال نمبر: ۹۰۔ شیعہ علماء کا قضا اور قدر کے بارے میں عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ شیخ مفید لکھتا ہے: ''آل محمد ﷺ کا صحیح موقف یہ ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں۔ ابو الحسن سے مروی ہے کہ ان سے بندوں کے افعال کے بارے میں پوچھا گیا کیا بندوں کے افعال اللہ کی مخلوق ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر اللہ ہی ان افعال کا خالق ہوتا تو ان سے براءت کا اعلان نہ کرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ﴾

''بے شک اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہیں۔''

اللہ نے مشرکوں سے براءت کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کے شرک اور افعالِ بد سے براءت کا اعلان کیا ہے۔ [1]

شیعہ شیوخ کی طرف سے ایمان بالقضاوالقدر میں معتزلہ سے ہم آہنگی کی عدم صراحت چلتی رہی حتی ان کے شیخ الحر العاملی نے صراحت کے ساتھ یہ ہم آہنگی آشکارا کر دی۔ وہ لکھتا ہے: (باب نمبر: ۴۷) ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے سوائے بندوں کے افعال کے۔'' مزید لکھتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ شیعہ امامیہ اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ بندوں کے افعال بندوں سے صادر ہوتے ہیں اور وہی ان کے خالق ہیں۔'' [2]

تعلیق:

کلینی ابو جعفر اور عبد اللہ علیہما السلام سے روایت کرتا ہے انہوں نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی مخلوق کو گناہوں پر مجبور کرے پھر ان گناہوں پر عذاب بھی دے۔ اور اللہ بہت غالب ہے، یہ ممکن نہیں کہ وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو۔'' کلینی کہتا ہے ان دونوں سے سوال کیا گیا کیا جبر اور قدر کے درمیان کوئی تیسرا درجہ بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے سے بھی بڑھ کر ہے۔ [3]

شیعہ کو منہ توڑ جواب:

ابو عبد اللہ فرماتے ہیں: ''قدریہ فرقے کی ہلاکت ہو، وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہیں:

﴿ فَأَنجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ز قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ (۲۷/ النمل: ۵۷)

''پھر ہم نے اسے اور اس کے اہل خانہ کو نجات دی، سوائے اس کی بیوی کے، ہم نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ

[1] تصحیح اعتقادات الإمامیة :ص ۴۲-۴۴ (خلق افعال العباد)۔

[2] الفصول المهمة فی أصول الأئمه: ۱/ ۲۵۷۔ باب نمبر: ۴۷ ان اللّٰه سبحانه خالق کل شیئ الا افعال العباد)

[3] اصول الکافی: ۱/ ۱۱۲۔ کتاب التوحید، حدیث نمبر: ۹۔ باب الجبر والقدر والأمر بین الأمرین۔

پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی۔''

ان منکرین تقدیر کی ہلاکت ہو، اللہ کے سوا اور کس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی۔ [1]

تعلیق:

یہ روایت شیعہ ائمہ سے تقدیر کے ثبوت کے طور پر پیش کی جاتی ہے اور یہ روایت قدیم شیعہ علماء کے عقیدہ کی وضاحت کرتی ہے۔ جب کہ متاخرین شیعہ نے بغیر کسی دلیل کے اس روایت سے روگردانی کی ہے۔ اس کی وجہ معتزلہ کی اندھی تقلید ہے۔ بلکہ انہوں نے معتزلہ کے مذہب کے مخالف بہت ساری روایات سے چشم پوشی کی ہے۔ بلکہ شیعہ علماء نے معتزلہ کی تقلید میں چار قدم آگے بڑھتے ہوئے فرمایا: ''شیعہ مذہب کے اصولوں میں سے ایک عدل ہے جو کہ معتزلہ کے عقیدے کے برابر ہے۔ عدل کا مطلب ہے اللہ کی تقدیر کا انکار۔ شیعہ کے شیخ ہاشم معروف کہتے ہیں: ''شیعہ امامیہ کے نزدیک عدل ارکان دین میں سے ہے بلکہ اصول اسلام میں سے ایک اہم اصول ہے۔ [2]

دندان شکن جواب:

بعض شیعہ علماء سے تقدیر کے مسئلہ میں اہل سنت کے موافق قول بھی منقول ہے۔ [3]

سوال نمبر: ۹۱۔ شیعہ اوصیاء کس کی اختراع ہے۔ اوصیاء کی تعداد کتنی ہے اور آخری وصی کون ہے؟

جواب: جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے یہ عقیدہ عبداللہ بن سبا یہودی نے گھڑا تھا۔

ابن بابویہ القمی نے شیعہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے کہا شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جو حکم الٰہی کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے۔'' نیز اس نے بیان کیا کہ اوصیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ [4]

تعلیق:

انہوں نے ایک روایت یہ بھی گھڑی ہوئی ہے کہ: ابوالحجاز سے روایت ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا خاتمہ ہوا تھا' اور مجھ پر ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء کا خاتمہ ہوا ہے۔ اور مجھے اس چیز کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے جس کا مجھ سے پہلے انبیاء کرام کو مکلّف ٹھہرایا گیا تھا۔ واللہ المستعان۔'' [5]

ملاں مجلسی نے اپنی اخبار میں ذکر کیا ہے کہ علی آخری وصی ہیں۔ لہٰذا وہ روایت کرتا ہے کہ علی علیہ السلام کی وفات

[1] تفسير العياشي ٢/ ٢٦؛ ح: ٥٧۔ سورة الأعراف۔ تفسير الصافي ٣/ ١١٦ (سورة الحجر)۔ بحار الأنوار ٥/ ٥٦ ح ١٠٢ (باب نفي الظلم و الجور عنه تعالىٰ و إبطال الجبر و التفويض)۔

[2] الشيعه بين الأشاعرة والمعتزلة: ٢٤٠۔ عقيدة المؤمن: ٤٣۔

[3] عقائد الامامية الاثنى عشرية: ٣/ ١٧٥۔ ١٧٦ عقائد الامامية فى ثوبه الجديد ص ٥٥۔ ٥٦ (الفصل الاول الالهيات عقدتنا فى القضاء و القدر)۔ [4] الاعتقادات ص ٩٢ (باب فى الاعتقاد فى عدد الانبياء والاوصياء عليهم السلام)۔ [5] بصائر الدرجات الكبرى ١/ ٢٥٢؛ ح:٢؛ نادر من الباب۔

کے بعد حسن بن علی علیہما السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور امیر المومنین کا ذکر کیا تو فرمایا علی اوصیاء کے آخری شخص اور خاتم الانبیاء کے وصی ہیں۔ وہ شہداء، صدیقین اور صالحین کے امیر ہیں۔ [1]

اس روایت کا یہ مطلب ہوا کہ امیر المومنین علی بن أبی طالب کے بعد کوئی وصی نہیں ہے اور ان کے بعد والے ائمہ کی امامت باطل ہے کیونکہ وہ اوصیاء نہیں ہیں، اس طرح یہ بات شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے مذہب کو جڑوں کو کاٹ کر رکھ دیتی اور ان کی مذہبی عمارت کو زمین بوس کر دیتی ہے۔ لیکن شیعہ علماء کی توجہ اس طرف نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (٤/ النساء:٨٢)

''اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

سوال نمبر:۹۲۔ شیعہ مذہب میں امامت کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

جواب [شیعہ کے نزدیک امامت کا مقام و مرتبہ بذیل امور سے عیاں ہوتا ہے]:

1۔ ❀ امامت نبوت کے ہم پلہ ہے۔ شیعہ علماء کہتے ہیں: ''امامت نبوت جیسا منصب الٰہی ہے۔ [2]

اور کہتے ہیں: ''حق بات تو یہ ہے کہ: ''امامت بھی نبوت کی طرح اصول دین میں سے ہے۔'' [3]

اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ: ''امامت کا مرتبہ نبوت کے برابر ہے۔'' [4]

امام خمینی فرماتے ہیں: ''امامت یوم اول سے لیکر رسول اللہ ﷺ کی آخری سانسوں تک نبوت کے بالکل ہم پلہ و برابر تھی۔'' [5]

اس لیے شیعہ عالم البحرانی نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس شخص نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے نبوت محمدی ﷺ کا اقرار کوئی نفع نہیں دے گا؛ آگاہ ہو جاؤ! نبوت اور امامت دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔'' [6]

2۔ ❀ پھر غلو اور کج روی میں بڑھتے ہوئے کہتے ہیں: ''امامت، نبوت سے بلند تر اور عظیم ترین ہے۔''

شیعہ کے شیخ اور علامہ الجزائری لکھتے ہیں: ''امامت نبوت و رسالت سے افضل و اشرف ہے۔'' [7]

جب کہ کلینی کی احادیث میں ہے: ''بے شک امامت مرتبہ نبوت سے بلند تر ہے۔'' [8]

[1] بحار الأنوار: ٤٣/ ٣٦١، حديث نمبر: ٣۔ باب خطبه بعد شهادة أبيه وبيعة الناس له۔

[2] اصل الشيعة و أصولها: ٦١ (المقصد الثانی)۔

[3] الإمامة في أهم كتب الكلامية ص ٤٣۔ الإمامة من الاصول للمعاصر على الميلاني ۔

[4] حق اليقين في معرفة أصول الدين ١/ ١٨٥۔ (كتاب الإمامة : الفصل الأول) لعبدالله الشبر۔

[5] كشف الأسرار ص ١٧٣۔ الحديث الثاني في الإمامة۔

[6] بحارالأنوار: ٢٦/ ٣۔ حديث نمبر: ١۔ باب نادر في معرفتهم بالنورانية "

[7] قصص الأنبياء ص ١٣ للجزائری۔ [8] اصول الكافی: ١/ ١٢٤۔ كتاب الحجة۔ باب طبقات الانبياء والرسل۔

3 ۔❀ پھر غلو اور مبالغہ آرائی میں سرکشی کرتے ہوئے کہنے لگے کہ:

''امامت اصول دین میں سے ایک اصل ہے۔اس کا عقیدہ رکھنے کے بغیر ایمان پورا نہیں ہوسکتا۔''

ان کے ایک معاصر علامہ محمد رضا المظفر نے کہا ہے:''ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:''امامت دین کے اصولوں میں سے ایک ایک اصول اس کا عقیدہ رکھنے کے بغیر ایمان پورا نہیں ہوسکتا۔''[1]

معاصر شیعہ علامہ وفقیہ جعفر السبحانی کہتا ہے:

''شیعہ شروع دن سے ہی اس بات پر متفق ہیں کہ امامت دین کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان ائمہ کی امامت کے اعتقاد کو صحیح ایمان کے لوازم میں سے سمجھا جاتا ہے۔''[2]

علامہ ءشیعہ العاملی الملقب شہید ثانی نے کہا ہے:''امامیہ فرقہ کے نزدیک ائمہ علیہم السلام کی امامت کی تصدیق کرنا ایمان کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے؛ اور یہ ضروریات مذہب کے تحت معلوم شدہ ہے۔''[3]

اور یہ بات ہم کئی بار واضح کر چکے ہیں کہ شیعہ اعتقاد کے مطابق ضروریات دین کا انکار کرنا کفر ہے۔

4 ۔❀ اس کے ساتھ ہی انہوں نے آگے ترقی کرتے ہوئے امامت کو نبوت سے بھی اعلی وافضل قرار دیدیا۔ان کا عقیدہ ہے کہ''امامت وہ عظیم ترین چیز ہے جسے دے کر نبی ﷺ کو معبوث کیا گیا ہے''۔

شیعہ کے شیخ الھادی الطہرانی کہتے ہیں:''بے شک اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم دینی فریضہ جو نبی مکرم کو دے کر مبعوث فرمایا، بلاشبہ وہ امامت کا فریضہ ہے۔''[4]

اسی طرح شیعہ نے امامت کے متعلق ہر طرح کا غلو استعمال کیا ہے اور اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی۔

5 ۔❀ لہٰذا کہتے ہیں: امامت، ارکان اسلام میں سے ہے، بلکہ ارکان اسلام میں سے عظیم رکن ہے۔

کلینی نے روایت کی ہے:''ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، زکوۃ، حج اور ولایت۔ جتنا اعلان و پرچار ولایت کا کیا گیا ہے، اتنا پرزور اعلان کسی اور رکن کا نہیں کیا گیا۔''[5]

کلینی، ابوجعفر سے مزید روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: نماز، زکاۃ، حج، روزے اور ولایت پر۔

زرارہ کہتا ہے: میں نے عرض کی ان میں سب سے افضل کونسی چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا ولایت سب سے افضل

[1] عقائد الإمامية في ثوبه الجديد ص ٩١۔ الفصل الثالث الإمامة۔

[2] الملل والنحل ١/ ٢٥٧۔ لجعفر السبحاني۔

[3] حقائق الإيمان ص ١٣١۔ المبحث الثاني في جواب إلزام يرد على ۔

[4] ودايع النبوة فى الولاية والمقتل: ١١٥۔ مزید دیکھیے: رسالة عين الميزان: ٤۔لآل كاشف۔

[5] اصول الكافي:٢/ ٤٣٤۔ كتاب الايمان والكفر، ح نمبر: ١۔ باب دعائم الاسلام۔ جب کہ شیعہ کے عصر حاضر کے علامہ عبدالھادی فضلی جو کہ سعودی عرب کی ایک یونیورسٹی کا سابقہ استاد ہے وہ اپنی کتاب میں کہتا ہے: امامت، ارکان دین میں سے ایک رکن ہے۔ دیکھیے التربية الدينية دراسة منهجية لاصول العقيدة الاسلامية ص ٦٣۔

ہے کیونکہ یہ ان سب کی کنجی ہے۔'' [1]

تعلیق:

یہ صرف بہت بڑا جھوٹ ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔ اس لیے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا امامت سے بڑا مسئلہ ہے۔ کوئی کافر اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس کلمہ طیبہ کا اقرار نہ کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اسی کلمہ کا اقرار کروانے کے لیے کفار سے جنگ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [٩/ التوبة:٥]

''تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انھیں پکڑو اور انھیں گھیرو اور ان کے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ [٩/ التوبة:١١]

''پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمھارے بھائی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے توبہ کرلینے [نماز پڑھنے اور زکواۃ ادا کرنے] کی وجہ سے انہیں ہمارے دینی بھائی قرار دیا ہے، کہیں بھی امامت کا کوئی ذکر تک نہیں کیا۔

شیعہ کی رسوائی:

شیعہ کو ان کے عالم آل کاشف الغطاء نے یہ کہہ کر رسوا کر دیا ہے کہ شیعہ امامیہ نے پانچواں رکن اپنے پاس سے بڑھایا ہے، یعنی امامت کا اعتقاد۔'' [2]

6۔❀ اصل میں تمام اسلام امامت ہی تو ہے۔

اب انہوں نے ایک روایت گھڑ کر امام باقر رحمہ کی طرف منسوب کردی کہ آپ اس آیت:

﴿إن الدين عند الله الإسلام﴾

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد ہے علی ابن ابی طالب کی ولایت کے لیے سر تسلیم خم کرنا۔'' [3]

پھر ایک دوسری روایت میں امام زین العابدین اور جعفر صادق پر جھوٹ گھڑ لیا کہ آپ دونوں حضرات فرماتے ہیں:

[1] اصول الكافي: ٢/ ٤٣٥ (كتاب الايمان والكفر ح ٥ باب دعائم الاسلام)۔ [2] اصل الشيعة وأصولها:ص ٢١١ (المقصد الثاني)۔ [3] مناقب آل أبي طالب ٣/ ٦٧١۔ فصل في أنه الإيمان والإسلام والدين و السنة و السلام و الولي۔

﴿أدخلوا في السلم كافة﴾ [الآية]

''پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ: ''حضرت علی کی ولایت میں داخل ہوجاؤ۔'' [1]

دندان شکن:

شیعہ علماء ومشائخ نے روایت کیا ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جانے لگی تو آپ نے فرمایا:

'' مجھے چھوڑ دو اور میرے علاوہ کسی دوسرے کو تلاش کرو۔ اس لیے کہ ایک ایسے نکتہ پر کھڑے ہیں جس کے کئی چہرے اور کئی رنگ ہیں ۔ اور دل اس کے لیے مطمئن نہیں ہورہے۔ اور نہ ہی عقول اس کے سامنے ٹھہر سکتی ہیں۔ بیشک اہل خرد و دانش بھی بیہوشی کا شکار ہیں۔اور راہیں اوپری ہوگئی ہیں۔اور اگر میں نے تمہاری بات مان لی تو میں تمہیں اپنے علم کے مطابق لیکر چلوں گا۔اور میں کسی کہنے والے کی بات نہیں سنوں گا اور نہ ہی کسی عتاب کرنے والے کے عتاب کی پرواہ کروں گا۔اور اگر آپ لوگ مجھے چھوڑ دو گے تو میں بھی تم میں سے کسی ایک عام آدمی کی طرح ہوں گا۔شاید کہ میں تم سب سے زیادہ اس آدمی کی بات ماننے والا اور اطاعت کرنے والا ہوجاؤں جسے تم اپنا امیر بنالو۔میرا وزیر بن کر رہنا تمہارے لیے میرے امیر بن کر رہنے سے زیادہ بہتر ہے۔'' [2]

یہ نص اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص امام نہ تھے۔اگر ایسے ہوتا تو پھر آپ کے لیے جائز نہیں تھا کہ آپ کہتے: '' مجھے چھوڑ دو اور کسی دوسرے کو تلاش کرو''۔شیعہ اعتقاد کے مطابق یہ نص مقدس ہے؟۔ جو کہ اس تمام عمارت کو ہی ڈھا رہی ہے جس کے جھوٹوں کی بنیاد ان کے علماء ومشائخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور بارہ ائمہ کی امامت کی ایجاد پر رکھی تھی۔

مزید برآں انہوں یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

'' بیشک میری بیعت لوگوں نے اس بات پر کی ہے جس بات پر انہوں نے ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی۔موجود کو اختیار کرنے کا حق حاصل نہیں اور نہ ہی غائب کو واپس کرنے کا حق ہے۔ بیشک شوری مہاجرین اور انصار کے مابین تھی۔ اور اگر یہ لوگ کسی ایک انسان پر جمع ہوجائیں اور اسے اپنا امام بنالیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی نشانی ہے۔ پھر اگر کوئی انسان کسی طعنہ یا بدعت کی وجہ سے ان کی جماعت سے نکل جائے تو واپس جماعت

[1] المصدر السابق ۳/ ۶۷۲۔

[2] شرح نهج البلاغة ۲/ ۳۹۳۔ رقم ۹۲؛ باب : المختار من خطب أمير المؤمنين۔

اسے واپس جماعت میں لاؤ۔ اور اگر وہ اس کا انکار کرے تو مؤمنین کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے کی وجہ سے اس سے قتال کرو، اللہ اسے وہیں پھیرے گا وہ جہاں پھرا ہے۔[شرح نهج البلاغة: ٢/ ٣٩٣ نمبر٦]

یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر کوئی نص موجود نہیں تھی۔ امامت کے بارے میں شوری مہاجرین وانصار کے مابین تھی۔ جسے وہ تمام لوگ اتفاق سے اپنا امام بنالیں تو وہی امام ہوگا۔ اور جو کوئی اس بات کو نہ مانے تو اہل ایمان کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے کی وجہ سے اس سے قتال کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی نص موجود ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی یہ الفاظ ارشاد نہ فرماتے۔

انہوں نے یہ بھی روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''اللہ کی قسم! خلافت میں میری کوئی رغبت نہیں تھی۔ اور نہ ہی اس ولایت میں کوئی شرف ومنزلت ہے۔ لیکن تم لوگوں نے ہی مجھے اس کی طرف بلایا اور اس کا بوجھ میرے کاندھوں پر ڈال دیا''۔[نهج البلاغة ٤/ ٤٣٢ نمبر٩٧]

اس نص میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بتا رہے ہیں کہ: ''ان لوگوں کے مطالبہ پر اور آپ کو منتخب کرنے کی وجہ سے آپ خلیفہ بنے۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی نص موجود نہیں تھی۔ تو کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ شیعہ علماء ومشائخ اس دعوی کو سچ ثابت کرنے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتے جارہے ہیں جس کی بنیاد عبداللہ بن سباء یہودی نے رکھی تھی۔

سوال نمبر:۹۳۔ براہ مہربانی شیعہ علماء کی من گھڑت عیدوں اور تہواروں کا تذکرہ فرمائیں۔

جواب شیعہ کی خود ساختہ عیدوں میں سے مشہور ترین عید ''عید الغدیر'' ہے۔ شیعہ کے شیخ عبداللہ العلایلی کہتے ہیں:

''بلاشبہ ''عید الغدیر'' اسلام کا جزء ہے۔ جس نے اس عید کا انکار کیا اس نے سرے سے اسلام کا انکار کیا۔''[1]

شیعہ علامہ محمد جواد مغنیہ لکھتا ہے: ''بے شک اس روز ہمارا عید منانا درحقیقت قرآن کریم اور نبی معظم کی سنت کی خوشی منانا ہے۔ اس روز عید کرنا درحقیقت اسلام اور یوم اسلام منانا ہے۔ یقیناً اس روز عید منانے سے روکنا دوسرے الفاظ میں کتاب وسنت پر عمل کرنے سے روکنا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور اس کی مبادیات سے منع کرنا ہے۔''[2]

روایت کرتے ہیں کہ ان کے امام ابوعبداللہ نے اس دن کی تعیین کرتے ہوئے فرمایا: ''عید غدیر خم کا دن افضل ترین عید ہے اور وہ ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو ہوتی ہے۔''[3]

شیعہ کی عیدوں اور تہواروں میں سے ایک تہوار وعید اس دن منائی جاتی ہے جس دن ابولؤلؤ ایرانی مجوسی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ لہٰذا شیعہ عالم الجزائری اپنی کتاب میں اس واقعہ کے متعلق عنوان کچھ اس طرح

[1] الشيعة فى الميزان: ٢٥٨، حاشيه: ١۔نشر از لبنان ريڈيو ١٨/ ١٢/ ١٣٨٠ھ [2] الشيعه فى الميزان: ٥٣٤۔

[3] وسائل الشيعة: ٥/ ٤٣۔ حديث نمبر: ١٨۔ باب وجوب تعظيم يوم الجمعة '' ديكھيے: تحرير الوسيله: ١/ ٢٧٠۔ القول فى أقسام الصوم۔ المنوب منه۔

لکھتا ہے: ''آسمانی نور عمر بن خطاب کے قتل کے دن کا ثواب ظاہر کرتا ہے۔'' پھر اپنی سند سے بیان کرتا ہے کہ عمر کے قتل کا دن ۹ ربیع الاول ہے اور ان کے امام ابوالحسن العسکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن عید منانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اہل بیت کے نزدیک اس دن سے بڑھ کر محترم اور خوش کن دن کون سا ہوسکتا ہے۔''

پھر انہوں نے ایک اور بہتان گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے عمر کے قتل کے دن جشن منانے کے بارے میں فرمایا:

''بے شک یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے اور تمہارے نانا کے دشمن کو ماریں گے... بلاشبہ یہ وہ دن ہے جس دن تمہارے نانا کا دشمن اور تمہارے دشمن کا مددگار ہلاک ہوگا... یہ وہ دن ہے جس میں میرے اہل بیت کا فرعون، ان کا ہامان، ظالم اور ان کے حقوق کا غاصب دنیا سے جائے گا. اور وہ اپنے کندھوں پر رسوائی کا درہ اٹھائے پھرتا تھا، لوگوں کو اللہ کی راہ سے گمراہ کرتا تھا، وہ اللہ کی کتاب میں تحریف اور میری سنت کو تبدیل کرتا تھا... اللہ نے مجھے وحی کی تو فرمایا اے محمد! میں نے اس دن کی خوشی میں کراماً کاتبین کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تین دن تک قلم بند کر دیں اور مخلوق کے گناہ اور غلطیاں مت لکھیں کیونکہ میں نے تین دن انہیں کھلی چھٹی دے دی ہے... یا محمد! بلاشبہ میں نے اس دن کو عید بنایا ہے اور میں نے اپنی عزت، جلال اور بلند مقام و مرتبے کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص اس دن اپنے اہل وعیال اور عزیز و اقارب پر دل کھول کر خرچ کرے گا، میں اس کے مال اور عمر میں ضرور اضافہ کر دوں گا، اسے جہنم سے آزادی دے دوں گا، اس کے اعمال قبول کر لوں گا، اس کے گناہ معاف اور اس کی محنتوں کو قبول کر لوں گا۔'' [1]

شیعہ ابولؤلؤ کو ''بابا شجاع الدین'' ''دینی ہیرو'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ [2]

اور مجوسیوں کی طرح یوم النیروز کی تعظیم بھی شیعہ مذہب کا حصہ ہے۔ [3]

تعلیق:

شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ یوم النیروز مجوسی ایرانیوں کی عید ہے جسے شیعہ بھی مناتے ہیں۔ [4]

سوال نمبر: ۹۴۔ کیا شیعہ علماء کے نزدیک اماموں کی تعداد متعین ہے؟

جواب شیعہ علماء کے استاد اول ابن سبأ یہودی کے نزدیک امامت حضرت علی کے بارے میں وصیت کیساتھ ہی ختم ہوجاتی ہے، شیعہ نے علی رضی اللہ عنہ پر افترء پردازی کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ علی رضی اللہ نے فرمایا: میرے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی کا اختتام کر دیا گیا۔ [5]

[1] الأنوار النعمانية: ۱/ ۱۰۸۔ ۱۱۱ (نورسماوی)۔ [2] الكنى و الألقاب: ۲/ ٦١ . . . (بابا شجاع الدين)
[3] وسائل الشيعة : ٥/ ١٧٣ (باب استحباب صلاة يوم النيروز"۔ بحار الأنوار: ٩٥ / ٤١٩۔ باب عمل يوم النيروز دائرة المعارف الشيعة: ٢٩ / ٢٠٢ . . ."[4] بحار الأنوار: ٤٨/ ١٠٨، ح: ٩۔ باب عبادته وسيره"
[5] بحار الأنوار: ٣٩ / ٣٤٢، حديث نمبر ١٣، ابواب الآيات النازلة فى شانه . . .".

لیکن اس کے بعد آنے والے شیعہ علماء نے حضرت علی کے متعدد بیٹوں اور پوتوں کو بھی امام قرار دے دیا۔

رجال الکشی میں لکھا ہے: مؤمنِ طاق یا شیطانِ طاق ؟ یہی وہ شخص ہے جس نے یہ بات مشہور کی کہ امامت اہل بیت کے مخصوص افراد میں محصور ہے۔''

لیکن جب یہ بات امام زید بن علی رحمہ اللہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اسے بلایا اور کہا:

''اے ابوجعفر! میں اپنے والد گرامی کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھتا تو وہ مجھے گوشت والا حصہ کھلاتے، مجھے گرم لقمہ ٹھنڈا کر کے دیتے تا کہ مجھے تکلیف نہ ہو، وہ یہ کام گرم چیز سے بچانے کے لیے مجھ پر شفقت کرتے ہوئے کرتے تھے۔ لیکن کیا انہوں نے مجھے جہنم کی گرمی سے بچانے کے لیے کوئی شفقت نہ کی کہ دین کی اہم باتیں تمہیں تو بتا دیں مجھے نہ بتائیں؟۔

تو میں نے عرض کیا: ''میں آپ پر قربان انہوں نے جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے ہی آپ کو یہ باتیں نہیں بتائیں۔ وہ ڈر گئے کہ کہیں تم انہیں قبول نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں داخل نہ ہو جاو، لیکن انہوں نے مجھے بتا دیں، لہٰذا اگر میں نے انہیں قبول کر لیا تو میں نجات پا جاؤں گا اور اگر میں نے وہ قبول نہ کیں تو انہیں کچھ پرواہ نہیں ہوگی کہ میں جہنم رسید ہو رہا ہوں۔'' [1]

تبصرہ:

اس طرح طاق شیطان نے امامت کا دلفریب جھوٹ گھڑا جو کہ شیعہ کے نزدیک دین کا بنیادی رکن بن گیا۔ اس شخص نے امام زین العابدین پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے اسلام کا یہ اہم رکن چھپائے رکھا، حالانکہ وہ بیٹا آل محمد کا بہترین فرد تھا۔ اسی طرح یہ تہمت بھی لگائی ہے کہ امام زید شیعہ علماء کے متبعین میں سے گھٹیا ترین درجہ کے شخص کے؛ جو کہ ان کے والد کا متبع ہو؛ کے مقام تک بھی نہیں پہنچ پاتے؛ کیونکہ ان میں امامت پر ایمان رکھنے کی قابلیت ہی نہیں۔ شیعہ علماء ہی اس سٹوری کو اپنے معتمد ترین مصادر میں نقل کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ محراب کا یہ شیطان اپنی بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ امام زید کے والد سے ایسی دینی معلومات رکھتا ہے جو ان کے بیٹے امام زید کو بھی اپنے والد سے حاصل نہیں، حالانکہ یہی علم شیعہ کے نزدیک دین کے اصول میں سے ایک اصل ہے''۔

سوال نمبر: ۹۵۔ کیا شیعہ علماء میں ائمہ کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے؟

جواب جی ہاں!! کلینی نے ابوجعفر پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت کا راز جبرائیل کو دیا، جبرائیل نے یہ بات خفیہ طریقے سے محمد ﷺ کو بتائی اور محمد نے علی کو بتائی اور علی نے جسے چاہا چپکے سے ولایت کی خبر دے دی۔'' [2]

[1] أصول الكافي: ١/ ١٢٣ حديث نمبر: ٥۔ باب الاضطرار الى الحجة ، الاحتجاج ٢/ ٣٧٦ (احتجاج مؤمن الطاق زيد بن علي) ۔ [2] أصول الكافي: ٢/ ٥٧٧۔ كتاب الايمان و الكفر ، حديث نمبر: ١٠۔ باب الكتمان۔

شیعہ عالم المازندرانی لکھتا ہے: ''علی نے اپنی طاہر اولاد اور مومنوں میں سے رازداروں کو یہ بات بتائی۔'' [1]

اس روایت میں ائمہ کی تعیین نہیں کی گئی اور نہ ہی ان کی تعداد بیان ہوئی ہے۔ گویا کہ جس عرصے میں یہ روایت گھڑی گئی اس میں ابھی ائمہ کی تعداد غیر حتمی تھی؟ پھر شیعہ علماء نے ترقی کر لی اور نئی روایات گھڑی گئیں۔

مثلاً کچھ روایات کے مطابق ائمہ کی تعداد سات ہے۔ روایت کہتی ہے: ''ہمارا ساتواں امام القائم ہے۔'' شیعہ کے اسماعیلی فرقے کے نزدیک ائمہ کی یہی تعداد حتمی ہے۔ [2]

لیکن جب شیعہ کے موسوی یا قطعیہ فرقے جسے اثنا عشری بھی کہا جاتا ہے، اس کے نزدیک ائمہ کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو سابقہ روایت کی وجہ سے شیعہ پیروکاروں میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے۔ لہٰذا شیعہ مذہب کے مؤسسین نے اس شک وشبہ کی کیفیت سے چھٹکارا پانے کے لیے درج ذیل روایت گھڑی۔

داود الرقی کہتا ہے: میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے عرض کی: میں آپ پر قربان! بے شک اللہ کی قسم! میرے سینے میں آپ کے کسی معاملے میں کوئی شک وشبہ نہیں سوائے اس ایک روایت کے جسے ذریح نے ابوجعفر علیہ السلام سے، انہوں نے مجھ سے پوچھا وہ روایت کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے ذریح کو کہتے ہوئے سنا ہے ہمارا ساتواں امام ''القالم'' ہوگا ان شاء اللہ۔ ابوالحسن کہنے لگے: تم نے سچ کہا ہے اور ذریح اور ابوجعفر علیہ السلام نے بھی سچ فرمایا ہے۔'' اللہ کی قسم! اس بات سے میرا شک مزید بڑھ گیا۔ پھر انہوں نے مجھے فرمایا اے داود بن أبی خالد! اللہ کی قسم! اگر موسی نے عالم کو یہ نہ کہا ہوتا کہ عنقریب، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ تو وہ اس سے کچھ نہ پوچھتے۔ اس طرح اگر ابوجعفر علیہ السلام نے یہ نہ کہا ہوتا ''اگر اللہ نے چاہا'' تو ان کی بات پوری ہو کر رہتی۔'' [3]

اس طرح شیعہ علماء نے اس مسئلے کو بھی البداء اور اللہ کی مشیت میں تبدیلی کے ساتھ جوڑ دیا ہے (اس کی تفصیل عنقریب بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ)۔ پھر یہ مسئلہ علماء کے ہاں آگے بڑھتا اور ترقی کرتا رہا۔ لہٰذا الکافی میں یہ روایت ملتی ہے کہ ائمہ کی تعداد تیرہ (۱۳) ہے۔

چنانچہ الکلینی؛ طوسی اور دوسرے علماء روایت کرتے ہیں کہ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے علی بے شک میں اور میری اولاد کے بارہ ائمہ اور تو! زمین کے بٹن ہیں، یعنی میخین اور پہاڑ ہیں۔ ہمارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہلنے اور دھنسنے سے روکا ہوا ہے۔ جب میری اولاد سے بارہ ائمہ ختم ہو جائیں گے تو زمین اہل زمین سمیت دھنس جائے گی اور انہیں مہلت نہیں ملے گی۔'' [4]

تعلیق:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ائمہ کی تعداد علی رضی اللہ عنہ کے بغیر بارہ ہے اور اگر انہیں بھی شامل کیا جائے تو ائمہ کی

[1] رجال الکشی: ۵/ ۴۳۹ ح ۷۰۰۔ بحار الانوار ۴۸/ ۲۶۰ ح ۱۳ (باب رد مذهب الواقفية)
[2] رجال الکشی ۵/ ۴۹۳ ح ۷۰۰ بحار الانوار ۴۸/ ۲۶۰۔ [3] المصدر السابق
[4] اصول الکافی: ۱/ ۴۰۹۔ کتاب الحجة، حدیث نمبر: ۱۷۔ باب ماجاء فی الاثنی عشر "الغيبة للطوسی ص ۱۰۲

تعداد تیرہ ہوجاتی ہے۔لیکن اس بات کو تسلیم کرنے سے شیعیت کی چولیں ہل جاتی ہیں اوران کی بلند وبالا عمارت زمین بوس ہوجاتی ہے۔

الکلینی نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس گیا تو ان کے سامنے ایک لوح رکھی تھی جس میں ان کی اولاد کے اوصیاء کے نام درج تھے۔تو میں نے انہیں شمار کیا تو وہ بارہ تھے۔ان کا آخری ''القائم'' علیہ السلام تھا۔'' [1]

میں شیعہ کی ضلالت کے بیان کو اس روایت پر ختم کرتا ہوں، شیعہ شیخ فرات الکوفی اپنی سند سے امام زید بن علی بن حسین رحمہ اللہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بلا شبہ ہمارے ائمہ معصومین کی تعداد پانچ ہے۔اللہ کی قسم ان کا چھٹا امام کوئی نہیں ہے۔ [2]

مسکت و دندان شکن:

اے شیعو! کیا تمہیں علم ہے کہ تمہارے علما کے نزدیک مہدی کی تعداد کتنی ہے؟

یقیناً تمہارے شیوخ کے عجیب وغریب اعتقادات میں سے یہ بھی ایک عجوبہ ہے کہ تمہارے مہدی القائم کے بعد بھی بارہ مہدی مزید آئیں گے۔!

لہٰذا ابوجعفر کی سند سے علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول ﷺ نے فرمایا:

''(یہ بات آپ نے اپنی وفات والی رات بیان فرمائی) اے ابوالحسن! میرے پاس کاغذ اور قلم لاؤ۔پھر آپ نے اپنی وصیت لکھوائی حتی کہ آپ اس جگہ پہنچ گئے تو فرمایا اے علی! بے شک میرے بعد بارہ امام ہوں گے، ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، تو ان بارہ میں سے پہلا امام ہے۔پھر لمبی روایت بیان کی حتی کہ یہ فرمایا یہ امامت حسن عسکری آل محمد سے اپنے بیٹے محمد المستحفظ کو دے گا۔اس طرح یہ بارہ امام ہوں گے، پھر اس کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، لہٰذا جب اس کی وفات کا وقت آئے تو وہ امامت اپنے بیٹے کو دے دے جو مقربین کا پہلا ہوگا۔اس کے تین نام میرے ہم نام ہیں اور اس کے والد کا نام میرے والد کے ہم نام ہے۔وہ عبداللہ، احمد اور تیسرا نام مہدی ہوگا اور وہ اول المؤمنین ہے۔'' [3]

تضاد بیانی:

شیعہ کے علامہ الطّوسی نے مہدی کی تعداد گیارہ بیان کی ہے۔لہٰذا ابوحمزہ، ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے بیان کرتا ہے کہ

[1] أصول الكافي: ١/ ٤٠٨۔ كتاب الحجة۔ حديث نمبر: ٩۔ باب ماجاء فى الا ثنى عشر كمال الدين و تمام النعمةت ص ٢٥٦ ح ١٣ (الباب الرابع و العشرون)" [2] تفسير فرات: ص٣٣٩، حديث نمبر ٤٦٤ (سورة الاحزاب) [3] كتاب الغيبة للطوسى ص ١٠٧ (ما يدل على امامة صاحب الزمان) بحارالأنوار:٣٦/ ٢٦٠، ٢٦١. حديث نمبر:٨١، باب نصوص الرسول..۔

انہوں نے فرمایا: ''اے ابوحمزہ! بے شک ہم میں سے القائم کے بعد حسین علیہ السلام کی اولاد سے گیارہ مہدی ہوں گے۔'' [1]

پڑے خاک تو جل جائیں جل جانے والے:

شیعہ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اوصیاء کے آخری وصی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے بعد کوئی وصی نہیں ہے۔ یہ روایت ان کی مذہبی بنیادوں میں زلزلہ برپا کر کے شیعیت کی عمارت کو انہی پر منہدم کر دینے والی ہے۔ اس روایت میں شیعہ احمقوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''میں اللہ کا امین ہوں، میں اس کا خازن اور راز دان ہوں۔ میں اس کا حجاب، اس کا چہرہ، اس کا راستہ اور اس کا میزان ہوں۔ میں اس کی طرف لوگوں کو جمع کرنے والا ہوں۔ میں اس کا وہ کلمہ ہوں جس کے ساتھ منتشر جمع ہوتے اور مجتمع کو منتشر کیا جاتا ہے۔ میں اس کے اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ مثال ہوں اور اس کی عظیم نشانی ہوں...'' اہل جنت کی شادی اور اہل جہنم کا عذاب میرے سپرد ہے۔ ساری مخلوق کو لوٹانے کا کام بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ تمام مخلوق کا حساب بھی میں کروں گا۔ میں امیر المؤمنین، متقین کا سردار، سابقین کی نشانی، ناطقین کی زبان، خاتم الوصیین، وارث النبیین اور رب العالمین کا خلیفہ ہوں۔ میں اپنے رب کا سیدھا راستہ اور اس کا انصاف ہوں۔ میں زمین و آسمان اور ان کے درمیان والی ہر مخلوق پر اللہ کی حجت ہوں۔ میں ہی وہ ہستی ہوں جس کے ساتھ اللہ نے تمہاری پیدائش کی ابتدا میں تم پر حجت قائم کی۔ میں جزا کے دن شاہد ہوں گا۔ مجھے ہی اموات اور مصائب کا علم عطا کیا گیا۔ مجھے فیصلہ کن حکمت اور علم انساب دیا گیا ہے۔ میں ہی وہ ہستی ہوں جس کے لیے بادل، گرج، چمک، ظلم و اندھیرے، روشنیاں، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے اور چاند کو مسخر کیا گیا ہے۔ میں ہادی ہوں۔ میں نے ہی ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔ میں ہی ہوں جس کو پروردگار عالم نے اپنا نام، اپنا کلمہ، حکمت، علم اور فہم و بصیرت سے نوازا ہے۔'' [2]

تعلیق:

اگر یہ ساری صفات حضرت علی کی ہیں تو شیعہ علماء نے اللہ رب العالمین کے پاس کیا چھوڑا ہے؟

﴿ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (۳۹/ الزمر: ٦٧)

''اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ اور قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، وہ پاک ہے اور اس شرک سے بالا تر ہے جو وہ

[1] کتاب الغیبة للطوسی: ۳۰۹۔ (فصل فی ذکر طرف من صفاته " مختصر بصائر الدرجات ص ۱۱۰ ح ۱۱۰ (الکرات حالاتها و ماء فیها) [2] کتاب الرجعة: ۲۰۵۔

کرتے ہیں۔''

سوال نمبر: ۹۶۔ کیا شیعہ ائمہ کی تعداد میں اختلاف کی وجہ سے شیعہ علماء نے ایک دوسرے کو کافر قرار دیا ہے؟

جواب جی ہاں، اس وجہ سے کفر کے فتوے بہت زیادہ صادر ہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ بطور مثال یہ واقعہ ملاحظہ ہو:

''۱۹۹ھ میں سولہ افراد ابوالحسن ثانی علی رضا رحمہ اللہ کے دروازے پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک شخص جس کا نام جعفر بن عیسی ہے، اس نے کہا: یا سیدی! ہم اپنے ساتھیوں کی طرف سے ملنے والی تکالیف کا شکوہ اللہ اور آپ سے کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ) انہوں نے پوچھا تمہیں تمہارے ساتھیوں نے کیا تکلیف دی ہے؟ تو جعفر نے بتایا اللہ کی قسم! وہ ہمیں زندیق و کافر قرار دیتے ہیں اور ہم سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس پر ابوالحسن نے فرمایا: علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر و موسی علیہم السلام کے ساتھی بھی اسی طرح کے تھے۔ زرارہ کے ساتھی دیگر لوگوں کو کافر قرار دیتے تھے۔ اسی طرح دیگر لوگ انہیں کافر کہتے تھے... یونس کہتا ہے: میں آپ پر قربان بے شک وہ ہمیں زندیق شمار کرتے ہیں۔''[1]

تعلیق:

اگر شیعہ کے صف اول کے لوگوں کا یہ حال ہے تو بعد میں آنے والے شیعوں اور خصوصاً عہد حاضر کے شیعوں کا حال کیا ہوگا؟ یقیناً ارشاد باری تعالیٰ سچ ہے:

﴿إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ﴾ (۳۷/ الصافات: ۶۹۔۷۰)

''بلاشبہ انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا تو وہ انہی کے نقش قدم پر دوڑتے بھاگتے رہے۔''

سوال نمبر: ۹۷۔ ائمہ کی تعداد کے بارے میں گھمبیر اختلاف سے نکلنے کے لیے شیعہ علماء نے عوام کے سامنے کیا چال چلی ہے؟

جواب اس مسئلے سے نکلنے کے لیے انہوں نے امام کے نائب مجتہدین کا شوشہ چھوڑا ہے، یعنی ہر امام کے کئی کئی نائب مجتہدین ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود مجتہدین کی نیابت کے مسئلے میں بھی ان کا شدید اختلاف ہے۔[2]

عصر حاضر میں شیعہ علماء نے اس مصیبت سے جان چھڑانے کے لیے مجبوراً اپنے دینی اصول ہی کو خیر باد کہنے میں عافیت سمجھی ہے، لہٰذا اب ایرانی شیعہ حکومت جمہوری انتخابات کے ذریعے منتخب کی جاتی ہے۔

سوال نمبر: ۹۸۔ شیعہ عقیدے کے مطابق اس شخص کا کیا حکم ہے جو ان کے کسی ایک امام کا انکار کرے؟

[1] رجال الکشی: ۶/ ۴۱۴۔ ۴۱۵، نمبر: ۳۰۶۔ حدیث نمبر: ۱ (ماروی فی یونس''

[2] الخمینی والحکومۃ الاسلامیۃ: ۶۸۔

جواب شیعہ عالم مفید کہتا ہے: ''شیعہ امامیہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے کسی ایک امام کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ اس امام کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا تو وہ کافر، گمراہ اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلنے کا مستحق ہے۔'' [1]

شیعہ کے علامہ مجلسی جی یوں سخن طرازیاں کرتے ہیں:

''جان لیجیے کہ: ان لوگوں پر کفر یا شرک کے لفظ کا اطلاق کرنا جو حضرت امیر المؤمنین کی امامت اور آپ کی اولاد میں سے ائمہ کا اعتقاد نہیں رکھتے؛ اور ان پر دوسروں کو فضیلت دیتے ہیں؛ اس میں دلیل ہے کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔'' [2]

تبصرہ:

ایک طرف شیعہ کا مذکورہ بالا اتفاق ہے تو دوسری طرف ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ شیعہ ایسے بے شمار راویوں کی روایات قبول کرتے ہیں جنہوں نے ان کے بے شمار ائمہ کا انکار کیا ہے جیسے فطحیہ فرقے کا روای عبداللہ بن بکیر، واقفہ کا سماعہ بن مہران یا النادوسیہ وغیرہ ہیں۔ اس کے باوجود شیعہ علماء ان فرقوں کے راویوں کی توثیق کرتے نظر آتے ہیں جنہوں نے ان کے متعدد ائمہ کا انکار کیا ہے۔

سوال نمبر: ۹۹۔ شیعہ کی معتبر کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اور شیعہ ائمہ کا کیا موقف بیان ہوا ہے؟

جواب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

''اے اللہ انصار کی بخشش فرما، انصار کے بیٹوں اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔ اے انصار کی جماعت! کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ لوگ بھیڑ بکریاں لے کر گھروں کو جائیں اور تم اپنے حصے میں رسول اللہ ﷺ کو لے کر لوٹو۔ انہوں نے عرض کی تھی کیوں نہیں، ہم اس پر دل و جان سے راضی ہیں۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار میرے قریبی دوست اور میرے راز دان ہیں۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اے اللہ! انصار کی بخشش فرما۔'' [3]

امیر المومنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اسلام میں سبقت لینے والے اپنی سبقت کی بنا پر کامیاب ہو گئے اور ابتدائی مہاجرین اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔ [4]

[1] اوائل المقالات: ٤٤ (القول في تسمية جاحدي الامامة.....۔"

[2] بحار الأنوار ۲۳/ ۳۹۰۔ باب تأويل المؤمنين و الإيمان۔"

[3] الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد۔ ۷۷ (في غزوة حنين)۔ الفاظ اسی کتاب کے ہیں۔ اعلام الوری: ۱/ ۱۳۲ (الركن الاول في ذكر النبي المصطفى محمد صلى الله عليه وسلم ، باب الرابع: ذكر مغازي رسول الله....." تفسير منهج الصادقين في الزام المخالفين: ٤/ ٣٤٠۔

[4] نهج البلاغة: ٣٤٦ رقم ٢٥٨ (ومن كتاب له الى معاوية" بحار الأنوار: ۳۳/ ۱۰۵۔ حديث نمبر: ٤٠٧۔ باب كتبه عليه السلام الى معاوية و احتجاجته عليه و مراسلاته اليه و الى اصحابه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

''بلاشبہ میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ میرے نزدیک تم میں سے کوئی شخص ان کے مشابہ نہیں ہے۔ وہ رات بھر سجدے اور قیام کی حالت میں رہتے، کبھی تھوڑا آرام کرتے اور کبھی طویل ترین سجدے کرتے۔ پھر صبح کو بکھرے بالوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ سامنے آتے۔ ان کے سامنے آخرت کا تذکرہ ہوتا تو وہ ایسے ہو جاتے جیسے آگ کے انگارے پر بیٹھے ہوں۔ گویا کہ ان کے سامنے تعزیت کرنے والوں کا قافلہ ہو اور وہ طویل سجدے کر رہے ہوں۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو وہ رو رو کر اپنے سینوں کو تر کر لیتے اور اسی طرح لرزنے لگتے جیسے آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔ ان کی یہ حالت اللہ کے خوف اور ثواب کی امید کی وجہ سے ہوتی تھی۔'' [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

''میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں خصوصی نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں گالیاں مت دینا کیونکہ وہ تمہارے نبی کے صحابہ ہیں۔ وہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جنہوں نے دین میں کوئی بدعت رائج نہیں کی اور نہ کسی بدعتی کی عزت کی ہے۔ جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کے بارے نصیحت فرمائی تھی۔'' [2]

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انصار کے بارے میں فرمایا:

''جب انصار نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں ٹھہرایا اور اللہ اور اس کے دین کی مدد کی تو سارے عرب نے یکجا ہو کر ان کے ساتھ جنگ کی۔ انہوں نے یہودیوں کے ساتھ نئے عہد و پیمان کیے۔ عرب قبائل نے ان کے ساتھ معرکہ آرائی کی تو انہوں نے دین اسلام کے لیے خود کو وقف کر دیا اور عرب قبائل کے ساتھ اپنے تعلقات منقطع کر لیے یہودیوں کے ساتھ معاہدات کو ختم کر دیے، اہل نجد اور تہامہ اور اہل مکہ اور یمامہ وغیرہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے دین کا پرچم لہرایا اور شدید ترین حالات میں صبر کا مظاہرہ کیا حتی کہ عرب قبائل رسول اللہ ﷺ کے لیے مطیع ہو گئے اور آپ کی آنکھیں انہیں مسلمان دیکھ کر ٹھنڈی ہو گئیں اس سے قبل کہ اللہ آپ کو اپنے پاس بلاتا۔'' [3]

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے نماز میں دعا کیا کرتے تھے۔

''اے اللہ! محمد ﷺ کے صحابہ کو جزائے خیر عطا فرما جنہوں نے صحبت کا حق خوب نبھایا اور آپ کی مدد و حمایت میں شاندار صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اے اللہ! ان کے پیروکار تابعین کو بھی جزائے خیر عطا فرما جو یہ دعا کرتے ہیں:

''رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ۔''

''یا اللہ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی معاف فرما جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے۔''

جنہوں نے اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے بیوی کو چھوڑا اور نبوت محمدی کے ثبات کے لیے آبا و اجداد اور اولاد

[1] نہج البلاغۃ: ١٤٤۔ نمبر: ٩٧ ۔ ومن کلامه له ع "۔ [2] حیاۃ القلوب: ٢/ ٦٢١۔

[3] الغارات: ٢/ ٤٧٩۔ الأمالی: ١٧٣۔ ١٧٤ ، حدیث: ٤٥ (مجلس سادس) شرح نہج البلاغۃ: ٢/ ٣١٩ بحار الانوار ٣٤/ ١٤٨ (باب سائر ما جری من الفتن من غارات اصحاب معاویة رضی الله عنه علی اعماله علیه السلام)

کے ساتھ جنگیں لڑیں۔'' [1]

شیعہ کے ایک امام ابوعبداللہ ؒ کہتے ہیں:

'' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ آٹھ ہزار مدنی اور دو ہزار مکی صحابہ جبکہ دو ہزار آزاد کردہ غلام تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی قدری، مرجئ، حروری، معتزلی اور اہل رائے میں سے نہ تھا۔ وہ رات دن روتے ہوئے گزارتے تھے اور دعا مانگتے تھے اے اللہ! خمیری روٹی کھانے (عیش وعشرت کی زندگی میسر آنے سے) قبل ہی ہماری روحیں قبض فرمالے۔'' [2]

امام الرضا ؒ سے رسول اللہ ﷺ کے ان فرمان کے بارے میں پوچھا گیا:

'' میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

اور آپ کا فرمان: ''میرے لئے میرے صحابہ کو چھوڑ دو (ان پر طعن وتشنیع نہ کرو)۔''

تو انہوں نے فرمایا: ''یہ بات بالکل صحیح ہے۔ آپ کی مراد وہ صحابہ ہیں جو آپ کے بعد دین حق پر قائم رہے اور کوئی تبدیلی ان میں نہیں آئی۔'' [3]

حسن عسکری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ کلیم اللہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو عرض کی: یا اللہ! کیا آپ کے نزدیک انبیائے کرام کے صحابہ میں سے میرے صحابہ سے بڑھ کر بھی کوئی معزز ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسی! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد کے صحابہ کی فضیلت تمام رسولوں کے صحابہ پر ایسی ہی ہے جیسی فضیلت محمد کی تمام رسولوں اور انبیاء پر ہے۔ [4]

ان سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا: '' بے شک وہ آدمی جو آل محمد اور اس کے بہترین صحابہ سے یا ان میں کسی ایک کے ساتھ نفرت رکھتا ہے، اللہ اسے ایسا دردناک عذاب دے گا کہ اگر اس جیسا عذاب پوری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ ساری مخلوق کو ہلاک کر دے۔ [5]

سوال نمبر: ۱۰۰۔ شیعہ علماء نے ان روایات کا کیا مطلب لیا ہے۔ کیا ان روایات پر وہ عمل کرتے ہیں؟ ان کا عقیدہ ان روایات کے موافق ہے؟

جواب شیعہ علماء کے نزدیک یہ روایات تقیہ پر محمول ہوں گی۔ کیونکہ ان کے ائمہ نے یہ روایات تقیہ کرتے ہوئے بیان کی

[1] صحیفة السجادیة الجامعة لادعیة لامام علی بن حسین علیهما السلام ص ٤٤، ٤٥۔ (فی الصلاة علی اتباع الرسل و مصدیقیهم) [2] کتاب الخصال: ٢/ ٦٤٠۔ حدیث نمبر: ١٥ (باب الواحد الی المائة)۔

[3] عیون اخبار الرضا ٢/ ٤٠٤ ح ٣٣ (باب ٣٢ فی ذکر ما جاء عن الرضا من العلل) بحار الأنوار: ٢٨/ ١٨۔ ١٩۔ حدیث: ٢٦، باب افتراق الأمة بعد النبی"۔ الأنوار النعمانیة: ١/ ١٠٠۔

[4] تفسیر الحسن العسکری: ١٢۔ تفضیل أمة محمد علی جمیع الأمم۔ بحار الأنوار: ١٣/ ٣٤١۔ باب من ناجی به موسی "۔ [5] تفسیر الحسن العسکری: ٣٦١۔ ذکر توبة آدم و توسله بمحمد بحار الانوار ٢٦/ ٣٢١، باب ان دعاء الانبیاء استجیب بالتوسل و الاستشفاء بهم صلوات الله علیهم)۔

ہیں۔ [1] اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی روایات بہت قلیل ہیں؛ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کفر اور لعن پر مشتمل روایات بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا شیعہ علماء کا ان روایات پر عمل نہیں ہے۔ ان کا عالم مفید کہتا ہے:

''جو روایات تقیہ پر عمل کرتے ہوئے بیان ہوئی ہیں وہ بہت کم ہیں جبکہ شیعہ کے ہاں لعنت و کفر پر مشتمل روایات بہت زیادہ ہیں جن پر شیعہ کا عمل ہے۔ [2]

اس طرح شیعہ علماء نے اپنے تقیہ کا عقیدہ اپنے ہاتھوں میں کھلونہ بنا رکھا ہے جسے وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہتے ہیں استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا مذہب، اہل بیت کا مذہب شمار نہیں ہوگا بلکہ یہ کلینی، مجلسی اور ان جیسے شیعہ علماء کا مذہب ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل امور سے ہوگی۔

سوال نمبر: ۱۰۱۔ کیا شیعہ علماء نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح اور محبت میں اپنے ائمہ کے عقیدے کی اتباع کی ہے؟ اختصار سے بیان کریں۔

جواب جی نہیں! تفصیل درج ذیل دو مسئلوں سے آپ کے سامنے آئے گی۔ ان شاء اللہ

مسئلہ نمبر: ۱۔ شیعہ شیوخ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔ لہٰذا شیعہ عالم محمد رضا مظفر کہتا ہے: ''نبی ﷺ فوت ہو گئے اور ہر مسلمان نے بھی یقیناً فوت ہونا ہے، مجھے اب معلوم نہیں، وہ سب مرتد ہو گئے تھے۔ [3] بلکہ شیعہ یہاں تک کہتے ہیں کہ نبی ﷺ پر تمام انسانوں میں سے صرف ایک شخص ایمان لایا تھا اور وہ شخص تھا جو اپنے ملک سے حقیقی مذہب کی تلاش میں نکلا تھا، اور وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔'' [4]

تعلیق:

ملاحظہ فرمائیں شیعہ علماء نے کس بے حیائی کے ساتھ تمام مسلمانوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ کے عزیز و اقارب اور آل بیت کو مرتد قرار دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے گمراہی اور گمراہ لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

شیعہ عالم تستری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہتا ہے:

''محمد ﷺ آئے اور انہوں نے بے شمار لوگوں کو ہدایت دی لیکن وہ آپ کی وفات کے بعد ایڑیوں کے بل پلٹ گئے۔'' [5] اور نوری طبرسی کہتا ہے: ہم امامیہ کی رائے میں قلیل سی تعداد کے علاوہ باقی سب صحابہ کرام مرتد ہو گئے تھے۔ [6]

کلینی جھوٹی روایت بیان کرتا ہے (حالانکہ وہ اس سے بری ہیں) کہ ابو جعفر نے فرمایا:

''نبی ﷺ کی وفات کے بعد تین اشخاص کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ میں نے عرض کی وہ تین کون ہیں؟

[1] تقیہ کے متعلق کا عقیدہ سوال نمبر: ۱۲۷ سے کر ۱۳۳ تک ملاحظہ فرمائیں۔ [2] تصحیح اعتقادات الامامیۃ: ۱۴۷۔ ۱۴۸ (فضل فی الأحادیث المختلفۃ)۔ [3] السقیفۃ: ۱۹۔ [4] کتاب الشیعۃ و السنۃ فی المیزان: ۲۰۔ ۲۱۔ [5] احقاق الحق وازھاق الباطل: ۳۱۵۔ [6] فصل الخطاب ص ۱۰۰۔

انہوں نے فرمایا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔'' [1]

تعارض:

شیعہ کے علامہ الجزائری بیان کرتے ہیں کہ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا:

''نبی ﷺ کے بعد چار افراد کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ وہ چار یہ ہیں: سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود اور عمار۔ اس بات میں ذرہ برابر اشکال نہیں ہے۔'' [2]

تضاد بیانی:

فضیل بن یسار، ابوجعفر سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''بے شک جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو چار افراد کے سوا تمام لوگ جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے۔ وہ چار یہ ہیں: علی، مقداد، سلمان اور ابوذر۔'' میں نے پوچھا حضرت عمار کو شمار نہیں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو بالکل تبدیل نہ ہوئے تو وہ یہی تین ہیں۔'' [3] حالانکہ پہلے چار افراد ذکر کیے تھے؟!

دندان شکن:

بلاشبہ شیعہ علماء کی یہ منحوس روایات من گھڑت شیعہ مذہب کی حقیقت کھول دیتی ہیں اور یہ روایات ثابت کر دیتی ہیں کہ یہ شیعہ اہل بیت کے دشمن ہیں۔ جیسا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی دشمن ہیں۔ یہ شیعہ کی کم عقلی اور نادانی کی بھی دلیل ہیں، کیونکہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کے نزدیک حضرت حسن، حسین، فاطمہ، خدیجہ، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس اور آل علی رضی اللہ عنہم، سب کے سب اہل جاہلیت اور مرتد تھے۔ (نعوذ باللہ)

اے محترم قاری! کیا یہ سب کچھ اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ شیعیت کی آڑ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خبیث ترین سازش کی جارہی ہے اور دشمنان اسلام شیعیت کے پردوں میں چھپ کر اپنے اغراض ومقاصد پورے کر رہے ہیں۔ اور یہ روایات گھڑنے والے شیعہ علماء، صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں۔''

مسئلہ نمبر: ۲ شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اکثر صحابہ منافق تھے۔

شیعہ علامہ تستری لکھتا ہے:

''بلاشبہ وہ (صحابہ) بہت کم ہی مسلمان ہوئے تھے؛ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقام ومرتبے سے کچھ حاصل کرنے

[1] الروضة من الكافي: ٨/ ٢٠٨٤، حديث نمبر: ٣٤١۔ تفسير العياشي ١/ ١٩٩ح ١٤٨ (سورة آل عمران) رجال الكشي: ١/ ٦٧، حديث نمبر ١٢ مناقب آل ابي طالب ٣/ ٧٥٢۔ تفسير الصافي ١/ ٣٨٩ سورة آل عمران۔

[2] الأنوار النعمانية: ١/ ٨١۔ [3] تفسير العياشي: ١/ ٢٢٣۔ حديث نمبر: ١٤٩ سورة آل عمران۔ تفسير الصافي: ١/ ٣٨٩ تفسير البرهان: ٢/ ١١٦ ح ٧ (سورة آل عمران)۔ بحار الأنوار: ٢٢/ ٣٣٣۔ حديث نمبر: ٤٦۔ باب فضائل سلمان وأبي ذر "۔

کے لالچ میں ظاہراً مسلمان ہوئے تھے۔ بے شک وہ فطری طور پر نفاق کے حامی اور باہمی اختلاف ونزاع کے حمایتی تھے۔'' ❶

شیعہ عالم الکاشانی لکھتا ہے:

''ان صحابہ کرام سے علم حاصل کرنے والے -تابعین عظام- میں سے اکثر لوگ صحابہ کرام کی حقیقت سے لاعلم تھے؛ اس لیے وہ انہیں عادل قرار دیتے تھے۔اور ان کے ہاں یہ طے شدہ تھا کہ تمام صحابہ عدول ہیں ۔اوران میں سے کسی ایک نے بھی راہ حق سے روگردانی نہیں کی۔حالانکہ انہیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان میں سے اکثر کے دلوں میں نفاق تھا۔ وہ اللہ پر بڑی جرأت سے باتیں بناتے اور رسول اللہ کی دشمنی میں ان پر الزام تراشیاں کرتے ہیں' اور خود نافرمانی پر سربستہ ہیں۔'' ❷

مسکت ومبہت:

شیعہ کی ان خرافات کے باوجود شیعہ کے امام ابوعبداللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ:

'' نبی ﷺ کے صحابہ کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ان میں سے آٹھ ہزار اہل مدینہ میں سے تھے اور دو ہزار اہل مکہ میں سے؛ اور دو ہزار طلقاء [فتح مکہ کے موقع پر آزاد کردہ لوگ] تھے۔ان میں کوئی قدری، مرجئ، حروری، معتزلی یا اہل الرائے میں سے نہ تھا۔ وہ خشیت الٰہی سے رات دن رونے والے لوگ تھے؛ جو کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے: یا اللہ ہمیں خمیری روٹی کھانے سے پہلے پہلے موت دیدے۔'' ❸

تعلیق:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں کئی ایک مواقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعریف وثنا بیان کرتے ہوئے ان سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ [٩/ التوبة:١٠٠]

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے''۔

❶ احقاق الحق و ازهاق الباطل: ٣۔ ❷ تفسير الصافي: ١/ ٩(كتاب كا ديباچه)۔

❸ كتاب الخصال: ٦٣٩۔ ٦٤٠۔ حديث نمبر: ١٥۔ باب الواحدالى المائة۔ بحار الانوار ٢٢/ ٣٠٥ ح ٢ باب فض المهاجرين والانصار و سائر الصحابة و التابعين و جمل احوالهم۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَ كُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ [٥٧/ الحديد:١٠]

''تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان کے بہت بڑے درجے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ [٤٨/ الفتح:٢٩]

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں''۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ (٤٨/ الفتح:١٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا، ، جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، جو کچھ ان کے دلوں میں تھا اس نے معلوم کرلیا، ان پر اطمینان وسکون نازل کیا اور انہیں قریبی فتح سے نوازا''

نیز فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (٥٩/ الحشر:٨)

''ان تنگدست مہاجرین کے لیے جن کو اپنے گھر بار سے نکالا گیا وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں''۔

[اور اس قسم کی دیگر آیات قرآنیہ۔ پس کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ جو چیز ہمیں قرآنی دلائل کی روشنی میں یقینی طور پر معلوم ہے، اسے ہم ان جھوٹی روایات کی وجہ سے رد کردیں۔ جن روایات کا گھڑنے والا نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے وقار وعزت کا خیال رکھتا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۲۔ براہ کرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ ائمہ کا عقیدہ اختصار کے ساتھ بیان فرمائیں؟۔

جواب یقیناً حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازیں پڑھتے تھے اور وہ ان کی امامت پر راضی تھے۔'' شیعہ عالم سلیم بن قیس لکھتا ہے:

⊙ شیعہ عالم الطبرسی لکھتا ہے: ''پھر علی علیہ السلام نماز کے لیے تیار ہوئے اور مسجد آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز

پڑھی۔ [1]

شیخ طوسی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے متعلق لکھتا ہے: ''یہ بات تسلیم شدہ ہے کیونکہ یہی ظاہری بات ہے۔'' [2]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''نبی ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین افراد ابوبکر اور عمر ہیں۔'' [3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر میرے پاس ایسا شخص لایا گیا جو مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دیتا ہو تو میں اسے بہتان بازی کی سزا دوں گا۔'' [4]

اور جب ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کرنے کا سبب معلوم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''اگر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اہل نہ سمجھتے تو ہم اسے خلیفہ نہ بننے دیتے۔'' [5]

مزید لکھتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: ''کیا آپ وصیت نہیں کریں گے؟'' انہوں نے فرمایا:

''جو وصیت رسول اللہ ﷺ نے کی تھی میں بھی اسی کی وصیت کرتا ہوں۔ لیکن جب اللہ لوگوں کی خیر خواہی کرنا چاہتا ہے تو انہیں بہترین شخص کی حکومت تلے جمع کر دیتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کے بعد انہیں امت کے بہترین شخص کی خلافت میں جمع کر دیا تھا۔'' [6]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے کے دوران فرمایا تھا:

''اے اللہ ہماری اسی طرح اصلاح فرما جیسی تم نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی تھی۔'' ان سے پوچھا گیا وہ خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: وہ ابوبکر اور عمر ہیں جو ہدایت یافتہ امام تھے۔ جس نے ان کی اقتدا کی وہ بچ گیا اور جس نے ان کے نقش قدم کی پیروی کی وہ سیدھی راہ پا گیا۔'' [7]

[1] الاحتجاج: ۱/ ۹۴ (احتجاج امیر المومنین علیه السلام'' دیکھیے: مرآة العقول: ۵/ ۳۴۰ ح ۳ باب مولد الزهراء۔ اور کتاب سلیم بن قیس ص ۱۲۵ طبع دار الارشاد الاسلامی۔

[2] تلخیص الشافی: ۲/ ۱۵۸۔ طبع ایران۔

[3] مناقب الامام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب: ۱/ ۵۲۱ ح ۴۵۱ الباب ۵۳ باب حدیث المنزلة۔ الصوارم المهرقة ص ۲۵ رقم ۱۰۔

[4] العیون و المحاسن: ۲/ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔

[5] السقیفة و فدك ص ۴۰ شرح نهج البلاغة: ۲/ ۲۸۷۔

[6] الشافی فی الامامة: ۱۷۱۔

[7] الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم: ۳/ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔

عراق سے کچھ لوگ علی بن حسین کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی شان میں نا زیبا باتیں کیں۔ جب وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو علی بن حسین نے انہیں فرمایا کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ کیا تم اولین مہاجرین میں سے ہو جن کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (۵۹/ الحشر: ۸)

''(مال فیٔ) ان مہاجر فقراء کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور اپنی جائیدادوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور اس رضا ڈھونڈتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔''

وہ عراقی کہنے لگے نہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا تو تم ان لوگوں میں شامل ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (۵۹/ الحشر: ۹)

''اور (مال فیٔ ان کے لیے) جنہوں نے (مدینہ کو) گھر بنا لیا تھا اور ان (مہاجرین) سے پہلے ایمان لا چکے تھے، وہ (انصار) ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرے اور وہ اپنے دلوں میں اس (مال) کی کوئی حاجت نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دیا جائے اور اپنی ذات پر (ان کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں سخت ضرورت ہو۔ اور جو کوئی اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

عراقی گروہ نے جواب دیا: نہیں۔ ہم ان میں بھی شامل نہیں۔

تو حضرت علی بن حسین نے فرمایا: خبردار! تم نے ان دو گروہوں سے لاتعلقی کا اظہار خود ہی کر دیا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں بھی شامل نہیں ہو جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۵۹/ الحشر: ۱۰)

''جو ان (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت نرمی والا، نہایت رحم والا ہے۔''

(اے عراقیو) میرے پاس سے چلے جاؤ، اللہ تمہیں برباد کرے۔''[1]

[1] کشف الغمة: ۲/ ۲۴۲۔ الصوارم المهرقة: ۲۳۲۔ ۲۵۰۔ نمبر: ۸۵۔

ابو جعفر الباقر سے تلوار کو سونے چاندی سے منقش کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''اس میں کوئی حرج نہیں، ابو بکر الصدیق نے اپنی تلوار کو منقش کیا تھا۔''

وہ کہتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا آپ بھی انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: ''ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو شخص صدیق نہ کہے اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے کسی قول و اقرار کی تصدیق نہ فرمائے۔ [1] [اللہ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کر دے]۔''

کوفہ کے رؤسا اور معززین اور حضرت زید رحمہ اللہ کی بیعت کرنے والے جمع ہوئے تو انہوں نے زید رحمہ اللہ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا: میں ان دونوں کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہوں گا جیسا کہ میں نے اپنے اہل بیت سے ان کے بارے میں خیر ہی سنی ہے۔ ان دونوں نے ہم اور کسی دوسرے پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ انہوں نے اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا ہے۔''

جب اہل کوفہ نے ان کی یہ کلام سنی تو ان کی امامت کے منکر ہو گئے اور ان کے بھائی الباقر کے گرد جمع ہو گئے۔ اس پر زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج انہوں نے ہمارا انکار کر دیا ہے، اسی لیے اس جماعت کا نام رافضہ (امامت زید کے منکرین) پڑ گیا۔'' [2]

معتزلی عالم نشوان حمیری ان سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے جب زید رحمہ اللہ سے کہا: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے براءت کا اعلان کرو، وگرنہ ہم آپ کی امامت کا انکار کر دیں گے؟ تو زید نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے میرے والد محترم نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا:

''بے شک عنقریب ایک قوم آئے گی جو ہماری محبت کا دعوی کرے گی، وہ اپنے برے لقب سے پہچانے جائیں گے۔ پھر جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔ جاؤ چلے جاؤ تم رافضہ ہو۔'' [3]

سوال نمبر: ۱۰۳۔ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ نے اپنے ائمہ کے عقیدے کی اتباع کی ہے؟

جواب نہیں۔ بلکہ شیعہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کفر و فسق اور لعن طعن کے فتوے علی الاعلان دیے ہیں اور اس سلسلے میں اپنے ائمہ کے موقف کو رد کر دیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اکثر عمر بت پرستی میں گزاری۔'' [4]

اور کہتے ہیں کہ: ''ابو بکر بت پرست تھے۔'' [5]

اور شیعہ کا کہنا ہے کہ: موت کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے خود

[1] الصوام المهرقة: ۲۱۹۔ نمبر: ۷۲۔ [2] ناسخ التواريخ: ۲/ ۵۹۰۔ أحوال الامام زين العابدين " أعيان الشيعة: ۱/ ۲۲۲۔ [3] الحورالعين: ۱۸۵۔ [4] الصراط المستقيم: ۳/ ۱۵۵ الباب ۱٤ (فصل فی روایات اختلفوها.....۔" [5] مشارق انوار اليقين فی اسرار امير المؤمنين ص ۱۷۷ بحار الأنوار: ۲۵/ ۱۷۲۔ باب فی صفات الامام۔"

اپنے بارہ میں بتایا کہ وہ آگ کے ایسے تابوت میں آگ میں داخل ہونگے جس کا تالہ آگ کا ہوگا، اس میں بارہ آدمی میں اور میرا یہ ساتھی ہونگے میں عرض کیا: عمر؟ کہنے لگے جی ہاں جہنم کے گہرے کنویں میں ہونگے اس پر ایک چٹان ہوگی جب اللہ جہنم کو گرم کرنا اور تپانا چاہے گا تو یہ چٹان اٹھائیگا۔ [1]

شیعہ عالم الجزائری لکھتا ہے کہ کچھ خصوصی روایات میں آیا ہے کہ ابو بکر، رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تو بت ان کی گردن میں لٹکا ہوتا تھا اور وہ اسے سجدہ کرتا۔'' [2]

شیعہ علماء نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے ساتھ جہاد کرنے کی وجہ سے اور ان کے اس فرمان کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے کہ ''اگر (ان مرتدین نے) مجھے ایک رسی بھی دینا بند کی یا فرمایا اگر انہوں نے (زکوٰۃ کی ادائیگی میں) ایک رسی بھی دینا بند کیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، تو میں ان کے ساتھ قتال یا فرمایا جہاد کروں گا۔'' ان کا یہ فعل بہت برا اور ظلم عظیم تھا اور حد درجہ سرکشی تھی ...'' یہ کلمات کہنے والا اللہ اور محمد ﷺ کے دین سے خارج ہے اور یہ بات ہر ذی فہم کو معلوم ہے۔ اور اگر وہ انہیں ظالم کہیں تو ان کے لیے اتنی ہی رسوائی، کفر اور جہالت کافی ہے۔'' [3]

جب کہ شیعہ عالم ملا مجلسی نے ابو بکر کے مومن نہ ہونے کو پورے جزم سے بیان کیا ہے۔'' [4]

اور یہ بھی کہا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں غار میں ساتھ لیجانے کا فیصلہ اس لیے کیا تھا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ وہ رسول اللہ کے بارے میں مشرکین کو اطلاع کر دیں گے۔'' شیعہ عالم ابن طاوس لکھتا ہے یہ بڑی نادر روایت ہے کہ رسول اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ غار میں لے جانے کا فیصلہ اس لیے کیا تھا کہ آپ کو یہ خوف تھا کہ ابو بکر کافروں کو آپ کی اطلاع کر دیں گے... لہٰذا رسول اللہ نے علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلایا اور ابن اُبی قحافہ سے ڈرتے تھے کہ یہ کافروں کو بتا دیں گے اس لیے انہیں اپنے ساتھ غار میں لے گئے۔'' [5]

شیعہ عالم ابو بکر اصفہانی کہتا ہے:

''جیسا کہ فرعون اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا' اور ساری زندگی کفر و شرک میں گزار دی اور حجت اللہ موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی؛ اور آپ کو تنگ کیا؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے اعوان و انصار کو مبتلائے عذاب کیا۔ یہی حال ابو بکر ملعون کا ہے؛ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا؛ وہ کافر اور مشرک تھا۔ اس نے حجۃ اللہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو تکلیف دی' اور آپ کو گزند پہنچایا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے بہت سخت عذاب دیگا۔ اور جو کوئی اس کی پیروی کرے گا اسے بھی اس کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا اور وہ بہت سخت عذاب پائے گا۔'' [6]

اور ان کا کہنا ہے کہ: ''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا کرتے تھے۔'' [7]

[1] کتاب سلیم بن قیس ص ۳۰۸ بحار الانوار ۳۰/ ۱۳۱ ح ۷۔ [2] الأنوار النعمانیة: ۱/ ۵۳۔
[3] الا ستغاثة فی بدع الثلاثة: ۱/ ۳۲ [4] مرآة العقول: ۲۶/ ۵۶۷۔
[5] الطرائف فی معرفة مذهب الطوائف: ۲/ ۱۱۱۔
[6] فرحة الزهراء ص ۳٤۔ لشیخهم المعاصر ابو علی الأصفهاني۔
[7] بحار الأنوار ۳۰/ ۱۳۰۔ ح:۷۔ باب: ما أظهر أبوبکر و عمر من الندامة علی غصب الخلافة۔

ان کے ایک اور معاصر آیت اللہ باقر الصدر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا ہے کہ آپ تمام صحابہ کی مذمت و ملامت کے خریدار تھے۔ وہ کہتا ہے: ''ہمیں صدیق جیسے آدمی سے اس بات پر حیران نہیں ہونا چاہیے۔ اسی نے اپنے مال کو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بطور ایک وسیلہ کے استعمال کیا تا کہ وہ لوگوں کی حمایت حاصل کر سکے۔'' [1]

ان کے امام اکبر خمینی جی نے اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''ہمیں اس موقع پر اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ابوبکر و عمر نے کیا کیا' اور قرآن کی کتنی مخالفت کی؛ اور احکام الٰہی کو کتنا کھلواڑ بنایا۔ اور اپنی طرف سے کتنی چیزوں کو حلال و حرام کیا۔ اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ اور ان کی اولاد کے خلاف کیا مشق ظلم و ستم جاری رکھی۔ لیکن ہم اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے احکام سے کتنے بڑے جاہل تھے۔'' [2]

سوال نمبر: ۱۰۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ ائمہ کا عقیدہ مختصراً بیان کریں؟

جواب حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ بیان کرتے ہیں: ''مسلمانوں کے والی امیر بنے تو انہوں نے لوگوں کو اسلام پر مضبوطی سے عمل پیرا کیا اور خود بھی عمل پیرا ہو گئے حتی کہ اسلام خوب مضبوط اور توانا ہو گیا۔'' [3]

شارحین نہج البلاغہ نے اس قول کی شرح کی ہے۔ ان میں سے میثم البحرانی الدنبلی کہتا ہے ''والی سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام اسی طرح پائیدار اور مضبوط ہو گیا جیسے اونٹ پوری مضبوطی سے جم کر اپنے باڑہ میں بیٹھ جاتا ہے۔'' [4]

حضرت عمر کی بیعت: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ تو ہم نے ان کے احکامات سنے اور ان کی اطاعت و خیر خواہی کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت پسندیدہ سیرت و کردار اور اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔'' [5]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح عمر رضی اللہ عنہ سے کرنا: اس واقعہ کو شیعہ کے اکابر مؤرخین نے ذکر کیا ہے مثلاً أحمد بن أبی یعقوب لکھتا ہے: ''اس سال حضرت عمر نے حضرت علی سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا۔ ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ابھی چھوٹی ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[1] فدك في التاريخ ص ٨٩؛ لمحمد باقر الصدر۔ [2] كشف الأسرار: ١٢٦ اور حضرت ابوبکر پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ'' ابوبکر نے قرآن مجید میں آیات وراثت کا اضافہ کیا ہے۔ كشف الأسرار: ١٢٦۔

[3] نهج البلاغة: ص ٥٠٤ حديث نمبر: ٤٨٧۔ باب المختار من حكم امير المومنين خصائص الأئمة: ١٢٤ (الزيادات فی آخر النسخة المخطوطة)

[4] شرح نهج البلاغة: ٥/ ١٠٣٠ نمبر ٤٣٩۔ الدرة النجفية: ٣٩٤۔ [5] الغارات للثقفي: ١/ ٣٠٧۔

''جس طرف آپ کا دھیان گیا ہے، میرا وہ مقصد نہیں (بلکہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے نسبت جوڑنا چاہتا ہوں)۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کا نکاح ان سے کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دس ہزار دینار حق مہر دیا۔'' [1]

مضحکہ خیز نکتہ:

حکومت صفویہ کے شیخ طریقت نے یہاں پر ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے؛ وہ کہتا ہے:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نجران کی ایک یہودی جنی کی طرف پیغام بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ام کلثوم بنت علی کی شکل اختیار کر کے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شادی کر لے؛ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔'' [2]

حضرت علی کا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں رومیوں سے خوف: کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے بہت بڑے پشت پناہ اور پناہ گاہ تھے اور عربوں کے اصل تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے ساتھ جنگ کے لیے بنفس نفیس جانے کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ مشورہ دیا:

جب آپ بذات خود دشمن کے ساتھ جنگ کے لیے جائیں گے پھر اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو مسلمانوں کو اپنے ملک سے قریب کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی، آپ کے بعد انہیں کوئی لوٹنے کی جگہ میسر نہ ہوگی۔ اس لیے آپ ان کے ساتھ جنگ کے لیے ایک جنگجو مجاہد روانہ کریں اور اس کے ساتھ اہل خیر اور بہادر سپاہی بھیجیں۔ اگر اللہ نے اسے فتح سے ہمکنار کیا تو یہی آپ کی منشا ہے اور اگر اسے شکست ہوگئی تو آپ مسلمانوں کی پشت پناہی اور پناہ گاہ کے لئے موجود ہوں گے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کل جب عجمی لوگ آپ کو میدان کارزار میں دیکھیں گے تو وہ کہیں گے: ''یہ عربوں کا اصل ہے، جب تم اسے کاٹ ڈالو گے تو تم راحت پا جاؤ گے۔'' [3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آرزو تھی کہ: ''وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عمر رضی اللہ عنہ جیسے اعمال لے کر حاضر ہوں۔''

ابولؤلؤ مجوسی ایرانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر کے وار سے شدید زخمی کر دیا تو رسول اللہ ﷺ کے دو چچا زاد بھائی علی بن أبی طالب اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تو ہم نے ام کلثوم بنت علی کے رونے کی آواز سنی جو حضرت عمر کے زخمی ہونے پر ہائے عمر کہہ کر رو رہی ان کے ساتھ دیگر عورتیں بھی رو رہی تھیں جس سے ان کا گھر رونے کی آواز سے گونج گیا۔'' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

[1] تاريخ اليعقوبي: ٢/ ١٤٩۔ ١٥٠۔ دیکھیے: فروع الكليني: ٥/ ١٠١٠ كتاب النكاح، حديث نمبر: ١، باب نمبر: ٢۔ باب تزويج ام كلثوم۔ تهذيب الأحكام: ٨/ ١٩٦٢ح ١٥٧۔ مناقب آل أبي طالب: ٣/ ٨٤٨۔ الشافي: ١١٦۔ [2] مرأة العقول ٢٠/ ٤٢۔ باب في تزويج أم كلثوم۔

[3] نهج البلاغة: ١٩٦، نمبر: ١٤٦۔ ومن كلام عليه السلام وقد استشاره عمر ۔''

نے [حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر] فرمایا:

''اللہ کی قسم! تمہارا اسلام مسلمانوں کے لیے عزت کا باعث تھا۔تمہاری حکومت فتوحات اسلامیہ کی سبب بنی اور تم نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تم میرے بارے میں ایسی گواہی دے رہے ہو۔تو گویا انہوں نے یہ گواہی دینا (منہ پر تعریفی کلمات کہنا) ناپسند کیا تو وہ رک گئے۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے کہا: کہو! ہاں میں گواہی دے رہا ہوں کہ آپ ان صفات کے حامل ہیں، اور میں (علی) بھی تمہارے ساتھ ہوں۔لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا''ہاں میں یہ گواہی دیتا ہوں۔'' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن دے دیا گیا اور چادر میں لپیٹ دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے، میرے نزدیک اس چادر میں لپٹے شخص سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں کہ میں اس جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں۔'' [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آل بیت کا حد درجہ اکرام کرنا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے تھے۔حتی کہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور مقولہ کہا:

''کیا تمہارے علاوہ بھی کسی نے سر پر بال اگائے ہیں۔'' [2]

سوال نمبر۱۰۵: کیا شیعہ علماء نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے ائمہ کے عقائد کی اتباع کی ہے؟

جواب نہیں۔ بلکہ انہوں نے حضرت عمر کی تکفیر کی ہے اور انہیں اعلانیہ گالیاں دی ہیں اور انہیں فاسق قرار دیا ہے۔امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ ان کا علامہ الجزائری لکھتا ہے:

''عمر مخنث تھا اور انہیں ایک ایسی بیماری تھی جس کا علاج صرف مردانہ منی تھی۔'' اس کے علاوہ بھی ایسی بری بیماریاں تھیں جنہیں لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' [3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کلثوم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شادی کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ:

''عقلاً کفار کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی ممانعت والی بات نہیں ہے۔یہ ممانعت شریعت میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شادی کرانا مضبوط ترین شرعی دلیل ہے کہ کافر کو خوشی سے رشتہ نہیں دینا چاہیے البتہ اگر وہ زبردستی لے لے تو اور بات ہے۔'' [4]

ان کا دعوی ہے کہ عمر کا کفر ابلیس کے کفر کے برابر ہے۔اگر اس سے شدید نہیں تو کم بھی نہیں۔اور ابلیس عمر رضی اللہ عنہ کو

[1] کتاب الشافی: ۱۷۱۔ معانی الأخبار: ۳۸۹۔ حدیث نمبر: ۱۰۲۔ باب نوادر المعانی۔ بحار الانوار ۲۸/ ۱۱۷ ح ۵ کتاب الفتن و المحن۔ [2] شرح نهج البلاغة: ۱۲/ ۲۳۶۔ لابن أبی الحدید۔

[3] الأنوار النعمانية: ۱/ ۶۳۔

[4] الصراط المستقیم: ۳/ ۱۲۹ باب نمبر ۱۴ فی رد الشبهات الواردة من مخالفیه۔

اپنے سے دوگنا عذاب ملنے پر تعجب کرتا ہے کہ یہ کون ہے جسے اللہ نے دوگنا عذاب دیا ہے حالانکہ میں نے ساری مخلوق کو گمراہ کیا ہے۔ [1]

خمینی اپنے سینے کی بھڑاس نکالتے ہوئے خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب کو کافر اور زندیق قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی کامیابی اور ہدایت کے لیے تکالیف برداشت کیں اور مصائب اٹھائے۔ مگر ابن خطاب کے الفاظ کی گونج اپنے کانوں میں پڑنے کے باوجود اس سے چشم پوشی کی؛ ابن خطاب نے ایسا جھوٹ بولا تھا جو کہ کفر اور زندیقیت کے اعمال کی پیداوار اور قرآن کریم میں وارد کئی آیات کے مخالف تھا۔'' [2]

ان کے شیخ علامہ مجلسی کا کہنا ہے:

''کسی عقل مند شخص کو عمر رضی للہ عنہ کے کفر میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ اس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو اور جو اسے مسلمان سمجھے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ اور جو شخص اس پر لعنت نہ بھیجے اس پر بھی اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو۔'' [3]

شیعہ علماء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جشن مناتے اور اسے عید قرار دیتے ہیں۔ اپنے امام حسن عسکری پر بہتان لگاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی موت کا دن عید کا دن ہے۔

الکمیت شاعر نے امام باقر علیہ السلام کی موجودگی میں یہ شعر پڑھے:

إن المصرين على ذنبيهما	والمخفيا الفتنة في قلبيهما
والخالعا العقدة عن عنقيها	والحاملا الوزر على ظهريهما
كالجبت والطاغوت في مثليهما	فلعنة الله على روحيهما۔

''بے شک اپنے گناہوں پر اصرار کرنے والے دونوں مجرم۔ دونوں دلوں میں فتنہ چھپانے والے تھے اور اپنی گردنوں سے امامت کا طوق اتارنے والے تھے۔ دونوں اس بات کا گناہ اپنی کمروں پر اٹھانے والے تھے۔ دونوں جبت اور طاغوت کی مثل تھے۔ تو ان دونوں کی روحوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

یہ اشعار سن کر امام باقر مسکرا دیئے۔ [4]

شیعہ علماء ابولؤلؤ کو ''بابا شجاع الدین'' کا لقب دیتے ہیں [اور اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ انہیں بروز قیامت

[1] تفسير العياشي: ٢/ ٢٤٠۔ حديث نمبر: ٩ سورة ابراهيم۔ تفسير البرهان: ٤/ ٣١٧ ح ٥ سورة ابراهيم۔
[2] كشف الأسرار ص ١٣٧۔ الحديث الثاني في الإمامة : مخالفة عمر لكتاب الله ؛ للخميني۔
[3] جلاء العيوان: ٤٥۔
[4] الصراط المستقيم: ٣/ ٢٩ (تتمة الباب الثانى عشر: فى الطعن فيمن تقدمه "

اسی کے ساتھ اٹھائے]۔ [1]

ان کا ایک معاصر عالم ابوعلی الاصفہانی یوں رقمطراز ہے: ''ہائے افسوس کہ آپ جانتے ابولؤلؤ کون تھا''۔

''ابولؤلؤ ایک ایرانی [فارسی] شخص تھا۔ فارسی میں اس کا نام فیروز تھا۔ یہ بڑے عظیم الشان مسلمان مجاہدین میں سے تھا۔ بلکہ حضرت امیر المؤمنین کے بڑے مخلص شیعہ میں سے تھا۔ اس انسان کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی دعا اس کے مبارک ہاتھوں پر پوری ہوئی۔ اس نے زہراء رضی اللہ عنہا کے قاتل کو قتل کیا۔ اور بشریت کو اس کی تکلیف اور شر سے نجات دلائی۔ ہم اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ایک ہی سچی بات کہتے ہیں:

''اے ابولؤلؤ! اللہ تجھ پر رحمتیں نازل کرے؛ تو نے اولاد زہراء کے غمزدہ دلوں میں خوشی داخل کر دی۔ امیر المؤمنین کے شیعہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ کاشان میں اس کی قبر کی زیارت کریں جو کہ اخلاص و وفا سے بھری ہوئی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔'' [2]

انہوں نے یہ افتراء پردازی بھی کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر ہونے کا الزام دیتے تھے۔'' [3]

خمینی نے کشف الاسرار میں باب قائم کیا ہے: ''عمر بن خطاب کی کتاب اللہ کی مخالفت۔'' [4]

آخری بات یہ کہ ایرانی شیعوں کا علامہ مجلسی کہتا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد کفر پر اجماع ہو چکا ہے۔ [5]

سوال نمبر: ۱۰۶۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں شیعہ علماء کا مجموعی عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ علماء کا شیخین عمر و ابوبکر کو لعن طعن کرنے، ان سے براءت کا اظہار کرنے پر اتفاق ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ کام امامیہ کی ضروریات دین میں سے ہے۔ [6]

اور گزشتہ صفحات پر گزر چکا کہ شیعہ عقیدے کے مطابق ضروی اور لازمی چیز کا منکر کافر ہے۔ یہ بھی شیعی عقیدہ ہے کہ جو شخص شام کو شیخین کو گالیاں بکے، صبح تک اس کا کوئی گناہ لکھا نہیں جاتا۔ [7]

ان کے امام علامہ مجلسی نے یہ افتراء پردازی کی ہے کہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے غلام سے روایت ہے کہ:

''بعض تنہائی کی مجالس میں میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے عرض کی: بیشک آپ پر میرا حق ہے کہ آپ مجھے

[1] دیکھیے: بحار الأنوار: ۹۵/ ۱۹۹۔ الكنى والألقاب: ۱/ ۱۹۰ (ابولؤلؤة)

[2] فرحة الزهراء ص ۱۲۳۔ معاصر شيعه عالم ابو على الأصفهاني كى تصنيف۔

[3] بحار الأنوار ۳۰/ ۱۳۰۔ ح:۷۔ باب: ما أظهر أبوبكر و عمر من الندامة على غصب الخلافة عند الموت۔

[4] كشف الأسرار ص ۱۳۷۔ الحديث الثاني في الإمامة: مخالفة عمر لكتاب الله؛ للخمينى۔

[5] الفصول المختارة للمفيد ص ۲۷، العيون و المجالس ۱/ ۹۔

[6] دیکھیے: العقائد: ۵۸۔ [7] دیکھیے: ضياء الصالحين: ۵۱۳۔

ان دونوں اشخاص ابوبکر وعمر کے بارے میں خبر دیں؟۔

تو آپ نے کہا: یہ دونوں کافر تھے اور ان سے محبت کرنے والے بھی کافر ہیں۔'' [1]

نیز ان دونوں کے دلوں میں ذرہ برابر بھی اسلام نہیں تھا۔'' [2]

ان کے علامہ مجلسی نے یوں گل افشانیاں کی ہیں:

''جب ابوبکر وعمر نے ہجرت کی تو انہوں نے اسلام کی خاطر ہجرت نہیں کی تھی؛ بلکہ وہ دونوں اپنے کفر پر قائم تھے۔ ان کا اسلام لانا نفاق تھا۔ اور ان کی ہجرت نافرمانی اور بدبختی تھی۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں:

﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا﴾ [٩/ التوبة:٩٧]

''بیشک اعراب کفر اور نفاق میں بہت سخت ہوتے ہیں۔'' [3]

شیعہ کے معاصر آیت اللہ عبدالحسین المرتشی نے یہ گل افشانی کی ہے کہ:

''بیشک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تا قیامت اس امت کی گمراہی کے دوسبب ہیں۔'' [4]

چنانچہ یہ روایت گھڑ لی ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

﴿رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾

[٤١/ حٰم سجدة: ٢٩]

''اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ دونوں (فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں تا کہ وہ انتہائی ذلیل وخوار لوگوں میں سے ہوں۔''

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا دو فریق سے مراد وہ دونوں (ابوبکر وعمر) ہیں۔ پھر فرمایا فلاں تو شیطان تھا۔'' [5]

شیعہ علامہ مجلسی کہتا ہے: ''دونوں فریق سے مراد ابوبکر وعمر ہیں' اور فلاں سے مراد عمر ہے۔ [6]

شیعہ علماء کے استاد الکلینی نے مقدس کتاب الکافی میں دو روایات ذکر کی ہیں جن میں اس شخص کا حکم بیان کیا گیا ہے جو یہ سمجھتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما مسلمان تھے۔ وہ ابوعبداللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''تین شخص ایسے ہیں جن سے روز قیامت اللہ کلام نہیں کرے گا، نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کریگا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ کی طرف سے امامت کے حق کا دعوی کیا، حالانکہ وہ اس کا اہل نہ تھا۔ دوسرا وہ شخص جس نے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ امام کا انکار کیا۔ اور تیسرا وہ شخص جو کہتا ہے کہ ابوبکر وعمر مسلمان تھے (یا اسلام میں ان کا کوئی نصیب وحصہ تھا)۔'' [7]

[1] بحار الانوار ٣٠/ ٣٨١ ح ١٦٥ باب كفر الثلاثة ، مستدرك الوسائل ١٨/ ١٧٨۔ [2] وصول الأخيار الى أصول الأخبار: ٩٤۔ [3] مرآة العقول ٢٥/ ١٢٥ ح ١٨۔ لحسين بن عبدالصمد۔ [4] كشف الاشتباه: ٩٨۔
[5] الروضة من الكافي: ٨/ ٢١٣٧ ح ٥٢٣۔ [6] مرآة العقول ٢٦/ ٤٨٨ ح ٥٢٣۔
[7] اصول الكافي: ١/ ٢٧٩۔ ٢٨٠۔ كتاب الحجة: ح: ٤، ١٢''

شیعہ لوگ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ''قریش کے دو بت'' کا نام دیتے ہیں۔ان کے عالم علی الکرکی نے کہا ہے:

''یہ بات مشہور ہے کہ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نماز وتر میں قریش کے دونوں بتوں پر لعنت کیا کرتے تھے اور ان سے مراد ابوبکر و عمر لیا کرتے تھے۔''[1]

ابراہیم الکفعمی (متوفی ۹۰۰ھ) کی کتاب (البد الامین والدرع الحصین) میں شیعوں کی وہ مشہور دعا لکھی ہے جسے وہ اپنی طرف سے جھوٹ بولتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اس دعاء میں ابوبکر و عمر اور ان کی بیٹیوں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم کو بد دعائیں دیتے ہیں اور یہ دعا ان کے صبح وشام کے اذکار میں شامل ہے۔ دعا درج ذیل ہے:

اللهم العن صنمی قریش، وجبتیها، و طاغوتیها، وابنتیهما، اللذین أكلا أنعامك وجحدا آلائك، وخالفا أمرك و أنكرا وحیك، وعصیا رسولك، وقلبا دینك وحرفا كتابك، وعطلا أحكامك، و أبطلا فرائضك، وألحدا فی آیاتك، وعادیا أولیائك، ووالیا أعدائك، وأفسدا عبادك ۔ وأضرا ببلادك۔ اللهم العنهما وأنصارهما، فقد أخربا بیت النبوة وردما بابه، ونقضا سقفه، وألحقا سماه بأرضه وعالیه بسافله، وظاهره بباطنه، واستأصلا أهله، وأبادا أنصاره، وقتلا أطفاله، وأخلیا منبره من وصیه، ووارث علمه، وجحدا نبوته، وأشركا بربهما فعظم ذنبهما، وخلّدهما فی سقر، وما أدراك ما سقر، لا تبقی ولا تذر۔

اللهم العنهم بعدد كل منكر أتوه، وحق أخفوه، ومنبر علوه، ومنافق ولوه، وولی آذوه، وطرید آووه، وصاحب طردوه، وكافر نصروه، وإمام قهروه، وفرض غیروه، وأثر أنكروه، وشر أضمروه، ودم أراقوه، وخیر بدلوه، حكم قلبوه وكفر أبدعوه، وكذب دلسوه، وإرث غصبوه، وفیءٍ اقتطعوه، وسحت أكلوه، وخمس استحلوه، وباطل أسسوه، وجور بسطوه، وظلم نشروه، ووعد أخلفوه، وعهد نقضوه، وحلال حرموه، وحرام حللوه، ونفاق أسروه، وغدر أضمروه، وبطن فتقوه، وضلع كسروه، وصك مزقوه، وشمل بددوه، وعزیز أذلوه، وذلیل أعزوه، وحق منعوه وإمام خالفوه۔

[1] نفحات اللاهوت في لعن الجبت و الطاغوت ص ۱۹۲۔ الفصل السابع۔ لعلی الكركي۔

اللهم العنهم كل آية حرفوها، وفريضة تركوها، وسنة غيَّروها، وأحكام عطلوها، وأرحام قطعوها؛ وشهادات كتموها، ووصية ضيعوها، أيمان نكثوها، ودعوىً أبطلوها، وبيعة أنكروها، وحيلة أحدثوها، وخيانة أوردوها، وعقبة ارتقوها، ودباب دحرجوها، وأزياف لزموها، اللهم العنهما فی مكنون السر، وظاهر العلانية، لعنا دائما دائبا، سرمدا، لا انقطاع لأمده، ولا نفاد لعدده، لعنا يغدو أوله، ولا يروح آخره لهم، ولأعوانهم، وأنصارهم، ومحبيهم، ومواليهم، والمسلمين اليهم والناهضين باحتجاجهم، والمقتدين بكلامهم، والمصدقين بأحكامهم۔"

''اے اللہ قریش کے دو بتوں اور جبت پر ان کے دونوں طاغوتوں پر، اوران کی دونوں بیٹیوں پر لعنت کر جنہوں نے تیری نعمتیں کھائیں' اور تیرے انعام کا انکار کیا۔ تیرے حکم کی مخالفت کی۔ اور تیری وحی کا انکار کیا، تیرے رسول کی نافرمانی کی، تیرے دین کو بدل ڈالا، تیری کتاب میں تحریف کردی، تیرے احکام کو معطل کر ڈالا۔ تیرے فرائض کو باطل کردیا۔ تیری آیات میں الحاد کیا، تیرے اولیاء سے دشمنی کی اور تیرے دشمنوں سے محبت کی، اور تیرے بندوں کو تباہ کردیا۔ تیرے ملک میں ضرر پھیلایا۔ اے اللہ! ان دونوں پر اوران کے انصار پر لعنت کر۔ انہوں نے یقیناً نبوت کے گھرانے کو ویران کردیا اوران کے دروازے کو توڑ دیا' اس کی چھت کو گرا دیا' اور گھر کے آسمان کو زمین کے ساتھ ملا دیا۔ بالائی حصہ کو نچلے حصہ سے ملا دیا۔ ظاہر اور باطن کو ایک کردیا۔ اور اہل بیت کی جڑیں کاٹ دیں۔ ان کے بچوں کو قتل کیا، نبی کے وصی سے منبر خالی کرالیا جو کہ اس کے علم کا وارث بھی تھا۔ انہوں نے اس کی نبوت کا انکار کیا، اپنے رب کے ساتھ شرک کیا، ان کے گناہ کو اور بڑھا دے۔ اور انہیں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھینک دے۔ اور تجھے کیا معلوم کہ جہنم کی وادی سقر کیا؟ یہ وہ وادی ہے جو کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتی۔ اے اللہ! انہیں ان کے ہر برے عمل پر لعنت کر، اور جو حق انہوں چھپایا؛ اور جتنے بھی منبروں پر چڑھے اور جتنے اہل نفاق سے انہوں نے دوستی کی؛ اور مؤمنوں کو دور کیا' یا ولی کو اذیت دی؛ یا راندہ درگاہ کو پناہ دی؛ یا حق دار کو راندہ درگاہ کیا؛ یا جتنے کافروں کی مدد کی؛ یا امام کو مغلوب کیا؛ اور فرائض میں تبدیلی کی؛ یا اثر کو بدل ڈالا؛ یا جتنا بھی شر انہوں نے چھپایا؛ جتنا بھی خون بہایا؛ جتنی بھی احادیث کو بدلا؛ احکام کو تبدیل کیا؛ کفر ایجاد کیا؛ یا جھوٹ کی تدلیس کی؛ وراثت کو غصب کیا؛ یا مال فئے کو ختم کیا' جتنا بھی حرام کھایا؛ خمس کو اپنے لیے حلال کیا؛ یا باطل کی بنیاد رکھی جتنا بھی ظلم پھیلایا؛ ظلم کو پذیرائی دی؛ وعدوں کی خلاف ورزی کی عہد و پیمان کو توڑا؛ حلال کو حرام کیا یا حرام کو حلال کیا؛ نفاق کو دل میں چھپایا؛ غدر کو پوشیدہ رکھا؛ جتنے بھی پیٹ چاک کئے؛ پسلیاں توڑیں؛ تحریروں کو پھاڑا؛ جتنی بھی پگڑیوں کو اچھالا ذلیلوں کو عزت دی یا عزت داروں کو ذلیل کیا جتنا بھی حق روک لیا یا امام کی مخالفت کی؛ اتنی ہی تعداد میں ان پر لعنت کر۔

اے اللہ! ان کی ہر تحریف کردہ آیت کی تعداد میں ان پر لعنت کر؛ اور ہر اس فریضہ کی تعداد میں جو انہوں نے ضائع کیا' یا سنت کو تبدیل کر دیا' یا دعوی کو باطل کر دیا؛ اور بیعت کا انکار کیا؛ اور حیلہ جو ایجاد کیا؛ یا پھر خیانت کا ارتکاب کیا' یا جتنی بھی گھاٹیوں پر چڑھے۔ یا جتنے بھی دباب لڑھکائے؛ یا جو بھی ناکارہ چیز انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لی[اس کی تعداد میں ان پر لعنت کر]۔

''اے اللہ! اپنے سربستہ راز میں اور کھلے اعلانیہ میں' ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لعنت کر دائمی وابدی لعنت کر جو کہ ختم ہونے والی نہ ہو۔ اور نہ ہی اس کی تعداد کی کوئی منتہا ہو۔ ایسی لعنت کہ جس کی صبح ہو مگر شام نہ ہو۔ ان پر ان کے اعوان و انصار' ان سے محبت کرنے والے اور دوستی رکھنے والے' ان کی بات ماننے والے اور ان کا دفاع کرنے والے اور ان کا کلام پیش کرنے والے اور ان کے احکام کی تصدیق کرنے والے سب پر لعنت کر۔''

پھر اس دعا کے بعد چار بار کہے: اے اللہ! ان پر لعنت کا ایسا عذاب برسا کہ جس سے اہل جہنم بھی پناہ مانگتے ہوں۔ آمین یارب العالمین۔'' [1]

علامہ مجلسی صاحب اس دعاء کے بارے میں رقمطراز ہیں: ''یہ بہت ہی عظیم الشان رفیع المرتبت دعا ہے۔''

انہوں نے عبداللہ بن عباس کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دعائے قنوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے:

''یہ دعاء کرنے والا بالکل ایسے ہی ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بدر واحد اور حنین کے جہاد میں دس لاکھ تیر چلانے والا۔'' [2]

نیز شیعہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو فرعون اور ہامان کا لقب بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے راوی مفضل نے ابوعبداللہ سے پوچھا: اے میرے آقا! فرعون اور ہامان کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر ہیں۔'' [3]

ایسے ہی حضرات شیخین کو وثنین [دو مورتیاں] کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس بارے میں عیاشی بہتان تراشی کرتے ہوئے روایت کرتا ہے کہ ابوحمزہ نے ابوجعفر سے سوال کیا اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، اللہ کے دشمنوں سے کون مراد ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ان سے چار بت مراد ہیں۔ میں نے عرض کی وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

[1] البلد الأمين والدرع الحصين ص ٦٤٦۔ علم اليقين ٢/ ٧٠١، ٧٠٣۔ مفتاح الجنان ١١٣، ١١٤، تحفه عوام مقبول ص ٤٢٣، ٤٢٤۔

[2] بحار الأنوار ٨٥/ ٢٦٠۔ (كتاب الصلاة باب: القنوتات الطويلة المروية عن أهل بيت عليهم السلام۔

[3] مختصر بصائر الدرجات ص ٤٢٤، قرة العيون: ٤٣٢۔ ٤٣٣، بحار الانوار ٥٣/ ١٧، الزام الناصب فی اثبات الحجة الغائب ٢/ ٢٨٥۔

''ابوالفصیل (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے کے لئے گھڑا گیا نام)، رمع (عمر کو الٹا کر بنایا گیا اسم)، نعثل (بوڑھا بجو؛ مراد حضرت عثمان لیتے ہیں)، اور معاویہ۔ اور جس نے ان کے دین کو اختیار کیا، جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی۔''[1]

ایسے ہی شیعہ کے ہاں اللّٰات و العزی سے مراد حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔''[2]

شیعہ کے نزدیک بے شک آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر تا قیامت جو گناہ بھی کیا جائے گا تو وہ ابوبکر اور عمر کا فعل ہوگا!! شیعہ روایت کے مطابق ابوعبداللہ نے کہا ہے:

''یہی وہ دونوں ہیں جنہوں نے ہابیل بن آدم علیہ السلام کو قتل کیا، ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ جلائی، یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا، یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کیا، یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھایا، جرجیس اور دانیال کو عذاب میں مبتلا کیا، سلمان فارسی کو مارا، امیر المومنین علی، فاطمہ اور حسن و حسین کو جلانے کے لیے ان کے دروازے پر آگ جلائی۔ صدیقہ کبریٰ فاطمہ کے ہاتھ پر کوڑا برسایا اور ان کے پیٹ میں ٹانگ مار کر ان کے بیٹے محسن کا حمل گرایا، حسن کو زہر دیا اور حسین کو قتل کیا، ان کے بچوں کو ذبح کیا اور ان کے چچا زاد بھائیوں کو مار ڈالا اور ان کے انصار کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو لونڈیاں بنا لیا، اور آل محمد ﷺ کا خون بہایا۔ لہٰذا ہر خون جو بہایا گیا اور ہر شرم گاہ جو حرام طریقہ سے استعمال کر لی گئی، اور ہر زنا، ہر بدمعاشی، بے حیائی، گناہ ظلم و جور اور غنڈہ گردی جو آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر القائم کے ظہور تک ہوگی وہ ان دونوں کے ذمے ہوگی اور ان کے کھاتے میں ڈالی جائے گی۔ یہ دونوں ان کا اعتراف کریں گے۔ لہٰذا حاضرین مجلس کے مظالم کا ان سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر انہیں درخت پر سولی دے گا اور زمین سے نکلنے والی آگ کو حکم دے گا جو انہیں درخت سمیت جلا دے گی۔ پھر وہ ہوا کو حکم دے گا تو وہ انھیں سمندر میں پھینک دے گی۔''

مفضل کہتا ہے: میں نے کہا: اے میرے آقا! کیا یہ ان کا آخری عذاب ہوگا؟ انہوں نے کہا: افسوس ہے اے مفضل! [بالکل نہیں]۔ اللہ کی قسم! ان سے ہر ظلم کا بدلہ لیا جائے گا' یہاں تک کہ انہیں ہر روز ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جائے اور ان کے رب نے جب تک چاہا ان کو جہنم میں ڈالے گا۔''[3]

آخری بات: تمام شیعہ علماء کا اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر مشرک تھے' اور وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی زندگی میں منافقت کے ساتھ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔''[4]

[1] تفسیر العیاشی: ۲/ ۱۲۲۔ حدیث نمبر: ۱۵۵۔ بحار الأنوار: ۲۷/ ۵۸، حدیث نمبر: ۱۶۔

[2] کمال الدین و تمام النعمة ۱/ ۲۴۰؛ ح: ۲۔ باب: ۲۳؛ نص الله تبارك و تعالىٰ على القائم و أنه الثاني عشر من الأئمة عليهم السلام۔ عيون أخبار الرضا ۱/ ۸۴۔ كتاب الرجعة ص ۱۱۲؛ لأحمد الأحسائي۔

[3] مختصر بصائر الدرجات: ۴۱۵، نمبر ۵۱۲۔ الزام الناصب ۲/ ۲۸۱۔ [4] الفصول المختاره للمفيد ص ۲۶۔

اور اس بات پر بھی شیعہ علماء کا اتفاق ہے کہ: یہ دونوں حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے خلیفہ بننے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ان کے عالم علامہ مفید کا کہنا ہے کہ: ''فرقہ امامیہ اور بہت سارے زیدیہ کا اجماع ہے کہ حضرت امیر المؤمنین سے پہلے خلیفہ بننے والے گمراہ اور فاسق تھے۔ اور امیر المؤمنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے پیچھے کرنے کی وجہ سے ظالم اور نافرمان ہیں' اور یہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔'' [1]

علامہ مجلسی نے کہا ہے:

''میں کہتا ہوں کہ: وہ روایات جو کہ ابوبکر و عمر اور ان کے امثال کے کفر' ان پر لعنت کرنے کے ثواب اور ان سے اور ان کی بدعات سے برأت کے اظہار کو متضمن ہیں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس مجلد میں؛ یا پھر کئی ایک مجلدات ان کا تذکرہ کرنے کی گنجائش ہی موجود نہیں۔ اور جتنی روایات ہم نے ذکر کی ہیں وہ ان لوگوں کے لیے کافی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینا چاہے۔'' [2]

معاصر شیعہ عالم ابوعلی الاصفہانی نے کہا ہے:

''ابوبکر و عمر کے کفر کا مسئلہ ایک مسلمہ مسئلہ جس پر بہت ساری روایات دلالت کرتی ہیں' اور ان میں سے چند ایک روایات کا تذکرہ ہم بطور تبرک کے کریں گے۔'' [3]

تعلیق:

جس شخص کے پاس عقل و خرد کی رتی بھی موجود ہو، کیا وہ ایسی خرافات کی تصدیق کر سکتا ہے؟!

اپنی چھری اپنا گلا:

کلینی روایت کرتا ہے کہ ایک عورت نے جعفر صادق سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو عرض کی کیا آپ ان دونوں کو دوست سمجھتے اور ان سے محبت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''تم ان سے محبت رکھو۔''

اس نے کہا میں جب اپنے رب سے ملوں تو اسے کہہ دوں کہ تم نے مجھے ان دونوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ [4]

اسی پر بس نہیں بلکہ زید بن علی بن حسین بن علی بن أبي طالب نے اپنے ساتھیوں کو بتایا تھا انہوں نے اپنے آباء

[1] أوائل المقالات ٤١-٤٢۔ (القول في المتقدمين على أمير المؤمنين)۔

[2] بحار الأنوار ٣٠/ ٣٩٩؛ ح:١٦٥؛(باب: كفر الثلاثة ونفاقهم و فضائح أعمالهم و قبائح آثارهم ۔

[3] فرحة الزهراء ص ٣٣۔ (عدم أيمان أبي بكر و عمر)۔

[4] الروضة من الكافي: ٨/ ١٩٩٥۔ حديث نمبر: ٧١۔ حديث أبي بصير مع المرأة: ٨/ ٢٠٧٩ حديث نمبر: ٣١٩۔ حديث نمبر: ٣١٩۔ حديث علي بن حسين''

واجداد میں سے کسی کو ابو بکر و عمر سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے نہیں سنا۔ [1]

شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن حبیب نے کہا ہے کہ: ''حضرت زید کی وجہ سے ان لوگوں کا نام رافضی پڑا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت کی بیعت کی' اور پھر آپ کا امتحان لینے لگے؛ تو آپ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت و موالات کا اظہار کیا تو انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس دن سے ان کا نام رافضی پڑ گیا۔'' [2]

سوال نمبر: ۱۰۷۔ براہ کرم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند واقعات کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کریں۔

جواب لیجیے، چند واقعات حاضر ہیں۔

۱: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر دینا۔

شیعہ عالم علامہ اردبلی اس کا اعتراف کرتے ہوئے مہر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ادائیگی کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درع فروخت کرنے کے قصہ میں لکھتا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا؛ اور چار سو درہم کے بدلہ میں وہ درع آپ کو فروخت کی۔ جب میں نے آپ سے درہم وصول کر لیے' اور انہوں نے مجھ سے درع لے لی تو آپ نے فرمایا:

''اے ابو الحسن! کیا میں درع کا آپ سے زیادہ حق دار نہیں ہوں اور آپ ان دراہم کے مجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہیں؟۔ میں نے کہا: کیوں نہیں! ضرور ایسا ہی ہے۔

تو آپ نے فرمایا: پھر یہ درع میری طرف سے آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ میں نے درع اور درہم دونوں چیزیں لے لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا۔ اور دونوں چیزیں آپ کے سامنے رکھ دیں' اور حضرت عثمان کے اس حسن سلوک کے بارے میں بتایا؛ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔'' [3]

۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو انہوں نے شوری کے چھ ممبران میں مجھے بھی شامل کیا لہٰذا میں ان میں شامل ہو گیا۔ میں نے مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا ناپسند کیا اور ان کی قوت کو کمزور کرنا غلط جانا۔ انہوں

[1] الانتفاضات الشيعة: ٤٩٧۔

[2] المحبر ص ٤٨٣؛ لمحمد بن حبيب (متوفى ٢٤٥ هجري)۔ الصوارم ٢٢٥؛ رقم ٧٦۔ إنا نرفضك ۔فقال إذهبوا أنتم الرافضة)۔ اور انہوں نے کہا ہم آپ کی امامت نہیں مانتیں تو انہوں جاؤ تم رافضی ہو۔

[3] كشف الغمة: ١/ ٣١٤۔في ذكر تزويج سيدة نساء۔

نے عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ [1]

ٹوٹتی کمر پر ایک اور وار:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح سے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت بخوشی کر لی تھی۔
تو [کیا آپ جانتے ہیں کہ] پھر بھی حضرت عثمان کی بیعت کرنے والوں پر شیعہ علماء نے کیا حکم لگایا ہے؟
اللہ محفوظ رکھے شیعہ علماء ایسے شخص کو کافر قرار دیتے ہیں۔ [2]

۳: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کرنے کی بنا پر حضرت علیؓ کا اپنے بیٹوں حسن و حسین کو تھپڑ مارنا:

شیعہ مورخ مسعودی لکھتا ہے... حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان کے گھر میں شدید غمگین داخل ہوئے اور اپنے بیٹوں سے کہا امیر المومنین کو کیسے قتل کر دیا گیا جبکہ تم دونوں دروازے پر موجود تھے؟ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مارا اور حسین رضی اللہ عنہ کے سینے میں مکہ رسید کیا، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کیا۔'' [3]

سوال نمبر: ۱۰۸۔ کیا شیعہ علماء نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے ائمہ کے عقیدے کی اتباع کی ہے؟

جواب نہیں۔ بلکہ انہوں نے حضرت عثمان کو علی الاعلان کافر، فاسق کہا ہے اور ان پر لعنت بھیجنے کا مذہب اختیار کیا ہے۔
حضرت عثمان کے بارے میں ان کے جملہ عقائد میں سے ہے کہ لوگوں کی زبانوں پر عثمان کا نام کافر تھا۔ اور پھر حضرت حذیفہ کی طرف یہ تہمت منسوب کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''الحمد للہ کہ عثمان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔'' [4]

شیعہ کہتے ہیں:

''صحابہ و تابعین و صالحین اور دیگر موجود اہل ایمان کا اس بات پر اجماع ہو گیا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ واجب القتل حلال الدم ہے۔ جتنا جلدی ہو سکے اسے فوراً قتل کر دینا چاہیے۔ اسے غسل دینا حلال نہیں۔ اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اور نہ ہی اسے دفن کرنا جائز ہے۔'' [5]

شیعہ علماء نے تواتر کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے برأت پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ کہ آپ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہو چکے تھے۔'' [6]

[1] الأمالی: ۵۰۷۔ حدیث نمبر: ۱۶ (المجلسی الثامن عشر)۔ [2] حق الیقین: ۲۷۰۔
[3] مروج الذهب و معادن الجوهر: ۲/ ۳٦٤۔ (الثورة على عثمان)۔ لأبي الحسن على بن حسين۔
[4] حق اليقين في معرفة أصول الدين ۱/ ۲٤۷۔ لعبدالله الشبر (مثالب عثمان)۔
[5] المصدر السابق ۱/ ۲٤۸۔ [6] المصدر السابق ۱/ ۲٤۹۔

انہوں نے اپنی طرف سے من گھڑت افسانے تراشتے ہوئے صحابہ وتابعین کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے حلال ہونے؛ اور آپ کا خون بہانے کے جواز اور کافر ہونے کا اجماع منسوب کیا ہے۔ [1]

چنانچہ تمام شیعہ اس بات پر متفق العقیدہ ہیں کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کافر ہونے کی وجہ سے قتل کے مستحق تھے۔'' [2]

شیعہ علماء نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بجو سے تشبیہ دی ہے کیونکہ بجو جب شکار کرتا ہے تو اس کیساتھ بدکاری کرتا ہے پھر اسے کھا لیتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: ان کے پاس ایک عورت لائی گئی تا کہ اس پر حد لگائی جائے، تو انہوں نے اس سے وطی کی پھر اسے رجم کرنے کا حکم دیا..... کلبی کتاب المثالب میں لکھتا ہے:

''عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدکاری کی جاتی تھی اور وہ مخنث تھے اور دف بجایا کرتے تھے۔'' [3]

اور کہتے ہیں کہ: کوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شیعہ میں سے ہے۔ پھر انہوں نے ایک روایت گھڑ کر ابو جعفر کی طرف منسوب کر دی؛ اور کہا: ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گروہ کا ایک آدمی ابو جعفر کے پاس بیٹھا ہوا حضرت عثمان کی تعریف کر رہا تھا۔ پس اُچانک دیکھا کہ دیوار پر ایک چھپکلی آواز نکال رہی ہے، تو ابو جعفر نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟۔ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کہہ رہی ہے تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذکر سے باز آجاؤ ورنہ میں علی کو گالی دوں گی۔'' [4]

شیعہ کا شیخ صفوین مجلسی کہتا ہے: ''بیشک عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید سے تین چیزیں حذف کی ہیں۔ حضرت علی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے مناقب، اہل بیت کے فضائل اور قریش کی مذمت اور خلفائے ثلاثہ کی مذمت۔ جیسا کہ اس آیت کو حذف کر دیا: ﴿یا لیتنی لم أتخذ أبا بکر خلیلاً﴾۔ ''اے کاش میں ابوبکر کو خلیل نہ بناتا۔'' [5]

❀ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا اور ان سے ان کا مصحف مانگا تا کہ اس میں بھی تغیر وتبدل کریں جیسا کہ انہوں نے باقی مصاحف کے ساتھ کیا تھا حتی کہ کوئی صحیح محفوظ قرآن باقی نہ رہے۔'' [6]

❀ شیعہ کا الجزائری کہتا ہے: ''رہے عثمان تو ان کے متعلق لوگوں نے ایمان کے بعد مرتد ہونے کی گواہی دی ہے۔ [7]

نیز کہتا ہے: ''عثمان ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام کا اظہار کیا اور نفاق کو چھپائے رکھا۔'' [8]

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جو شخص اپنے دل میں عثمان کی دشمنی نہیں رکھتا، نہ ان کی عزت کے درپے ہوتا ہے اور نہ ان کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے تو ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کی روشنی میں کافر ہے۔'' [9]

[1] حق الیقین فی معرفة اصول الدین ۱/ ۲۴۹۔ [2] بحار الانوار ۳۱/ ۱۶۶۔
[3] الصراط المستقیم: ۳/ ۳۰۔ النوع الثالث فی عثمان، اور الأنوار النعمانیة: ۱/ ۶۵
[4] بصائر الدرجات ۲/ ۱۸۰۔ (باب في الأئمة أنهم يعرفون منطق المسوخ و يعرفونهم)۔
[5] تذکرة الأئمة: ص۹۔ [6] بحر الجواهر: ص۳۴۷۔
[7] الأنوار النعمانیة: ۱/ ۶۴۔ [8] الأنوار النعمانیة: ۱/ ۸۱
[9] نفحات اللاهوت فی لعن الجبت و الطاغوت: ص۱۴۰

شیعہ علماء حضرت ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر یوں کرتے تھے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَةَ فِرْعَوْنَ﴾ [٦٦/ التحريم:١١]

''اور اللہ نے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی۔''

[آپ فرماتے ہیں:] اللہ تعالیٰ نے یہ مثال رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے لیے بیان کی ہے۔ جس کی شادی عثمان بن عفان سے ہوگئی تھی۔ اور پھر آگے چل کر کہتے ہیں:

﴿وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ﴾ [٦٦/ التحريم:١١]

''اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے''۔ اس سے مراد تیسرا خلیفہ اور اس کے عمال ہیں۔

اور یہ کہ: ﴿وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [٦٦/ التحريم:١١] ''مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے''۔ یہاں پر ظالم لوگوں سے مراد بنوامیہ ہیں۔''[1]

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ﴾ [٩٠/ البلد:٥]

''کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قادر نہیں۔'' کی یہ تفسیر کی ہے کہ کیا عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو قتل کر کے یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی قادر نہیں۔

شیعہ علامہ قمی نے اپنی تفسیر میں ابوجعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ﴾۔ میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے قتل کی وجہ سے قتل کیا جائے گا تو وہ کہے گا: ﴿يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا﴾۔

''وہ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال لٹا دیا۔''

یعنی جنگ تبوک کے موقع پر لشکر کی تیاری کے لئے جو مال کثیر رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا۔

نیز اس آیت: ﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗ اَحَدٌ﴾ ''کیا وہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں۔''

اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کے دل میں فساد تھا۔

اور اس آیت: ﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ﴾ ''کیا ہم نے اسے دو آنکھیں نہیں دیں؟''

کی تفسیر میں کہتے ہیں: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ﴿وَ لِسَانًا﴾ ''اور زبان'' سے مراد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔ اور ﴿وَ شَفَتَيْنِ﴾ ''اور دو ہونٹ'' سے مراد حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔[2]

[اللہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں]: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾

''یہ بات بولنے میں بڑی ہے، جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ سراسر جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کہتے''۔

شیعہ کہتے ہیں کہ مقتولہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

[1] ويل الآيات الظاهرة تاتفسير ٢/ ٧٠٠ ح ٨ سورة التحريم ، البرهان: ٨/ ٦٢ ح ٤۔

[2] تفسير القمي: ص ٧٥٤ سورة البلدن اور بحار الانوار ٩/ ٢٥١ ح ١٥٧۔

ان کا شیخ مجلسی [حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق] کہتا ہے: ''اس نے رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا' اور ان کی باندی سے زنا کا ارتکاب کیا۔ [1]

تعلیق:

چونکہ جھوٹ کا انجام ہمیشہ رسوائی ہوتا ہے اس لئے شیعہ بھی یہ جھوٹ بول کر بھول گئے اور دوسری روایت میں مقتولہ کا نام ام کلثوم بیان کیا ہے۔ شیعہ علامہ الجزائری لکھتا ہے: ''رقیہ کے بعد ام کلثوم سے بھی عثمان نے نکاح کر لیا اور وہ بھی انہی کے گھر فوت ہوئیں کیونکہ انہوں نے اسے شدید چوٹ ماری تھی جس سے وہ وفات پا گئیں۔ [2]

شیعہ نے یہ افتراء بازی بھی کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی پسلیاں توڑ دی تھیں۔'' [3]

اور کہتے ہیں کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ اپنے خاوند کی چوٹ سے فوت ہوگئی۔ [4]

سوال نمبر:۱۰۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین بنانے کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے بارے میں شیعہ علماء کا کیا مؤقف ہے؟۔

جواب اس تقدیر الٰہی پر کہ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین بنایا ہے؛ احتجاج کرتے ہوئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چھوڑ دی۔ خمینی جی گل افشانی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہم ایسے معبود کی عبادت نہیں کرتے جو کہ عبادت اور عدل و انصاف اور دین کے لیے ایک عالیشان محل تعمیر کرے اور پھر خود ہی اسے ڈھا دے اور اس جگہ پر یزید' اور معاویہ اور عثمان اور ان جیسے دوسرے سرکش اور باغی لوگوں کو لوگوں کی امارت پر بیٹھا دے۔ اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان کی امت کے مستقبل پر دھیان نہ دے۔ [5]

سوال نمبر:۱۱۰۔ براہ کرم خلفائے ثلاثہ کے بارے میں شیعہ شیوخ کا عقیدہ مختصراً بیان فرمائیں۔

جواب شیعہ شیوخ کا عقیدہ ہے کہ شیعہ امامیہ کے دین کی ضروریات ولوازمات میں سے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے براءت کا اعلان کرنا ہے۔ [6]

اور ضروری امور کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ متعدد بار اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۔ شیعہ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مقام جہنم کی گہرائی میں ایک مقفل تابوت ہے۔ اس گڑھے کے اوپر ایک پتھر رکھا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جہنم کو بھڑکانے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس پتھر کو ہٹا دیتے ہیں جس سے اس گڑھے سے نکلنے

[1] بحار الأنوار ۳۱/ ۱۷٤۔باب مثالب عثمان۔

[2] الأنوار النعمانية: ۱/ ۳٦۷۔ (نور فی مولود النبی "۔

[3] مرآة العقول ۲٦/ ۱۸٦ح ۳۲۱۔(تتمة كتاب الروضة)۔ سيرة الأئمة الاثنى عشر: ۱/ ٦۷۔لهاشم الحسيني۔

[4] الصراط المستقيم إلى مستحقى التقديم: ۳/ ۳٤ (النوع الثالث: فی عثمان)۔ [5] كشف الأسرار ص ۱۲۳۔۱۲٤؛ الحديث الثاني في الإمامة۔ [6] الاعتقادات: ص۵۸۔ الفصل الأول۔

والے شعلوں سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ [1]

ان کے نزدیک ہر نماز کے بعد ان تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعنت بھیجنا واجب ہے۔ کلینی نے ایک روایت تراشتے ہوئے یوں کہا ہے: ''حسین بن ثویر اور اوب سلمہ سراج سے روایت ہے؛ وہ دونوں کہتے ہیں:

ہم نے ابوعبداللہ ﷺ کو سنا آپ ہر فرض نماز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے: فلان وفلان وفلان اور معاویہ۔ ان پہلے تینوں کے نام لیا کرتے تھے۔ اور فلانہ وفلانہ و ہند اور معاویہ کی بہن اُم الحکم۔ [2] مجلسی نے یہ فلان اور فلانہ کا عقدہ حل کرتے ہوئے کہا ہے: ''پہلے تین سے مراد بالترتیب تینوں خلفاء ہیں۔ اور آخری دو کنایہ [فلانہ سے مراد] حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما'' [3]

۔ جو شخص رات کے وقت ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم سے براءت کا اظہار کرے پھر اسی رات مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [4]

شیعہ مجلسی لکھتا ہے: ''امامیہ کے دین کی ضروریات میں ابوبکر، عمر، عثمان سے برات کا اظہار کرنا ہے۔'' [5]

بے شک ان پر لعنت کرنے کے لئے اعلیٰ ترین مقام، وقت اور مناسب ترین حالت لیٹرین ہے۔ لہٰذا پاخانہ کرتے وقت، پیشاب کرتے اور استنجا کرتے وقت پورے اطمینان سے کہو:

''یا اللہ! عمر پر لعنت کر، پھر ابوبکر اور عمر پر لعنت کر، پھر عثمان اور عمر پر لعنت کر، پھر معاویہ اور عمر پر، پھر یزید اور عمر پر پھر ابن زیاد اور عمر پر، پھر ابن سعد اور عمر پر، پھر شمر اور عمر پر پھر ان کے عسکر (عائشہ) پر اور عمر پر لعنت بھیج۔'' [6]

۔ شیعہ کے نزدیک توبہ کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر، عمر اور عثمان اور بنو امیہ کی ولایت سے رجوع کیا جائے اور علی کی ولایت کا اقرار کیا جائے۔ شیعہ علامہ قمی نے ایک روایت گھڑ کر ابوجعفر کی طرف منسوب کر دی ہے؛ جس میں ہے کہ:

﴿فاغفر للذين تابوا﴾ ''توبہ کرنے والوں کو معاف فرما''

کا مطلب یہ ہے کہ فلاں، فلاں اور بنو امیہ کی ولایت سے توبہ کرنے والوں کی بخشش فرما جو ﴿اتبعوا سبيلك﴾ ''جنہوں نے تیرے راستے کی اتباع کی'' یعنی اللہ کے ولی علی کی ولایت کو اختیار کیا۔'' [7]

[1] الاحتجاج للطبرسی: ۱/ ۸۶ (احتجاج النبی ص یوم الغدیر . . .۔''

[2] الفروع الكافي ۳/ ۲۲٤؛ كتاب الصلاة ح: ۱۰۔ باب التعقيب بعد الصلاة والدعاء۔ تهذيب الأحكام ۲/ ۵۲۰۔ وسائل الشيعه: ٤/ ٤۹۹، حديث نمبر ۱ (باب استحباب لعن اعداء الدين عقيب الصلاة باسمائهم)۔

[3] مرآة العقول ۱۵/ ۱۷۵ ح ۱۰ ۔(باب: التعقيب بعد الصلاة والدعاء)۔فروع الكافی: ۳/ ۲۲٤ (كتاب الصلاة، حديث نمبر ۱۰، باب التعقيب بعد الصلاة)

[4] أصول الكافی: ۲/ ۷۵۱، كتاب الدعاء: ح ۳، باب القول عند الاصباح . . . وسائل الشيعة ٤/ ۷۰۹ باب نبذة مما يستحب ان يقال كل يوم۔

[5] العقائد ص۵۸ الفصل الاول فيما يتعلق باصول العقائد۔ [6] لنالیء الأخبار: ٤/ ۹۳۔

[7] تفسير القمی: ص ۵۹۷ سورة غافر۔ تفسير الصافی: ٤/ ۳۳۵ (سورۂ غافر) تفسير نور الثقلين ٤/ ۵۱۲ ح ۱۳ سورة المومن۔

سوال نمبر:۱۱۱۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے متعلق شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ علماء حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾۔ ''اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چھپا کر کہی۔'' کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد حفصہ ہے۔

صادق علیہ السلام نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس قول کی وجہ سے کفر کیا:

﴿من أنبأك هذا﴾ ''آپ کو یہ کس نے بتائی؟''

اللہ تعالیٰ نے اس کے اور اس کی بہن کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾۔ ''اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو بہتر ہے) پس تمہارے دل (حق سے) ہٹ گئے ہیں۔''

اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: یعنی تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور یہ ٹیڑھا پن کفر ہے۔'' [1]

اسی طرح شیعہ شیخ محمد حسین الطباطبائی عراقی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ﴾ [٦٦/ التحريم:١٠]

''کفر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی۔''

کی تفسیر میں کہا یہ مثال اللہ تعالیٰ نے عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لئے بیان کی ہے کیونکہ انہی دونوں نے نبی کے خلاف ایکا کیا تھا اور ان کے راز کو فاش کیا تھا۔ [2]

شیعہ علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ عائشہ، حفصہ اور ان کے والدین نے مل کر رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا عیاشی ابو عبداللہ علیہ السلام سے راویت کرتا ہے انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ فوت ہوئے یا انہیں قتل کیا گیا؟ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَفَائِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ [٣/ آل عمران:١٤٤]

''کیا اگر نبی فوت ہو جائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔''

لہٰذا آپ ﷺ کو وفات سے پہلے زہر دیا گیا تھا۔ ان دونوں (عائشہ اور حفصہ) نے زہر دیا تھا؛ اس لئے ہم کہتے ہیں:

''بیشک یہ دونوں اور ان کے باپ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔'' [3]

مجلسی کہتا ہے کہ عیاشی نے نہایت معتبر سند سے صادق سے روایت کیا ہے کہ:

''عائشہ اور حفصہ پر اور ان کے والدین پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سازش سے زہر دیا تھا۔'' [4]

[1] الصراط المستقيم: ٣/ ١٦٨ الباب الرابع عشر (فصل فى اختها حفصه)۔ بحار الأنوار: ٢٢/ ٢٤٦، ح: ١٧، باب أحوال عائشه و حفصه۔

[2] الميزان فى تفسير القرآن: ١٩/ ٣٤٦۔ [3] تفسير العياشى: ١/ ٢٢٤، حديث نمبر ١٥٢ (سورة آل عمران)۔ تفسير الصافى: ١/ ٣٨٩۔سورة آل عمران۔ [4] حياة القلوب: ٢/ ٧٠٠۔

ان کا ایک معاصر عالم ابوعلی الاصفہانی کہتا ہے: ''عائشہ اور حفصہ اپنے والدین کی طرح موجودات میں سب سے خبیث تھیں۔ یہ دونوں بہت سارے فتنے بپا کرنے کا سبب بنیں۔ اور ان جملہ فتنوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زہر دیا تھا۔ جب ہم اس نتیجہ کو دیکھتے ہیں تو پھر ہمارے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ ان دونوں پلیدوں اور خبیثوں سے بغض ونفرت رکھیں اور ان دونوں پر لعنت کریں۔''[1] اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاصر شیعہ حضرات بھی یہی خبیث عقیدہ رکھتے ہیں۔

❀ شیعہ علماء کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ عائشہ اور حفصہ نے بدکاری کا ارتکاب کیا۔ لہٰذا شیعہ شیخ القمی قسم کھا کر کہتا ہے:

''اللہ کی قسم! قرآن مجید میں جو آیا ہے: ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾ [٦٦/ التحريم:١٠]

''ان دونوں نے خیانت کی''۔

تو اس سے ان کی بدکاری مراد ہے۔'' (نعوذ باللہ)

[اہل قم کا شیخ المشائخ قسم اٹھا کر کہتا ہے]: ''اور عائشہ نے راستہ میں جو بدکاری کی تھی اس کے سزا میں اس پر حد قائم کی جائے گی۔''[2]

ہم ایسے غلیظ عقائد سے پناہ مانگتے ہیں۔

سوال نمبر:۱۱۲۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ علماء کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کافر تھیں۔ شیعہ عالم ابن عصفور کہتا ہے:

''ہم دوٹوک اور قطعی طور پر یہ ایمان رکھتے ہیں کہ: معاویہ، طلحہ وزبیر اور وہ عورت [مراد عائشہ ہیں] اور اہل نہروان اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے جنگ لڑی، یہ سب کفار ہیں۔''[3]

ان کے ایک دوسرے شیخ محمد طاہر شیرازی نے کہا ہے:

''اور جو چیز ہمارے بارہ ائمہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، وہ یہ کہ: عائشہ کافر اور جہنم کی مستحق ہے۔''[4]

اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عائشہ مرتد ہوگئی تھی۔''[5]

❀ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جہنم کے سات دروازوں میں سے ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے خاص ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿لها سبعة ابواب﴾ [١٥/ الحجر:٤٤] ''اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں۔''

[1] فرحة الزهراء ص ٩٨۔
[2] تفسير القمي ص٧١٢(سورة التحريم) شرح اصول الكافي ١٠/ ١٠٥ ح ٢ باب الضلال۔
[3] محاسن الاعتقاد في أصول الدين ص١٥٧۔ لحسين آل عصفور البحراني ت ١٢١٦۔
[4] الأربعين في إمامة أئمة الطاهرين ص ٦١٥۔(الدليل الأربعون فيما ورد في مثالب أهل بيت)۔
[5] الشهاب الثاقب في بيان معنى الناصب ص ٢٣٦۔ ليوسف البحراني (متوفى ١١٨٦هـ)۔

کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جہنم کو لایا جائے گا اور اس کے سات دروازے ہوں گے،... چھٹا دروازہ عسکر (عائشہ) کے لئے خاص ہوگا۔'' [1]

شیعہ علماء کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا زانیہ ہیں۔خبیث شیعہ شیخ رجب البرسی لکھتا ہے: حسن بن علی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

''تو تم نے ایک سبز ڈھال نکالی جس میں تم نے خیانت کئے ہوئے درہم و دینار جمع کیے تھے، اس میں سے تم نے چالیس دینار نکالے جن کے وزن کا تمہیں علم نہیں تھا، اور تم نے وہ دینار علی صلوات اللہ علیہ کے دشمنوں تیم اور عدی قبائل میں تقسیم کئے۔اور ان کے قتل سے اپنے آپ کو تشفی دی۔اور کہنے لگی: ایسا ہی تھا۔'' [2]

❀ شیعہ کی اس بکواس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے:

﴿سبحانك هذا بهتانٌ عظيمٌ﴾ (٢٤/ النور: ١٦) ''(یا اللہ) تو پاک ہے، یہ بہتان عظیم ہے۔''

⊙ شیعہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زنا کی تہمت سے براءت میں آیات نازل نہیں کیں، بلکہ سورۃ النور کی ابتداء میں نازل ہونے والی آیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زنا سے براءت کے بارے میں ہیں، عائشہؓ کے متعلق نہیں۔ [3]

ان لوگوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ جو ام المؤمنین کی برأت کے بارے میں وارد اللہ تعالیٰ کی آیات جھٹلاتے ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عنقریب ان کے مہدی منتظر عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی حد قائم کریں گے شیعہ کے استاد مجلسی کا کہنا ہے: ''جب مہدی نمودار ہوں گے تو وہ عائشہ کے پاس آئیں گے اور ان پر زنا کی حد نافذ کریں گے۔'' [4]

اسی طرح ابو جعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ''خبردار! اگر ہمارے مہدی القائم آ گئے تو حمیراء (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو ان کے پاس لایا جائے گا تو وہ ان کو حد لگائیں گے۔'' [5]

شیعہ علماء کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایمان توڑ دیا تھا [یعنی مرتد ہوگئی تھیں]۔لہٰذا عیاشی لکھتا ہے: عبد الرحمان بن سالم الأشل نے ابو جعفر علیہ السلام سے بیان کیا کہ: ﴿اَلَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بعد قُوَّةٍ أَنْكَاثاً﴾

''اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے سوت محنت سے کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔''

[1] تفسیر عیاشی: ٢/ ٢٦٣، ح ١٩ سورة الحجر، بحار الانوار ٨/ ٣٠١ ح ٥٧۔ شیعہ کتب میں عسکر سے مراد عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔دیکھئے: بحار الانوار: ٨/ ٣٠٢، ح ٥٧، باب النار . . . شیعہ بدبخت عائشه رضی الله عنها کو "ام الشرور" (فسادات کی جڑ) کے نام سے پکارتے ہیں۔دیکھئے: الصراط المستقیم: ٣/ ١٦١، الباب ١٤ (فصل فی ام الشرور)۔

[2] مشارف أنوار اليقين فی اسرار امير المؤمنين: ص ١٣٤، الفصل الرابع۔ اور بحار الانوار: ٣٢/ ٢٧٦، (الباس الخامس: احوال عائشة بعد الجمل)۔ [3] الصراط المستقيم: ٣/ ١٦٥ الباب ١٤ (فصل: فی أم الشرور)۔

[4] حق اليقين: ٣٤٧۔ تفسير القمی: ص ٧١٢ (سورة التحريم)۔ [5] علل الشرائع: ٢/ ٥٦٥۔ حديث نمبر: ١٠ (باب ٣٨٥ نوادر العلل)۔مختصر بصائر الدرجات ص ٤٧٦ ح ٥٦٧ فی وجوب التقية فی زمن حكام الجور۔ بحار الأنوار: ٥٢/ ٣١٤، ح: ٩ (باب سيره وأخلاقه وعدد أصحابه.....)۔

اس سے مراد عائشہ ہے جس نے اپنا ایمان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔'' [1]

ہم اس ضلالت و کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

تعلیق:

شیعہ علماء و مشائخ اب تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہی تہمت لگاتے ہیں جس سے برأت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں آیات نازل کی ہیں۔ شیعہ علماء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خبیث اور ناپاک ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حقیقت میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے بڑا عیب' الزام تراشی اور ایذا رسانی ہے؛ کہ لوگ یہ کہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ زانیہ عورت تھی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [٢٤/ النور٢٦]

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ لوگ اس سے بری کیے ہوئے ہیں جو وہ کہتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے''۔

اللہ کی قسم! واللہ! باللہ! تاللہ! امی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [طاہرہ طیبہ' عفیفہ' منزہ' مبرہ' مطہرہ] پر یہ الزام کافر و منافق اور اللہ و رسول کو جھٹلانے والے کے سوا کوئی دوسرا انسان نہیں لگا سکتا۔

سوال نمبر: ۱۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تعلق کے بارے میں شیعہ کا حتمی عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ کے اکابرین میں سے سید علی غروی جو حوزہ علمیہ کا اہم رکن ہے، وہ کہتا ہے: بے شک نبی کی شرم گاہ ضرور جہنم میں داخل ہوگی کیونکہ انہوں نے بعض مشرک عورتوں سے ہم بستری کی ہے۔'' [2] نعوذ باللہ من ذالک۔

شیعہ کے خیمہ پر لڑھکتی چٹان:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق شیعہ عقائد کہ وہ کافر تھیں اور لعنت کی مستحق تھیں وغیرہ کو اس روایت کیساتھ ختم کرتا ہوں جو شیعیت کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے۔ اس روایت نے شیعیت کی بلند و بالا عمارت کو زمین بوس کر دیا ہے۔

[1] (تفسير العياشي: ٢/ ٢٩١۔ ح: ٦٥ (سورة النحل) تفسير نور الثقلين ٣/ ٨٣ ح ٢١١ سورة النحل۔

[2] كشف الأسرار وتبرئة الائمة الأطهار: ٢٤۔

شیعہ کا استاد ابوعلی محمد بن محمد اشعث کوفی اپنی سند سے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے انھیں خبر دی:

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل مسواک منگوائی اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا اور فرمایا: اسے اپنے لعاب سے نرم کردو، تو انھوں نے اسے نرم کر دیا۔ پھر وہ مسواک آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کے ساتھ دانت صاف کرنے شروع کر دیے اور ساتھ فرمایا: اے حمیراء تمہارا لعاب میرے لعاب کے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے نظر اٹھائی اور کچھ کہتے ہوئے اپنے ہونٹ ہلائے پھر آپ فوت ہو گئے۔ ﷺ۔ [1]

بہر حال، شیعہ رافضی علماء کے تلخ ترین گزشتہ اقوال کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ صحابہ اور آپ کی ازواج مطہرات دنیا سے چلے گئے اور ان کے اعمال منقطع ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اجر کو جاری رکھنا پسند فرمایا۔ (شیعہ ان کو گالیاں بک کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں جبکہ ان عظیم ہستیوں کے اجر وثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (٤٨/ الفتح: ٢٩)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھیں گے، وہ اللہ کا فضل اور (اس کی) رضامندی تلاش کرتے ہیں۔ ان کی خصوصی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ ان کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں، ان کی صفت اس کھیتی کی مانند ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس سے کسانوں کو خوش کرتا ہے۔ (اللہ نے یہ اس لیے کیا) تاکہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے کفار کو خوب جلائے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

خود شیعہ علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام خلفائے راشدین کے ناموں پر رکھے تھے۔ ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا جس کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مسعود حنظلیہ ہے دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا تھا جس کی والدہ کا نام ام حبیب صہباء بنت ربیعہ البکر یہ ہے۔ تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا جس کی والدہ کا نام ام البنین تھا۔ چوتھے کا نام عثمان اصغر تھا جس کی ماں کا نام اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھا۔ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے بیٹوں کے نام خلفائے راشدین کے اسماء پر رکھے تھے۔ شیعہ عالم یعقوبی کہتا ہے: ''حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے آٹھ بیٹے تھے۔ ان کے نام عمر، القاسم،

[1] الأشعثيات: ٢١٢۔ مستدرك الوسائل: ١٦/ ٤٣٤ رقم العام ٢٠٤٧٠ رقم الخاص ٢ باب جواز أكل اللقمة خرجت من فم الغير''۔

ابو بکر اور عبد الرحمان تھے۔ ان کی مائیں مختلف لونڈیاں تھیں۔ [1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک بیٹے کا نام ابو بکر رکھا تھا۔ [2]

سوال نمبر:۱۱۴۔ شیعہ کتب کے مطابق ارض فدک کی حقیقت کیا ہے؟

جواب فدک، خیبر کا ایک گاؤں ہے یا حجاز کی جانب ایک بستی ہے۔ اس میں چشمے اور کھجوروں کا باغ ہے۔ بستی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر جنگ لڑے عطا کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ فدک کے علاقے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ سے میری وراثت مجھے دی جائے۔ شیعہ عالم ابن المیثم لکھتا ہے:

''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: بے شک آپ کو اتنا مال ملے گا جو آپ کے والد گرامی لیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کے باغ سے تمہارا خرچ لیتے تھے باقی غرباء میں تقسیم کر دیتے یا مجاہدین کی ضروریات میں خرچ کر دیتے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ سے وعدہ رہا کہ میں ایسے ہی تصرف کروں گا جیسے آپ کے والد گرامی کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم کیا تم اس میں ایسے ہی تصرف کرو گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! میں ضرور ویسا ہی تصرف کروں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ گواہ ہو جا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس باغ کا غلہ لے کر اہل بیت کی ضروریات پوری کرتے اور باقی ماندہ تقسیم کر دیتے۔ اس طرح حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے دور خلافت میں کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس باغ کا انتظام اسی طریقے پر چلایا۔'' [3]

جناب زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اگر معاملہ میرے ہاتھ میں آجائے تو میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔'' [4]

تضاد بیانی:

ایک طرف شیعہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت سے ان کی وراثت چھین کر ظلم عظیم کیا، تو

[1] تاریخ الیعقوبی: ۲/ ۱۳۷ مقابل الطالبین: ۱۷۸۔

[2] دیکھئے: التنبیہ والاشراف: ۲۶۳۔ جلاء العیون: ۵۸۲۔

[3] شرح نهج البلاغة: ۵/ ۸۷۵ رقم ٤٤ باب المختار من كتب مولانا امير المومنين۔ الدرة النجفية: ۳۳۱۔

[4] شرح نهج البلاغة: ١٦/ ٣٥١ (باب فی الائمة عليهم السلام و انه صارت اليهم كتب رسول الله و كتب امير المومنين)۔ الصوارم المهرقة ٢٢٦۔ مبر: ۷۷۔

دوسری طرف خود ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتاب میں یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ اس میں لکھا ہے: جب کوئی شخص فوت ہوجائے تو اس کی غیر منقولہ جائیداد (مکان، زمین وغیرہ) میں سے عورتوں کو وراثت نہیں ملتی۔ ابوجعفر کہتے ہیں:

''اللہ کی قسم! یہ بات علی علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی املا کرائی ہوئی ہے۔'' [1]

الکلینی نے ابوجعفرؒ سے بیان کیا کہ عورتیں زمینی جائیدار میں کسی چیز کی وارث نہیں ہوتیں۔'' [2]

سوال نمبر ۱۱۵: کیا شیعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی ان پر ناراض ہوا، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئی تھیں؟

جواب جی ہاں۔ انہوں نے ابوالحسن موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے؛ آپ فرماتے ہیں:

''بیشک شیعہ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا؛ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جان یا شیعہ میں کسی ایک کا اختیار دیدیا۔'' [3]

علامہ مارزندانی اس کی وجہ بیان کرتے ہیں: ''ان کی کثرت مخالفت اور قلت اطاعت کی وجہ سے ایسے ہوا تھا۔'' [4]

تعلیق:

شیعہ کے اعتقاد کے مطابق ان کے امام معصوم کی ان کے متعلق یہ گواہی ہے کہ شیعہ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے۔ اس کی وجہ ان کی مذہبی گمراہی ہے۔

اے نوجوانان شیعہ! اب تمہارا اس غضب آلود مذہب پر باقی رہنے کا کیا جواز ہے؟۔

❀ شیعہ راوی بیان کرتا ہے جب علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا پروگرام بنایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سخت ناراض ہوئے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اے علی! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے، اور میں اس کا ہوں جس نے اسے تکلیف دی تو گویا اس نے مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے اسے میری وفات کے بعد تکلیف دی تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اسے میری زندگی میں تکلیف دی۔ اور جس نے اسے میری زندگی میں تکلیف پہنچائی تو وہ ایسے ہی ہے جس نے میری وفات کے بعد اسے تکلیف پہنچائی۔'' [5]

یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۲۳۳۔ ح: ۱۴۔ باب فی الائمه علیهم السلام وأنه صارت الیهم''بحار الأنوار:۲۶/ ۵۱۴۔ ح: ۱۰۱ (باب جهات علومهم "۔ [2] فروع الکلینی: ۷/ ۱۶۷۸ کتاب المواریث، حدیث:۴، باب ان النساء لا یرثن۔ [3] شرح أصول الکافی ۶/ ۴۱۔ح ۵ باب بأن الأئمة علیهم السلام یعلمون متی یموتون۔ [4] المصدر السابق ۶/ ۴۱۔

[5] علل الشرائع: ۱/ ۱۸۴۔ ح: ۲(باب ۱۴۹العلة التی من أجلها دفنت فاطمة باللیل.....۔''

''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا گوشہ ہے۔ اور وہ میرے دو پہلوؤں میں روح ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دے وہ مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔ اور جو اسے اچھی لگے وہ مجھے بھی اچھی لگتی ہے۔''[1]

اسی طرح جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر ایک لونڈی کی گود میں دیکھا تو وہ سخت غضبناک ہوگئیں۔ انہوں نے فرمایا: ''اے ابوالحسن! کیا تم نے اس سے مباشرت کی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں اے بنت محمد، اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں کیا، تم کیا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں اپنے ابا کے گھر چلی جاؤں؟ حضرت علی نے کہا: ہاں اجازت ہے۔ لہٰذا انہوں نے برقعہ پہنا، چادر اوڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی گئیں.....''[2]

سوال نمبر: ۱۱۶۔ امام معصوم کا کیا معنی ہے؟ کیا ان کے ہاں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے یا اختلافی؟

جواب شیعہ عالم مجلسی لکھتا ہے: ''جان لو! شیعہ امامیہ کا اتفاق ہے کہ ان کے ائمہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے محفوظ ہیں۔ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ نہ عمداً نہ بھول کر، نہ کسی تاویل میں غلطی سے اور نہ ان کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلانے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے۔''[3]

تبصرہ:

مجلسی نے ائمہ کی عصمت کی جو صورت گری کی ہے اور اس پر شیعہ کا اتفاق بیان کیا ہے، ایسی عصمت تو اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں کو بھی حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن وسنت اور اجماع امت میں اس کی دلالت موجود ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کا بچاؤ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ جبکہ شیعہ علماء کا عقیدہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ کا بچاؤ اور گمراہی سے تحفظ ان کے پوشیدہ امام قائم کے ساتھ ہے کیونکہ وہ نبی کی طرح ہے۔ بلکہ شیعہ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ امام منتظر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند مرتبہ ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ اور امامت ان کے عقیدے کی رو سے نبوت کا تسلسل ہے۔[4]

سوال: ۱۱۷۔ کیا شیعہ علما اپنے ائمہ کے عدم نسیان اور عدم سہو کے قائل ہیں؟

جواب جی ہاں۔ یہ عقیدہ ان کے مذہب کے لوازمات میں سے ہے، اور عہد حاضر کے شیعہ محمد رضا مظفر کے نزدیک یہ عقیدہ شیعہ کی ضروریات دین میں شامل ہوتا ہیں بلکہ ہر غلطی بھول سے معصوم ہونا امام کی شروط میں شامل ہے۔[5]

[1] بحار الأنوار: ۲۷/ ۶۳۔ ح: ۲۱ باب وجوب موالاة اولیائهم''۔ [2] علل الشرائع: ۱/ ۱۶۳۔ ح:۲۔ باب ۱۳۰ العلة التی من أجلها صار علی۔ بشارة المصطفی ص ۱۶۳ ح ۱۲۷ الجزء الثانی۔ بحار الأنوار ۴۳/ ۱۴۷ ح ۳۔ (باب: کیفیة معاشرتها مع علی)۔ [3] بحار الأنوار: ۲۵/ ۲۰۹۔ (باب عصمتهم ولزوم وعصمة الامام..... [4] عقائد الامامیة فی ثوبه الجدید: ص ۹۵ فصل الثالث: الامامة۔ حق الیقین فی معرفة اصول الدین ۱/ ۱۸۵ (کتاب الامامة: الفصل الاول: الادلة علی نصب الائمة) [5] عقائد الامامیة فی ثوبیه الجدید ص ۹۷ (الفصل الثالث: الامامة) تصحیح اعتقادات الامامیه: ۱۳۵۔ فصل فی الغلو والتفویض)

اور معاصر شیعہ عالم محمد آصف الحسینی لکھتا ہے: ''اس پر شیعہ کا اجماع ہے۔'' [1]

شیعہ علامہ مجلسی کہتا ہے:

''بیشک ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ انبیاء اور ائمہ صلوات اللہ علیہم ہر چھوٹے بڑے، عمداً اور سہواً گناہ سے معصوم ہیں، نبوت اور امامت ملنے سے قبل بھی اور بعد میں بھی۔ بلکہ وہ اپنی ولادت سے لے کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ملاقات کرنے تک معصوم ہیں۔ اس مسئلے میں صرف صدوق محمد بن بابویہ اور اس کے استاد ابن الولید قدس اللہ روحہما کا اختلاف ہے۔ انہوں نے یہ جائز قرار دیا ہے کہ اللہ کسی نبی یا امام کو کوئی بات بھلا دے۔ وہ سہو جو شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے اس کو جائز قرار نہیں دیا۔ اور شائد کہ ان کا اختلاف اجماع کے لئے مضر نہیں ہے کیونکہ دونوں ہی معروف حسب ونسب والے شیعہ ہیں۔'' [2]

شیعہ عالم عبداللہ شبر لکھتا ہے:

''یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ ضرور ہو؛ خواہ یہ واسطہ نبی کا ہو یا امام کا۔ بس انہیں معصوم ہونا چاہیے۔ اس مسئلہ میں امامیہ شیعہ باقی تمام فرقوں سے منفرد ہیں۔'' [3]

بلکہ شیعہ کا امام خمینی کہتا ہے: ''ائمہ سے سہو وغفلت کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔'' [4]

شیعہ کا یہی عقیدہ ان کے عقیدے البداء اور تقیے کی نشو ونما کا بنیادی سبب ہے۔ جیسا کہ اس کا بیان عنقریب آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ لہٰذا جب ان کے اقوال میں اختلاف وتناقص واقع ہوتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بداء ہے یا یہ قول تقیے کے طور پر کہا گیا تھا۔ جیسا کہ ان کے امام سلیمان بن جریر نے اعتراف کیا ہے جس نے شیعہ مذہب ترک کر دیا تھا اور شیعہ کی ایک جماعت نے ان کی پیروی کی تھی۔

تعلیق:

شیعہ کے امام رضا رحمہ اللہ سے کہا گیا: ''بے شک کوفہ کی ایک بڑی تعداد کہتی ہے کہ نبی ﷺ سے نماز میں سہو نہیں ہوا'' تو انہوں نے فرمایا: ''وہ جھوٹ بکتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہو، جس ذات کو سہو نہیں ہوتا وہ تو صرف ذات الٰہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [5]

اللہ تعالیٰ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ [الأعلیٰ]

''ہم ضرور تجھے پڑھائیں گے تو تو نہیں بھولے گا۔ مگر جو اللہ چاہے''۔

[1] صراط الحق: ۳/ ۱۰۲ (المبحث العاشر: فی عصمة النبی الخاتم)۔ [2] بحار الأنوار: ۱۷/ ۱۰۸ (باب سهوه و نومه عن الصلاة) [3] حق اليقين في معرفة أصول الدين ۱/ ۱۳۵ كتاب النبوة الفصل الثانی۔
[4] الحكومة الاسلامية: ۹۱۔ [5] عيون أخبار الرضا: ۲/ ۵۴۰۔ ح:۵۔ باب ٤٦ ماجاء عن الرضاع''۔ بحار الأنوار: ۲۵/ ۳۵۰۔ ح۱، (باب نفي السهو عنهم عليهم السلام)۔

شیعہ کی رسوائی:

متقدمین شیعہ علماء اس عقیدے سے برأت کا اظہار کرتے آئے ہیں بلکہ اس عقیدے کے قائلین کو کافر قرار دیتے تھے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سہو کے متعلق ثابت روایات کو رد کرنا دین شریعت کو رد کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ شیعہ شیخ ابن بابویہ لکھتا ہے: ''بے شک غالی اور مفوضہ، ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، یہ رسول اللہ ﷺ کے سہو کا انکار کرتے ہیں ... اگر اس مسئلے میں آنے والی روایات کو رد کرنا جائز ہوتا تو تمام قسم کی روایات کو رد کرنا جائز ہوتا اور روایات کو رد کرنا درحقیقت دین وشریعت کو رد کرنا ہے۔'' [1]

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ متاخرین شیعہ اس مسئلے کو ضروری اور دینی ضروریات میں سے شمار کرتے ہیں۔ اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ جیسا کہ تذکرہ ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ شبر کہتا ہے: جو کوئی انسان نبی کریم ﷺ کے لیے سہو کو جائز سمجھے اس سے اس پر کفر واجب ہوتا ہے۔'' [2]

اس طرح متقدمین شیعہ متاخرین شیعہ کو کافر قرار دیتے ہیں اور متاخرین اپنے سلف کو کافر قرار دیتے ہیں۔ [اللہ تعالیٰ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ [٤/ النساء ٨٢]

''اور اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''

سوال ۱۱۸: براہ کرم شیعہ کے عقیدہ عصمت ائمہ تشکیل نو کا خلاصہ بیان کریں۔

جواب گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے کہ شیعہ کے پہلے استاد ابن سباء یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن موجودہ شیعہ علماء کے موافق عصمت ائمہ کا عقیدہ اس سے منقول نہیں ہے۔ پھر ہشام بن حکم نے عصمت ائمہ کے عقیدے کو ترقی دی اور کہا کہ بے شک امام سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔'' [3]

جبکہ شیعہ کے علامہ آل کاشف الغطاء نے امام میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ نبی کی طرح خطا اور غلطی سے معصوم ہو۔ [4]

تبصرہ:

بے شک شیعہ کا یہ عقیدہ کہ ''امام سے گناہ سرزد نہیں ہوتا'' ان کے عقیدہ قدر کے متضاد ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مکمل آزاد اور بااختیار ہے اور بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔''

قارئین محترم! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عصمت کا مفہوم شیعہ کے ہاں عقیدہ قدر سے پہلے کا ہے جسے انہوں نے

[1] من لا يحضره الفقيه: ١/ ١٣٩ ح ١٠٣٢ (باب احكام السهو فى الصلاة)۔ عدم سهو النبى صلى الله عليه وسلم ص ٢٨ ں اور بحار الأنوار: ١٧/ ١١١۔ باب سهوه و نومه صلى الله عليه وسلم عن الصلاة) . . . "

[2] حق اليقين في معرفة أصول الدين ١/ ١٣٥۔ كتاب النبوة؛ الفصل الثاني: العصمة۔

[3] دیکھئے بحار الأنوار: ٢٥/ ١٩٢، ١٩٣۔ ج:١ (باب عصمتهم و لزوم عصمة الامام عليهم السلام)

[4] أصل الشيعة: ٦١ (المقصد الثانى)۔

تیسری صدی ہجری میں معتزلہ سے لیا ہے۔

پھر شیعہ عالم ابن بابویہ نے اسے نئی شکل دیتے ہوئے اپنا عقیدہ امامت یوں بیان کیا:

''بیشک ائمہ معصوم ہیں، ہر قسم کی غلاظت سے پاک ہیں، بلا شبہ وہ کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہیں کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ کے اوامر میں اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور انہیں جو حکم دیا جاتا اس پر عمل کرتے ہیں۔ جس شخص نے ان کی کسی بھی حالت میں عصمت کی نفی کی تو اس نے انہیں جاہل قرار دیا اور جس نے انہیں جاہل قرار دیا تو وہ کافر ہے۔ ہمارا ان کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ معصوم ہیں۔ انہیں عصمت میں کمال حاصل ہے۔ انہیں ابتداء سے لے کر انتہا تک کامل علم اور مکمل عصمت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے کسی فعل میں نقص، نافرمانی اور جہالت سے موصوف نہیں ہیں۔'' [1]

پھر شیعہ کے شیخ مفید نے اس عقیدہ کو مزید آگے بڑھایا تو کہا: عصمت اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے جو مکلّف پر اس طرح ہوتی ہے کہ اس سے معصیت کا وقوع ناممکن ہوجاتا ہے اور اطاعت کا ترک کرنا ممتنع ہو جاتا ہے، حالانکہ امام معصیت واطاعت دونوں کی قدرت رکھتا ہے۔ [2]

تعلیق:

معزز قاری! شیعہ عقیدہ عصمت ائمہ پر معتزلہ کے افکار کا رنگ ملاحظہ فرمائیں۔ لطف الٰہی اور انسانی اختیار وحریت جیسے معتزلی عقائد کس طرح شیعہ مذہب کا حصہ بن گئے۔ لہٰذا ان کے نزدیک عصمت کا معنی یہ نہیں کہ اللہ ان کے امام کو معصیت ترک کرنے پر مجبور کرتا ہے بلکہ وہ امام پر ایسے الطافات کرتا ہے جس سے امام سے معصیت کا وقوع اس کے اختیار سے ناممکن ہوجاتا ہے۔

پھر شیعہ مجلسی نے اس عقیدے کی تشکیل میں اپنا حصہ ڈالا تو کہا: ''یقیناً ہمارے اصحاب شیعہ امامیہ کا انبیاء اور ائمہ صلوات اللہ علیہم کی عصمت پر اجماع ہے۔ ان سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ، عمداً یا غلطی اور بھول سے سرزد نہیں ہوتا۔ انہیں یہ عصمت، نبوت اور امامت کے حصول سے پہلے اور بعد میں بھی حاصل رہتی ہے۔ بلکہ ولادت سے لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت تک وہ معصوم ہیں۔ [3]

شیعہ کی رسوائی:

یہی شیعہ عالم مجلسی کہتا ہے: ''الغرض یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے کیونکہ بہت ساری روایات دلالت کرتی ہیں کہ ائمہ سے سہو واقع ہوا ہے۔ اس سلسلے میں بہت ساری اخبار، آیات اور اصحاب کا اجماع موجود ہے، سوائے ان چند لوگوں کے جو اس اتفاق سے الگ ہوگئے اور کہتے ہیں کہ سہو ممکن نہیں ہے...'' [4]

[1] الاعتقادات: ٩٦۔ باب الاعتقاد في العصمة۔ بحار الانوار ١١/ ٧٢ (باب عصمة الانبياء عليهم السلام)

[2] النكت الاعتقادية: ٣٧۔ الفصل الثالث في النبوة۔

[3] بحار الأنوار: ٢٥/ ٣٥٠۔٣٥١/ باب نفى السهو عنهم عليهم السلام۔

[4] بحار الأنوار: ٢٥ / ٣٥١ ۔ باب نفى السهو عنهم عليهم السلام۔

تبصرہ:

لیجئے یہ شیعہ کے علماء کا خود ہی اعتراف ہے کہ عصمت ائمہ کے شیعہ عقیدہ پر اجماع ان کی روایات سے متصادم ہے۔ اور یہ بات نہایت تلخی کے ساتھ ان سے یہ اگلواتی ہے کہ شیعہ علماء نے گمراہی پر اجماع کیا ہے۔

سوال نمبر۱۱۹: براہ مہربانی شیعہ علماء کے عقیدہ کی رو سے ان کے ائمہ کے بعض فضائل ذکر کریں۔

جواب شیعہ علماء نے ائمہ کی شان اور فضیلت بیان کرنے کے لئے بے شمار روایات گھڑی ہیں۔ اور بعض اوقات انہیں درجہ الوہیت پر فائز کر دیتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

۱۔ باب: ''اس بات کا بیان کہ ائمہ، انبیاء علیہم السلام سے بڑے عالم ہیں۔''

اس باب کے تحت تیرہ احادیث ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک ابوعبداللہ علیہ السلام پر افتراء باندھتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''رب کعبہ اور کعبہ کی عمارت کے رب کی قسم۔ تین بار یہ قسم کھائی اگر میں موسیٰ اور خضر کے درمیان ہوتا تو میں انہیں بتاتا کہ میں ان سے بڑا عالم ہوں۔ اور میں انہیں ایسا علم بتاتا جو انہیں حاصل نہیں ہے۔ [1]

۲۔ باب: ''ائمہ کی تمام انبیاء اور ساری مخلوق پر فضیلت کا بیان، تمام انبیاء ساری مخلوق اور فرشتوں سے ائمہ کے متعلق میثاق لینے کا بیان، اور اس بات کا بیان کہ اولوالعزم رسول اس مرتبے پر ائمہ کی محبت کی وجہ سے فائز ہوئے۔'' [2]

اس باب میں اٹھاسی احادیث ہیں۔ جن میں سے ایک روایت میں ابوعبداللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرنے کا شرف ولایت علی رضی اللہ عنہ کی بدولت عطا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کی فضیلت، اور عیسیٰ علیہ السلام کو سارے جہانوں کے لئے نشانی بنانے کا شرف بھی ولایت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی تابعداری کی وجہ سے ملا۔ پھر فرمایا: میں مختصراً کہتا ہوں کہ ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف صرف ہماری عبودیت کی بنا پر حاصل ہوگا۔'' [3]

ایک روایت میں یہ ہے کہ یونس علیہ السلام نے ولایت علی کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا گیا۔ تا آنکہ انہوں نے اس کا اقرار کر لیا تو آزادی ملی۔ [4]

شیعہ کے امام اکبر خمینی کا کہنا ہے:

:''بلاشبہ امام کو ایسا مقام محمود، بلند درجہ اور تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے جس کی ولایت اور غلبے کے تحت اس

[1] اصول الکافی: ۱/ ۱۸۸۔ ج:۱۔ کتاب الحجة، باب "أن الائمة یعلمون علم ما کان . . ."

[2] بحار الأنوار: ۲۶/ ۶۷ کتاب الامامة ابواب سائر فضائلهم و مناقبهم۔۔۔ الخ۔ [3] الاختصاص ص ۲۵۰ (وجوب ولایة علی والائمة علیهم السلام ۔ البحار الأنوار: ۲۶ / ۲۹۴۔ ج:۵۶ کتاب الامامة ابواب سائر فضائلهم و مناقبهم۔۔۔ الخ۔ [4] بصائر الدرجات الکبری: ۱/ ۱۵۶ ح:۱، باب آخر في ولایة أمیر المؤمنین . . .''۔ بحار الأنوار: ۲۶ / ۲۸۲۔ ج:۳۴، کتاب الامامة، باب "تفضیلهم علی الأنبیاء . . ، تفسیر نور الثقلین ۴/ ۴۳۳' ح ۱۰۶ سورة الصافات'۔

کائنات کا ذرہ ذرہ سرنگوں ہے۔ اور ہمارے مذہب کی ضروریات اور لوازمات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کو ایسا بلند مقام حاصل ہے جس تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچتا ہے نہ کوئی نبی مرسل۔'' [1]

۳۔ باب بلا شبہ انبیاء کرام کی دعائیں ائمہ کے وسیلے اور شفاعت سے قبول ہوئیں۔ [2]

اس باب کے تحت سولہ احادیث ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

''رضا علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام غرق ہونے لگے تو انہوں نے ہمارے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اللہ نے انہیں غرق ہونے سے بچا لیا۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے ہمارے توسل سے اللہ سے التجا کی تو اللہ نے ان کے لئے آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام نے سمندر میں راستہ بنانا چاہا تو ہمارے حق کا واسطہ دے کر دعا مانگی تو سمندر میں خشک راستہ دے دیا گیا۔ اور جب عیسیٰ علی علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کرنا چاہا تو عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارا وسیلہ دے کر دعا مانگی تو اللہ نے انہیں قتل ہونے سے بچا لیا اور اپنے پاس اٹھا لیا۔'' [3]

تعلیق:

یہ جاہلیت کا شاہکار بیوقوفانہ شیعہ دعویٰ ہے کیونکہ انبیاء کرام کی زندگی میں ان کے ائمہ کرام کا وجود تک نہ تھا، پھر اس سے توسل اور واسطہ کیسے ممکن ہو گیا؟ بلکہ شیعہ علماء کا یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا کھلم کھلا اظہار ہے، کیونکہ انہوں نے انبیاء کرام کی دعاؤں کی قبولیت کی کنجی اور اساس اپنے ائمہ کے ناموں کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بلا شبہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہی کو پکارتے اور دعائیں مانگتے رہے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [۲۱/ الانبیاء: ۸۷]

...''پھر اس نے (ہمیں) اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے بلا شبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

۴۔ باب: ''ائمہ کے پاس زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا علم ہے۔ ماضی اور مستقبل کی ہر خبر ان کے پاس ہے۔ دن رات کی ہر ہر گھڑی میں جو کچھ ہوتا ہے اور انبیاء کا علم بھی ان کے پاس ہے۔ نیز انبیائے کرام کے علم سے اضافی علم بھی ان کے پاس ہے۔'' [4]

[1] الحكومة الاسلامية : ٥٦۔ الولاية التكوينية . . .''۔

[2] بحار الأنوار: ٢٦ / ٣١٩۔كتاب الامة ابواب سائر فضائلهم و مناقبهم و غرائب شؤونهم صلوات الله عليهم ۔

[3] القصص: ١٠٥۔ وسائل الشيعة : ٤/ ٦٥٩ ، حديث ١٣ ، بحار الأنوار: ٢٦ / ٣٢٥۔ ح:٧، باب أن دعاء الأنبياء۔ [4] ينابيع العاجز و أصول الدلائل: ٣٥ (الباب الخامس)۔

۵۔ باب: ''بے شک ائمہ لوگوں کی حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق جانتے ہیں، ان کے پاس ایک کتاب ہے جس میں اہل جنت، ائمہ کے شیعہ اور ان کے دشمنوں کے نام درج ہیں۔ جو کچھ حالات، واقعات ائمہ جانتے ہیں اسے کسی مخبر کی خبر ختم نہیں کر سکتی۔'' [1]

۶۔ باب: ''ائمہ علیہ السلام جب علم حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ علم پا لیتے ہیں۔'' اس باب میں تین احادیث ہیں۔ [2]

۷۔ باب: ''ائمہ کو اپنی موت کا علم ہوتا ہے کہ وہ کب مریں گے، اور وہ اپنے اختیار ہی سے مرتے ہیں۔''

اس باب میں آٹھ احادیث ہیں۔ [3]

۸۔ ائمہ سے اپنے شیعہ کے احوال کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ انہیں اس بات کا علم ہوتا ہے جس کی امت کو ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا علم ہوتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے رفع ہونے کی دعا کریں تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ائمہ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔ انہیں موت کا علم اور آفات و مشکلات کا علم ہے۔ انہیں فیصلہ کن خطاب اور لوگوں کی پیدائش کا علم حاصل ہے۔'' [4]

۹۔ باب: ''اگر امیر المؤمنین علیہ السلام نہ ہوتے تو جبریل اپنے رب کو نہ پہچان پاتے اور نہ انہیں اپنے نام کا علم ہوتا۔''

اس سلسلہ میں انہوں نے ایک روایت یوں گھڑ لی ہے:

''جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو جبریل امین ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس نوجوان کے لیے کھڑے ہوتے ہو؟۔

اس پر جبریل نے عرض کی: اس مل مجھ پر حق تعلیم ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل! وہ تعلیم کیسی تھی؟۔

جبریل نے کہا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تو مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ اور تمہارا نام کیا ہے؟ میں کون ہوں؟ اور میرا نام کیا ہے؟''۔ میں اس جواب کے لیے حیران و سرگرداں تھا؛ پھر اس نوجوان کا جلوہ عالم انوار میں ظہور پذیر ہوا۔ اور اس نے مجھے اس کا جواب سکھایا۔ اور کہا: یوں کہو: تم رب جلیل ہو؛ تمہارا نام جمیل ہے؛ اور میں ایک ذلیل و عاجز بندہ ہوں میرا نام جبریل ہے۔ اس لیے میں اس نوجوان کی تعظیم بجالاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔'' [5]

۱۰۔ ائمہ ابھی اپنی ماؤں کے پیٹ میں ہوتے ہیں کہ وہ سننا اور بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور ماؤں کے پیٹ میں ہی اور اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وقت رضاعت فرشتے ان کی اطاعت بجالاتے ہیں۔ اور صبح و شام ان پر نازل ہوتے ہیں۔ ائمہ کے لئے ہر شہر میں منارے بنائے جاتے ہیں جن پر چڑھ کر وہ لوگوں

[1] بحار الأنوار: ٢٦/ ١١٧۔ اس باب میں چالیس احادیث ہیں۔

[2] أصول الكافي: ١/ ١٨٦ (كتاب الحجة)۔ [3] أصول الكافي: ١/ ١٨٦۔١٨٨ (كتاب الحجة)

[4] بحار الأنوار: ٢٦/ ١٣٧۔ اس میں ۴۳ احادیث ہیں۔ [5] شرح الزيارة الجامعة الكبيرة: ٢/ ٣٧١۔

کے اعمال دیکھتے ہیں۔ [1]

۱۱۔ بلا شبہ ائمہ حضرت علی کی صلب سے اللہ کی اولاد ہیں۔ اس دعوے کی دلیل میں شیعہ کے آیت اللہ عبدالحسین نجفی نے یہ آیت گھڑی ہے:

﴿اليوم اكملت لكم دينكم بامامته فمن لم يأتم به و بمن كان من ولدي من صلبه الى يوم القيامة فأولئك حبطت أعمالهم و في النار هم خالدون﴾ [2]

''آج کے دن امیر المؤمنین کی امامت کے ساتھ تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ تو جس شخص نے اس کی اور تا قیامت اس کی صلب سے میری اولاد کی پیروی نہ کی تو یہ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔'' (نعوذ باللہ)

ہم اس شرک وکفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۲۔ بے شک ائمہ زمین کے ارکان ہیں۔ [یعنی زمین ان ہی کی بدولت قائم ہے]۔

انہوں نے یہ روایت گھڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر لی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''مجھے ایسی صفات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ مجھے موت، آفات، نسب اور فیصلہ کن خطاب کا علم دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے لوگوں کا علم مجھ سے فوت نہیں ہوا اور نہ وہ علم مجھ سے پوشیدہ ہے جو مجھ سے غائب ہے۔'' [3]

۱۳۔ باب: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جو علم بھی سکھایا، وہ امیر المؤمنین کو بھی سکھانے کا حکم دیا۔ اور بے شک امیر المؤمنین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ علم میں برابر شریک ہیں۔'' [4]

تبصرہ:

یقیناً شیعہ علماء کے یہ دعوے نہایت عجیب وغریب اور کفر وشرک کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ ان دعووں کے ساتھ ائمہ کو درجہ امامت سے نکال کر کبھی نبوت و رسالت کے درجے پر بٹھاتے ہیں تو کبھی الوہیت کے درجے پر فائز کر دیتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے، شیطان اور اس کی جماعت سے پناہ مانگتے ہیں۔

اس بات میں دو آراء نہیں ہیں کہ یہ دعوے محض کفر اکبر ہیں، بلکہ اگلے اور پچھلے لوگوں میں ایسا کفر اور گمراہی کا مرتکب کوئی دوسرا فرقہ یا مذہب نہیں ہوا ہے۔

[1] كمال الدين و تمام النعمة: ۲/ ۳۹۳۔ حديث نمبر ۲۔ باب "ماروى في ميلاد القائم صاحب الزمان . . .". اليتيمة والدرة الثمينة: ۱۹۰۔ [2] الغدير: ۱/ ٤٢٥۔

[3] أصول الكافي: ۱/ ۱٤۱، ۱٤۲ (كاتب الحجة: ح۲، باب أن الأئمة هم أركان الأرض)۔

[4] أصول الكافي: ۱/ ۱۹۰۔ كتاب الحجة۔ اس میں تین احادیث ہیں۔

سوال نمبر:۱۲۰۔کیا شیعہ عقیدہ کے مطابق ائمہ کے معجزات ان کی موت کے بعد بھی برقرار رہتے ہیں؟ شیعہ کی روزمرہ زندگی میں ان معجزات کے کیا اثرات ہیں؟

جواب جی ہاں! ان کے معجزات نہ صرف باقی رہتے ہیں بلکہ ان میں اضافہ اور جدت ہوتی رہتی ہے۔ان معجزات کی درج ذیل دوصورتیں ہیں۔

۱: ایک وہ معجزات جن کا دعویٰ شیعہ علماء امام منتظر کے بارے میں کرتے ہیں۔

۲: دوسرے وہ معجزات وکرامات جن کا ظہور ائمہ کے مزارات پر ہوتا ہے۔جیسا کہ موذی امراض کی شفا کے قصے کہ ایک نابینا شخص مزار کے مجاورین میں شامل ہوا تو اس کی بینائی لوٹ آئی۔حتی کہ حیوانات اور خصوصاً گدھا اور خنزیر بھی شفا کے لئے ان ائمہ کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔!!

شیعہ کے قصے بیان کرتے ہیں کہ ائمہ کے مزارات کے قریب امانتیں رکھی جاتی ہیں اور ائمہ اپنی قبروں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔'' [1] (اس جھانسے کی وجہ سے مجاوروں کی چاندی ہوگئی ہے)۔

سوال نمبر:۱۲۱۔شیعہ علماء کے نزدیک قبروں اور ائمہ واولیاء کے مزارات کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

جواب مزارات کی زیارت شیعہ مذہب میں فرض ہے اور اس کا تارک کافر ہے۔ [2] ہارون بن خارجہ نے اپنے امام ابوعبداللہ کو سوال کیا:''جس شخص نے بغیر کسی وجہ کے حسین علیہ سلام کی قبر کی زیارت ترک کی، اس کا کیا حکم ہے؟'' انہوں نے فرمایا:''یہ شخص جہنمی ہے۔'' [3]

تعارض:

انہوں نے ایک بہتان گھڑ کر حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

''ہمارے شیعہ میں سے جو کوئی حضرت حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے نہیں آئے گا؛ وہ ناقص الایمان اور ناقص الدین ہے؛ اور اگر وہ جنت میں داخل بھی ہوگیا تو اس کا مقام باقی اہل ایمان سے کم ہوگا۔'' [4]

سوال نمبر:۱۲۲۔شیعہ ائمہ کے مزارات کی زیارت کے کون سے آداب ہیں جنہیں شیعہ علماء واجب قرار دیتے ہیں؟

جواب زیارت کے واجب آداب بہت سے ہیں۔مثلاً:

۱: مزار کے احاطے میں داخل ہونے سے قبل غسل کرنا اور کھڑے ہوکر ماثور اجازت طلب کرنا۔اگر اس کا وضو ٹوٹ جائے

[1] بحار الأنوار: ٤٢ / ٣١٢۔ [2] كامل الزيارات والمزار: ص١٨٣۔ باب:٧٨۔ "فيمن ترك زيارة الحسين . . ." تهذيب الأحكام: ٦/ ١٣٠٦۔ كتاب المزار۔ باب فضل زيارته۔ وسائل الشيعة: ١٠ / ٤٨١ ۔ باب كراهية ترك زيارة الحسين . . ." [3] كامل الزيارات والمزار ص ١٨٤۔ح:٥۔ الباب٧٨؛ باب:فيمن ترك زيارة الحسين۔ وسائل الشيعة ١٠/ ٤٨١ ح ١٣ (باب كراهة ترك زيارة الحسين عليه السلام)۔

[4] كامل الزيارات و المزار ١٨٣۔ح:١۔ الباب٧٨؛ باب:فيمن ترك زيارة الحسين۔

تو غسل دوبارہ کرے گا۔'' [1]

۲: نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ حاضر ہونا اور نئے خوبصورت صاف ستھرے کپڑے پہننا۔'' [2]

۳: مزار پر ادب سے کھڑے ہونا اور اسے چومنا۔ آیت اللہ محمد الشیر ازی لکھتا ہے ہم ائمہ کے مزاروں کو ایسے ہی بوسہ دیتے ہیں جیسے ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ [3]

جبکہ ملاں مجلسی کہتا ہے مزار پر ٹیک لگانے اور اسے بوسہ دینے پر نص موجود ہے۔ [4]

۴: مزار پر رخسار گڑنا: [5] کہتے ہیں مزار کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ہمارے نزدیک سنت ہے۔ اگر اس موقع پر تقیہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اسے ترک کرنا اولیٰ ہے۔ [6]

۵: مزار کا طواف کرنا: شیعہ علماء لکھتے ہیں: الا یہ کہ ہم تمہارے مزارات کا طواف کریں۔'' [7]

تعارض:

خود انہی علماء نے ایسی روایات بیان کی ہیں جو قبروں کے طواف سے منع کرتی ہیں مثلاً: ''اور تم قبر کا طواف مت کرو۔'' [8]

شیعہ مجلسی نے اس روایت کا رد کرتے ہوئے کہا کہ: ''احتمال ہے کہ اس طواف سے مراد پاخانہ کرنا ہے۔'' [9]

۶: نماز میں صاحب قبر کی طرف منہ کرنا اور قبلہ شریف کی طرف پشت کرنا: مجلسی لکھتا ہے قبر کی طرف منہ کرنا لازمی امر ہے اگرچہ اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو سکے۔ زائر کے لیے قبر کی طرف منہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا، کیونکہ وہ اللہ کا چہرہ ہے۔'' [10]

گرتی دیوار کو ایک اور دھکا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''اے لوگوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مصلی (نماز کی جگہ) بنائے۔'' [11]

[1] بحار الأنوار: ۹۷/ ۱۲٤۔ کتاب المزار۔ باب آداب الزیارة " [2] بحار الأنوار: ۹۷/ ۱۲٤۔ کتاب المزار۔ باب آداب الزیارة "[3] مقالة الشیعة: ۸۔ [4] بحارالأنوار: ۹۷/ ۱۳٦ح ۲٤ (باب ثواب تعمیر قبور النبی والائمة "

[5] عمدة الزائر فی الأدعیة والزیارات: ۳۱۔ [6] بحارالأنورا: ۹۷/ ۱۳٦ح ۲٤ (باب ثواب تعمیر قبور النبی والائمة۔

[7] بحارالأنوار: ۹۷/ ۱۲٦ح ۳ (باب آداب الزیارة) مستدالك الوسائل ۱۰/ ۳٦٦۔ حدیث نمبر: ۱۲۱۹۳۔ باب استحباب اختیار الاقامة فی شهر رمضان الخ۔ [8] فروع الکافی: ٦/ ۱٥٦٦۔ کتاب الزی والتجمل والمروء ة۔ حدیث نمبر۸۔ل باب کراهیة أن یبیت الانسان وحده علل الشرائع: ۱/ ۲۷٦۔ حدیث نمبر:۱باب ۲۰۰۔ بحار الأنوار: ۱۰۰/ ۱۲٦۔ کتاب المزار۔ باب آداب الزیارة۔

[9] بحارالأنوار: ۹۷/ ۱۲۷۔ باب آداب الزیارة واحکام الروضات.....۔[10] بحارالأنوار: ۱۰۱/ ۳٦۹ باب زیارته۔

[11] فقه الرضا ص ۱۸۸۔ (باب آخر في الصلاة علی المیت)۔

۷: قبر کے اوپر جھکنا اور ماثور دعا مانگنا: علمائے شیعہ کہتے ہیں:

''جب تم مزار کے دروازے پر آؤ تو قبے کے باہر کھڑے ہو جاؤ، اپنی آنکھ سے قبر کی طرف اشارہ کرو اور پھر کہو اے میرے مولا! اے ابو عبد اللہ! اے رسول اللہ! کے بیٹے! تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا، تیری لونڈی کا بیٹا تیرے سامنے ذلیل و عاجز، تیری منزلت میں کوتاہی کرنے والا، تیرے حقوق کا معترف، تیرے ذمے کے ساتھ پناہ لینے آیا ہے، تیرے حرم کا قصد کر کے آیا ہے اور تیرے مقام کی طرف متوجہ ہے...'' پھر قبر پر جھک جاؤ اور کہو اے میرے مولا! میں خوفزدہ آیا ہوں تو مجھے امن دے، میں تیری پناہ لینے آیا ہوں تو مجھے پناہ دے، میں تیرے پاس فقیر بن کر آیا ہوں تو مجھے غنی کر دے...، اے میرے سید تو ہی میرا مولا اور میرا ولی و دوست ہے....'' [1]

۸: قبر کو قبلہ بنانا اور کعبہ شریف کی طرف پشت کرنا، اور قبر کی طرف منہ کر کے دو رکعتیں ادا کرنا واجب ہے: [2] روایت کرتے ہیں کہ ان کے امام غائب نے غار سے انہیں خطاب بھیجا کہ کعبہ کو اپنے پیچھے رکھ کر نماز قبر کے پیچھے کھڑے ہو کر ادا کرو اور قبر کو اپنے سامنے رکھو۔ قبر کے آگے یا اس کے برابر کھڑے ہونا جائز نہیں کیونکہ امام صلوات اللہ علیہ اس کے آگے یا اس کے برابر کھڑے ہونا جائز نہیں ہے۔''

اور اس لیے بھی شیعہ علماء کے نزدیک امام، کعبہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

''ہم اللہ عزوجل کی کتاب میں نماز ہیں، ہم ہی زکوۃ ہیں، ہم روزہ اور حج ہیں۔ ہم ہی حرمت والے مہینے اور حرمت والا شہر ہیں۔ ہم اللہ کا کعبہ اور قبلہ اللہ ہیں، ہم اللہ کا چہرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[فأينما تولوا فثم وجه الله]

''لہٰذا تم جس طرف بھی منہ کرو گے وہیں اللہ کا چہرہ ہے۔'' [3]

شیعہ عالم آل کاشف الغطاء نے کہا ہے کہ: ''نماز میں کعبہ کی طرف منہ موڑنا اصل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نور کی وجہ سے ہے جو کہ کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں''۔ مزید برآں یہ بھی کہا ہے: ''کعبہ کی طرف منہ موڑنا حقیقت میں اس نور کی طرف منہ موڑنا ہے جو کہ کعبہ میں پیدا ہوا ہے۔'' [4]

شیعہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ ہی مساجد ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ﴿وأقيموا وجوهكم عند كل مسجد﴾

[1] بحار الأنوار: ۹۸/ ۲۵۳، حدیث نمبر: ۴۱ (باب زیارته صلوات الله علیه فی لیلتی عید الفطر و عید الاضحی

[2] الاحتجاج: ۲/ ۴۹۰ (توقیعات الناحیة المقدسة ۔ بحار الأنوار: ۹۷/ ۱۲۸ ح ۸ (باب آداب الزیارة)۔

[3] بحار الأنوار: ۲۴/ ۳۰۳، حدیث نمبر: ۱۴۔ باب أنهم الصلاة والزكاة'' مناقب آل ابی طالب ۳/ ۶۷۸

[4] جنة المأوى ص ۱۰۷۔ لشیخهم محمد حسین آل کاشف الغطا۔

''ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرلو'' کی تفسیر میں فرمایا ہے: اس سے مراد ائمہ ہیں۔ [1]
شیعہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں وارد سجود سے مراد ان کے ائمہ کی ولایت ہے۔
﴿وقد كانو يدعون الى السجود وهم سالمون﴾
''اور وہ سجود کی طرف بلائے جاتے تھے اس حال میں کہ وہ صحیح سالم تھے۔''
اس کا معنی یہ ہے کہ: ''انہیں دنیا میں امیر المومنین کی ولایت کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ صحیح سالم تھے۔'' [2]
شیعہ علماء نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ ہر قبر کے پاس دو رکعتیں زیارت کی نیت سے ادا کرنا ضروری ہے۔ [3]
شیعہ علماء کے نزدیک یہ شرکیہ امور افضل ترین تقرب شمار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے پیروکاروں کو جھانسہ دیتے ہیں کہ یہ شرکیہ افعال ان کے گناہوں کی بخشش، جنت میں داخلے، جہنم سے آزادی، سیئات کی معافی، درجات کی بلندی اور دعاؤں کی قبولیت کے موجب ہیں۔ [4] یہ شرکیہ امور حج، عمرہ، جہاد اور غلام آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہیں۔'' [5]
ان کے ایک معاصر آیت اللہ علی السیستانی نے کہا ہے کہ:
''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس نماز ادا کرنے کا اجر بیت اللہ [کعبہ] کے پاس نماز ادا کرنے کے اجر سے بڑھ کر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ: ''روایت میں آیا ہے کہ: ''آپ کی قبر کے پاس نماز کا اجر دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔'' [6]

تضاد بیانی:

ابو عبد اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے، اس کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنے، اس کے ساتھ ٹیک لگانے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔ [7]
مزید برآں کیا ائمہ کے نام پر گھڑی گئی یہ روایات اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی دعوت پر مبنی نہیں ہیں؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کی شریعت اور دین کو تبدیل کرنے کی ناپاک سازش نہیں کی گئی؟ کیا ملت اسلامیہ پر ملت شرک کو ترجیح دینے کی مذموم جسارت نہیں ہے؟ کیا یہ دین حنیف کی جگہ بت پرستی کو بدل دینے کی کوشش نہیں؟
کیوں نہیں! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق اور پروردگار عالم نہیں، یہ دعوت ایسی ہی مذموم اور ناپاک ہے۔ جو دین اپنے پیروکاروں کو کعبۃ اللہ کی طرف پشت کرنے، اپنے ائمہ کی قبروں کو قبلہ بنانے کا حکم دے اس دین کو کیا نام دیا

[1] تفسير العياشي: ٢/ ١٢۔ حديث نمبر: ١٨ (سورة الاعراف) تفسير الصافي: ٢/ ١٨٨ سورة الاعراف۔
[2] تفسير القمي: ٧١٨ سورة القلم۔ تفسير الصافي۔ ٥/ ٢١٥ (سورة القلم)۔ [3] بحار الأنوار: ٩٧/ ١٣٤۔ كتاب المزار: حديث نمبر: ٢٤ باب آداب الزيارة، تفسير نور الثقلين ٥/ ٣٩٦ ح ٥١ سورة القلم۔
[4] بحار الأنوار: ٩٧/ ١٣٤ ح ٢٤ (باب آداب الزيارة واحكام الروضات و بعض النوادر)۔
[5] بحار الأنوار: ٩٨/ ٢١ باب ٤ كتاب المزار ------
[6] منهاج الصالحين۔ العبادات ٥٦٢؛ ص ١٨٧۔ (كتاب الصلاة، مكان المصلي)۔
[7] تهذيب الأحكام: ٣/ ٦٩٣۔ الاستبصار ١/ ٣٥٢۔ وسائل الشيعه: ٢/ ٥٠٣۔ ح ٥ باب جواز الصلاة على الميت۔

جائے گا؟ یہ من گھڑت روایات کو تراشنے اور پھیلانے والے شیعہ علماء کو کیا نام دیا جائے جو شرک کے گھروں کو مشاہد اور مزارات کا نام دے کر توحید کے گھر مساجد کو برباد کر رہے ہیں اور یہ شرک کدوں کو آباد کر رہے ہیں؟ (ایران میں) یہ بت کدے اس کی بہترین گواہی ہیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ (٤٢/ الشوریٰ:٢١)

''کیا ان کے لیے (اللہ کے سوا) شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے وہ دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟ اور اگر (وعدے کے دن) فیصلہ کرنے کی بات نہ ہوتی تو ان کے درمیان یقیناً (فوراً ہی) فیصلہ کر دیا جاتا، اور بلاشبہ ظالم لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

دندان شکن:

ابوجعفر محمد باقر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر کو قبلہ بناؤ نہ مسجد، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔'' [1]

سوال نمبر:۱۲۳۔ کیا شیعہ علماء کے نزدیک کربلا اور کوفہ کی کوئی فضیلت ہے؟

جواب جی ہاں۔ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''جب فتنہ عام ہو جائے تو امن کوفہ اور اس کے گرد و نواح میں ہوگا۔ [2]

نیز آپ ہی کے متعلق ایک دوسرا بہتان یہ گھڑ لیا ہے کہ آپ مسجد کوفہ کی فضیلت میں فرماتے ہیں:

''اس مسجد کا دایاں حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور اس کا درمیانہ حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور اس کا آخری حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور کوئی بھی نیک انسان یا نبی اور ولی ایسا نہیں جس نے اس مسجد میں نماز نہ پڑھی ہو۔ [3]

نیز یہ بہتان بھی گھڑ لیا ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف یہ وحی کی: ''اے کعبہ! اگر کربلا کی مٹی نہ ہوتی تو میں تمہیں فضیلت نہ بخشتا اور اگر کربلا کی زمین کے لوگ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور نہ وہ گھر پیدا کرتا جس کی وجہ سے تو فخر کرتا ہے۔ لہٰذا اسی

[1] من لایحضرہ الفقیہ: ۱/ ۷۱ ح ۵۲۳ باب التعزیۃ والجزع . . . علل الشرائع: ۲/ ۳۵۱۔ ح ۱۔ باب ۵۷ العلۃ التی من أجلها''۔ بحار الأنوار: ۹۷/ ۱۲۸ ح ۷ باب آداب الزیارۃ واحکام الروضات و بعض النوادر ۔شجرۃ الطوبی ص ۱۔ [2] (المجلس الثامن: في فضيلة قم و وجه تسميتها)۔ [3] المصدر السابق ص ۱۳۔

فضیلت پر راضی ہو جا اور سکون کر اور تواضع اختیار کر، ذلیل و رسوا ہو کر رہ اور کربلا کی زمین کے سامنے فخر و غرور نہ کر، وگرنہ میں تم پر ناراض ہو جاؤں گا اور تمہیں جہنم کی آگ میں جھونک دوں گا۔'' [1]

کربلا کی زبانی یہ روایت کرتے ہیں کہ میں اللہ کی مقدس و مبارک زمین ہوں۔ میری مٹی شفا ہے اور میرا پانی تریاق ہے، لیکن اس پر کوئی فخر نہیں۔'' [2]

شیعہ کے آیت اللہ آل کاشف الغطاء لکھتا ہے:

'' کربلا روئے زمین پر سب سے افضل جگہ ہے اور یہ بات شیعہ مذہب کی ضروریات میں سے ہے، جیسا کہ بعض معاصر مؤلفین کتب نے صراحت کی، اور بہت سی اخبار و آثار اس کی گواہی دیتے ہیں۔'' [3]

اور ضروریات کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ متعدد بار تذکرہ ہو چکا ہے۔

اور ان کا آیت اللہ مرزا حسین الحائری کہتا ہے: '' امام حسین کے دفن ہونے کے بعد یہ مبارک سرزمین مسلمانوں کی زیارت گاہ اور موحدین کا کعبہ بن گیا، بادشاہوں اور سلاطین کا مطاف اور نمازیوں کی مسجد بن گیا ہے۔ [4]

تعلیق:

شیعہ عقیدہ کے مطابق کربلاء کو یہ فضیلت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم سے حاصل ہوئی ہے۔ اگر یہ بات ہے تو مدینہ منورہ کو ان مذکورہ فضائل میں سے چند ایک رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر کی وجہ سے کیوں حاصل نہیں ہوئے۔ یا وجہ یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک حسین رضی اللہ عنہ کا جسد رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر سے افضل ہے؟ اس کی دلیل آل کاشف الغطاء کا یہ قول ہے: '' کیا یہ خالص و بنیادی حق نہیں ہے کہ کربلا روئے زمین پر سب سے پاکیزہ جگہ ہو جو زمانے میں سے سب سے معزز شخص کا مرقد و مزار ہے؟ [5]

شیعہ کی بعض مقدس روایات میں آیا ہے کہ عنقریب حجر اسود خانہ کعبہ سے نکال لیا جائے گا اور کوفہ میں شیعہ حرم میں نصب کیا جائے گا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک روایت گھڑ کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی ہے۔ جس میں ہے کہ: '' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'' اے اہل کوفہ: اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے ایسی محبت کی ہے کہ ایسی محبت کسی اور سے نہیں کی اور نہ ہی کسی کو یہ فضیلت دی ہے؛ تمہارا یہ مصلی آدم؛ نوح اور ادریس کا گھر ہے' حضرت ابراہیم کا مصلیٰ ہے۔ رات و دن اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حجر اسود کو یہاں پر نصب کیا جائے۔'' [6]

[1] كامل الزيارات: ٢٤٦۔ ح: ٢ ۔ باب نمبر: ٨٨ فضل كربلا ، وزيارة الحسين عليه السلام ۔ [2] كامل الزيارات: ٢٤٩۔ ح١٧ ، الباب:٨٨ فضل كربلا ، وزيارة الحسين عليه السلام ۔ [3] الأرض و التربة الحسينة: ٥٥۔ ٥٦۔
[4] أحكام الشيعة: ١/ ٣٢۔ تاريخ كربلاء: ١١٥۔ ١١٦۔ [5] الأرض والتربة الحسينية: ٥٥۔ ٥٦۔ [6] من لا يحضره الفقيه ١/ ٩٢ (باب فضل المساجد و حرمتها و ثواب من صلى فيها) وسائل الشيعة ٣/ ٣٠٩ ح ١٨ (باب تاكد استحباب قصد مسجد الاعظم بالكوفة۔۔۔ الخ) كتاب الوافى: ١٤/ ١٤٤٧ باب فضل الكوفة و مساجدها۔

تبصرہ:

لیجیے شیعہ اپنے بھائی قرامطہ کے نقش قدم پر چل نکلے ہیں جنہوں نے ۳۱۷ھ میں بیت اللہ سے حجر اسود چوری کرنے کا عظیم جرم کیا تھا۔ [1]

لیکن انہوں نے حجر اسود کو اپنے کوفی حرم میں نصب نہیں کیا تھا۔ آخر کیوں! کیا شیعہ علماء کے مصادر ان کے بھائی قرامطہ کے نزدیک قابل قبول نہیں تھے؟ پھر آخر کوفہ ہی کو اتنی اہمیت کیوں دی جاتی ہے؟

اس لیے کہ ابن سبا یہودی کے دین کو کسی اسلامی شہر کے باشندوں نے گھاس نہیں ڈالی سوائے اہل کوفہ کے۔ وہ اس لیے کہ اسلامی شہروں نے علم و ایمان سے قربت کی بنا پر ابن سبا یہودی کے دین کو قبول نہیں کیا سوائے کوفہ کے جو ابن سبا یہودی کے دین سے بری طرح متاثر ہوا۔ ابن سبا شہر شہر گھوما تھا مگر اس کے مذہب شیعیت کو صرف کوفہ میں پذیرائی ملی جو اس دور میں علمی اور ایمانی نور سے بہت دور تھا۔ اسی لیے شیعہ مذہب کوفہ سے نمودار ہوا۔ اسی طرح مرجئہ، قدریہ اور معتزلہ کی بدعات کوفہ ہی سے ظاہر ہوئیں۔ باطل عبادات کا رواج بصرہ سے پڑا۔ جہمیہ فرقہ کا فتنہ خراسان سے نکلا۔ یہ بدعات مدینہ منورہ سے دوری کے سبب نمودار ہوتی رہیں کیونکہ بدعات کے ظہور کا سبب رسولوں کی سنتوں سے لاعلمی اور دارالایمان والعلم سے دوری ہوتا ہے اور اسی کی بدولت لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔ میں اس تبصرے کو ارشاد باری تعالیٰ کے ساتھ ختم کرتا ہوں:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌم بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيْمَ ۚ﴾ (۳/ آل عمران: ۹۶۔ ۹۷)

''بیشک اللہ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام دنیا کے لیے بڑی برکت اور ہدایت والا ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں (اور) مقام ابراہیم ہے۔''

سوال ۱۲۴۔ شیعہ علماء کا اپنے ائمہ کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے؛ دعا کرنے' ان کا وسیلہ پکڑنے اور ان قبروں کا حج کرنے کے بارے میں عقیدہ کیا ہے؟

جواب شیعہ کے امام اکبر خمینی لب گفتہ ہیں:

''اولیاء امر کا وسیلہ پکڑنا چاہیے۔ وہی زمانے کے چلانے والے اور جن و انس کے شفاعت گزار ہیں۔ میری مراد رسول اللہ ﷺ اور ائمہ معصومین ہیں۔ ان محترم ہستیوں کو اللہ کی بارگاہ میں واسطہ اور شفاعت گزار بنایا جائے۔ اس لیے کہ ہر دن کے پناہ دہندہ اور کارندہ ہوتے ہیں۔ ہفتہ کا دن رسول اللہ ﷺ کے مبارک وجود سے متعلق ہے۔ اور اتوار کا دن امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ متعلق ہے۔ اور پیر کا دن دو درخشندہ ائمہ سبط نبوت کیساتھ خاص ہے۔ منگل کا

[1] كتاب المسائل العكبرية: ٨٤۔ ١٠٢۔ للشيخهم المفيد۔

دن حضرات: امام سجادؒ امام باقر اور امام صادق علیہم السلام کے لیے خاص ہے۔ اور بدھ کا دن حضرات امام کاظم: تقی اور نقی کے لیے؛ جمعرات کا دن امام حسن عسکری کے لیے اور جمعہ کا دن ولی امر عجل اللہ فرجہ شریف کیلئے ہے۔'' [1]

ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر پڑھی جانے والی نماز کے بارے میں فرمایا:

''اس قبر کے پاس پڑھی جانے والی نماز کی ہر رکعت کا ثواب تمہیں اتنا ملے گا جتنا کسی شخص نے ہزار حج کر کے کمایا ہو، اس نے ہزار عمرے کیے ہوں اور ہزار غلام آزاد کیے ہوں۔ اور گویا کہ اس نے کسی نبی مرسل کے ساتھ دس لاکھ مرتبہ جہاد میں شرکت کی ہو۔'' [2]

کلینی روایت کرتا ہے کہ ایک شخص ابوعبداللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے انیس حج ادا کئے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیسواں حج ادا کرنے کی توفیق دے دے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا حسین کی قبر کی زیارت بیس حجوں سے بہتر ہے۔'' [3]

تعارض:

یہی الکلینی ابوعبداللہ سے روایت کرتا ہے انہوں نے فرمایا: جب تم حسین کی قبر کی زیارت کرو تو اللہ تمہیں اس کے بدلے پچیس حج کا ثواب دیں گے۔'' [4]

تعارض:

اس کلینی سے مزید مروی ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا: حسین کی قبر کی زیارت بیس حج کے برابر ہے بلکہ اس سے افضل ہے، [بلکہ] بیس عمروں اور بیس حج سے افضل ہے۔'' [5]

تعارض: پھر ایک اور بہتان گھڑ لیا کہ [وہ یہ ہے کہ]:

''جو کوئی ابوعبداللہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے، اس کے لیے اسی مبرور حج کا ثواب ہے۔'' [6]

تعارض: پھر ایک اور جھوٹ گھڑ کر ابوعبداللہ ؒ کی طرف منسوب کیا کہ آپ فرماتے ہیں:

[1] الآداب المعنوية للصلاة ص٥٦٩۔
[2] تهذيب الأحكام: ٦/ ١٣٤٢ ح ٩باب حد حرم الحسين وفضل كربلا وفضل التربة..... "۔
[3] فروع الكافي: ٤/ ٧٦٤۔ كتاب الحج۔ حديث نمبر: ٣(باب فضل زيارة أبي عبد الله الحسين۔ ثواب الأعمال ص ١٢٢ح ٤١ (ثواب زيارة قبر الحسين)۔
[4] فروع الكافي: ٤/ ٧٦٤۔ كتاب الحج ح ٤ باب فضل زيارة ابى عبد الله الحسين عليه السلام۔
[5] فروع الكافي: ٤/ ٧٦٤۔ كتاب الحج۔ حديث نمبر: ٢۔ باب زيارة أبي عبد الله الحسين۔
[6] ثواب الأعمال ص ١٢١۔ ح:٣٩۔ (ثواب من زار قبر حسين)۔

''جو کوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حق جانتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کرے' اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں سو مقبول و مبرور حج کرنے کا ثواب ہے۔'' [1]

تعارض:

کلینی نے خود ہی روایت کی ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا:

''جو مؤمن عید کے دن کے علاوہ کسی دن حسین علیہ اسلام کی قبر پر ان کے حق کا اعتراف کرتے ہوئے آئے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے بیس حج کا ثواب لکھتے ہیں اور بیس مقبول و مبرور عمروں کا ثواب عطا کرتے ہیں؛ اور کسی نبی مرسل یا امام عادل کے ساتھ کیے ہوئے بیس حج اور عمروں کا اجر عطا کرتے ہیں۔ اور جو شخص عید کے دن آپ کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ۱۰۰ حج، ۱۰۰ عمرہ کرنے اور نبی مرسل یا امام عادل کی معیت میں سو غزوات کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔''

میں نے عرض کی میدان عرفات میں وقوف کا ثواب مجھے کیسے مل سکتا ہے؟ تو انہوں نے غضبناک نظروں سے میری طرف دیکھا پھر فرمایا: اے بشیر! جب مؤمن شخص عرفہ کے دن حسین علیہ اسلام کی قبر پر آتا ہے اور فرات سے غسل کرتا ہے؛ پھر حسین کی قبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ اسے ہر قدم کے بدلے ایک حج کا ثواب تمام مناسک سمیت عطا فرماتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا اور ایک غزوہ کا ثواب بھی عطا کرتے ہیں۔'' [2]

آخر میں یہ روایت ملاحظہ فرمائیں: ''اللہ کی قسم! اگر میں تمہیں حسین کی زیارت کی فضیلت اور ان کی قبر کی فضیلت بتا دوں تو تم سرے سے حج کے تارک بن جاؤ اور تم میں سے کوئی شخص حج کے لیے نہ جائے۔'' [3]

اے کاش! وہ یہ فضیلت بتا دیتے؟!

عرفہ کے دن حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کا حج کرنے کا ثواب اور فضیلت کے لئے ان کا یہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔ ابوعبد اللہ رحمہ اللہ پر افترا باندھتے ہوئے کہتے ہیں انہوں نے فرمایا:

''عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والوں پر نظر رحمت ڈالتے ہیں۔ میں نے عرض کی میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں سے پہلے ان پر نظر ڈالتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

میں نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہوا؟ انہوں نے فرمایا: وہ اس لیے کہ میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں میں حرامیوں کی اولاد ہوتی ہے جبکہ حسین کی قبر کی زیارت کرنے والوں میں حرامی نہیں ہوتے۔'' [4]

[1] کامل الزیارات ص ۱۵۶۔ ح:۷۔ (إن زيارة حسين تعدل حججاً)۔ ثواب الأعمال ص ۱۲۱؛ ح۳۸۔

[2] فروع الكافي: ٤/ ٧٦٣۔ غ:١۔ كتاب الحج۔ح ١ باب فضل زيارة أبي عبد الله الحسين عليه اسلام۔

[3] كامل الزيارات: ٤٤٥۔ح :١ باب نمبر: ٨٨۔ فضل كربلاء وزيارة الحسين --- وسائل الشيعة١٤/ ٥١٥ خ ١ كتاب الحج باب استحباب التبرك بكربلاء ۔ [4] كامل الزيارات والمزار: ااص ١٦٣۔ ح:٣۔ باب نمبر: ٧٠۔ ثواب زياره الحسين ثواب الاعمال ص ١١٨ ح ٢٧ (ثواب من زار قبر الحسين)

پھر ایک اور کہانی گھڑ کر اسے یوں روایت کیا ہے:

''زید الشحام کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو کیا ثواب ملتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اسے ایسے ہی ثواب ملتا ہے جیسے اس نے اللہ کے عرش پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہو۔'' [1]

ابوعبداللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے کہتے ہیں: (حالانکہ وہ اس سے بری ہیں) اگر کوئی مومن یوم عرفہ یعنی آٹھ ذوالحجہ کو حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر آئے اور فرات میں غسل کر کے پھر قبر کی طرف متوجہ ہو تو اس کے ہر قدم کے بدلے مکمل حج کا ثواب لکھا جاتا ہے، مجھے یہ علم ہے کہ انہوں نے عمرہ اور غزوہ کے ثواب کے حصول کا کہا۔ [2]

سوال نمبر: ۱۲۵۔ کیا یہ مزعومہ فضائل ومناقب صرف ائمہ کی قبروں کے ساتھ خاص ہیں؟

جواب جی! نہیں۔ بلکہ یہ فضائل شیعہ کے علماء ومشائخ، ان کے اقارب اور دوستوں کی قبروں کو بھی حاصل ہیں۔

حسن عسکری پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''خبردار! اگر تم اپنے علاقے میں موجود عبد العظیم کی قبر کی زیارت کرو تو تمہیں حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کا ثواب ملے گا۔'' [3]

ابن رضا پر افترا پردازی کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''جس نے [شہر] قم میں میری پھوپھی کی قبر کی زیارت کی تو اسے جنت ملے گی۔'' [4]

ابوالحسن موسی رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جس نے میری والد کی قبر کی زیارت کی اسے اللہ کے ہاں ستر قبول شدہ حج کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کی ستر قبول شدہ حج کا ثواب؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں! سات سو حج کا ثواب ملے گا۔''

میں نے حیرت سے پوچھا: ''سات سو حج کا ثواب ملے گا؟

انہوں نے فرمایا: ''ستر ہزار حج کا ثواب عطا ہوگا... اور جس شخص نے قبر کی زیارت کی اور رات وہیں گزاری تو اس شخص جیسا ثواب ملے گا جس نے اللہ کے عرش پر اللہ کی زیارت کی۔'' [5]

اللہ اکبر۔ مرید نے اپنے امام کو غصہ دلایا تو امام نے ثواب میں اضافہ کر دیا (کیسا شاندار مذہب ہے؟!)

[1] کامل الزیارات: ۱۴۳۔ ح:۱۔ باب نمبر: ۵۹۔ إن من زارالحسین کمن زار اللّٰہ فی عرشہ۔ تھذیب الأحکام: ٦/ ۱۳۲٦۔ ح: ۳۵۔ باب فضل زیارتہ۔ بحارالأنوار: ۹۸/ ۷٦۔ ح: ۲۹۔ باب ۱۰ جوامع ماورد "نورالعین فی المشی الی زیارۃ قبر الحسین ص ٤۹۔ ح: ا۔ باب نمبر: ۱۷ (ان من زار الحسین کمن زار اللہ فی عرشہ)۔ مستدرک وسائل الشیعۃ: ۱۰/ ۱۸۵ ح: ۱۱۸۰٦۔خاص نمبر ۱۱ ابواب المزار و ما یناسبہ باب ۲ تاکد استحباب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ---- الخ)"۔ [2] فروع الکافی ٤/ ۷٦۳ (کتاب الحج ح ۱ باب فضل زیارۃ ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام) ثواب الاعمال ص ۱۱۸ ح ۲۵ (ثواب من زار قبر الحسین علیہ السلام)۔ [3] کامل الزیارات والمزار ص ۲۹۵۔ ح ۱۔ باب نمبر: ۱۰۷۔ ثواب الاعمال ص ۱۲۷ (ثواب زیارۃ قبر عبد العظیم الحسنی بالری)۔ [4] کامل الزیارات والمزار ص ۲۹٤۔ح ۲ باب نمبر: ۱۰٦ (فضل زیارۃ فاطمۃ بنت موسی بن جعفر بقم)۔ وسائل الشیعہ: ۱۰/ ۵۳۹۔ ح: ۲ (باب استحباب زیارۃ قبر فاطمۃ بنت موسی بن جعفر بقم) بحار الانوار ۱۰۲/ ۲٦۵ ح ۳ (باب زیارۃ فاطمۃ بقم)۔

[5] کامل الزیارات والمزار ص: ۲۷۸۔ ح:۱۳۔ باب ثواب زیارۃأبی الحسن علی بن موسی تھذیب الأحکام: ٦/ ۱۳٤۹ح:۳۔ باب فضل زیارتہ علیہ السلام"۔

تعلیق:

اگر شیعہ ائمہ کی قبروں کی زیارت کا اتنا زیادہ ثواب ہے تو پھر شیعہ علماء حج اور عمرے کرتے کیوں نظر آتے ہیں؟ آخر وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ کی زیارت کے لیے کیوں جاتے ہیں؟!!

سوال نمبر:۱۲۶۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے چند فضائل اختصار کے ساتھ بیان فرمائیں۔

جواب لیجیے حاضر ہیں۔ افترا پردازی کرتے ہوئے جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جس شخص نے میرے دادا کی قبر کی زیارت ان کا حق مانتے ہوئے کی، اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے بدلے ایک مقبول حج اور مقبول عمرے کا ثواب عطا کریں گے''۔

اے ابن مارد! اللہ کی قسم! جو قدم امیر المومنین کی قبر کی زیارت کے لیے گئے، پیدل گیا یا سوار ہو کر گیا، اللہ ان قدموں کو کبھی جہنم کی آگ میں نہیں ڈالے گا۔ اے ابن مارد! اس حدیث کو سونے کے پانی سے سنہری حروف میں لکھو۔'' [1]

شیعہ علماء کے ہاں ایک اور من گھڑت روایت میں اس طرح ہے:

''جس شخص نے امیر المومنین کی قبر کی زیارت ان کے حق کو پہچانتے ہوئے کی جبکہ وہ مغرور و متکبر بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایک لاکھ شہداء کا ثواب دیں گے اور اللہ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ وہ آمنین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اس کا حساب آسان ہوگا۔ فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور جب وہ واپس مڑے گا تو اس کو گھر تک رخصت کرنے جائیں گے۔ اگر وہ بیمار ہوگا تو اس کی تیمار داری کریں گے اور اگر وہ فوت ہو گیا تو قبر تک استغفار کرتے ہوئے اس کے ساتھ جائیں گے۔'' [2]

آخر میں یہ روایت ملاحظہ کریں: کلینی جھوٹی روایت کرتا ہے کہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''[آپ نے] اس شخص کو کہا جو ان کے پاس تھا اور اس نے علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت نہیں کی تھی، تم اس ہستی کی زیارت نہیں کرو گے جس کی زیارت اللہ اپنے فرشتوں سمیت کرتا ہے۔ جس کی زیارت انبیاء کرتے ہیں اور مومن بھی اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔'' [3]

❀ قبر علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے والا بروز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر ہوگا۔ خود ساختہ روایت میں یوں ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! جس نے میری زندگی میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کی؛ یا تیری زندگی میں یا تیری موت کے بعد تیری زیارت کی؛ یا تیرے دونوں بیٹیوں کی ان کی زندگی میں یا مرنے کے بعد

[1] تهذيب الأحكام: ٦/ ١٣٠٦ ـ . ح:٦ ـ كتاب المزار ـ باب فضل زيارته "۔ وسائل الشيعه: ١٠/ ٤٥٨ ح ٣ كتاب الحج ابواب المزار و ما يناسبه: باب استحباب زيارة امير المؤمنين على بن ابى طالب رضى الله عنه و كراهة تركها۔ [2] بشارة المصطفى ص ١٧٤ ح ١٤٤ (دوسری جلد) كشف الغمة فى معرفة الائمة ٢/ ٢١ (فصل فى ذكر مناقب شتى و احاديث مترفرقة) وسائل الشيعه: ١٠/ ٤٥٨ ـ ح:١ ـ كتاب الحج ابواب المزار و ما يناسبه باب استحباب زياره امير المؤمنين على بن ابى طالب و كراهة تركها۔ [3] فروع الكافى: ٤/ ٧٦٣ ـ كتاب الحج ح ٣ باب فضل الزيارات وثوابها۔ وسائل الشيعه: ١٠/ ٤٥٨ ـ ح:٢ ـ كتاب الحج ابواب المزار و ما يناسبه باب استحباب زياره امير المؤمنين على بن ابى طالب و كراهة تركها۔

زیارت کی؛ میں اس کے لیے ضمانت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن کی سختیوں اور اضطراب سے اسے نجات دلاؤں گا' یہاں تک کہ میں اسے جنت میں اپنے درجہ میں لے کر جاؤں گا۔'' [1]

سوال نمبر:۱۲۷۔ براہ مہربانی! حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے مزعومہ فضائل وثواب مختصراً بیان فرمائیں۔

جواب قبر حسین کی زیارت کرنے والا شیعہ مذہب کے مطابق بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کے درجہ پر ہوگا۔جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا۔اس سلسلے میں شیعہ علماء نے بے شمار روایات وضع کی ہیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں:

مثلاً ابوجعفر فرماتے ہیں: ''اگر لوگوں کو حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کا ثواب اور فضیلت معلوم ہوجائے تو وہ اسے حاصل کرنے کے شوق ہی سے فوت ہوجائیں اور (اس ثواب کے ضائع) ہونے کے غم میں ہلاک ہوجائیں۔'' [2]

اوران میں سے ایک روایت یہ بھی ہے: زرارہ روایت کرتے ہیں کہ:

''میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا' آپ فرمارہے تھے: ''حسین بن علی کی زیارت کرنے والے کو بروز قیامت تمام لوگوں پر فضیلت دی جائے گی۔ میں نے عرض کی: وہ فضیلت کیا ہوگی؟۔تو آپ نے فرمایا: باقی لوگ ابھی حساب دے رہے ہوں گے اور یہ ان سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔'' [3]

ابوالحسن رضا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''جس شخص نے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت ان کا حق تسلیم کرتے ہوئے کی وہ عرض پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرنے والوں میں سے ہوگا۔'' [4]

ایک اور روایت یہ بھی گھڑلی ہے کہ:

''جس نے فرات کے کنارے پر ابوعبداللہ کی قبر کی زیارت کی' گویا کہ اس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی۔'' [5]

دندان شکن:

شیعہ علماء اس روایت کا کیا جواب دیں گے کہ:

''حنان بن سدیر کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کی قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ ہمیں آپ میں سے کسی امام سے یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ زیارت حج اور عمرے کے برابر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث کس قدر ضعیف ہے۔ یہ زیارت حج وعمرے کے بالکل برابر نہیں ہے۔لیکن تم

[1] الکافی ٤/ ٧٦٣؛(کتاب الحج ح:٢؛ باب: فضل الزیارات وثوابها)۔ من لا یحضره الفقیه ٢/ ٤٠٥ ح ٣١٦٥ (باب ثواب زیارة النبی صلی الله و علیه وسلم والائمة)۔ [2] کامل الزیارات والمزارات ص ١٣٨۔ ح:٣۔ باب نمبر: ٥٦ من زار الحسین تشوقا الیه، وسائل الشیعة ١٠/ ٤٨٩ ح ١٨ (کتاب الحج ابواب المزار و ما یناسبه، باب استحباب اختیار زیارة الحسین علیه السلام علی الحج و العمرة المندوبین)۔

[3] وسائل الشیعة ١٠/ ٤٧٨۔ح:٤٠۔ باب: تاکد استحباب أختیار زیارة الحسین بن علی علیه السلام و وجوبها کفایة)۔

[4] کامل الزیارات: ص ١٣٧ ح:١٩۔ باب نمبر: ٥٤۔ ثواب من زار الحسین عارفاً بحقه "۔

[5] ثواب الأعمال ص ١١٢ ح ١۔ (ثواب من زار قبر حسین)۔

قبر حسین کی زیارت کیا کرو اور اس سے بے رخی نہ برتو کیونکہ وہ نوجوان شہداء کے سردار ہیں اور نوجوان جنتیوں کے بھی سردار ہیں۔'' [1]

سوال نمبر: ۱۲۸۔ شیعہ عقیدہ کی رو سے شیعہ مجتہدین کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اور مجتہد کا رد کرنے والے کا حکم کیا ہے؟

جواب شیعہ شیخ محمد رضا مظفر کہتا ہے: ''مجتہد کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد امام کی غیوبت میں اس کا نائب ہے اور وہ حاکم و مطلق العنان رئیس ہے۔ جو مجتہد کا رد کرے اس نے امام کا رد کیا اور امام کا رد کرنے والا اللہ کا رد کرنے ولا ہے۔ اور یہ بات اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے مترادف ہے۔ [2]

اس طرح انہوں نے روایت تراش کر ابوبصیر کی طرف منسوب کی ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے پوچھا:

''میں آپ پر قربان جاؤں! کیا آپ کا خیال ہے کہ مجتہد پر رد کرنے والا آپ لوگوں پر رد کرنے والا ہے؟۔

تو آپ نے فرمایا: اے ابومحمد! جو تم پر اس بات میں رد کرے وہ گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات پر اور گویا کہ اللہ تعالیٰ کی بات پر رد کرنے والا ہے۔'' [3]

امام خمینی لکھتا ہے کہ: ''عصر حاضر کے معظم [اکثر] فقہاء میں وہ خوبیاں وافر پائی جاتی ہیں جو انہیں امام معصوم کا نائب ہونے کا اہل بناتی ہیں۔'' [4]

نیز یہ بھی لکھا کہ: ''فقہاء نبی ﷺ کے اوصیاء ہوتے ہیں؛ اور امام کے بعد اور ان کی غیر موجودگی کے دوران وہ مسلمانوں کا امام اور قائد ہوتے ہیں۔ چونکہ فقیہ نبی نہیں ہوتا؛ پس وہ نبی کا وصی شمار ہوگا۔ اور غائب ہونے کے دور میں وہ مسلمانوں کا امام و قائد اور ان کے درمیان حق و عدل کیساتھ فیصلے کرنے والا ہوگا۔ یہ مقام کسی اور کا نہیں ہوسکتا۔'' [5]

اور یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''آج کل فقہاء لوگوں کے لیے حجت ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت تھے۔ جو چیز بھی نبی کے سے مربوط تھی؛ ائمہ نے ہر وہ چیز اپنے بعد فقہاء کے ساتھ مربوط کردی ہے۔'' [6]

اور یہ بھی لکھا ہے کہ: ''جو حکم بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے ثابت تھا؛ یا آپ کے بعد ائمہ کے لیے ثابت تھا؛ وہی حکم فقیہ کے لیے بھی ثابت ہے۔ اس میں کوئی ایک ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوسکتا۔'' [7]

[1] قرب الاسناد: ۹۹۔ ۱۰۰۔ ح: ۳۳۶۔ وسائل الشیعہ ۱۰/ ۴۸۹۔ ح: ۱۵ کتاب الحج ابواب المزار و ما یناسبہ باب استحباب اختیار زیارۃ الحسین علی الحج و العمرۃ المندوبین"۔ بحار الأنوار: ۹۸/ ۳۵۔ ح: ۴۴۔ باب أن زیارتہ تعدل الحج والعمرۃ والجہاد و العتاق"۔ [2] عقائد الامامیۃ في ثوبہ الجدید: ۸۔ کشف الأسرار ص ۲۰۷ تیسری حدیث دلیل علی حکم الفقیہ و زمن الغیبۃ۔ [3] فروع الکافی ۸/ ۲۰۲۶۔ (کتاب الروضۃ ح: ۱۲۰)۔ معالم الزلفی ص ۴۲۷ ح ۱ باب ۵۹ شیعۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہداء و ان ماتوا علی فرشہم۔ وسائل الشیعۃ ۱/ ۲۶ ح ۲۰ باب ثبوت الکفر والارتداد بجحود۔۔۔۔

[4] الحکومۃ الاسلامیۃ: ۵۲۔ [5] الحکومۃ الاسلامیۃ: ۷۹۔۸۰۔

[6] الحکومۃ الاسلامیۃ: ۸۴۔ [7] الحکومۃ الاسلامیۃ: ۸۴۔

تعلیق:

اس طریقے سے شیعہ علماء نے آل بیت سے مکمل جان چھڑالی ہے اور اس امام معدوم کے ساتھ وابستہ ہوگئے ہیں اور خود کو اس امام غائب کا نائب بنا کر اہل بیت سے امامت چھین لی ہے۔اس طرح اب ہر شیعہ عالم آیت اللہ، امام، مطلق العنان حاکم اور زکوۃ وصدقات کا وصول کنندہ بن بیٹھا ہے اور اہل بیت کا کوئی فردان مناصب میں ان کا شریک نہیں ہے۔

شیعہ عالم محمد جواد مغنیہ کی طویل کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ خمینی نے امام غائب کی مطلق نیابت کا دعوی کیسے کردیا جبکہ امام غائب تو نبی کے مقام ومرتبہ کا حامل ہے۔یا وہ ہمارے نزدیک معبود ہے....'' [1]

شیعہ نے عوام کے لیے کسی زندہ معین مجتہد کی تقلید کو واجب قرار دیا ہے۔وگرنہ اس کی تمام عبادات باطل ہوجائیں گی اور قابل قبول نہ ہوں گی اگرچہ وہ نمازیں پڑھے اور روزے رکھے؛اور ساری زندگی عبادت کرتا رہے۔ہاں اگر اس کا عمل اس مجتہد کی رائے کے موافق ہوگیا تو قبول ہوجائے گا'' [2]

تعلیق:

شیعہ علماء کے نزدیک مجتہدین شیعہ کی یہ عالی منزلت ہمیں عیسائی پوپ اور پادریوں کی یاد دلاتی ہے۔بلکہ ان کا مقام ومرتبہ عیسائی پوپ سے بھی عظیم ہے۔

سوال نمبر:۱۲۹۔تقیہ کیا ہے؟ شیعہ علماء کے نزدیک اس کی فضیلت کیا ہے؟

جواب شیعہ کے عالم مفید کا کہنا ہے کہ تقیہ،حق چھپانے کو کہتے ہیں اور اپنے عقیدے کو پوشیدہ رکھنا تقیہ ہے۔مخالفین سے اپنا عقیدہ چھپانا اور ان کی مخالفت کو ترک کرنا جو کہ کسی دینی یا دنیوی نقصان کا باعث ہو،تقیہ کہلاتا ہے۔ [3]

محمد جواد مغنیہ نے اس کی تعریف یوں کی ہے کہ اپنی جان یا مال کے نقصان سے بچنے کے لیے یا اپنی عزت کی حفاظت کے لیے اپنے عقیدے کے برخلاف کوئی بات کہنا یا عمل کرنا تقیہ ہے۔ [4]

اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ چیز اظہار ایمان کہلاتی ہے اور شیعہ اثنی عشریہ کے نزدیک اخفاء ایمان ہے۔پھر حضرت علی پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:'' تقیہ مومن کے افضل ترین اعمال میں سے ہے۔'' [5]

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر بہتان لگاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوستوں کی دشمنوں سے پہچان نہ ہوسکتی۔'' [6]

[1] الخمینی فی کتابه الدولة الاسلامیة ۵۹۔ [2] عقائد الامامیة فی ثوبه الجدید:ص ۱۷(عقیدتنا فی التقلید بالفروع)۔ [3] تصحیح إعتقادات الإمامیة ص ۱۳۷(فصل فی التقیة)

[4] الشیعه فی المیزان: ۱۰۰ (التقیه والبداء والرجعة والجفر ومصحف فاطمة بین السنة والشیعة"

[5] تفسیر الحسن العسکری: ۲۹۳ (فی وجوب الاهتمام بالتقیة و قضاء حقوق المومنین "

[6] تفسیر الحسن العسکری: ۲۹۳ (فی وجوب الاهتمام بالتقیة و قضاء حقوق المومنین ۔ وسائل الشیعة ۱۱/ ۲۵۲ ح ۵ (باب وجوب الاعتناء و الاهتمام و فضاء حقوق الاخوان المومنین۔

ابوعبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! اللہ کی پسندیدہ ترین عبادت خباء ہے۔ میں نے پوچھا کہ خبا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''تقیہ۔'' [1]

نیز فرمایا: ''جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔'' [2]

ابوجعفر پر افترا بازی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین نہیں۔'' [3]

شیعہ کے امام خمینی کا کہنا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو تمام مخلوق پر فضیلت ان کے دینی دشمنوں کے ساتھ نرم رویہ اور بہترین تقیہ کی وجہ سے دی۔'' [4]

تبصرہ:

درج بالا نصوص جن ائمہ کی طرف شیعہ علماء منسوب کرتے ہیں۔ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں شہید ہوئے۔ ابوجعفر ۱۱۴ھ میں اور ابوعبداللہ ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ یہ ائمہ کرام اسلام اور مسلمانوں کے غلبے اور شرف والے دور میں زندہ رہے۔ اس دور میں آخر تقیہ کی کیا ضرورت تھی الا یہ کہ تقیہ کرنے والے کا دین اسلام نہ ہو تو الگ بات ہے لیکن ایسی بات کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

سوال نمبر: ۱۳۰۔ شیعہ علماء کے نزدیک تقیہ ترک کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ تقیہ کا تارک، نماز کے تارک جیسا ہے۔ صادق علیہ السلام سے جھوٹ بولتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ کا تارک نماز کے تارک جیسا ہے تو میں سچا ہوں گا۔'' [5]

۲: پھر غلو میں بڑھتے ہوئے کہتے ہیں: ''بیشک تقیہ کا ترک ہلاک کر دینے والا گناہ ہے جو کہ نبوت کا انکار، امامت کا انکار، بھائیوں پر ظلم کرنا یا ترک تقیہ ہے۔'' [6]

۳: پھر تقیہ میں مزید غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''دین کے دس میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں۔ اور جو شخص تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔'' [7]

[1] معانی الأخبار: ۱:۱۵۷ باب معنی الخبء الذی ماعبد الله بشیئ احب الیه منه" وسائل الشیعة: ۱۱/ ۲۴۷ ح: ۱۴۔ باب وجوب التقیة مع الخوف الی خروج صاحب الزمان"

[2] أصول الکافی: ۲/ ۵۷۳۔ کتاب الایمان و الکفر۔ ح: ۵۔ باب التقیه۔ [3] أصول الکافی: ۲/ ۵۷۴۔ کتاب الایمان و الکفر۔ ح: ۱۲ باب التقیه۔ [4] المکاسب المحرمة: ۲/ ۱۶۳۔

[5] من لایحضره الفقیه: ۲/ ۲۵۳ ح:۱۹۲۸۔ باب صوم یوم الشك۔ وسائل الشیعه: ۱۱/ ۲۴۸۔ ح: ۲۶۔ باب وجوب التقیه مع الخوف الی خروج صاحب الزمان۔

[6] المکاسب المحرمة: ۲/ ۱۶۳۔

[7] أصول الکافی: ۲/ ۵۷۲۔ ح:۲۔ کتاب الایمان والکفر باب التقیه۔

۴: پھر مبالغہ آرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں: تقیہ ترک کرنا ایسا گناہ ہے جو کبھی معاف نہ ہوگا۔ علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مومن کا ہر گناہ معاف کر دیں گے اور اسے دنیا اور آخرت میں گناہوں سے پاک کر دیں گے سوائے دو گناہوں کے، ا۔ تقیہ ترک کرنا، ۲۔ بھائیوں کے حقوق کا ضیاع۔'' [1]

الکلینی روایت کرتا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان! تم ایسے دین کے پیروکار ہو جو اسے چھپائے گا اللہ اسے عزت دے گا اور جو اسے ظاہر کرے گا اللہ اسے ذلیل و رسوا کر دے گا۔'' [2]

۵: آخر میں یہ روایت ملاحظہ فرمائیں: تقیہ کا تارک کافر ہے، اللہ کے دین اور امامیہ کے دین سے خارج ہے۔'' [3]

تعلیق:

سفیان السمط بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کی: میں آپ پر قربان، ایک شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آتا ہے جو کہ جھوٹ بولنے میں معروف ہے۔ وہ ایسی حدیث بیان کرتا ہے جسے ہم نہایت ناگوار محسوس کرتے ہیں۔ تو ابو عبد اللہ نے فرمایا: اگر وہ تمہیں بتائے کہ میں نے رات کو دن یا دن کو رات کہا ہے تو تم اس کی تکذیب نہ کرنا کیونکہ اگر تم اسے جھٹلاؤ گے تو بے شک تم مجھے ہی جھٹلاؤ گے۔'' [4]

اس قسم کی نصوص بے شمار ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ شیعہ عوام روایات کو غلط اور بے ہودہ تسلیم کرتے ہیں لیکن شیعہ علماء انہیں اندھوں کی طرح ایمان لانے کا لازمی حکم دے کر خاموش کرا دیتے ہیں۔

جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر علیہ السلام نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً آل محمد کی حدیث بہت مشکل اور دشوار ہے، اس پر صرف مقرب فرشتے یا نبی یا ایسا بندہ ایمان لا سکتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے چن لیا ہو۔ لہٰذا آل محمد کی جو حدیث تمہارے پاس آئے اور اس کے لیے تمہارے دل نرم ہو جائیں اور تم اسے پہچان لو تو اسے قبول کر لو۔ اور جس سے تمہارے دل تنگ ہو جائیں اور تم اسے پہچاننے سے انکار کر دو تو اسے اللہ، اس کے رسول اور آل محمد کے عالم کی طرف کر دو۔ بلاشبہ ہلاک ہوا وہ شخص جو تم میں کوئی ایسی حدیث بیان کرے جسے وہ خود اٹھا نہیں سکتا۔ اور وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہ ایسے نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ ایسے نہیں ہے اور انکار کفر ہے۔'' [5]

[1] تفسیر الحسن العسکری: ۲۹۳ (وجوب الاهتمام بالتقية و قضاء حقوق المومنين۔ وسائل الشيعة: ۱۱/ ۲۵۲۔ ح:٦ (باب وجوب الاعتناء واهتمام بالتقية و قضاء حقوق الاخوان المومنين۔ [2] أصول الكافی: ۲/ ۵۷٦۔ح: ۳۔ باب الكتمان۔ كتاب الايمان والكفر۔ [3] فقه الرضا ص ۳۳۸ (باب حق النفوس) الاعتقادات: ص ۱۰۸ باب ا لاعتقادات فی التقية۔ بحار الأنوار: ۷۸/ ۳۴۷۔ باب مواعظ موسى بن جعفر و حكمه "۔

[4] مختصر بصائر الدرجات ص ۱۹۰ ح ۲۴۲ (باب ما جاء فی التسليم لما جاء عنهم و ماقالوه عليهم السلام۔ بحار الأنوار: ۲/ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ح:۱٤۔ باب أن حديثهم صعب مستعصب "

[5] بصائر الدرجات الكبرى: ۱/ ٦۲۔ ح:۱۔ باب فی أئمة آل محمد حديثهم صعب مستصعب" أصول الكافی: ۱/ ۳۰۲ الفاظ اسی کتاب کے ہیں۔ كتاب الحجة۔ ح:۱ باب ماجاء أن حديثهم صعب مستعب"

سوال نمبر:۱۳۱۔ شیعہ علماء کے نزدیک کب تقیہ ترک کرنا جائز ہے؟

جواب ایک شیعہ جب تک مسلمان ملک میں ہو اس کے لیے تقیہ کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ شیعہ علماء دارالاسلام کو دار تقیہ کا نام دیتے ہیں۔'' روایت کرتے ہیں کہ دار تقیہ میں تقیہ کرنا واجب ہے۔'' [1]

دار الاسلام کو باطل ملک یا حکومت کا نام بھی دیتے ہیں۔'' بہتان تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ باطل حکومت میں تقیہ کے بغیر بات نہ کرے۔'' [2]

شیعہ دارا لاسلام کو'' ظالمین کی حکومت'' قرار دیتے ہیں۔ اور روایت کرتے ہیں کہ ظالموں کی حکومت میں تقیہ کرنا ہمارے لئے واجب فریضہ ہے۔ تو جس نے تقیہ کو ترک کیا اس نے شیعہ امامیہ کے دین کو ترک کیا اور اسے چھوڑ دیا۔'' [3]

اور اہل سنت کے ساتھ تقیہ کرتے ہوئے رہن سہن کو واجب قرار دیا ہے۔ شیخ عاملی نے باب باندھا ہے:

''باب: عام لوگوں کے ساتھ تقیہ کرتے ہوئے ملنا واجب ہے۔'' [4]

تناقض:

شیعہ علماء روایت کرتے ہیں کہ جس نے ہمارے امام القائم کے ظہور سے پہلے تقیہ کرنا ترک کیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔ آخر کیوں؟ [5]

اس کا جواب ان کے عالم محمد باقر الصدر نے دیا ہے کہ تقیہ ترک کرنے سے ایسے مخلص اور جانثار شیعوں کی کافی تعداد حاصل کرنے میں سستی آتی ہے جو تعداد امام قائم کے ظہور کے لیے بنیادی شرط ہے۔ [6]

سوال نمبر۱۳۲۔ کیا وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ شیعہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے ائمہ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں؟

جواب اس سلسلے میں شیعہ علماء نے یہ روایت صادر کی ہے کہ جس شخص نے ان کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کی تو گویا اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کی۔'' [7]

خمینی نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ:'' اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز صحیح ہے اور بے شمار فضائل کی حامل ہے۔ اسی طرح ان ائمہ کیساتھ نماز بھی تقیہ کی حالت میں صحیح ہے۔'' [8]

نیز کہتے ہیں:'' جس نے منافقوں کے پیچھے تقیہ کرتے ہوئے نماز ادا کی گویا کہ اس نے ائمہ کے پیچھے نماز ادا کی۔'' [9]

[1] جامع الأخبار: ۱۱۰۔ بحار الأنوار: ۲۷/ ۳۹۵۔ ح:۱۳۔ باب التقية والمداراة۔ [2] جامع الأخبار: ۱۱۰۔ بحار الأنوار: ۷۲/ ۴۱۲۔ ح:۶۱۔ باب التقية والمداراة۔ [3] بحار الأنوار: ۲۷/ ۴۲۱۔ح:۷۹۔ باب التقيه والمدراة۔ [4] وسائل الشيعه: ۱۱/ ۲۵۱، باب ۲۶۔ [5] كمال الدين: ۳۴۶۔ح:۵۔باب ۳۵ ما روى عن الرضا '' وسائل الشيعه: ۱۱/ ۲۴۸۔ ح:۲۵۔ باب وجوب التقيه مع الخوف الى خروج صاحب الزمان''۔ تفسير نور الثقلين ٤/ ٤٧ ح ١٣ (الشعراء) [6] تاريخ الغيبة الكبرى: ۳۵۳۔ [7] الكافى ۳/ ۲۵۰ ح ٦ (باب الرجل يصلى وحده ثم يعيد۔۔) بحار الأنوار: ۷۲/ ۴۲۱۔ ح: ۷۹۔ باب التقيه والمداراة۔ [8] رسالة فى التقيه ضمن رسائل الخمينى: ۱۰۸۔ [9] جامع الأخبار: ۱۱۰۔ بحار الأنوار: ۷۲/ ۴۱۲، ح ۶۱، باب التقيه و المداراة۔

سوال نمبر:۱۳۳۔ کیا شیعہ مذہب میں تقیہ کا خطرناک کردار ابھی تک جاری ہے؟

جواب جی ہاں۔ تقیہ کا عملی کردار ابھی تک متعدد معاملات میں اپنا خطرناک اثر دکھا رہا ہے۔ ان میں سے چند ایک بطور مثال درج ذیل ہیں:

۱: امت مسلمہ میں تفرقہ بازی کو فروغ دینے والے شیعوں اور زندیقوں نے اسی تقیہ کے عقیدہ سے فائدہ اٹھایا ہے اور مسلمانوں میں اختلافات کو فروغ دینے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث و آثار کو رد کر دیا ہے جو ان کے ائمہ سے مروی ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے ائمہ نے یہ آثار و احادیث اہل سنت کی موجودگی کی وجہ سے تقیہ کرتے ہوئے بیان کی ہیں۔

مثلاً وہ تمام احادیث جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان اور مدح میں وارد ہیں وہ انہوں نے رد کر دی ہیں کہ یہ ہمارے ائمہ نے تقیہ کرتے ہوئے بیان کی تھیں ...اسی طرح نبی کریم ﷺ کا اپنی دو بیٹیوں کی حضرت عثمان سے شادی کرنا اور ابو العاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا بھی تقیہ تھا۔ حضرت علی کا اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرنا بھی تقیہ تھا.....۔'' [1]

۲: شیعہ علماء نے اپنی روایات اور احادیث میں تضاد اور تناقض سے چھٹکارا پانے کے لیے تقیہ کا سہارا لیا ہے۔ کیونکہ ان کی احادیث میں ظاہری تضاد سب سے مضبوط دلیل تھی کہ یہ روایات غیر اللہ کی طرف سے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (٤/ النساء: ٨٢)

''اور اگر وہ (قرآن) اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

شیعہ عالم یوسف البحرانی نے یہ حقیقت بیان کر دی ہے کہ شیعہ اپنے ائمہ کی روایات میں شدید اختلاف اور تضاد کی وجہ سے ازحد پریشان اور مضطرب ہیں۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کون سا قول اختیار کریں اور کس قول پر توقف کریں یا وہ اپنے پیروکاروں کو اختیار دے دیں کہ وہ جسے چاہیں اختیار کر لیں یا وہ کیا کریں؟ ان باہم متعارض اور مخالف روایات کا کیا حل نکالیں؟ بالآخر تقیہ سے حل نکل آیا۔ جیسا کہ البحرانی کہتا ہے: اُحکام کی علت میں شک و شبہ اور تردد ضرور ہے کیونکہ دلائل میں کثرت سے متعارض اور اختلاف پایا جاتا ہے نیز ائمہ کی امارات باہم مختلف ہیں۔'' [2]

تبصرہ:

شیعہ علماء کی روایات میں اختلاف اور تضاد بہت سارے شیعہ کے منحرف ہونے کا سبب بنا؛ بہت سارے شیعہ علماء شیعیت سے تائب ہوگئے جیسا کہ شیعہ عالم الطّوسی نے اپنے زمانے میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ اگر اس کے دور میں شیعہ اپنی متضاد روایات کی وجہ سے شیعیت سے تائب ہونے پر مجبور ہوگئے تو آج کے دور میں ان کا کیا حال ہوگا؟۔

[1] مرأة العقول: ٢٠/ ٤٥۔ح:٢؛ باب: فی تزویج أم کلثوم۔ [2] الدرة النجفیة: ٦١۔

شیعہ عالم الطّوسی اپنے علماء کی متضاد اور مختلف فیہ روایات کی وجہ سے سخت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوا تو کہنے لگا:

''ہماری روایات میں ایسا شدید اختلاف، منافاۃ اور تضاد و دوری پائی جاتی ہے کہ ہر ہر روایات کے مقابلے میں دوسری روایات دکھائی دیتی ہے۔ کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں بچتی جس کے مقابلے میں دوسری متضاد روایت نہ ہو۔ حتی کہ ہمارے مخالفین نے اسی وجہ سے ہمارے مذہب کو نشانے پر رکھ لیا اور ہم پر شدید تنقید کی ہے۔'' [1]

اسی طرح ان کے شیعہ عالم فیض الکاشانی اپنے مذہب کے تضاد و اختلاف سے پریشان نظر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

'' آپ دیکھیں گے کہ ہمارے علماء کے ایک ہی مسئلہ میں بیس بیس اقوال ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تیس اور اس سے بھی زیادہ اقوال پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ کوئی فروعی مسئلہ ایسا نہیں جس میں شیعہ علماء کا اختلاف نہ ہو یا اس کے متعلقات میں اختلاف نہ ہو تو میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔'' [2]

۳: شیعہ علماء نے اپنے ائمہ کی عصمت کا عقیدہ گھڑا ہے کہ وہ نہ بھولتے ہیں، اور نہ ان سے غفلت و خطا ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کی اپنی کتابوں میں ان کی متضاد روایات موجود ہیں۔ جب یہ اختلافی روایات سامنے آتی ہیں تو اپنے ائمہ کی عصمت کو بچانے کے لیے تقیے کا سہارا لیا جاتا ہے کیونکہ عصمت کے ختم ہونے سے پورا مذہب شیعہ ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔

۴: شیعہ کے عقیدہ تقیہ ہی سے اہل سنت کی مخالفت کے وجوب کا عقیدہ نکلا ہے اور اسی میں ہدایت ہے۔ اور اگر ان کے ائمہ اہل سنت کی موافقت میں کچھ کہہ دیں تو وہ تقیہ کے باب سے ہوگا۔ لہٰذا ابو عبداللہ رحمہ اللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جب تمہارے پاس دو مختلف روایات پہنچیں تو تم اہل سنت کی مخالف روایات پر عمل کرنا۔'' [3]

ایک اور روایت میں ہے کہ اہل سنت کے قول سے زیادہ دوری والی روایت پر عمل کرو۔'' [4]

اس طرح شیعہ کے نزدیک حق کی پہچان اہل سنت کی مخالفت قرار پائی ہے، اگرچہ اہل سنت کا موقف قرآن مجید اور کلام رسول اللہ ﷺ کے عین موافق ہو۔ جیسا کہ شیعہ علماء کے عقیدہ سے بات واضح ہے۔''

سوال نمبر:۱۳۴۔ شیعہ علماء کا عقیدہ رجعت کیا ہے؟ یہ کن لوگوں کے بارے میں ہے؟

جواب عقیدہ رجعت سے مراد قیامت سے پہلے بے شمار مردوں کے دنیا میں لوٹنے کا نام ہے۔ اور وہ اپنی دنیاوی صورتوں ہی میں دوبارہ آئیں گے۔'' [5]

شیعہ کے عقیدے کے مطابق دنیا میں خاتم النبیین ﷺ۔ تمام انبیائے کرام، ائمہ معصومین، خالص ایمان والے اور

[1] تهذيب الأحكام، مقدمه: ۱/ ۹۔ [2] كتاب الوافي: ۱/ ۱۶: مقدمه۔التنبيه على طريق.....''۔

[3] وسائل الشيعه: ۱۸/ ۳۶۱۔ حديث نمبر: ۳۰۔ باب وجوه الجمع بين الأحاديث المختلفه . . .''۔بحار الأنوار: ۲ / ۲۳۳، ح ۱۷، باب علل اختلاف الأخبار۔

[4] فصل الخطاب ص ۲۸ المقدمة الثالثة، جوابات أهل الموصل فى العدد و الرؤية ص ۱٤۔

[5] اوائل المقالات: ٤٦، ۷۷القول فى الرجعة ''۔

خالص کافر واپس آئیں گے سوائے طبقہ جاہلیت کے جنہیں مستضعفین کہا جاتا ہے۔ [1]

ان کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا کہ علامہ مفید نے بیان کیا ہے: ''شیعہ امامیہ کا بے شمار مردوں کے واپس لوٹنے کے وجوب پر اتفاق ہے۔'' [2]

اور یہ روایت بھی بیان کی ہے: 'جو ہماری واپسی پر ایمان نہیں رکھتا اور ہمارے متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ [3]

مجلسی لکھتا ہے: ''اس عقیدہ پر تمام شیعہ میں اتفاق رہا ہے اور یہ عقیدہ دوپہر کے سورج کی طرح صاف واضح ہے۔'' [4]

شیعہ علماء طبرسی، الحر عاملی اور ابن مظفر وغیرہ کا کہنا ہے کہ عقیدہ رجعت شیعہ امامیہ کے ہاں متفق علیہ ہے۔ بلکہ سب معروف ومشہور مصنفین اور علماء کے ہاں یہ امامیہ کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔ [5]

جیسا کہ پچھلے صفحات میں کئی بار بیان ہو چکا ہے کہ شیعہ کے نزدیک ضروریات کا منکر کافر ہے۔

چنانچہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر افترا باندھتے ہوئے جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں: جس نے بھی انکار کیا کہ میرا دنیا میں دوبارہ آنا اور دعوت کے بعد دعوت اور دوبارہ اسی طرح واپس آنا جیسا پہلے تھا تو اس کا انکار کرنے والا ہمارا رد کر رہا ہیں اور جس نے ہمارا رد کیا اس نے اللہ کی بات رد کی۔ [6]

تعلیق:

قیامت سے قبل رجعت کی تردید اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے:۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (۲۳/ المومنون:۹۹۔ ۱۰۰)

''حتی کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے واپس بھیج تا کہ میں اس دنیا میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں، ہرگز نہیں بے شک یہ ایک بات ہے جو وہ کہنے والا ہے اور ان کے آگے پردہ ہے اس دن جب تک وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

نیز ارشاد ہوا: ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ (۳۶/ یٰس: ۳۱)

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں؟ بے شک وہ ان کے پاس لوٹ کر نہ آئیں گی۔''

سوال نمبر:۱۳۵۔ شیعہ علماء کے عقیدہ کے مطابق تمام انبیائے کرام اور رسولوں کو کیوں لوٹایا جائے گا؟

[1] دائرة المعارف العلوية ۱/ ۲۵۳۔ لجواد تارا۔ [2] اوائل المقالات: ٤٦ (القول فی الرجعة والبداء و تالیف القرآن'' [3] من لایحضره الفقیه: ۳/ ٥٨٤ ح ٤٥٨٥ (باب المتعة)۔ تفسیر الصافی: ۱/ ٤٤٠ سورة النساء۔ وسائل الشیعه: ۱٤/ ٤٨٤۔ ح ۱۰ (باب اباحتها)'' عقائد الاثنی عشریه: ۲٤۰۔ [4] بحار الأنوار: ٥۳/ ۱۲۲۔ باب الرجعة۔ [5] مجمع البیان فی علوم القرآن:٥/ ۲٥۲۔ الایقاظ من الهجعة بالبرهان علی الرجعة ص ٦۳ اور ۸۲ (الباب الثانی فی الاشارة الی الاستدلال علی صحة الرجعة۔۔۔) ۔ بحار الأنوار: ٥۳/ ۱۲۳ باب الرجعة ۔ عقائد الامامیه فی ثوبه الجدید ص ۱٤٤ عقیدتنا فی الرجعة۔ حق الیقین۔ [6] الایقاظ من الهجعة ص ۳٤٤ الباب العاشر فی ذکر جملة من الاخبار المعتمدة الواردة فی الاخبار بالرجعة۔۔۔ الخ

جواب: انہیں قیامت سے پہلے اس لیے لوٹایا جائے گا تا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے پرچم تلے مجاہدین میں شامل ہوکر جنگ لڑیں۔ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی اور رسول مبعوث فرمایا اللہ انہیں دنیا میں واپس بھیجے گا حتی کہ وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہوکر جنگ کریں گے۔''[1]

سوال نمبر:۱۳۶۔ قیامت کے دن مخلوق کا حساب کب ہوگا؟ اوران کا حساب کون لے گا؟

جواب مخلوق کا حساب قیامت سے پہلے ہوگا۔ چنانچہ ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ پر بہتان بازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بے شک حسین بن علی علیہ السلام قیامت سے پہلے لوگوں کا حساب کریں گا جبکہ قیامت کے دن صرف جنت یا جہنم کی طرف لوگوں کو بھیجا جائے گا۔[2]

تعارض:

شیعہ کا یہ عقیدہ قرآن کے صریح خلاف ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ﴾ (٢٦/ الشعراء:١١٣)

''ان کا حساب تو میرے رب کے ذمے ہے اگر تم کچھ شعور رکھتے ہو۔''

نیز ارشاد باری ہے:﴿ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾ (٨٨/ الغاشيه: ٢٦)

''پھر بے شک ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔''

سوال نمبر:۱۳۷۔سب سے پہلے عقیدہ رجعت کس نے گھڑا اور یہ عقیدہ مذہب شیعہ میں کیسے داخل ہوا؟

جواب شیعہ کتب کے مطابق یہ عقیدہ مذہب شیعہ کے بانی عبد اللہ بن سبا یہودی کی اختراع ہے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس لوٹنے کا عقیدہ اختیار کیا تھا۔ پھر یہ عقیدہ امیر المومنین علی رضی عنہ اللہ کے بارے میں اختیار کرلیا گیا ۔ جب عبداللہ بن سبا یہودی کو امیر المومنین علی رضی عنہ اللہ کی وفات کی خبر ملی تو اس نے خبر دینے والے شخص کو کہا تو جھوٹ بول رہا ہے اگر تم علی رضی عنہ اللہ کا دماغ ستر تھیلیوں میں بند کرکے ہمارے پاس لے آؤ اوران کے قتل پر ستر عادل گواہ لے آؤ تو ہمیں پھر بھی یقین ہوگا کہ وہ نہ فوت ہوئے ہیں نہ قتل ہوئے ہیں۔ وہ پوری زمین کے حکمران بننے سے پہلے فوت نہیں ہوں گے۔''[3]

پھر سلسلہ مزید آگے بڑھا تو اکثر شیعہ فرقوں نے یہی عقیدہ اپنا لیا حتی کہ تین سو فرقے یہی عقیدہ رکھنے لگے۔ ہر فرقہ اپنے

[1] مختصر بصائر الدرجات ۸۳۔ح:۸۷ باب الكرات و حالاتها و ما جاء فيها، بحار الانوار ٥٣/ ٤١ باب الرجعة۔
[2] مختصر بصائر الدرجات ۸۷ ح ۹۳باب الكرات و حالاتها و ما جاء فيها، بحار الأنوار٥٣/ ٤٣ح١٣باب الرجعة۔
[3] المقالات و الفرق:٢١۔ فرق الشيعة:٥١ اختلاف لشيعة العلوية بعد قتل امير المومنين على السباية۔

امام کی رجعت کا قائل تھا۔ مثلاً فرقہ الکیسانیہ اپنے امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا منتظر ہے۔ ان کا دعوی ہے کہ ان کا امام رضوی پہاڑ میں محبوس ہے۔ وہ اجازت ملنے تک وہیں رہیں گے۔ اسی طرح فرقہ محمدیہ اپنے امام محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن أبی طالب کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ ان کی موت اور قتل کی بات ماننے والے ہرگز نہیں۔ [1]

سوال نمبر: ۱۳۸۔ البداء کیا ہے؟ اس کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟ سب سے پہلے اس عقیدہ کو کس نے تراشا تھا؟

جواب شیعہ عالم مجلسی کے نزدیک البداء کے دو معانی ہیں:

۱: کسی چیز کا ظاہر اور منکشف ہونا۔ ۲: نئی رائے کا پیدا ہونا۔ [2]

اپنے اصل کے اعتبار سے البداء گمراہ کن یہودی عقیدہ ہے، حالانکہ خود یہودی نسخ کے قائل نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ نسخ سے البداء لازم آتا ہے۔ [3]

البداء کا عقیدہ شیعہ فرقے السبیئہ میں منتقل ہوا تو وہ سب اسی عقیدے کے قائل ہوگئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت ساری چیزوں کا انکشاف ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو بہت سارے حالات و واقعات کا پہلے علم نہیں ہوتا۔ جب وہ واقع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہوتا ہے۔'' [4]

﴿سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾ (۱۷/ الإسراء:۴۳)

(اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے اس شرک سے بہت بلند اور بہت پاک ہے)۔

البداء شیعہ عقیدے کے اصولوں میں سے ایک ہے۔ لہٰذا جھوٹی روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ نے فرمایا: البداء جیسی اللہ کی کوئی اور عبادت نہیں ہے۔'' [5]

مزید الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اگر لوگوں کو عقیدہ البداء کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ہر وقت البداء کے متعلق گفتگو کریں۔ [6]

یہ عقیدہ شیعہ علماء کے نزدیک متفقہ عقیدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: ''شیعہ علماء نے البداء کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل کرنے پر اتفاق کیا ہے۔'' [7]

[1] المقالات والفرق: ۲۷۔ ۴۳۔ [2] بحارالأنوار: ۴/ ۱۱۴۔ ۱۲۲ (باب البداء و النسخ۔

[3] سفر التکوین، الفصل السادس فقرہ: ۵۔ سفر الخروج: فصل: ۳۲۔ فقرہ: ۱۲۔ ۱۴ سفر القفاۃ: فصل ثانی: فقرہ: ۱۸۔ وغیرہ۔ مزید دیکھیے: مسائل الامامۃ: ۷۵۔ [4] دیکھیے: التنبیۃ والرد: ۲۰۔

[5] أصول الکافی: ۱/ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ کتاب التوحید۔ ح ۱۔ باب البداء۔ التوحید: ۳۲۴۔ ح: ۱ باب البداء۔ بحار لأنوار: ۴/ ۱۰۷۔ ح: ۱۹۔ باب البداء والنسخ۔ اس میں ۷۰ روایات ذکر کی ہیں۔

[6] أصول الکافی: ۱/ ۱۰۶ کتاب التوحید ح ۱۲ باب البداء۔ التوحید ابن بابویہ ص ۳۲۵ ح ۷ (باب البداء) بحارالأنوار: ۴/ ۱۰۸۔ ح: ۲۶ (باب البداء والنسخ)۔

[7] أوائل المقالات: ۴۶۔ القول فی الرجعۃ والبداء و تالیف القرآن)"۔

محترم مسلمان بھائی! مزید حوصلے سے سنو! شیعہ نے امام ابوالحسن علیہ السلام پر بہتان بازی کرتے ہوئے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ابوجعفر کے بعد ابومحمد کے بارے میں وہ معلومات ملیں جو انہیں پہلے معلوم نہ تھیں...'' [1]

تعلیق:

اے شیعہ مولویو! [کیا تم اللہ کے اس فرمان میں غور نہیں کرتے]:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا o وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا o اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا o وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا o وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا o ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا o وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا o لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا o﴾ (۷۱/ نوح: ۱۳۔ ۲۰)

''تمہیں کیا ہوا ہے کہ اللہ کے لیے وقار کا عقیدہ نہیں رکھتے؟ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں میں پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے سات آسمان تہ بہ تہ کیسے تخلیق کیے؟ اور اس نے ان میں چاند کو روشن اور سورج کو چراغ بنایا؟ اور اللہ ہی نے تمہیں زمین سے (خالص انداز سے) اگایا۔ پھر وہ تمہیں اس میں لوٹائے گا اور پھر تمہیں (دوبارہ) نکالے گا۔ اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا تاکہ تم اس کی کھلی راہوں میں چلو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (۳۹/ الزمر: ٦٧)

''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے، اور قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس شرک سے بالاتر ہے جو وہ کرتے ہیں۔''

بلاشبہ تمہارا یہ عقیدہ جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ اس جیسی اللہ کی کوئی عبادت نہیں ہے... اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاہل ہیں (نعوذ باللہ)، حالانکہ تم نے اپنے ائمہ کے بارے میں ابوعبداللہ پر الزام تراشی کرتے ہوئے یہ عقیدہ گھڑا ہے کہ بے شک امام جب چاہتا ہے کہ کسی کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ [2]

لاجواب جواب:

کلینی منصور بن حازم سے روایت کرتا ہے کہ اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا ایسی چیز ہو سکتی ہے جو اللہ

[1] شرح أصول الكافي ٦/ ٢٢٢؛ (باب الأشارة والنص على أبي محمد۔

[2] بصائر الدرجات الكبرى ٢/ ١٠٢ح ٢ (باب فی الامام بانه ان شاء ان يعلم علم) أصول الكافي: ١/ ١٨٦۔ كتاب الحجة، ح:١ باب أن الأئمه اذا شاؤا ان يعلموا علمو "۔

تعالیٰ کے علم میں آج ہو اور کل اس کے علم میں نہیں تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں جو شخص یہ بات کرے تو اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے۔ میں نے عرض کی کیا ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے یا جو کچھ تا قیامت ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اسے تمام چیزوں کا علم ان کی پیدائش سے پہلے تھا۔ [1]

اے شیعو! تمہارے لیے ذلت اور شرم و بے حیائی اتنی ہی کافی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گستاخانہ عقیدہ رکھتے ہو جب کہ اپنے ائمہ کو اس عیب سے پاک اور منزہ قرار دیتے ہو۔

سوال نمبر:۱۳۹۔ شیعہ عقیدہ البداء کا سبب کیا ہے، حالانکہ ان کا عقیدہ قرآن مجید، سنت رسول، ان کے ائمہ کے اقوال اور عقل وخرد کے بھی منافی ہے۔

جواب ان کے علامہ سلیمان بن جریر کا کہنا ہے کہ بے شک رافضی شیعہ کے ائمہ نے اپنے شیعوں کے لیے دو عقیدے گھڑے ہیں جن کی بدولت وہ کبھی بھی اپنے ائمہ کے جھوٹ کو پکڑ نہیں سکتے۔ وہ ہیں عقیدہ البداء اور تقیہ۔

البداء: جب ان کے ائمہ نے خود کو شیعہ کے انبیاء ہونے کا مقام دے لیا کہ وہ ماضی اور مستقبل کی ہر چیز کا علم رکھتے ہیں، تو انہوں نے اپنے شیعوں سے کہا گزشتہ واقعہ یوں ہوا تھا اور آئندہ کل اس طرح ہوگا۔ (یعنی غیب کی خبریں شروع کر دیں) پھر اگر ان کے بتائے ہوئے کے مطابق کوئی چیز واقع ہو جاتی تو کہتے کیا ہم نے تمہیں اس کی خبر دے نہیں دی تھی؟ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء والا علم عطا کیا ہے۔ اور اگر ان کے بتائے ہوئے کے خلاف کوئی چیز واقع ہو جاتی تو اپنے شیعہ سے یہ کہتے ہوئے معذرت کرتے کہ اس چیز کا اللہ کو بھی علم نہیں تھا اسے بھی ابھی علم ہوا ہے... [2]

مثال کے طور پر شیعہ علماء نے اپنے ائمہ کے بارہ میں یہ گمان کر رکھا ہے کہ: وہ علم آجال اور علم ارزاق اور مصیبت و تکالیف اور امراض کا علم رکھتے ہیں، اور اس میں ان کے لیے بداء کی شرط رکھی جاتی ہے۔ [3]

پس بداء کا عقیدہ ایک حیلہ ہے تا کہ وہ اپنے ائمہ کی خلاف واقع اور جھوٹی باتوں پر پردہ ڈال سکیں۔ اس عقیدہ کی روشنی میں شیعہ علماء اپنے پیروکاروں کو تناقض و اختلاف اور جھوٹ مان لینے کا حکم دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ جھوٹ گھڑ لیا کہ اگر ان کا امام کوئی خلاف واقع خبر دے [تو اسے اس عقیدہ کی روشنی میں مان لیا جائے]۔ ان کے ائمہ کہتے ہیں: ''جب ہم تمہیں کوئی خبر دیں اور وہ اسی طرح واقع ہو جائے تو تم کہو اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ اور اگر اس کے خلاف واقع ہو جائے تو تم کہو اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے، تمہیں دہرا اجر ملے گا۔'' [4]

[1] أصول الكافي: ١/ ١٠٦ كتاب الحجة ح ١١ باب البداء۔ بحار الانوار ٤/ ٨٩ ح٢٩ (باب العلم و كيفيته

[2] فرق الشيعة ص ٩٢ المقالات و الفرق ٧٨۔

[3] تفسير القمي ص ٦٣١ سورة الدخان۔ بحار الأنوار: ٤/ ١٠١۔ح: ١٢۔ باب البداء والنسخ۔

[4] تفسير القمي: ص ٢٨٨ سورة يونس، الغيبة ص ٣٠٥۔ بحار الأنوار: ٤/ ٩٩۔ حديث نمبر: ٨۔ باب البداء والنسخ۔

سوال نمبر: ۱۴۰۔عقیدہ غیبت کیا ہے؟ سب سے پہلے کس نے یہ عقیدہ ایجاد کیا؟

جواب شیعہ عالم عبداللہ فیاض کہتا ہے غیبوبت (یعنی امام غائب کا عقیدہ) کا شیعہ عقیدہ امامیہ کا بنیادی عقیدہ ہے۔ [1]

اسی طرح شیعہ علماء کا عقیدہ ہے کہ روئے زمین امام کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہتی۔'' کلینی، ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر زمین میں امام موجود نہ رہے تو زمین دھنس جائے۔ [2]

ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اگر امام کو دنیا سے ایک گھڑی اور ایک پل کے لیے بھی اٹھالیا جائے تو زمین میں اس طرح طوفان برپا ہو جائے جیسے سمندر میں طوفان آتا ہے۔'' [3]

یہ اس لیے کہ شیعہ کے نزدیک امام لوگوں پر اللہ کی حجت ہے۔ [4]

امام کے سوا ان کے نزدیک اور کوئی چیز حجت نہیں حتی کہ قرآن مجید بھی امام کے بغیر حجت نہیں، کیونکہ قرآن مجید ایک قیّم (نگران ومحافظ) کے بغیر حجت نہیں۔ [5]

اور شیعی عقیدے کی نصوص کے مطابق قیّم صرف ان کے بارہ ائمہ میں سے کوئی ایک ہی ہوگا۔'' جیسا کہ شیعہ کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔اس عقیدہ کی بنیاد خود شیعہ اعتراف کے مطابق ان کے مذہب کے بانی اول عبداللہ بن سبا یہودی نے رکھی تھی جس نے امامت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا تھا اور ان کی غیبیت (روپوشی) کا عقیدہ تراشا تھا۔ [6]

سوال نمبر: ۱۴۱۔شیعہ کے درج بالا عقائد کی روشنی میں ہم شیعہ سے پوچھتے ہیں کہ آج تمہارا امام کہاں ہے؟

جواب شیعہ کے گیارہویں امام حسن عسکری ۲۶۰ھ میں بے اولاد فوت ہو گئے تھے۔شیعہ کتابوں میں یہ اعتراف موجود ہے کہ حسن عسکری کا کوئی بیٹا دکھائی نہیں دیا اور ظاہرین میں بھی ان کے کسی بیٹے کا کچھ علم نہیں ہے۔اس لیے ان کی وراثت ان کے بھائی جعفر اور ان کی والدہ نے تقسیم کر لی تھی۔ [7]

حسن عسکری کی وفات پر شیعہ علماء پریشان ہو گئے کیونکہ وہ بے اولاد فوت ہو گئے تھے اور ان کی جانشینی میں شدید اختلاف کی وجہ سے ان کے متعدد فرقے بن گئے۔نوبختی [8] اور مفید [9] کے مطابق چودہ فرقے بنے تھے۔

[1] تاریخ الامامیہ وأسلافهم من الشیعہ: ۱۶۵۔ [2] أصول الکافی: ۱/ ۱۲۷۔ کتاب الحجة، حدیث نمر: ۱۰۔ باب ان الأرض لاتخلو من الحجة " [3] شرح اصول ۵/ ۱۲۷ح ۱۲اب ان الأرض لاتخلو من الحجة، الکافی بحار الأنوار: ۲۳/ ۳٤۔ حدیث نمبر: ۵٦(باب الا ضطرار الی الحجة "۔ [4] قرب الاسناد: ۳۱۷۔ح: ۱۲۲۸۔ اصول الکافی: ۱/ ۱۳٤۔ ۱۳۵۔ کتاب الحجة؛ ح: ۱۵۔ باب فرض طاعة الائمة..... "۔ الخرائج ولجرائح ۱/ ۱۱۵، ح: ۱۹۱الباب الاول: فی معجزات نبینا محمد صلی الله علیه وسلم۔ [5] اصول الکافی: ۱/ ۱۱۹۔ کتاب الحجة، ح:۲۔ باب الاضطرار الی الحجة۔ علل الشرائع: ۱/ ۱۹۰ح ۱ باب ۱۵۲ علة اثبات الائمة صلوات الله علیهم۔ [6] المقالات و الفرق: ۱۹۔ فرق الشیعہ: ۵۱ (اختلاف الشیعة العلویة بعد قتل امیر المومنین علی رضی الله عنه السبایة)۔ [7] فرق الشیعة: ۹٦ تواریخ الحسن العسکری ۔ اور المقالات و الفرق ص ۱۰۲۔

[8] فرق الشیعة ص ۱۲٦ (افتراق اصحاب الحسن رضی الله عنه بعد وفاته لی اربع عشرة فرقة)۔

[9] الفصول المختارة: ۳۲۰۔ فصل: افتراق الشیعه بعد موت الامام العسکری و تعداد الفرق)۔

قمی [1] نے تعداد پندرہ لکھی ہے جبکہ مورخ مسعودی نے تعداد بیس بتائی ہے۔ [2]
حتی کہ بعض شیعہ علماء نے کہا کہ امامت منقطع ہوگئی ہے۔ [3] اور یہ بھی کہا گیا کہ بے شک حسن عسکری کے بعد امامت باطل ہوگئی اور تمام ائمہ ختم ہوگئے اور اب زمین میں آل محمد سے کوئی حجت باقی نہیں ہے۔'' [4]

اس طرح قریب تھا کہ حسن عسکری کا بے اولاد فوت ہونا مذہب شیعہ، شیعوں اور تشیع کے خاتمے کا سبب بن جاتا کیونکہ مذہب شیعہ کا اہم ستون 'امام' ختم ہوگیا تھا۔ لیکن عقیدہ غیبت (امام کی روپوشی) نے شیعہ مذہب کو نئی اساس فراہم کردی اور شیعہ علماء عوام کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہوگئے اور شیعیت کی مسمار ہوتی عمارت ایک مرتبہ پھر قائم ہوگئی۔ لہٰذا حسن عسکری کے روپوش بیٹے کی امامت پر ایمان لانا مذہب شیعہ کا بنیادی عقیدہ بن گیا جس پر اب نئی عمارت قائم ہونی تھی۔ اس عقیدے کو شیعہ علماء نے شدید اضطراب اور مشکلات کے بعد قبول کرلیا۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ صرف اسی عقیدے کی بنیاد پر شیعہ مذہب کی سیاہ کاریوں کو تحفظ دیا جاسکتا تھا اور اسے مٹنے سے بچایا جاسکتا تھا۔ اگر شیعہ علماء کا پہلا شیخ عبداللہ بن سبا یہودی وہ شخص ہے جس نے امامت علی پر نص ہونے کا عقیدہ گھڑا جس پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے تو پھر ایک اور ابن سبا بھی ہے جس نے حسن عسکری رحمہ اللہ کے بے اولاد فوت ہونے کی وجہ سے امامت حسی طور پر ختم ہوگئی تو امامت کے عقیدے کا بدل ڈھونڈا، ممکن ہے یہ نعم البدل تراشنے والے کئی لوگ ہوں لیکن ان سب میں مشہور و معروف شخص جس نے امام کے روپوش ہونے کا عقیدہ تراشا وہ ابوعمر عثمان بن سعید العمری الأسدی العسکری ہے، جو ۲۸۰ھ میں فوت ہوا۔ شیعہ حضرات اس کو عادل، ثقہ اور امانت دار راوی شمار کرتے ہیں۔ [5] اس کا دعوی ہے کہ امام حسن کا ایک بیٹا ہے جو چار سال کی عمر میں روپوش ہوگیا تھا۔ [6]

شیعہ کے استاد مجلسی کا کہنا ہے کہ اکثر روایات کے مطابق اس کی عمر پانچ سال سے چند مہینے کم یا ایک سال کم یا کئی ماہ کم تھی۔ [7] شیعہ کے اس دعوے کے باوجود خود شیعی کتابوں کے مطابق یہ بچہ اپنے والد حسن کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوا اور نہ حسن عسکری کی وفات کے بعد جمہور شیعوں کو اس کا علم تھا۔ [8] لیکن یہ عثمان بن سعید اکیلے کا دعوی ہے کہ وہ اس بیٹے کو جانتا ہے اور وہ امام کا وکیل ہے جو شیعوں سے مال و منال وصول کرے گا اور امام کی طرف سے ان کے سوالات کے جوابات دے گا۔؟!

[1] المقالات والفرق:۔ ۱۰۲۔ [2] مروج الذهب: ٤/ ٢١٧ (الامام الثانی عشر)۔
[3] المقالات والفرق ص ۱۰۸، بحار الانوار ۵۱/ ۲۱۷ (ابواب النصوص من الله تعالی و من آبائه ۔۔ باب ذكر الادلة التی ذكرها شيخ الطائفة رحمه الله على اثبات الغيبة)۔ [4] الفصول المختارة: ۳۲۰۔ فصل افتراق الشيعة بعد وفاة الامام العسكری، بحار الانوار ۳۷/ ۲۲ (باب فی ذكر مذاهب الذين خالفوا الفرقة المحقة فی القول بالائمة الاثنی عشر صلوات الله عليهم)۔ [5] كتاب الغيبة: ۲٤۰ (فصل: فی ذكر طرف من أخبار السفراء الذين كانوا فی حال الغيبة "[6] كتاب الغيبة: ۲۸۳۔ فصل: فيماذ كر فی بيان مقدار عمره عليه السلام۔
[7] بحار الأنوار: ۲۵/ ۱۰۳۔ح:٦۔ باب أحوالهم عليهم السلام فی السن "۔ [8] الاشاد:ص ۳٤۵ (فصل: فی ذكر وفاة أبی محمد الحسن بن على عليها السلام و موضع قبره و ذكر ولده) كشف الغمة ۳/ ۱۷٦ (باب وفاة ابی محمد الحسن بن على عليهما السلام و موضع قبره و ذكر والده)۔

تبصرہ:

یہ کیسا طرفہ تماشا ہے کہ شیعہ علماء کا دعوی ہے کہ وہ امام معصوم کے سوا کسی کا قول قبول نہیں کرتے حتی کہ انہوں نے امام معصوم کے بغیر اجماع کا انکار کیا ہے۔ لیکن اس مسئلے میں جو شیعہ مذہب کا اہم ترین عقیدہ ہے، ایک غیر معصوم شخص کا دعوی قبول کر رہے ہیں۔ اس قسم کے دعوے دیگر شیعوں نے بھی کیے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کا دعوی تھا کہ وہ امام غائب کا دربان اور نائب ہے۔ اس طرح یہ نذرانے خور آپس میں شدید لڑائی جھگڑا کرنے لگے۔ ان میں سے ہر شخص امام منتظر کا حکم نامہ نکالتا جس میں اس کے مخالفین پر شدید لعن طعن اور تکذیب ہوتی۔ مجلسی نے ان میں سے چند کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے اور اس پر عنوان لگایا ہے ''ان مذموم افراد کا تذکرہ جنہوں نے امام غائب کا دربان اور سفیر ہونے کا جھوٹا دعوی کیا ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہو۔'' [1]

بلکہ عثمان اور اس کے پیروکار نے امام غائب کے نام کو ظاہر کرنے سے اور اس کے مقام کو افشا کرنے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور یہ بات تو ظاہر ہے (کیونکہ امام کا نام اور جگہ) بتانے سے سارا ڈرامہ ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ابو عبداللہ الصالحی کہتا ہے: ''ہمارے اصحاب نے ابو عبداللہ علیہ السلام کے جانے کے بعد مجھ سے سوال کیا کہ میں ان سے امام غائب کا نام اور جگہ معلوم کروں تو جواب ملا اگر تم اس کا نام انہیں بتاؤ گے تو یہ اس کا نام مشہور کر دیں گے اور اگر انہیں اس کی جگہ کا علم ہو گیا تو یہ لوگوں کو بتا دیں گے۔'' [2]

کلینی نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس معاملے کے صاحب کو اس کے نام سے صرف کافر ہی پکارے گا۔ [3]

اور جب حسن عسکری سے پوچھا گیا ہم اسے کس نام سے یاد کیا کریں؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ: تم یوں کہا کرو آل محمد صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا حجت...'' [4]

شیعہ کی رسوائی:

درج بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غائب کا نام اور جگہ چھپانے کا مقصد اس جھوٹے افسانے کو سو سو پردوں میں چھپانے کی کوششوں کا حصہ ہے۔ کیونکہ شیعہ علماء اس کو چھپانے کا حکم کیسے دے سکتے ہیں جب خود ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص کو ہم اہل بیت کے امام کا علم نہ ہو تو بلاشبہ وہ غیر اللہ کو جانتا ہے اور اسی کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ اسی طرح گمراہ ہوتے ہیں۔'' [5]

[1] بحار الأنوار: ٥١/ ٣٦٧۔ باب ذكر المذمومين الذين ادعوا البابية و السفارة كذبا و افتراء لعنهم "

[2] أصول الكافي: ١/ ٢٤٦۔ ٢٤٧۔ (كتاب الحجة: ح:٢۔ باب النهى عن الاسم۔ وسائل الشيعة ١١/ ٢٦٠ح ٧ (باب تحريم تسمية المهدى و سائر الائمة عليهم السلام و ذكرهم وقت التقية و جواز ذلك مع عدم الخوف)

[3] أصول الكافي: ١/ ٢٤٧(كتاب الحجة، ح ٤ باب فى النهى عن الاسم)۔ كمال الدين و تمام النعمة ص ٥٨٧ ح١(الباب ٥٦ النهى عن تسمية القائم) [4] أصول الكافي: ١/ ٢٤٦۔ كتاب الحجة ح ١ باب النهى عن الاسم۔

[5] أصول لكافي: ١/ ١٢٩۔ كتاب الحجة۔ ح: ٤۔ باب معرفه الامام والرد اليه۔

اوران کا عقیدہ وایمان ہے کہ: جس انسان کی موت اس حالت میں آجائے کہ وہ اپنے امام کو نہ پہچانتا ہوتو یقیناً وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے''۔[المحاسن ۱/ ۱۷٦؛ للبرقی]

کمر شکن:

چونکہ شیعہ کا عقیدہ ہے اپنے علماء کی من گھڑت جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے؛ اسی لیے یہ بات بھول گئے کہ انہوں نے پہلے یہ حکم لگایا ہے کہ جو کوئی امام زمانہ کا نام لے گا وہ کافر ہوجائے گا۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مہدی میری اولاد میں سے ہوگا؛ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی''۔[اعلام الوری ٤١٣]

جس طرح عثمان بن سعید نے امام کے روپوش ہونے کے عقیدہ کا اعلان کیا تھا۔ اسی طرح عثمان کے بعد اس کے بیٹے ابوجعفر محمد بن عثمان (متوفی ۳۰۴ھ) نے بھی یہی دعویٰ کیا جس کی وجہ سے شیعہ متعدد فرقوں میں بٹ گئے۔ وہ ایک دوسرے پر شدید لعن طعن کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے براءت کا اعلان کرتے۔ اور باہم گالی گلوچ کرتے جس کا مقصد صرف لوگوں کے مال ہڑپ کرنا تھا۔ [1]

پھر محمد بن عثمان نے اپنے بعد ابوالقاسم حسین بن روح النوبختی کو متعین کردیا۔ اس تقرری سے بھی شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ لوگوں کا مال بٹورنے والے نائبین کی جنگ زور پکڑ گئی اور باہمی سب وشتم کی آندھی طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ [2]

بالآخر اس جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے ابن روح نے امام کے نائب کیلئے علی بن محمد السمری کے حق میں وصیت کردی۔ [3]

السمری اپنے اس منصب پر تین سال فائز رہا اور اسے امام کا نائب وکیل ہونے کے عہدے کی حقارت اور بدمزگی کا اندازہ ہوگیا۔ پھر جب وہ بستر مرگ پر تھا اس سے پوچھا گیا تمہارے بعد تمہارا وصی کون ہوگا؟ تو اس نے جواب دیا سارا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے وہ اپنا کام خود سنبھال لے گا۔'' [4]

امام مہدی غائب کے ان چار نائبین کے دور کو غیبت صغری کہا جاتا ہے۔ پھر شیعہ علماء نے عقیدہ غیبت کو مزید آگے بڑھایا تو امام کے صرف ایک نائب، جو اس سے براہ راست ملاقات کرتا تھا، اس کی بجائے انہوں نے امام کے ساتھ براہ راست ملاقات کے منقطع ہونے کا اعلان کردیا اور شیعہ کے اداروں نے ایک نیا حکم نامہ جاری کیا جو امام منتظر کے دستخط سے اس کی طرف منسوب کرکے ایک حکم جاری کیا کہ ہر شیعہ مجتہد امام کا نائب ہوگا۔ اس حکم نامے میں لکھا تھا:

''پیش آمدہ حوادثات میں ہمارے راویوں کی احادیث کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ تم پر میری حجت ہیں اور میں اللہ

[1] کتاب الغیبة: ۲۳٦۔ فصل فی ذکر طرف من اخبار السفراء الذین کانوا فی حال الغیبة"۔

[2] کتاب الغیبة ص ۲۵۱ (ة ذکر اقامة ابی جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمری ابا القاسم --- الخ۔

[3] کتاب الغیبة: ۲٦٤۔ ذکر أمر۔ السمری بعد ۔ الحسین بن روح و انقطاع الاعلام به و هم الابواب . ."۔ بحار الأنوار:۵۱/ ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، باب ماورد من اخبار الله . ."

[4] کمال الدین و تمام النعمة ص ۳۹۷ ح ۱۲ (الباب ٤۲ ماروی فی میلاد القائم صاحب الزمان--- الخ بحار الأنوار: ۵۱/ ۳٦۱۔ ذکر أمر أبی الحسن..... "۔

کی حجت ہوں۔'' [1]

امام غائب نے انہیں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ آخر شیعہ علماء نے یہ کام امام کے نائب السمری کی طرف کیوں منسوب کیا ہے؟

اس کا جواب امام مہدی کے ایک نائب ابوجعفر محمد بن علی الشلمغانی نے یہ دیا ہے کہ:

جب سے ہم ابوالقاسم حسین بن روح کے ساتھ اس (نیابت) دھندے میں داخل ہوئے ہیں ہمیں پورا علم تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں یقیناً ہم اس نیابت کے حصول کے لیے اس طرح ٹوٹ پڑتے تھے جس طرح کتے مردار کے حصول کے لیے ٹوٹ پڑتے ہیں۔'' [2]

جی ہاں! امام کی غیبت کا مسئلہ مذہب شیعہ کے بنیادی ارکان میں سے ہے جس نے بہت سارے شیعہ علماء کو حیران وپریشان کر دیا ہے۔ اس کی وجہ امام کے بارے میں شک، اور روپوشی کی طوالت، اس کی خبروں کا انقطاع وغیرہ ہے۔ ان اسباب کی بنا پر ان کی پریشانی سچی ہے۔

شیعہ کے عالم ابن بابویہ القمی کہتا ہے: ''میں نیساپور واپس جا کر وہاں رہائش پذیر ہو گیا۔ تو میں نے نوٹ کیا کہ ہمارے پاس آنے والے اکثر شیعہ امام کی روپوشی سے سخت پریشان اور مضطرب ہیں اور امام قائم کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ [3]

تعلیق:

اہل انصاف قارئین کرام! امام غائب کے مسئلہ میں یہ شک وشبہ تو ان کے شیخ ابن بابویہ قمی (متوفی ۳۸۱ھ) کے زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ تو پھر اب اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد ان کے شکوک وشبہات کا کیا عالم ہوگا۔

سوال نمبر: ۱۴۲۔ شیعہ علماء کے نزدیک امام مہدی کے روپوش ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب امام کی روپوشی کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں قتل کا خطرہ ہے۔'' [4]

تبصرہ:

شیعہ علماء نے یہ کیسی عجیب الزام تراشی کی ہے!! حالانکہ وہ اپنے عوام پر یہ عقیدہ لازمی قرار دیتے ہیں کہ ان کے ائمہ اپنی

[1] کتاب الغیبة ص ۱۹۷ (فصل: فی طهور المعجزات الدالة علی صحة امامته فی زمان الغیبة)۔ الخرائج و الجرائح ۳/ ۱۱۱۴۔ ح: ۳۰۔ الباب عشرون فی علامات و مراتب نبینا و اوصیائه "الاحتجاج للطبرسی ۲/ ۴۷۰ (توقیعات الناحیة المقدسة) وسائل الشیعة :۱۸/ ۳۷۰۔ ح: ۹۔ باب وجوب الرجوع فیه القضاء۔

[2] اللغیبة للطوسي ص ۲۶۴۔ بحارالأنوار: ۵۱/ ۳۵۹۔ ذکر اقامة أبی جعفر محمد بن عثمان۔

[3] کمال الدین وتمام النعمته: ۱/ ۱۴ المقدمة۔ بحارالأنوار: ۱/ ۷۳۔ فصل الخامس: فی ذکر بعض

[4] أصول الکافی: ۱/ ۲۵۱۔ کتاب الحجة۔ ح: ۹۔ باب فی الغیبة۔ کتاب الغیبة: ۳۲۵۔ ح: ۲۷۴۔ بحارالأنوار: ۵۲/ ۹۰۔ ح ۱۔ علة الغیبة و کیفیة انتفاع الناس به فی غیبته "

موت کا وقت جانتے ہیں، بلکہ اپنی موت کی کیفیت بھی جانتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی مرضی کے بغیر مرتے بھی نہیں ہیں۔[1] لہٰذا اگر امام منتظر اپنی جان کے خوف سے چھپ گیا ہے۔[2] تو جب آل بویہ شیعہ بغداد پر قابض ہوگئے تھے، بنی عباس کو انہوں نے اپنا زیر حکم کرلیا تھا اور یاجوج ماجوج کی تلواروں سے اسلامی حکومت کا خاتمہ کر دیا تھا، اس وقت وہ اپنی روپوشی سے باہر کیوں نہ آگئے؟ کیا یہ موقع بھی ان کے ظہور کے لیے مناسب نہ تھا؟ وہ اس وقت بھی غار سے باہر کیوں نہ آگئے جب کہ شاہ اسماعیل صفوی نے اہل سنت مسلمانوں کے خون کی نہریں بہادی تھی؟

آپ کے منتظر اس وقت بھی منظر عام پر کیوں نہ آئے جب ایران کے طاقتور بادشاہ کریم خان رنگی کی حکومت تھی اور وہ سکوں پر اپنے امام کا نام (صاحب الزماں) نقش کراتا تھا اور خود کو امام کا وکیل شمار کرتا تھا؟! آخر آج تک تمہارا امام منتظر روپوشی سے کیوں نہیں نکلا جبکہ تمہارے دعوے کے مطابق چالیس برس قبل اس کے ظہور کے لیے مطلوبہ شیعہ تعداد ۲۰۰ ملین (بیس کروڑ) بھی مکمل ہو چکے ہیں۔[3] اور ان میں اکثریت اس کے منتظرین کی ہے؟!

اتنی طویل مدت وہ کیسے زندہ رہا اور آج تک وہ فوت نہیں ہوا۔ جبکہ تمہارے امام علی رضا سے ایک شخص نے کہا تھا میں آپ پر فدا ہو جاؤں، کچھ لوگ آپ کے والد کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ فوت نہیں ہوئے؟ انہوں نے فرمایا: وہ جھوٹ بکتے ہیں۔ وہ محمد ﷺ پر نازل شدہ اللہ کی شریعت کے کافر ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کی مخلوق کو ضرورت کی وجہ سے اس کی عمر طویل کرتا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی عمر طویل کرتا۔''[4]

سوال نمبر:۱۴۳۔ شیعہ علماء کے نزدیک امام قائم کے رونما ہونے کا انکار کرنے والے شخص کا حکم کیا ہے؟

جواب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میرے بیٹے القائم کا انکار کیا تو یقیناً اس نے میرا انکار کیا۔''[5]

شیعہ کے شیخ ابن بابویہ القمی لکھتا ہے جس شخص نے القائم کی روپوشی کا انکار کیا اس کی مثال ابلیس جیسی ہے جبکہ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔''[6]

لطف اللہ الصافی کہتا ہے امام کے انتظار کی فضیلت میں بے شمار متواتر روایات موجود ہیں۔''[7]

امام مہدی کے خروج کا انتظار کرنا شیعہ مذہب کے بنیادی اصولی عقائد میں سے ہے۔

کلینی افتراء پردازی کرتا ہے کہ ابوجعفر نے ابوالجارود سے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنا اور اپنے آباء واجداد کا

[1] أصول الكافي : ١/ ١٨٦ باب أن الأئمه يعلمون متى يموتون)۔اس باب میں ۸ روایات ذکر کی ہیں۔

[2] اعلام الوری ص ٤٥١ 'القسم الثاني من الركن الرابع۔ الكلام في إمامة صاحب الزمان۔ الخرائج والجرائح ٢/ ٩٥٣ الباب السابع عشر۔ [3] الحكومة الا سلامية: ١٣٦ (سبيل تشكيل حكومة الاسلامية: المقاومة على المدى الطويل۔ [4] رجال الكشي: ٦/ ٥١٧ ح:٨٦٧ (في الواقفه) بحارالأنوار: ٤٨/ ٢٦٥ ح : ٢٥ ، باب رد مذهب الواقفه"۔

[5] كمال الدين و تمام المنة ص ٣٧٩ ح ٨ الباب ٣٩ فيمن انكر القائم الثانى عشر من الائمة ۔ بحارالأنوار: ٥١/ ٧٣۔ ح: ٢٠۔ باب ماورد من أخبار الله " [6] كمال الدين وتمام النعمة: ١/ ٢٥۔ السر فى أمره تعالىٰ..... "۔

[7] منتخب الأثر للصافي: ٤٩٩۔ صافی کو ایرانی دستور مرتب کرنے والی کمیٹی کا ممبر متعین کیا گیا تھا، اس کے بعد خمینی نے اسے دستور کو آخری شکل دینے والی کمیٹی کا رکن مقرر کر دیا تھا۔

دین دیتا ہوں جس کے مطابق ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اللہ کی طرف سے لائی ہوئی شریعت کا اقرار کرنا، ہمارے ولی کی ولایت کا اقرار کرنا، ہمارے دشمنوں سے براءت کا اعلان کرنا، ہمارے حکم کو تسلیم کرنا، ہمارے قائم کا انتظار کرنا، اجتہاد کرنا اور ورع اختیار کرنا۔'' [1]

سوال نمبر:۱۴۴۔ شیعہ علماء نے عقیدہ روپوشی تراش کر کون سے فوائد وثمرات سمیٹے ہیں؟

جواب انہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بے شمار شیعہ اپنے مذہب سے مرتد ہو گئے؟

قارئین کرام! اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ میری کلام نہیں بلکہ یہ شیعہ کے مقدس جفر میں موجود ہے۔

ابو جعفر الصادق کا ایک ساتھی کہتا ہے: ''میں نے اپنے القائم کی پیدائش، غیبت، اس کے ظہور میں تاخیر، اس کی دلیل عمر، اس کے جانے کے بعد مسلمانوں کی آزمائش، اس کی طویل روپوشی سے مومنوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات اور اکثر شیعہ کے اپنے دین سے مرتد ہونے میں خوب غور وخوص کیا ہے۔۔ [2]

سوال نمبر:۱۴۵۔ شیعہ علماء کے نزدیک نماز کب واجب ہے؟

جواب جب تک امام قائم اپنی سرنگ سے نکل کر نہ آجائیں تاکہ وہ شیعوں کو نماز پڑھائیں، اس وقت تک ان پر جمعہ واجب نہیں ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں جمعہ اور حکومت مسلمانوں کے امام کے ذمے ہے۔'' [3]

اس کا اعتراف کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں: بے شک شیعہ اپنے ائمہ کے زمانے سے جمعہ کے تارک ہیں۔'' [4]

اب جب کہ امام کی غیبت کا زمانہ طول پکڑتا جا رہا ہے تو اب ان کے امام اکبر خمینی کا کہنا ہے کہ:

''اس زمانہ میں نماز جمعہ بطور اختیار کے واجب ہے۔ یعنی انسان چاہے تو جمعہ کی نماز پڑھ لے یا پھر ظہر کی۔ جمعہ کی نماز افضل ہے؛ اور ظہر پڑھنے میں احتیاط ہے۔'' [5]

سوال نمبر:۱۴۶۔ کیا شیعہ علماء کے نزدیک مہدی کے ظہور سے پہلے جہاد کرنا جائز ہے؟

جواب جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں کہ بے شک جس امام کی اطاعت فرض ہے، اس کے بغیر کسی اور شخص کی معیت میں جہاد کرنا ایسے ہی حرام ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام ہے۔'' [6]

[1] أصول الكافي: ٢/ ٤٣٧۔ كتاب الايمان والكفر۔ ح ١٠۔ باب دعائم الاسلام۔ تفسير نور الثقلين ٤/ ٥٦٦۔

[2] الغيبة للطوسي ص ١١٧۔ بحار الأنوار: ٥١/ ٢٢٠۔ ح:٩۔ باب ما فيه من سنن الأنبياء..... "

[3] مفتاح الكرامة فى شرح قواعد العلامة ٢/ ٩٦؛ كتاب الصلاة؛ لمحمد جواد العاملي۔

[4] یہ بات شیعہ الخالصی نے اپنی کتاب الجمعہ ص ۱۳۱ میں نقل کی ہے۔

[5] تحرير الوسيله: ١/ ٢٠٥۔البحث في صلاة الجمعة "

[6] فروع الكافي: ٥/ ٧٨٧۔ح: ٢۔ كتاب الجهاد۔ باب دخول عمر و بن عبيد..... "۔ تهذيب الأحكام: ٦/ ١٣٨٠۔ كتاب الجهاد و سيرة الامام ح:٢۔

شیعہ کے آیت اللہ خمینی کا کہنا ہے:

"ولی الامر اور سلطان العصر"– اللہ ان کا جلدی ظہور فرمائے– کی غیر موجودگی میں اس کے نائب فقہاء جو کہ فتوی اور قضاء کی تمام شرائط پر پورے اترتے ہوں، وہ سوائے جہاد کی ابتدا کرنے کے سیاست اور امام کی تمام ذمہ داریوں کو نبھائیں گے۔'' [1]

تعارض:

جب شیعہ کے امام آیت اللہ خمینی نے ایرانی حکومت قائم کی تو اس کے آئین میں یہ لکھا کہ اسلامی جمہوریہ ایران کی فوج کی ذمہ داری صرف سرحدوں کی حفاظت ہی نہیں بلکہ وہ عقیدہ کا پیغام بھی دنیا تک پہنچائے گی یعنی جہاد فی سبیل اللہ کرے گی اور دنیا کے کونے کونے میں اللہ کے قانون کی حاکمیت کے لیے مسلح جدوجہد کرے گی۔'' [2]

سوال نمبر: ۱۴۷۔ شیعہ کے درج بالا عقیدہ کی رو سے ان مجاہدین کا کیا حکم ہے جو دور حاضر تک کافر ملکوں کو فتح کرتے رہے ہیں؟

جواب شیعہ کے امام کا جواب یہ ہے کہ:'' ان کے لیے ہلاکت ہو وہ بہت جلدی کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی قتل ہوئے اور آخرت میں بھی قتل ہوں گے۔ اللہ کی قسم! شہید صرف ہمارے شیعہ ہیں اگرچہ اپنے بستروں پر مریں۔'' [3]

سوال نمبر: ۱۴۸۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق ان کا بارھواں مزعوم امام جب آئے گا تو وہ کیا کرے گا؟

جواب (۱)۔ وہ آکر ابوبکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے انتقام لے گا۔

شیعہ علماء نے بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ان کا امام مہدی منتظر جب آئے گا تو وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو زندہ کرے گا پھر انہیں ایک کھجور کے تنے کے ساتھ سولی چڑھائے گا۔ وہ انہیں ہر روز ایک ہزار مرتبہ قتل کرے گا۔ پھر انہیں ایک درخت کے ساتھ سولی دے گا، پھر ایک آگ کو حکم دے گا وہ زمین سے نکل کر ان دونوں کو درخت سمیت جلا دے گی۔ پھر وہ ہوا کو حکم دے گا تو وہ انہیں سمندر میں پھینک دے گی۔

مفضل نے کہا: یا سیدی! کیا یہ ان دونوں کی آخری سزا ہوگی؟ فرمایا: اے مفضل! بالکل نہیں۔'' [4]

شیعہ علماء نے کئی دعائیں تصنیف کی ہیں جو کہ مہدی اپنے ظہور کے لیے ہر روز مانگتا ہے تاکہ وہ ان دو حضرات سے انتقام لے۔'' [5]

[1] تحریر الوسیلہ: ۱/ ۴۳۵۔ المرتبة الثالثة: الانکار بالید "۔

[2] الدستور الجمهورية ايران: ۱۶۔ وزارۃ ارشاد ایرانی کے طبع کا صفحہ نمبر ۱۰ بھی دیکھیں۔

[3] تهذيب الأحكام: ۶/ ۱۳۷۴۔ كتاب الجهاد سيرة الامام۔ ح: ۳۔ باب المرابطه فی سبيل الله۔

[4] مختصر بصائر الدرجات: ۴۱۷ رقم ۵۱۲۔ بحار الانوار ۵۳/ ۱۴ (باب ما يكون عند ظهوره) الأنوار النعمانية: ۲/ ۸۵ (نور فی كيفية رجعته)۔

[5] مختصر بصائر الدرجات: ۴۳۰ رقم ۵۱۴۔ الشيعه والرجعة: ۱۳۹۔

مجلسی کہتا ہے: جب مہدی ظاہر ہوگا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے اس کو حد لگائے گا۔'' [1]

۲: عربوں کا قتل: نعمانی روایت کرتا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے اور عرب کے درمیان صرف ذبح کرنا باقی رہ گیا ہے۔'' [2] اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنی گردن کی جانب اشارہ کیا۔''

تعلیق:

ملاحظہ فرمائیں اس قتل و غارت گری میں تمام عربوں کو شامل کیا گیا ہے۔ شیعہ اور سنی میں کوئی فرق نہیں کیا گیا، حالانکہ عربوں میں شیعہ بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے ایرنی شیعہ علماء نے ابوعبداللہ کے نام پر روایت گھڑلی ہے کہ انہوں نے فرمایا: عربوں سے بچو! کیونکہ ان کے بارے میں بڑی بری خبر ہے۔ خبردار! امام قائم کیساتھ عربوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔ [3]

خمینی کی عراقی عوام کے خلاف جنگ اسی اصول کی عملی شکل تھی جس میں شیعہ سنی کی کوئی تفریق روا نہیں رکھی گئی یعنی اصل مقصد یہ تھا کہ صرف عربوں کو قتل کرو۔''

اے شیعان عرب! کیا آپ کے لیے غور و فکر کرنے کا وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ تمہارے دین کا بانی اور موجد عبداللہ بن سبا یہودی تھا اور اس کے مجوسی بھائی تھے۔ غور کرو مہدی کے خروج کے ساتھ تمہیں کیسی دھمکیاں دی جارہی ہیں؟! غور کرو! کس طرح تمہارے مذہب کے علماء نے اپنے اصلی دین مجوسیت اور یہودیت کو تمہارا مذہب بنا دیا ہے۔ تمہارے مذہبی علماء روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ نے تمہارے مذہب کے بادشاہ کسری کو زندہ کیا اور اس کی کھوپڑی سے کہا: اے کھوپڑی! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ میں کون ہوں اور تم کون ہو؟ کھوپڑی نے فصیح زبان میں کہا تم امیر المومنین سید الوصیین، امام المتقین ہو اور میں اللہ کا بندہ، اللہ کی بندی کا بیٹا، کسری بن أنو شیروان ہوں ...لیکن اس کفر کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم سے بچا لیا ہے اور جہنم کی آگ مجھ پر حرام ہے۔'' [4]

اس مہدی مزعوم کی تلوار صرف تم عرب میں ہی کام کیوں کرے گی؟۔

کیا رسول اللہ ﷺ عربی نہیں؟ کیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور تمہارے تمام ائمہ عربی نہیں؟ کیا تمہارا مہدی منتظر عربی نہیں.....!! یا وہ اصفہان کے یہودی فقہاء میں سے ہے؟!!

ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں: (امام مہدی کا ظہور) دس میں سے نو حصے لوگوں کے فوت ہونے تک نہیں ہوگا۔'' [5]

[1] حق اليقين: ۳۴۷۔ [2] الغيبة: ۲۴۱ح ۲۴ باب ماروى من صفة وسيرته وفعله وما نزل من القرآن فيه ۔ بحار الأنوار: ۵۲/ ۳۴۹۔ ح: ۱۰۱۔ باب سيره و أخلاقه و عدد أصحابه و خصائص زمانه واحوال اصحابه۔

[3] الغيبة للطوسى: ۳۰۸ فصل: فى ذكر طرف من صفاته ومنازله و سيرته "۔ بحار الأنوار: ۵۲/ ۳۳۳۔ ح: ۶۲ میں ہے کہ ان میں سے اس کے ساتھ کوئی نہیں نکلے گا۔ باب سيره و أخلاقه وعدد أصحابه۔

[4] بحار الأنوار: ۴۱/ ۲۱۴۔ تاريخ أمير المومنين۔ مستدرك الوسائل ۱۸/ ۱۶۸ عام نمبر ۲۲۴۱۰ خاص نمبر ۱ باب حكم الغلاة والقدرية ۔ [5] الغيبة للنعماني ص ۲۸۳ح ۵۴ باب ماجاء فى العلامات التى تكون قبل قيام القائم و يدل على ان ظهوره يكون بعدها كما قالت الائمة ۔ بحار الأنوار: ۵۲/ ۲۴۴۔ ح: ۱۲۰۔ باب علامات ظهوره۔

تعارض: انہوں نے ایک اور افتراء پردازی کی ہے کہ محمد بن مسلم اور ابوبصیر دونوں ابوعبداللہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''مہدی کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ دو تہائی لوگ ختم نہ ہو جائیں۔'' [1]

۳: صفا اور مروہ کے درمیان حجاج کرام کو قتل کرنا: روایت کرتے ہیں کہ گویا حمران بن اُعین اور میسر بن عبدالعزیز کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان حاجیوں کو اپنی تلواروں کے ساتھ قتل کر رہے ہیں۔ [2]

خمینی جس کی رائے میں شیعی فقیہ امام غائب کا نائب ہوتا ہے، اس نے اپنے پیروکاروں کے ذریعے ۱۴۰۷ھ کے حج کے دوران قتل و غارت کے اس خواب کی تعبیر کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تمناؤں کو خاک میں ملا دیا تھا۔ پھر اس کے اتباع نے ۱۴۰۹ھ کے حج کے دوران بم دھماکے کیے جس میں پر امن حجاج شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کا حج و عمرہ کرنے والوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

۴: مسجد حرام، مسجد نبوی اور نبی مکرم ﷺ کے حجرہ کو منہدم کرنا:

شیعہ علماء روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا القائم مسجد حرام کو منہدم کر کے اس کو اصلی بنیادوں پر لوٹا دے گا اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو بھی گرا کر اس کی اصلی بنیادوں پر قائم کر دے گا۔'' [3]

جب ان کے مہدی کا خروج متاخر ہوتا گیا تو قرامطہ نے ۳۱۷ھ میں مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے حجر اسود کو اکھیڑ لیا۔ لیکن وہ اسے لے کر ''قم'' نہیں گئے بلکہ بحرین لے گئے اور پھر بائیس سال تک یہ انہی کے پاس رہا۔

مسجد حرام کو کیوں منہدم کیا جائے گا؟ لوگوں کا قبلہ کہاں ہوگا؟

روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے کوفے کی مسجد میں خطاب فرماتے ہوئے کہا: اے اہل کوفہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو فضل و شرف عطا کیا ہے وہ کسی اور کو عطا نہیں کیا۔ تمہاری یہ مسجد آدم کا گھر ہے، نوح اور ادریس کا گھر ہے اور ابراہیم کی مسجد ہے... اور دن اور رات کی گردش ختم ہونے سے قبل حجر اسود اس میں نصب کیا جائے گا۔'' [4]

ان کا دعویٰ ہے کہ ان مہدی نے یہ فرمایا ہے میں یثرب آؤں گا اور حجرے کو گرا دوں گا۔'' [5]

عہد حاضر کے شیعہ عالم اور ان کے آیت اللہ حسین الخراسانی کا کہنا ہے کہ بے شک شیعہ گروہ ہر وقت انتظار میں ہے کہ وہ دن آنے ہی والا ہے جب ایک مرتبہ پھر ان کے لیے مقدس علاقے فتح ہوں گے تا کہ وہ پورے اطمینان اور امن کے ساتھ مقدس علاقوں میں داخل ہو سکیں۔ اپنے رب کے گھر کا طواف کریں، مناسک حج ادا کریں، اور اپنے سادات و

[1] کتاب الغیبة: ۲۲۹۔ فصل: فی ذکر العلة المانعة لصاحب الامر من الظهور"

[2] بحار الأنوار: ۵۳/ ۴۰۔ح:۷ ابواب النصوص من الله تعالی و من آبائه علیه السلام، باب لرجعة ۲۹۔

[3] کتاب الغیبة: ۳۰۶۔ فصل: فی ذکر طرف من صفاته و منازله و سیرته۔ بحار الانوار ۵۳/ ۳۳۸، ح ۸۰ (باب سیره و اخلاقه و عدد اصحابه ---)۔ [4] من لایحضره الفقیه: ۱/ ۹۲، ح ۶۹۶ باب فضل المساجد و حرمتها"۔ وسائل الشیعة: ۳/ ۳۰۹ ح ۱۸ (باب تاکد استحباب قصد مسجد الاعظم بالکوفة و لو من بعید ---) کتاب الوافی ۱۴/ ۱۴۴۷ باب فضل الکوفة --- الخ۔ [5] دلائل الامامة ص ۵۴۲ ح ۵۲۲ (معرفة من شاهد صاحب الزمان فی حال الغیبة و عرفه من اصحابنا) مختصر بصائر الدرجات ص ۳۹۲ ح ۵۰ (تتمة ما تقدم من احادیث الرجعة) بحار الأنوار: ۵۳/ ۱۰۴، ح:۱۳۱، باب الرجعة۔

مشائخ کی قبروں کی زیارت کریں... اور ان علاقوں میں کوئی ظالم بادشاہ نہیں ہوگا جو ان کی عزت میں گستاخی کر سکے اور اسلامی حرمت کو تار تار کر سکے اور ان کے محفوظ خون کو بہا سکے۔ یا ظلم و سرکشی کرتے ہوئے ان کے اموال لوٹ سکے۔ اللہ ہماری آرزوئیں پوری فرمائے۔''[1]

خمینی کے انقلاب کی حمایت کے لیے ۱۷ مارچ ۱۹۷۹، بموافق ۱۸/۴/۱۳۹۹ کو عبادان میں سرکاری طور پر ایک جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس میں ان کے ایک عالم ڈاکٹر محمد مہدی صادقی نے تقریر کرتے ہوئے کہا: مشرق و مغرب میں رہنے والے میرے مسلمان بھائیو! میں پوری وضاحت کے ساتھ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جس پر یہودیوں کا ایک گروہ قبضہ کرے گا اور انہیں فتح کا وعدہ دیا۔''[2]

اسی طرح خمینی حکومت کے ذرائع ابلاغ میں اس عقیدے کی منظر کشی پر مشتمل تصاویر بکثرت شائع و نشر کی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک تصویر میں دائیں جانب مسجد حرام اور بائیں جانب مسجد اقصیٰ جبکہ ان کے درمیان میں ایک ہاتھ میں بندوق دکھائی گئی ہے اور اس کے نیچے یہ لکھا ہے: ''ہم عنقریب دونوں قبلے آزاد کرائیں گے۔''[3]

۵۔ آل داؤد کے حکم کا نفاذ:[4] شیعہ مذہب کے ثقہ عالم کلینی نے اپنی کتاب میں یہ عنوان قائم کیا ہے: ''باب، جب ائمہ علیہم السلام کا غلبہ ہو جائے گا تو وہ داؤد اور آل داؤد کا حکم نافذ کریں گے اور ان سے دلیل طلب نہیں کی جائے گی، پھر روایت بیان کی کہ علی بن حسین سے پوچھا گیا تم کس قانون کے مطابق فیصلے کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا آل داؤد کے قانون کے مطابق اور اگر کسی چیز نے ہمیں پریشان کیا تو وہ روح القدس جبرائیل بتا دیں گے۔''[5]

تضاد بیانی:

انہوں نے ایک اور افتراء پردازی بھی کی ہے کہ: ابو جعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

امام القائم بعض فیصلے کرے گا تو ان کے کچھ ساتھی اسے ناپسند کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے پہلے لوگوں کی گردنیں آدم علیہ السلام کے حکم پر کاٹی جا چکی ہوں گی۔ لہٰذا القائم ان کے پاس آئے گا اور ان کی گردنیں کاٹ دے گا۔ پھر وہ دوسری مرتبہ فیصلہ کرے گا تو کچھ ساتھی اسے ماننے سے انکار کر دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے آباء داؤد علیہ السلام کے فیصلے کے مطابق تلوار سے قتل کئے جا چکے ہوں گے۔ لہٰذا القائم ان کے پاس آ کر انہیں

[1] الاسلام علي ضوء التشيع: ۱۳۲، ۱۳۳۔ یہ کتاب دار التقریب قاہرہ کو ھدیہ کی گئی۔ اس کے غلاف میں لکھا ہے کہ وہ کتاب عربی فارسی اور انگریزی میں نشر کی گئی ہے۔ اور ایرانی وزارت معارف کی طرف سے اسے سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔

[2] یہ خطبہ ۱۷ مارچ ۱۹۷۹ کو عبدان کے ریڈیو آواز اسلامی انقطلاب عبدان سے دن ۱۲ بجے نشر کیا گیا۔

[3] مجلة الشهيد الايرانية: شمارہ نمبر ۴۶، بتاریخ ۱۶/۱۰/۱۴۰۰ھ۔ دیکھئے جريدة المدينة السعودية: ۲۷/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ۔

[4] یعنی وہ دین اسلام کو منسوخ کر کے یہودی مذہب کی طرف لوٹ جائیں گے۔

[5] اصول الكافي: ۱/ ۳۰۰، كتاب الحجة، ح ٤، باب في الأئمة انهم اذا ظهر امرهم حكموا بحكم داود و آل دواد

بھی قتل کردے گا۔ پھر تیسرا فیصلہ کرے گا تو کچھ اصحاب اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ وہ افراد ہوں گے جن کے سلف ابراہیم علیہ السلام کی قضا پر قتل ہوئے تھے۔ لہٰذا القائم ان کے پاس آئیں گے اور انہیں قتل کردیں گے۔ پھر چوتھا فیصلہ کریں گے جو محمد ﷺ کی قضا کے مطابق ہوگا تو کوئی شخص انکار نہیں کرے گا۔'' [1]

تعارض:

خود شیعہ علماء نے یہ روایت کی ہے کہ جب اہل بیت کا القائم آئے گا تو وہ انصاف سے فیصلے کرے گا، رعایا میں عدل کرے گا، جو شخص اس کی اطاعت کرے گا تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے القائم کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ بلاشبہ انہیں مہدی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک پوشیدہ امر کی طرف ہدایت دیں گے۔ وہ انطاکیہ کی ایک غار سے تورات اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابیں نکال لائیں گے۔ پھر اہل تورات کے فیصلے تورات کے مطابق، اہل انجیل کے جھگڑوں کا فیصلہ انجیل کے مطابق، اہل زبور کے مقدمات کا فیصلہ زبور کے مطابق اور اہل قرآن کے فیصلے قرآن کے مطابق کریں گے۔ [2]

یعنی وہ ماسونیہ فرقے کی دعوت کا پرچم بلند کریں گے جو ایک عالمی مذہب (اتحاد بین المذاہب) کی علمبردار ہے۔؟!

امام باقر پر الزام تراشی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان بیٹھ کر لوگوں سے ایک نئی کتاب پر بیعت لے رہے ہیں۔ وہ کتاب عربوں پر بڑی سخت اور بھاری ہے۔'' [3]

تعلیق:

اے مسکین عرب شیعہ اس کے باوجود کہ تمہاری سابقہ روایت اعتراف کرتی ہیں کہ تمہارا امام مہدی ایسی کتاب نکالے گا جو مسلمانوں کے موجودہ قرآن کے سوا کوئی اور ہوگی۔ اور یہ بھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی سیرت پر نہیں چلے گا۔ بحارالأنوار میں لکھا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو باعث رحمت بنا کر بھیجا تھا اور القائم علیہ السلام عذاب بنا کر بھیجے جائیں گے۔'' [4]

زرارہ نے ابوجعفر سے القائم کے بارے میں سوال کیا: کیا القائم محمد ﷺ کی سیرت پر چلیں گے؟

اس نے جواب دیا: بالکل نہیں، یہ ناممکن ہے۔ اے زرارہ! وہ ان کی سیرت پر نہیں چلیں گے۔

[1] بحار الأنوار: ۵۲/ ۳۸۹۔ ح۲۰۷۔ باب سیرہ و أخلاقه"۔ [2] الغیبة: ۲۴۳۔ ح: ۲۶۔ باب: ۱۳؛ما روی فی صفته و سیرته۔ بحارالأنوار: ۲۵/ ۳۵۱۔ ح: ۱۰۳۔ باب سیرہ و أخلاقه و عدد أصحابه "۔

[3] بلکہ شریف رضی نے اپنی کتاب خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ص ۴۱ میں افترا کرتے ہوئے لکھا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے (اگر میرے لیے یہ سلطنت اکٹھی کردی گئی تو میں اہل تورات میں تورات اور اہل انجیل میں انجیل اور اہل زبور میں زبور اور اہل قرآن میں قرآن کے مطابق فیصلے کرونگا) الغیبة: ص ۲۰۰ ح: ۱، باب: ۱۱، ما روی فیما امر به الشیعة من الصبر و الکف و الانتظار للفرج و ترك الاستعجال بامر الله و تدبیره. بحار الأنوار: ۲۵/ ۱۳۵۔ح: ۴۰، باب فضل انتظار الفرج و مدح الشیعة فی زمان الغیبة ---۔

[4] علل الشرائع ۲/ ۵۶۶ ح ۱۰ (باب ۳۸۵ نوادر العلل) تفسیر الصافی ۳/ ۳۵۹ ح ۱۰۷ (ة سورة الانبیاء) ابحار الأنوار: ۵۲/ ۳۱۴۔ ح: ۹ (باب سیرہ و اخلاقه و عدد اصحابه و خصائص زمانه و احوال اصحابه"

میں نے عرض کی میں آپ پر قربان! وہ کیوں؟

انہوں نے جواب دیا بیشک رسول اللہ ﷺ، اپنی امت کے لوگوں پر احسان ونرمی کرتے تھے اور ان کے دل اپنے ساتھ ملاتے تھے جب کہ القائم انہیں قتل کرے گا اور کسی کی بھی توبہ نہیں مانے گا: [1]

ان روایات کا تقاضا یہ ہے کہ القائم علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی سیرت پر نہیں چلے گا؟

اے شیعو! کہیں تمہارا القائم منتظر یہودی ریاست اسرائیل کا قیام، یا مسیح دجال تو نہیں! آخر آل داؤد کے حکم کی تنقید ہی کیوں کریں گے؟ کیا یہ اس بات کا اشارہ نہیں کہ شیعہ مذہب کا اصل یہودیت ہے؟ کیونکہ اسرائیلی حکومت کے قیام سے آل داؤد کے حکم کی تنفیذ لازمی ہے۔ اور جب اسرائیلی حکومت قائم ہوئی تو اس کے ابتدائی اعمال میں سے مسلمانوں کا قتل اور خصوصاً عربوں کا قتل تھا۔ بنی اسرائیل کی یہ حکومت مسجد حرام اور مسجد نبوی کو منہدم کرنے کے خواب بھی دیکھتی ہے۔ ان کی تمنا ہے کہ وہ قرآن مجید کے بدلے میں ایک نئی کتاب منظر عام پر لائیں۔ شیعہ مذہب کے مؤسسین کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کے بارہ ائمہ کی تعداد بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کے موافق ہے، وہ جبرائیل علیہ السلام کو ناپسند کرتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَالَ فَإِنَّ اللهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ (٢/ البقرة: ٩٧۔ ٩٨)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے! جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے تو اس نے اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر نازل کیا ہے یہ اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور مومنوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ جو کوئی اللہ کا اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں اور جبرائیل ومیکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔''

٦: وراثت کے قانون میں تبدیلی: امام صادق پر بہتان بازی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ یہ بھائی چارہ ان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہوا تھا۔ اگر اہل بیت کا قائم آ گیا تو وہ اپنے اسی بھائی کو اپنا وراث بنائیں گے جن کے ساتھ بھائی چارہ قائم ہوا تھا۔ وہ اپنے خونی بھائی کو وارث نہیں بنائیں گے۔'' [2]

سوال نمبر:١٤٩۔ کیا شیعہ علماء نے القائم کے ظہور کی تاریخ مقرر کی ہے؟

[1] الغيبة: ٢٣٦۔ح: ١٤۔ باب نمبر: ١٣۔ ماروى فى صفته وسيرته..... "بحارالأنوار: ٥٢/ ٣٥٣۔ح: ١٠٩۔ باب سيره وأخلاقة۔

[2] الاعتقادات: ٤٨۔ باب الاعتقادات فى النفوس و الأرواح۔

جواب جی ہاں! اصول کافی میں ہے [1] ''علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا حیرت اور غیبت کا دور کتنا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا چھ دن، یا چھ مہینے یا چھ سال۔ میں نے عرض کی کیا یہ ہوکر رہے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! جیسا کہ وہ پیدا ہو چکا ہے۔'' لیکن پھر یہ مہدی اس وقت کے بعد ظاہر نہ ہوا تو شیعہ علماء نے اس کے ظہور کی مدت ستر سال کر دی۔ لیکن وہ پھر بھی نمودار نہ ہوا تو انہوں نے مدت خروج ایک سو چالیس سال مقرر کر دی۔ لیکن وہ اس مدت میں بھی منظر عام پر نہ آیا تو شیعہ علماء نے اعلان کر دیا کہ مہدی کے خروج کا وقت متعین نہیں ہے۔ یہ اعلان طویل انتظار کے بعد کیا گیا جبکہ ان کی حیرت و پریشانی اپنی تمام حدود پھلانگنے لگی تھی۔!!

لہٰذا ان کا حجت اللہ کلینی روایت کرتا ہوا ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا: القائم کب آئے گا تو انہوں نے فرمایا ان کے ظہور کی مدت مقرر کرنے والے کذاب ہیں۔ ہم اہل بیت مدت مقرر نہیں کرتے۔'' [2]

سوال نمبر: ۱۵۰۔ شیعہ علماء نے مہدی منتظر کے طویل انتظار کا اپنے عوام کے سامنے کیا بہانہ تراشا؟

جواب انہوں نے اس کا حل یہ کہہ کر نکالا کہ ہر فقیہ، اس کا نائب اور ولی الأمر ہے۔ لہٰذا ابو جعفر پر بہتان بازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''القائم کے آنے سے پہلے ہر لہرانے والا جھنڈا، اس کا لہرانے والا طاغوت ہے جس کی عبادت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کی جاتی ہے۔ [3]

مازندرانی کہتا ہے: اگرچہ وہ جھنڈا لہرانے والا حق بات کی دعوت دیتا ہو پھر بھی طاغوت ہے۔'' [4]

پھر انہوں نے مہدی کی طرف سے ایک حکم نامہ تراشا جس کے ذریعے وہ انہیں کچھ اختیارات سونپتا ہے۔...اور واقعاتی حوادثات میں تم ہمارے راویوں کی طرف رجوع کرنا کیونکہ وہ تم پر میری حجت ہیں اور میں حجت اللہ ہوں۔ [5]

اسی طرح شیعہ علماء کا اس رائے پر اتفاق ہوا کہ فقہاء کی ولایت، فتوی اور اس جیسے مسائل ہیں جبکہ ولایت عامہ جس میں حکومت کا قیام شامل ہے، وہ امام غائب کا خاص حق ہے حتی کہ وہ ظاہر ہو جائیں۔ پھر شیعہ علماء اسی رائے پر عمل پیرا رہے۔ حتی کہ خمینی طویل انتظار سے تنگ آ گیا کیونکہ اسے بھی ان خرافات کا حقیقی علم تھا۔ لہٰذا وہ کہنے لگا ہمارے امام مہدی کی روپوشی کو ایک ہزار سال گزر چکے ہیں اور مزید کئی ہزار سال گزر سکتے ہیں۔'' [6]

لہٰذا خمینی نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں کہا کہ ہم لوگوں پر حجت ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی حجت تھے۔ اس لیے جو شخص ان کی اطاعت سے کنارہ کش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کا سخت محاسبہ کریں گے۔ [7]

[1] ۱/ ۳۳۸۔ح۷۔ باب فی الغیبة۔ [2] أصول الکافی:۱/ ۲۷۵۔ کتاب الحجة ح: ۳۔ باب کراهیه التوقیت۔اور الغیبة ص ۳۰۱ ح ٦ باب ١٦ ما جاء فی المنع والتوقیت و التسمیة لصاحب الام)۔ [3] الروضته من الکافی: ۸/ ۲۱۱٤۔ کتاب الروضة۔ح: ٤٥٢۔ حدیث نوح علیه السلام۔ وسائل الشیعة ۱۱/ ۲۳ ح ٦ (باب حکم الخروج بالسیف قبل قیام القائم)۔ [4] شرح اصول الکافی: ۱۲/ ٤٤٧۔ [5] کمال الدین ص ٤٤٠ ح ٤ (الباب ٤٥ ذکر التوقیعات الواردة من القائم) الغیبة: ۱۹۷، ح: ۲٤۷، فصل : فی ظهور المعجزات الدالة علی صحة امامته فی زمان الغیبة . الخرائج و الجرائح ۳/ ۱۱۱٤ ح ۳۰ (ة باب ۲۰ فی علامات و مراتب نبینا و اوصیائه) الاحتجاج: ۲/ ٤۷۰ (توقیعات الناحیة المقدسة) . وسائل الشیعه: ۱۸/ ۳۷۰، ح:۹ باب وجوب الرجوع فی القضاء والفتوی الی رواة الحدیث۔۔۔ [6] الحکومة الاسلامیه:ص ۲۹ (ادلة ضرورة تشکیل الحکومة: ضرورة استمرار تنفیذ الاحکام)۔
[7] الحکومة الاسلامیه: ۸٤ (نظام الحکم الاسلامی: مکاتبة اسحاق بن یعقوب)۔

نیز کہا: بہر حال انبیائے کرام علیہم السلام نے انہیں [1] وہ تمام ذمہ داریاں سونپ دی ہیں جو انہیں سونپی گئی تھیں اور جس چیز پر انہیں امانتدار بنایا گیا تھا، انہوں نے شیعہ فقہاء کو اس کا امانت دار بنایا ہے۔'' [2]

منہ توڑ جواب:

شیعہ کے امام، حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ خمینی کی یہ گواہی شیعہ مذہب کے فساد اور بطلان پر بڑی خطرناک گواہی ہے اور یہ کہ سابقہ صدیوں میں شیعہ علماء کا اجماع گمراہی پر تھا۔ اور ان کا ایک امام کی تعیین پر نص ہونے کا عقیدہ فاسد تھا جس عقیدہ کی بنا پر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کفر جڑے تھے، وہ تاریخ اور حالات کیساتھ پوری طرح فاسد و باطل ثابت ہو گیا۔ لیجیے اب اس عقیدے سے نکلنے کے لیے ولایت فقہاء کا نیا عقیدہ تراش لیا گیا ہے۔ جبکہ امام قائم کا انتظار بہت طویل ہو چکا تھا اور وہ صاحب الزمان کے خروج سے مایوس ہو چکے تھے۔ لہٰذا وہ امام صاحب الزماں کے تمام اختیارات پر قابض ہو گئے۔ خمینی نے اپنے لیے اپنے ساتھیوں کے لیے اختیارات سمیٹتے ہوئے کہا: اگرچہ امام کی روپوشی کے دوران کسی ایک شخص کے نائب ہونے کی نص موجود نہیں لیکن شرعی حاکم کی تمام خوبیاں اس دور کے اکثر فقہاء میں پائی جاتی ہیں۔'' [3]

سوال نمبر: ۱۵۱۔ شیعہ علماء کا آل بیت کی محبت کا دعوی کیسا ہے؟

جواب کلینی روایت کرتا ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مردوں جیسے لوگو! حالانکہ تم مرد نہیں ہو، بچوں جیسی عقل والو، ڈولی والی عورتوں جیسی ذہانت والو، اے کاش میں نے تمہیں نہ دیکھا ہوتا اور نہ میں تمہیں جانتا ہوتا۔ اللہ کی قسم! تمہاری جان پہچان ندامت کا سبب ہے، جو مذمت کا باعث بھی ہے۔ اللہ تمہیں ہلاک کرے یقیناً تم نے میرے دل کو پیپ اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے بھر دیا ہے۔'' [4]

حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کو بد دعا دیتے ہوئے فرمایا: یا اللہ! اگر تو نے ان کو ایک وقت تک مہلت دینی ہے تو ان کو فرقوں میں تقسیم کر دے، اور ان کو مختلف مذاہب میں بانٹ دے، اور ان کے حکمرانوں کو ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناراض کر دے کیونکہ بے شک انہوں نے ہمیں ہماری مدد کے لیے بلایا تھا۔ پھر انہوں نے ہم پر حملہ کر کے ہمیں قتل کر دیا۔'' [5]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جب نیزوں سے زخمی کر دیا گیا تو فرمانے لگے:

''اللہ کی قسم! میرے خیال میں معاویہ میرے لیے ان سے کہیں بہتر ہے۔ ان لوگوں کا دعوی ہے کہ میرے شیعہ ہیں، حالانکہ انہوں نے میرے قتل کی سازش کی اور میرا مال و متاع لوٹ لیا۔ اللہ کی قسم! میں معاویہ سے معاہدہ کر کے اپنی جان بچالوں اور اپنے اہل و عیال کو امن دے لوں تو وہ میرے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں اور

[1] یعنی خمینی اور اس کے دوست شیعہ فقہاء کے سپرد۔ [2] الحکومۃ الاسلامیہ: ۷۴۔

[3] الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۵۲ (الحاکم فی زمن الغیبۃ)۔ [4] فروع الکافی: ۵/ ۷۷۵۔ کتاب الجهاد ۔ ح: ٦۔ باب فضل الجهاد۔ [5] الارشاد: ۲۴۱۔ شهادة الحسین واهل بیته۔ اعلام الوری: ۲۵۳ الرکن الثالث: فی ذکر الامام الحسین، فصل الرابع: فی ذکر جملة مختصرة من اخبار خروجه و مقتله۔

میرے اہل وعیال اور اہل بیت ضائع ہو جائیں۔'' [1]

اور جب زین العابدین نے کوفے کی عورتوں کو گریبان چاک کیے ماتم کرتے دیکھا اور ان کے ساتھ کوفی مرد بھی رو رہے تھے، تو بیماری کی وجہ سے نہایت نحیف آواز میں فرمایا:

یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں تو ان کے سوا ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟ [2]

حضرت علی کی لخت جگر زینب فرمانے لگیں:

''اے کوفیو! اے دھوکہ بازو، غدارو، ہماری مدد سے دست کش ہونے والو! تم نے اپنی جانوں کیلئے بدترین عمل آگے بھیجا ہے، اللہ کا غصہ تم پر ہے اور تم عذاب میں ہمیشہ رہو گے۔ تم میرے بھائی کو روتے ہو؟ ہاں اللہ کی قسم! تمہیں رونا چاہیے۔ اب تمہارے لیے رونا پیٹنا ہی لائق ہے۔ لہٰذا جی بھر کر روؤ اور بہت تھوڑا ہنسو۔ تم اس جنگ کی عار اور ذلت ورسوائی سمیٹنے والے ہو اور تم اللہ کے غضب کیساتھ لوٹے ہو، اور تم پر ذلت اور مسکینی مسلط کر دی گئی ہے۔'' [3]

اور امام باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر سارے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے تو ان میں تین چوتھائی ہمارے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہوتے اور آخری چوتھائی احمق ہوتے۔ [4]

نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ: اگر میں اپنے شیعہ کو دیگر لوگوں سے الگ کروں تو میں انہیں صرف باتیں بنانے والا پاؤں گا۔ اور اگر میں ان کا امتحان لوں تو یہ مرتد نکلیں گے۔ اور اگر میں نے ان کا جائزہ لیا تو ہزار میں سے صرف ایک شخص نکلے گا۔ اور اگر میں نے انہیں قتل کرنا شروع کیا تو صرف میرے افراد ہی بچیں گے۔ بے شک یہ اپنی مسندوں پر بیٹھ کے نعرے مارتے ہیں ہم شیعان علی ہیں۔ [5]

اور جب شیعہ زعماء ابوعبداللہ رحمہ اللہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ہمیں ایسا برالقب دے دیا گیا ہے جس نے ہماری کمر توڑ دی ہے اور ہمارے دل مردہ کر دیے ہیں اور حکمرانوں نے ہمارے خون بہانا حلال کر لیا ہے کیونکہ ان کے فقہاء نے انہیں ایک حدیث روایت کی ہے۔ ابوعبداللہ نے پوچھا: تمہاری مراد ''الرافضہ'' ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم یہ برالقب تمہیں انہوں نے نہیں دیا، لیکن یہ نام تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ [6]

صفوی حکومت کے شیخ مجلسی نے ایک عنوان قائم کیا ہے ''رافضہ کی فضیلت اور اس نام کی تعریف کا بیان''۔ اس باب کے تحت چار احادیث ذکر کی ہیں۔ [7]

[1] الاحتجاج:۲/ ۲۹۰۔ احتجاجه على من انكر عليه مصالحة معاوية و نسبه الى التقصير فى طلب حقه۔بحار الانوار ٤٤/ ٢٠ ح ٤ (باب العلة التى من اجلها صالح الحسن بن على معاوية بن ابى سفيان ۔۔۔)

[2] الاحتجاج:۲/ ۳۰٤ (خطبة زينب بن على بن ابى طالب اهل كوفة فى ذلك اليوم تقريعا لهم و تاسيا) الآمالى ص ۳۲۱ ح ۸ (المجلس الثامن والثلاثون) بحار الانوار ٤٥/ ١٦٢ ح ٧ (باب الوقائع المتاخرة عن قتله)۔

[3] الاحتجاج ۲/ ۳۰٤ (خطبة زينب بن على بن ابى طالب اهل كوفة فى ذلك اليوم تقريعا لهم و تاسيا)۔ بحار الأنوار: ٤٥/ ١٦٢ح ٧۔ باب الوقائع المتأخره عن قتله الى رجوع اهل البيت الى المدينة و ماظهر من اعجازه۔۔

[4] بحار الأنوار: ٤٦/ ٢٥١ ۔ح: ٤٥۔ باب معجزاته و معالى أموره خاتمة مستدرك الوسائل ٥/ ٢٨٥ رقم٣١٦

[5] الروضة من الكافى: ٨/ ٢٠٧٣۔ح ٢٩٠حديث ياجوج وماجوج۔ [6] الروضة من الكافى ٨/ ١٩٥٣ (كتاب الروضة ح ٦ خطبة الطالوتية)۔ [7] بحار الانوار ٦٥/ ٩٦ باب ١٧ (ابواب الايمان و الاسلام و التشيع و معانيها و فضلها و صفاتها)۔

شیعہ کے لیے رسوا کن روایت:

علی بن یزید الشامی، ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں جتنی آیات نازل فرمائی ہیں وہ سب اہل تشیع کے بارے میں ہیں۔'' [1]

سوال نمبر:۱۵۲۔ کیا شیعہ علماء کی گالیوں اور لعنتوں سے آل بیت رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں؟

جواب نہیں؟ بلکہ شیعہ علماء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا تمام آل بیت کو مرتد قرار دیا ہے۔ لہٰذا شیعہ علماء روایت کرتے ہیں کہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو چار افراد کے سوا تمام مرتد ہو گئے تھے۔ وہ چار جو مسلمان باقی رہے وہ یہ ہیں: علی، مقداد، سلمان اور ابوذر۔'' [2]

اسی طرح وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ اسلام قبول کرنے میں پس وپیش کرتے رہے حتی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مہلت طلب کی۔ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: بے شک یہ دین میرے آباء کے دین کے مخالف ہے، لہٰذا میں اس میں غور وفکر کر کے اسے قبول کروں گا۔'' [3]

شیعہ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ سفیان بن لیلیٰ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو'' مُذِلُّ المؤمنین '' (مومنوں کو ذلیل کرنے والا) کا لقب دیا تھا۔ [4] جب انہوں نے خلافت کے معاملے میں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تھا۔ بلکہ ربیع الاول کے مہینہ میں حسن رضی اللہ عنہ کے لشکریوں نے حملہ کر کے ان کا خیمہ لوٹ لیا تھا اور ان سے مال ومتاع چھین لیا تھا اور ابن بشیر الأسدی نے ان کی پشت پر نیزہ مار کر انہیں شدید زخمی کر دیا تھا۔ لہٰذا انہیں زخمی حالت میں مدائن بھیج دیا گیا۔'' [5]

حضرت جعفر بن علی کے بارے میں کہتے ہیں:'' جعفر اعلانیہ فسق و فجور کرتا ہے، وہ فاجر اور بے حیا ہے، شراب کا عادی ہے۔ آدمیوں میں سب سے حقیر اور کم تر ہے۔ اپنی عزت تار تار کرنے والا ہے، خود اپنی نظروں میں نہایت ہلکا اور بے وقعت ہے.....'' [6]

[1] رجال الكشي: ٤/ ٣٦٦۔ح:٥٣٦۔ ماروى فى محمد بن أبى زينب "۔ بحار الأنوار: ٦٥/ ١٦٦۔ ح: ٢٠۔ باب صفات الشيعه وأصنافهم و ذم الاغترار و الحث على العمل التقوى "

[2] تفسير العياشي: ١/ ٢٢٣۔ح: ١٤٩ سورة آل عمران ۔ تفسير الصافى: ١/ ٣٨٩ (سورة آل عمران) تفسير البرهان:٢/ ١١٦۔ بحارالأنوار: ٢٢/ ٣٣٣۔ح :٤٦۔ باب فضائل سلمان و ابى ذر و مقداد و عمار رضى الله عنهم و فيه فضائل بعض اكابر الصحابة۔ [3] سعد السعود: ٢١٦۔فصل : فيما نذكره من مجلد آخر "۔

[4] الاختصاص: ٨٢۔ تحف العقول عن آل ر سول: ٢٢٤۔ وصيته عليه السلام لأبى جعفر" دلائل الامامة: ١٦٦۔ ح:٨ تنزيه الأنبياء: ١٦٩ (الوجه فى مسألة الحسن لمعاوية)۔

[5] رجال الكشي: ٢/ ١٩٦ح ١٧٩۔ح١(عبد الله بن عباس)۔ بحارالأنوار: ٤٢/ ١٢٨۔ ح: ١١ باب أحوال رشيد الهجرى "۔ [6] أصول الكافي: ١/ ٣٨٦۔ كتاب الحجة، ح:١ ۔ باب مولد أبى محمد الحسن ۔ روضة الواعظين ص ٢٨٢ (مجلس فى ذكر امامة ابى محمد الحسن بن على العسكرى و مناقبه)۔

شیعہ کا نامور محدث زرارہ۔ اللہ اسے ذلیل ورسوا کرے۔ ابوعبداللہ کی داڑھی میں گوز مارتا تھا۔ زرارہ کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے تشہد کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

میں نے کہا: **التحیات و الصلوات** بھی تشہد کا حصہ ہے؟

انہوں نے فرمایا: ہاں **التحیات و الصلوات** بھی حصہ ہے۔ جب میں ان کے پاس سے نکلا میں نے کہا اگر کل ملاقات ہوئی تو میں مسئلہ پھر پوچھوں گا۔ میں نے اگلے دن تشہد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کل جیسا جواب دیا۔

میں نے کہا: '' **التحیات و الصلوات** '' بھی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں!'' **التحیات و الصلوات**'' بھی حصہ ہے۔

میں نے پھر دل میں سوچا کہ کل پھر یہی سوال کروں گا۔ اگلے دن میں نے پھر یہی سوال کیا تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ میں نے پوچھا: '' **التحیات و الصلوات** '' بھی پڑھوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں یہ بھی پڑھا کرو۔ جب میں ان کے پاس سے اٹھا تو میں نے ان کی داڑھی میں گوز مارا (زور سے ہوا خارج کی) اور کہا یہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔'' [1]

اے شیعو مولویو! کیا ایسی بے ادبی بھی روا ہے؟ کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟!!

شیعہ مولویوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ﴾ [۲۲/ الحج ۱۳]

''بلاشبہ وہ برا دوست ہے اور بلاشبہ وہ برا ساتھی ہے۔''

حضرت عباس، رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' [2]

جب کہ ملاں کلینی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا ہے۔'' [3]

شیعہ علماء اپنے امام الرضا کے بیٹے کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں کہ وہ ان کا بیٹا ہے یا نہیں، بلکہ ان کی بیوی پر زنا کا الزام لگاتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے قیافہ شناس کو بلا کر اس کی تحقیق کرائی۔ جب قیافہ شناس نے انہیں امام رضا کا بیٹا قرار دیا تب جا کر انہوں نے اسے اپنا امام تسلیم کیا۔ [4]

کلینی فروع میں روایت کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی پر راضی نہ تھیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے میری شادی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دی ہے اور

[1] رجال الکشی: ۲/ ۲۳۷ ح: ۲۶۵ (زرارة بن أعین) [2] رجال الکشی: ۱/ ۱۲۹ ح: ۱۰۵ (عبد الله بن عباس)
[3] أصول الکافی: ۱/ ۱۷۷۔ کتاب الحجة: ح: ۲۔ باب فی شأن (انا أنزلناه فی لیلة القدر) و تفسیرها۔
[4] اصول الکافی: ۱/ ۲۳۸۔ کتاب الحجة: ح: ۱۴۔ باب الاشاره والنص علی ابی جعفر الثانی ۔

وہ تو فقیر ومحتاج ہے اس کے پاس مال ہی نہیں۔'' ❶

سوال نمبر:۱۵۳۔شیعہ علماء کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب بہت بڑا شیعہ عالم اُبوالقاسم کوفی لکھتا ہے کہ:

بے شک رقیہ اور زینب جو عثمان کی بیویاں تھیں وہ نہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں تھیں اور نہ رسول اللہ کی بیوی خدیجہ کی اولاد تھیں؛ بلکہ عوام کو انساب واسباب کی قلت معرفت کے سبب شبہ ہوگیا ہے؛ اور انہوں نے ان کو بیٹیاں سمجھ لیا۔ ❷

بعض شیعہ علماء لکھتے ہیں:'' تاریخی روایات کی تحقیق کے بعد ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی کہ رسول اللہ کی الزہرا کے سوا بھی کوئی بیٹی تھی، بلکہ ظاہر یہ لگتا ہے کہ باقی بیٹیاں خدیجہ کی اپنے پہلے خاوند سے اولاد تھیں۔ ❸

بلکہ ان کا علامہ مجلسی لکھتا ہے:'' زینب اور رقیہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ ❹

سوال نمبر:۱۵۴۔طینہ (گارا) کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب ان کا عقیدہ ہے کہ شیعہ کو خاص قسم کے گارے سے پیدا کیا گیا ہے۔ جب کے سنی مسلمان دوسری قسم سے پیدا کیے گئے ہیں۔ پھر ان دونوں قسم کے گاروں کو ایک خاص طریقے سے ملایا گیا۔لہٰذا شیعہ جتنے جرائم اور گناہ کرتے ہیں وہ سنی گارے کی تاثیر کی وجہ سے ہیں اور سنی لوگ جتنی نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے اور نیکی اور امانتداری کرتے ہیں وہ شیعی گارے کی تاثیر سے ہوتا ہے۔ پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو شیعہ کی تمام برائیاں اور سیاہ کرتوت اہل سنت پر ڈال دیئے جائیں گے اور اہل سنت کی نیکیاں شیعہ کو دے دی جائیں گی۔ ❺

الجزائری لکھتا ہے:'' ہمارے اصحاب نے یہ روایات بے شمار سندوں کے ساتھ امہات الکتب اور دیگر کتابوں میں درج کی ہیں، لہٰذا ان کا انکار یا انہیں اخبار آحاد قرار دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی بلکہ یہ تعداد کے لحاظ سے مستفیض بلکہ متواتر کے درجے کو پہنچ گئی ہیں۔ ❻

تعلیق: شیعہ کا یہ دعویٰ ابلیس کے اس دعوے جیسا ہے جب اس نے کہا تھا:

﴿قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (۳۸/ ص: ۷۶)

''اس نے کہا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

لیکن ان کا یہ عقیدہ قضاوقدر کے مخالف ہے۔جیسا کہ سوال نمبر:۹۰ میں گزر چکا ہے۔

❶ كشف الغمة فی معرفة الأئمة: ۱/ ۳۲۱ (فی ذکر تزویجه فاطمة سیدة النساء العالمین علیها السلام)۔

❷ الاستغاثة فی بدع الثلاثة: ۱/ ۱۰۸ (فیما ابدعه الثالث منهم)۔ ❸ دائرة المعارف الاسلامیه الشیعیة: ۱/ ۲۷، كشف الغطاء عن خفیات مبهمات الشریعة الغراء:۱/ ۵۷ (الفن الاول) الاعتقادات المبحث الثانی فی النبوة۔

❹ مرآة العقول ۵/ ۱۷۹ (تاریخ مولد النبی صلی الله علیه وسلم و رفاته)۔ ❺ علل الشرائع: ۲/ ۴۷۸ح: ۱۔ باب ۲۴۰ العلة التی من أجلها قد یرتکب المؤمن المحارم و یعمل الکافر الحسنات۔ بحار الأنوار: ۵/ ۲۴۶۔ح: ۴۶۔ باب الطینة والمیثاق۔اصول الکافی میں کلینی نے بھی ایک عنوان قائم کیا ہے:''باب: مومن اور کافر کے گارے کا بیان''۲/۴۲۳اس باب میں سات احادیث ذکر کی ہیں۔لیکن ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا حتی کہ مجلسی کے دور میں ان کی تعداد: ۶۷ ہوچکی تھی۔دیکھیے: ۵/ ۲۲۵۔ ۲۷۶۔ اور یہ تعداد عہد حاضر تک بڑھتی ہی جارہی ہے۔؟ ❻ الأنوار النعمانیة: ۱/ ۲۹۳ (نور طینی)۔

چند مضحکہ خیز اقتباسات

۱: روایت کرتے ہیں کہ حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی ہر بیماری کی شفا ہے اور یہ دوائے اکبر ہے۔ [1]
۲: حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی پر سجدے کرنے سے ساتوں زمینوں تک نور حاصل ہوتا ہے۔ [2]
۳: حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی افضل ترین افطاری ہے۔ [3]
۴: اپنے بچوں کو حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی سے گھٹی دو کیونکہ وہ امان ہے۔'' [4]

سوال نمبر ۱۵۵۔ شیعہ علماء کا اہل سنت کے بارے میں عقیدہ کیا ہے، جنہیں وہ نواصب اور العامۃ کے نام دیتے ہیں؟ [5]

جواب شیعہ کا اجماع ہے کہ سنی مسلمان جہنمی ہیں۔ البتہ دنیا میں ظاہری طور پر ان پر مسلمانوں والے احکام لاگو ہوں گے۔ زین العابدین بن علی العاملی جس کا لقب ''الشہید الثانی'' (دوسرا شہید) ہے، وہ کہتا ہے جن علماء نے اہل خلاف کو مسلمان کہا ہے، وہ اس لحاظ سے ہے کہ ظاہر میں ان پر مسلمان والے احکام لاگوں ہوں گے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی مسلمان ہیں۔ اسی لیے شیعہ علماء نے ان کے جہنمی ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔

مجلسی اہل سنت کے بارے میں کہتا ہے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ بہت ساری روایات کہتی ہیں کہ:

''اہل سنت دنیا میں بھی کافروں کے حکم میں ہیں۔ لیکن جب اللہ کو علم ہوا کہ جابر حکمران اور ان کے پیروکار شیعہ پر غالب آجائیں گے اور شیعہ ان کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ان سے بچنا ناممکن اور ان کے ساتھ رہنا سہنا اور ان کے ساتھ شادیاں کرنا شیعہ کی مجبوری ہوگی، تو اللہ نے شیعہ کے لیے آسانی کرتے ہوئے ان کو مسلمانوں کا حکم دیا ہے۔ لیکن جب القائم کا ظہور ہوگا تو وہ ان پر تمام معاملات میں کافروں والے احکامات نافذ

[1] کامل الزیارات والمزار ص۲۵۲۔ح: ٤۔ الباب: ۹۱۔ مایستحب من طین قبر الحسین وأنه شفاء "۔ کتاب المزار: ۱۲۵۔ ۱٤۳۔ باب فضل طین قبر الحسین۔ تهذیب الأحکام: ٦/ ۱۳٤۲۔ کتاب المزارح: ۱۱۔ باب حد حرم الحسین و فضل کربلاء ، روضة الواعظین: ٤٥۳۔ فصل فی ذکر فضل کربلاء و فضل التربة ۔

[2] من لایحضره الفقیه: ۱/ ۱۰۵ح ۸۲۹ باب ما یسجد علیه وما لایسجد علیه۔

[3] بحار الأنوار: ۸۸/ ۱۳۳۔ ح: ۳۳ یباب عمل لیلتی العیدین و یو مهما و فضلهما و التکبیرات فیهما و فی ایام التشریق۔

[4] کتاب المزار: ۱٤٤۔ باب طین قبر الحسین۔ تهذیب الأحکام: ٦/ ۱۳٤۲۔ کتاب المزارح: ۱۲۔ باب حد حرم الحسین وفضل کربلاء و فضل الصلاة عند قبره و فضل التربة و ما یقال عند اخذها۔۔۔

[5] شیعہ عالم حسین آل عصفور اپنی کتاب" المحاسن النفسانیة فی أجوبة المسائل الخراسانیة " میں لکھتا ہے: چھٹا مسئلہ: ۱۴۷، ائمہ کی روایات اعلان کرتی دکھائی دیتی ہیں کہ ناصبی سے مراد سنی ہے ...اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ ناصبہ سے مراد سنی ہیں)۔

[6] بحار الأنوار: ۸/ ۳٦۷۔ ۳٦۸۔ باب ذکر من یخلد فی النار و من یخرج منها "۔

کریں گے اور آخرت میں کافروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس طرح تمام روایات کا معنی متحد ہو جائے گا جیسا کہ المفید اور الشہید الثانی نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ [1]

تعارض:

شیعہ کے امام اکبر خمینی کہتے ہیں:

''ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاران اہل علم و معرفت اور اہل دین کے طریق کار سے خارج لوگ ہیں۔ اور ان سے دینی اور دنیاوی حقوق ساقط ہیں۔'' [2]

۲: شیعہ اجماع کے مطابق سنی مسلمان کافر اور نجس ہیں۔ ان کے علماء اہل سنت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''بلاشبہ سنی نجس ہیں اور وہ یہودی، عیسائی اور مجوسی سے بھی بدتر ہیں اور وہ شیعہ امامیہ کے اجماع کے مطابق کافر ہیں۔'' [3]

❀ علامہ نراقی لکھتا ہے: ''یہ لوگ کتے سے بھی بڑھ کر پلید ہیں۔'' [4]

❀ علامہ سبزواری لکھتا ہے: ''رہے خوارج تو ان کے کفر کے بارے میں اجماع منقول ہے۔ حالانکہ ہر خارجی ناصبی بھی ہوتا ہے۔ اور نواصب کے نجس اور پلید ہونے پر وہ حکایت کردہ اجماع دلالت کرتے ہیں جن کے خلاف کوئی دوسری چیز منقول نہیں؛ جس سے اس مؤقف کو مزید تقویت ملتی ہے۔'' [5]

❀ خمینی کہتا ہے: ''ان کے نجس ہونے پر کئی چیزیں دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے وہ مشہور روایات بھی ہیں جن سے ان کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے''۔ مزید برآں یہ بھی کہتا ہے: ''کسی مؤمن عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ناصبی سے نکاح کرے اور ایسے ہی کسی مؤمن کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ناصبی یا غالی عورت سے نکاح کرے؛ اس لیے کہ یہ دونوں کفار ہیں' اگرچہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔'' [6]

❀ علامہ خوئی کہتا ہے: ''مخالفین کے نجس ہونے پر تین چیزوں سے استدلال کرنا ممکن ہے: پہلی چیز: ''وہ مشہور و کثیر تعداد روایات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے مخالفین کافر ہیں۔'' [7]

مزید برآں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ: ''ظاہر قول یہ ہے کہ ناصبی کافروں کے حکم میں ہے۔ اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار بھی کرتا ہو اور آخرت کے دن پر ایمان بھی رکھتا ہو۔'' [8]

اور ان کے جملہ ارشادات میں سے یہ بھی ہے کہ: ''بلکہ ان کے کافر ہونے میں شبہ ہے۔ اس لیے کہ ولایت اور

[1] بحار الأنوار: ۸/ ۳٦۸۔ ۳۷۰۔ باب ذکر من فی النار و من یخرج منها۔

[2] [کشف الأسرار ۵۸؛ السؤال الأول و الإجابة علیه]

[3] الأنوار النعمانية: ۲/ ۳۰٦۔ ظلمة حالكة فی بیان أحوال الصوفية والنواصب، الحدائق الناضرة ۵/ ۱۷۸ (حكم المخالفين)۔ [4] [مستند الشيعة ۱٤/ ۱٦۳] [5] [مهذب الأحكام ۱/ ۳۸٤؛ نجاسة الخوارج والنواصب]

[6] كتاب الطهارة ۲/ ۸٤ تحرير الوسيلة ۲/ ۲٦۰ (القول فی الكفر: مسئلة ۷ للخميني۔

[7] كتاب الطهارة للخوئي ۲/ ۸٤۔ [8] النصب والنواصب ص ٦۰۹ (طهارة الناصبی و نجاسته)۔

امامت کا انکار؛ حتی کہ ان میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار اور ان کے خلاف کسی دوسرے کی امامت پر اعتقاد رکھنے سے کفر اور زندیقیت واجب ہوتے ہیں۔ اس پر بہت ساری متواتر روایات دلالت کرتی ہیں؛ جن سے منکر ولایت کا کفر ظاہر ہوتا ہے۔'' [1]

۳: سنیوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں۔

شیعہ کے امام خمینی کا کہنا ہے کہ صحیح موقف یہ ہے کہ ہر مسلمان کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہے اگرچہ وہ حق کا مخالف ہو۔ اور کافر کی تمام اقسام حتی کہ مرتد کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ اور وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں مثلاً ''نواصب''۔ [2]

مزید لکھا ہے تمام اسلامی فرقوں کا ذبیحہ حلال ہے سوائے ناصبیوں (سنیوں) کے اگرچہ وہ اسلام کا اظہار کریں۔ [3]

ممکن ہے کہ کوئی سوال کرنے والا یہ سوال کرے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ اہل سنت کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ان جنازوں میں شرکت اس لیے کرتے ہیں کہ ان فوت ہونے والوں کے لیے بددعا کریں۔ [4]

شیعہ کا استاد ابن بابویہ القمی لکھتا ہے جب میت مخالف [5] کی ہو تو چوتھی تکبیر میں یہ دعا مانگ: اے اللہ! اپنے اس بندے، اپنے بندے کے اس بیٹے کو ذلیل و رسوا کر، اے اللہ اسے آگ میں ڈال دے۔ اے اللہ! اسے اپنا دردناک عذاب دے اور اسے شدید سزا دے۔ اسے جہنم رسید کردے۔ اس کے پیٹ کو آگ سے بھر دے۔ اس کی قبر تنگ کردے کیونکہ یہ تیرے اولیاء کا دشمن اور تیرے دشمنوں کا دوست تھا۔ اے پروردگار! اس سے عذاب کم نہ کرنا، اس پر عذاب کے پہاڑ توڑ دے۔'' پھر جب اس کا جنازہ اٹھایا جائے تو کہو: ''اے اللہ تو اسے اوپر نہ اٹھانا اور نہ اسے پاک کرنا۔'' [6]

مزید برآں وہ لکھتا ہے: ''کسی اہل ایمان [7] کے لیے جائز نہیں کہ وہ ولایت کے بارے میں حق کی مخالفت کرنے والے

[1] مصباح الفقاهة في المعاملات تقرير أبحاث الخوئی ۲/ ۱۱ ۔ للميرزا توحيدی۔ [2] تحرير الوسيلة: ۱/ ۷۴۔ القول في الصلاة على الميت۔ [3] تحرير الوسيلة: ۱/ ۱۳۶ ۔ القول فی الذباحة والكلام..... "المسألة الأولیٰ۔

[4] فروع الكافی: ۳/ ۱۲۲ ۔ كتاب الجنائز: باب الصلاة على الناصب۔ اس باب میں ۷ احادیث ذکر کی ہیں۔

[5] ''مخالف'' سے شیعہ کی مراد وہ لوگ ہیں جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ شیعہ کے عظیم آیت اللہ محمد سعید الحکیم اپنی کتاب ''المحکم فی اُصول الفقہ'' ۲/ ۱۹۴ میں لکھتا ہے ظاہر یہ ہے کہ ''العامۃ'' سے مراد وہ مخالفین ہیں جو شیخین سے محبت کرتے ہیں اور ان کی خلافت کو شرعی تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں تمام فرقوں کے لوگ شامل ہیں)، اور ان کے علامہ یوسف البحرانی کتاب الشھاب الثاقب فی بیان معنی الناصب ص ۲۵۴ میں کہتے ہیں: (مخالف کا لفظ جب بھی مطلق بولا جائے تو اس سے مراد وہ لوگ ہونگے جو علی رضی اللہ عنہ کی امامت میں مخالفت کرتے اور دوسروں کو ان پر مقدم کرتے ہیں) اور یہ بھی کہتے ہیں: (ان کے مخالفین وہ ہیں جنہوں نے ان کے احکام پر عمل نہیں کیا اور علی رضی اللہ عنہ کی امامت و عصمت کے قائل نہیں، بلکہ انہیں بھی سب خلفاء میں شامل کرتے ہیں) الشھاب الثاقب ص ۲۲۸۔

[6] فقه الرضا: ۱۷۸ ۔ باب الصلاة على الميت۔ [7] شیعہ علماء کے نزدیک اہل ایمان سے مراد اہل سنت نہیں، جیسا کہ ان کے محدث یوسف البحرانی نے بیان کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ: ایمان، امام کی معرفت اور اس کی امامت کے قبول کرنے کا نام ہے۔ ''الشھاب الثاقب: ۹۷ نیز لکھتا ہے: ''اخبار جس چیز پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ امامیہ کے سوا کسی کو اہل ایمان کہنا درست نہیں جیسا کہ پہلے بھی اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، وگرنہ یہ لازم آتا ہے کہ امامیہ کے علاوہ دوسرے بھی دنت میں داخل ہونگے، لیکن اس قول کا قائل کوئی نہیں۔ الحدائق الناضرة فی احكام العترة الطاهرة ۲۲/ ۲۰۴) كتاب الوقوف و الصدقات تحقيق معنى الايمان۔

شخص کی میت کو غسل دے اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھے، الا یہ کہ تقیے کی ضرورت اس کا جنازہ پڑھنے کا تقاضا کرے تو پڑھ لے۔ اور اسے اہل خلاف کے طریقے کے مطابق غسل دے اور اس کے ساتھ سبز شاخ مت رکھے۔ اور جب اس کی نماز پڑھے تو اس کے لیے بد دعائیں کرے اور اس کے حق میں دعائے خیر نہ کرے۔'' [1]

۴: اہل سنت زنا کی پیدائش ہیں: شیعہ کے استاذ الاساتذہ کلینی نے ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان بازی کرتے ہوئے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اے حمزہ! ہمارے شیعہ کے سوا تمام لوگ بدکار عورتوں (کنجریوں) کی اولاد ہیں۔ [2]

عیاشی روایت کرتا ہے جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا: جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کے پاس ابلیس حاضر ہوتا ہے۔ اگر اللہ کو علم ہو کہ یہ بچہ ہمارے شیعہ کا ہے تو اللہ اسے شیطان سے بچا لیتے ہیں اور وہ بچہ ہمارے شیعہ میں سے نہ ہو تو وہ شیطان اپنی شہادت کی انگلی اس بچے کی دبر میں ڈال دیتا ہے جس سے وہ بچہ بدکار ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ بچی تھی تو اس فرج میں انگلی ڈالتا ہے جس سے وہ فاجرہ بن جاتی ہے۔ [3]

۵: سنی مسلمان بندر اور خزیر ہیں۔ [4]

۶: سنی مسلمانوں کو قتل کرنا اور دھوکہ دینا واجب ہے۔ ابن فرقد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتا ہے میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا آپ ناصبی کو قتل کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اسے قتل کرنا حلال ہے، لیکن مجھے تیرے بارے میں ڈر لگتا ہے۔ لہٰذا اگر تم سنی کو قتل کرنے کے لیے اس پر دیوار گرا سکو یا اسے پانی میں غرق کر سکو تو کر دو، تاکہ تمہارے خلاف کوئی گواہی نہ مل سکے۔ [5]

شیعہ علامہ یوسف البحرانی لکھتا ہے: ''مشہور اور کثرت روایات کی بنا پر حق اور ظاہر بات یہ ہے کہ مخالف اپنے ناصبی اور مشرک ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ اور اس کا مال اور خون حلال ہے۔ [6]

مزید برآں یہ بھی کہا ہے کہ: پس اس صورت میں ان احادیث کی دلالت کے بموجب؛ اور اس لیے کہ ہمارے نیک شعار علماء نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ: ''اگر کوئی اس پر قدرت رکھتا ہو کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو دھوکہ سے

[1] المقنعة: ٥٨ (باب تليقين المحتضرين)۔ تهذيب الأحكام: ١/ ٢٢٥ ح: ١٤٩۔ باب تلقين المحتضرين)۔

[2] الروضة من الكافي:۔٨/ ٢١٠٩۔ كتاب الروضة: ح ٤٣١۔ حديث نوح عليه السلام يوم القيامة۔ بحار الأنوار: ٢٤/ ٣١١۔ح: ١٧۔ باب جوامع تأويل مانزل فيهم عليهم السلام و نوادرها)۔ [3] تفسير العياشي: ٢/ ٢٣٤۔ح: ٧٣ (سورة الرعد)۔ بحار الانوار ٤/ ١٢١ح ٦٤ (باب البداء و النسخ)۔ [4] بحار الأنوار ٢٧/ ٣٠ح٢ باب أنهم يقدرون على احياء الموتى وابراء الاكمه و الابرص و جميع معجزات الانبياء۔

[5] علل الشرائع: ٢/ ٥٨٤۔ح: ٥٧ باب ٣٨٥ نوادر العلل۔وسائل الشيعة: ١٨/ ٢٦٨ح: ٥ ۔باب قتل من سب علياً او غيره من الائمة عليهم السلام و مطلق الناصب مع الامن) بحار الأنوار: ٢٧/ ٢٣١۔ح: ٣٩ (باب ذم مبغضهم و انه كافر حلال الدم، و ثواب اللعن على اعدائهم)۔ الحدائق الناضرة ١٨/ ١٥٦ (في ان المخالف ليس سلما على الحقيقة) ''اخبار شرق الأوسط میں بروز اتوار الموافق ١٣/ ٥/ ١٤١٨ھ میں یہ خبر نشر ہوئی ہے کہ متحدہ عرب امارات کو برآمد کیے جانے والے ایرانی پستہ میں سرطان کے خطرناک جراثیم کی آمیزش کی گئی تھی۔

[6] الحدائق الناظرة ١٠/ ٣٦٠۔ (الصلاة على المؤمن دون الخارجي ونحوه)۔

جانی و مالی نقصان پہنچائے' بشرطیکہ اس سے اس کی جان کو یا اس کے کسی دوسرے بھائی کی جان کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا عنداللہ جائز ہے؛ یہ اس کے اور رب کے مابین معاملہ ہے۔'' ❶

[مضحکہ خیز بات]: شیعہ علماء نے عام شیعہ پر چڑیا کو مار کر کھانا اس لیے بھی واجب کیا ہے کہ: ''ان کے عقیدہ کے مطابق چڑیا اہل سنت سے محبت کرتی ہے۔

ان کے آیت اللہ الجزائری رقم طراز ہیں: ''یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ: ''چڑیا فلاں اور فلاں سے محبت کرتی ہے' اور وہ سنی ہے۔ پس یہ واجب ہوتا ہے کہ جیسے بھی ہو سکے اسے قتل کر کے ختم کر دیا جائے اور اسے کھا لیا جائے۔ ❷

۷: اہل سنت کا مال چرانا واجب ہے: ''روایت کرتے ہیں تمہیں سنی کا مال جہاں بھی ملے، لے لو اور خمس ہمیں ادا کرو۔ ❸ مزید روایت کرتے ہیں ناصبی (سنی) کا مال اور اس کی ملکیت ہر چیز تمہارے لیے حلال ہے سوائے اس کی عورت کے؛ اس لیے کہ اہل شرک کے ساتھ نکاح جائز ہے [مگر سنی کے ساتھ نہیں]۔'' ❹

۸: اہل سنت کے ساتھ اختلاف کرنا واجب ہے: شیعہ کا صدوق علی بن اسباط سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے رضا سے عرض کی کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے جس کی معرفت کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ لیکن میرے علاقے میں آپ کا ولی بھی نہیں ہوتا کہ میں اس سے مسئلہ پوچھ لیتا، تو پھر میں کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا شہر کے (سنی) مفتی سے مسئلہ پوچھ لو۔ وہ جو فتوی دے اس کے الٹ عمل کرو، کیونکہ حق اسی میں ہوگا۔'' ❺

امام صادق رحمہ اللہ پر یہ افتراء گھڑتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''دو مختلف احادیث کے بارے میں فرمایا: ان احادیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو جو کتاب اللہ کے موافق ہو اسے لے لو اور جو مخالفت ہو اسے چھوڑ دو، اگر اسے کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو اسے عامہ کی روایات پر پیش کرو۔ جو ان کی روایات کے موافق ہو، اسے چھوڑ دو اور جو ان کی روایات کے مخالف ہو اس پر عمل کر لو۔ ❻

۹: اہل سنت پر لعنت بھیجنا واجب ہے اور یہ عظیم ترین عبادت ہے: شیعہ عالم محمد حسن نجفی لکھتا ہے: بلکہ یقیناً اہل سنت کی بر

❶ الشهاب الثاقب ٢٦٦۔ ❷ الأنوار النعمانية ٢/ ٣٠٨۔ [شاید یہی وجہ تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ شیعہ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کی سزا میں قتل کر کے آپ کا سر کاٹ دیا۔ اور ایسے ہی دیگر ہر موقع پر جہاں بھی ان کا بس چلا اہل سنت والجماعت عوام اور علماء ان کے شر سے کبھی بھی محفوظ نہ رہ سکے (آغا دلدار حشر حسرت)]۔

❸ تهذيب الأحكام: ٤/ ٨٤٩۔ كتاب الزكاة، ح: ٧۔ باب الخمس والغنائم۔ تفسير البرهان ٣/ ٣٢٦ ح ٢١ (سورة الانفال) وسائل الشيعه: ١٢/ ٤٣٦ح: ١۔ باب حكم مال الناصب و امراته و دمه) الأنوار النمانية: ٢/ ٣٠٨ (ظلمة حالكة فى بيان احوال الصوفية و النواصب)۔ ❹ تهذيب الأحكام:٦/ ١٥٤٠ح ٢٥٧ (باب المكاسب) وسائل الشيعه ١٢/ ٤٣٧۔ ح: ٢۔ باب حكم مال الناصب۔۔) ❺ علل الشرائع: ٢/ ٥١٩، ح:٤، باب ٣١٥ العلة التى من أجلها يجب الأخذ بخلاف ما تقوله العامة)۔ تهذيب الأحكام ٦/ ١٤٨٠ح:٢٧ (كتاب القضايا و الاحكام، باب من الزيادات فى القضايا و الاحكام۔ وسائل الشيعة ١٨/ ٣٦٠ ح ٢٣ (باب وجوه الجمع بين الاحاديث المختلفة و كيفية العمل بها)۔ ❻ وعامہ سے مراد اہل سنت ہیں، نوری طبرسی اپنی کتاب فصل الخطاب ص ٢٨) المقدمة الثالثة) میں لکھتا ہے: عامہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کا نام دیتے ہیں کا مذہب ہے) وسائل الشيعة؛ ١٨/ ٣٦١۔ ح٢٩۔ باب وجود الجمع بين الأحاديث المختلفة و كيفية العمل بها)۔

سرعام ہجو کرنا عبادت گزاروں کی افضل ترین عبادت ہے؛ جب تک تقیہ مانع نہ ہو۔لیکن اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ ان کی غیبت کی جائے جو کہ تمام ملکوں کے علمائے شیعہ اور عوام کی تمام ادوار میں سیرت رہی ہے۔حتی کہ انہوں نے اس سے کتابیں بھر دی۔ بلکہ وہ ان کے نزدیک اُفضل ترین اطاعت اور کامل ترین قربت ہے اور اس بارے میں اجماع کے حصول کے دعوے میں بھی کوئی غرابت نہیں ہے جیسا کہ بعض علماء نے کیا ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس بات کا دعوی شیعہ مذہب کی ضروریات میں سے ہو چہ جائیکہ وہ فقط قطعیات میں سے ہو۔[1]

جیسا کہ متعدد بار ذکر کیا جا چکا ہے کہ ضروریات کا منکر شیعہ کے نزدیک کافر ہے۔

شیعہ علماء اہل سنت والجماعت سے ایسی مخالف و دشمنی کیوں رکھتے ہیں؟

اس کا جواب بھی ان کے علماء کی زبانی ہی سنئے: شیخ طوسی کہتا ہے: ''اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حق کی مخالفت کرنے والا کافر ہے۔تو یہ واجب ہوتا ہے کہ اس پر کفار کا حکم لگایا جائے۔''[2]

ایک دوسرا شیخ محمد حسن نجفی اس کے جواب میں کہتا ہے: ''بہر حال کچھ بھی ہو' اس قول کا منشاء اور احادیث کثیرہ ومشہورہ اور نصوص متواترہ کا تقاضا یہ ہے کہ: ''ان کے مخالفین کافر ہیں۔''[3]

سوال نمبر:۱۵۶۔کیا متعہ کی فضیلت میں روایات آئی ہیں؟ متعہ کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر بہتان لگاتے ہوئے روایات کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ تَمَتَّعَ بِامْرَأَةٍ مُّؤْمِنَةٍ كَأَنَّمَا زَارَ الْكَعْبَةَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))[4]

''جس نے مومن عورت سے ایک بار متعہ کیا، گویا کہ اس نے ستر مرتبہ کعبہ کی زیارت کی۔''

اور یہ کہ آپ ﷺ کو جس رات آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے فرمایا: مجھے جبرائیل ملے تو کہنے لگے اے محمد! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے تیری امت میں سے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے والوں کو میں نے بخش دیا ہے۔''[5]

شیعہ کے سید فتح اللہ الکاشانی نے نبی ﷺ پر افترا پردازی کرتے ہوئے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

[1] جواهر الكلام في شرح شرائع الإسلام: ۲۲/ ۶۲۔ للشيخ: محمد النجفي۔

[2] تهذيب الأحكام ۱/ ۲۲۵ح ۱۴۹ (كتاب الطهارة'باب تلقين المحتضرين وتوجيههم عند الوفاة۔مصباح التهجد للطوسی ۲۵۲ ۔ الكافي لأبي الصلاح الحلبي ص ۱۵۷۔ غنية النزوع ص ۱۰۴۔ إشارة السبق لأبي المجد الحلبي ۱۰۴۔ الجامع الشرائع ص ۱۲۱۔ كفاية الأحكام لسبزواری ۲۲غنائم الایام ۳/ ۴۷۹ وسائل الشيعة ۲/ ۴۸۶۔

[3] جواهر الكلام في شرح شرائع الإسلام: ۳۶/ ۹۳۔ للشيخ: محمد النجفي۔

[4] كشف الأسرار وتبرئة الأئمة الأطهار: ۳۵۔[اور شیعہ علماء کہتے ہیں: بلاشبہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: "مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً أَمِنَ سَخَطَ الْجَبَّارِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ حُشِرَ مَعَ الْأَبْرَارِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ زَاحَمَنِيْ فِي الْجِنَانِ"

''جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ اللہ جبار کے غصے سے امن پا جائیگا اور جس نے دو مرتبہ متعہ کیا اس کا حشر نیکوں کے ساتھ کیا جائے گا اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا تو وہ جنتوں میں میرے ساتھ مزاحمت کریگا۔[من لا يحضره الفقيه ج ۳/ ۳۶۶۔[ہونڑتے ہوگئی بلے بلے۔مترجم]

[5] من لايحضره الفقيه: ۳/ ۵۸۶۔ كتاب النكاح۔ح: ۴۶۰۳۔ باب المتعة۔

''مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كَانَتْ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحُسَيْنِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ، فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ، وَ مَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَانَتْ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَ مَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَتِيْ''[1]

''جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ یوں ہوگا جیسے الحسین کا درجہ ہے اور جس نے دو مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ الحسن کے درجہ کے برابر ہوگا اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ علی بن ابی طالب کے درجے کے مثل ہو گا اور جس نے چار مرتبہ متعہ کیا تو اس کا درجہ میرے درجے جیسے ہوگا۔''

اور ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک متعہ نہ کیا جائے۔ لہٰذا روایت کرتے ہیں کہ بیشک متعہ کرنے تک مؤمن کامل نہیں ہوتا۔[2]

اور جو شخص متعہ کا منکر ہو وہ شیعہ کے نزدیک کافر ہے۔

ان کا شیخ عاملی لکھتا ہے: ''متعہ کا مباح ہونا شیعہ امامیہ کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔

اور اس لیے بھی کہ: شیعہ کے ہاں متعہ کے مشروع ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔[3]

اور ضروریات کا منکر کافر ہے جیسا کہ متعدد بار تذکرہ ہو چکا ہے۔

تناقض:

شیعہ علماء ہی حضرت علی رضہ اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

'' حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ''

رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر والے دن گھریلو گدھے کا گوشت اور نکاح متعہ حرام قرار دے دیا تھا۔''[4]

اور ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے متعہ کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''لَا تُدَنِّسْ نَفْسَكَ بِهَا''[5]

''تو اپنے نفس کو اس کے ساتھ آلودہ نہ کر۔''

نشیمن پر بگولہ:

شیعہ نے خود ہی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ: ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے متعہ کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

[1] منهج الصادقين ص ٣٥٦۔أز ملا فتح الله كاشاني۔ [2] من لايحضره الفقيه: ٣/ ٥٨٨ ح ٤٦١٥ باب المتعة۔
[3] وسائل الشيعه: ١٤/ ٤٨٦۔ ابواب المتعة باب اباحتها، الفصول المهمة ص ١٦٣ (فی دوام حلها و استمرار اباحتها) تاليف: عبد الحسين الموسوی ناشر: مؤسسة البلاغ طبع اول ١٤٣٢ هجری۔ [4] تهذيب الأحكام: ٧ / ١٧٠٥، ح: ١٠۔ باب تفصيل أحكام النكاح، وسائل الشيعه: ١٤/ ٤٨٦ ح: ٣٢۔ باب اباحتها۔
[5] النوادر: ٨٧۔ح: ١٩٨۔ باب نكاح المتعة و شروطها، بحار الانوار ١٠٠/ ٣١٨ ح ٣٤ (باب احكام المتعة) مستدرك الوسائل: ١٤/ ٤٥٥ عام نمبر ١٧٢٦٨ خاص نمبر ١۔ باب كراهية المتعة مع الغنى عنها۔۔۔ الخ۔

''ما تفعلها عندنا إلا الفواجر''[1]

''یہ کام تو ہمارے ہاں صرف کنجریاں ہی کرتی ہیں۔''

آشیانے پر بجلی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں صرف لونڈی اور بیوی کو ہی مباح قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی جنسی تسکین کے وسائل ہیں سب کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ (۲۳/ المؤمنون ۵-۷]

''اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں، یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے سوا تلاش کرے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔''

سوال نمبر ۱۵۷۔ کیا شیعہ علماء کے نزدیک شیر خوار بچی سے متعہ جائز ہے اور زانیہ سے؟ اور کسی خاتون اور اس کی بیٹی سے متعہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب جی ہاں! ان کے امام خمینی نے کہا ہے: ''اور رہے سارے لطف اندوزی کے کام جیسے کہ شہوت کیساتھ چھونا ہے، سینے سے ملانا ہے اور رانوں میں لینا ہے تو ان تمام کاموں میں کوئی حرج نہیں ہے حتیٰ کہ شیر خوار بچی میں بھی۔''[2]

شیعہ کے علامہ الطّوسی کا کہنا ہے: ''مجھے روایت کی گئی ہے کہ فاجرہ عورت سے متعہ کرنا جائز ہے؛ اگر اس سے متعہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بدکاری سے روکے بھی۔''[3]

زانیہ عورت سے متعہ کرنے کے بارے میں خمینی لکھتا ہے: ''زانیہ کے ساتھ متعہ کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ زنا کاری میں مشہور بدکارہ عورت ہو۔ اور وہ اگر اس سے متعہ کرے تو اسے بدکاری سے روکے۔''[4]

کتنے ہی متعہ کرنے والے ہیں جنہوں نے ماں بیٹی کیساتھ بیک وقت متعہ کیا ہے۔ خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کو متعہ میں جمع کیا ہے۔ یا اس کی خالہ سے متعہ کرتا رہا اور اسے علم بھی نہ ہوا؛ بلکہ یہ کام تو ایک بڑے شیعہ عالم نے کیا۔ ایک

[1] النوادر ص ۸۷ ح ۲۰۰ (باب: نكاح المتعة و شروطها)۔ وسائل الشيعة ١٤/ ٤٩٤۔ باب: عدم تحريم التمتع بالزانية وإن أصرت۔ بحار الأنوار ١٠٣/ ٣١٨۔ باب: أحكام المتعة۔

[2] تحرير الوسيله: ٢/ ٢٢١۔ كتاب النكاح۔ المسألة الثانية عشرة۔

[3] تهذيب الأحكام: ٧/ ١٧٠٦، ١٧٠٦۔ كتاب النكاح باب تفصيل أحكام النكاح۔

[4] تحرير الوسيلة۔ ٢/ ٢٦٥۔ القول فى النكاح المنقطع: مسئله نمبر ١٨۔

عورت سے متعہ کیا تو اس نے بیٹی کو جنم دیا۔ چند سالوں کے بعد اسی شیعہ نے اس کی بیٹی کیساتھ بھی متعہ کر کے ثواب کمایا۔ [1]

سوال نمبر: ۱۵۸۔ **خُمُس** کیا ہے؟ اس کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب **خُمُس** (پانچواں حصہ) ایک ٹیکس ہے جو شیعہ علماء نے اپنے ائمہ کے نام پر شیعہ عوام پر لاگو کیا ہے۔ اس سلسلے میں روایت بھی گھڑ لی ہے کہ: ''اَلْخُمُسُ لَنَا فَرِيْضَةٌ''۔ ''اور خمس ہمارے لیے فرض ہے۔'' [2]

خمس تراشنے کے اسباب میں سے ایک سبب علماء اور طالب علموں کا شیعہ مذہب کے اتباع کو ورغلانا ہے۔ ابوبصیر کہتا ہے: میں نے پوچھا وہ کون سی چیز ہے جس کی بدولت انسان آسانی سے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے؟ فرمایا جس نے تیتیم کے مال سے ایک درہم کھایا اور ہم یتیم ہیں۔ [3]

ایک اور روایت میں ہے: ''بے شک خمس کی ادائیگی میں تمہارے رزق کی کنجی ہے۔'' [4]

تعلیق:

ضریس الکناسی بیان کرتا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں میں زنا کاری کیسے پھیلی؟ میں نے عرض کی میں آپ پر قربان! مجھے علم نہیں۔ انہوں نے فرمایا ہم اہل بیت کے خمس کی وجہ سے، سوائے ہمارے پاکیزہ شیعوں کے۔ کیونکہ خمس ان کے لیے ان کی پیدائش کے دن ہی سے حلال ہے۔ [5]

شیعہ علماء نے اپنی متعدد کتب میں لکھا ہے کہ ائمہ نے اپنے شیعہ سے خمس ساقط کر دیا تھا لیکن اس وقت کے شیوخ نے اس کی قید یہ لگائی کہ یہ مہدی کے خروج تک ہے، لیکن وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔

اس طرح شیعہ علماء نے یہ جھوٹ گھڑا کہ: ان کے امام غائب نے سرنگ سے ایک فوری آرڈر جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ: خمس ہمارے شیعہ کے لیے مباح ہے، اور ہمارے حکم کے ظاہر ہونے تک اسے حلال سمجھیں۔ [6]

شیعہ کے شیخ یحییٰ الحلی کا کہنا ہے کہ کسی شخص کے لیے امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر خمس میں تصرف جائز نہیں۔ البتہ ان کی روپوشی کے دوران انہوں نے شیعہ کے لیے خمس وغیرہ حقوق میں تصرف حلال کیا ہے کہ وہ اس سے نکاح کے اخراجات، تجارت اور گھر وغیرہ کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''ہمارے شیعہ کے قبضے میں جتنی زمین ہے وہ اس میں تصرف کر سکتے ہیں حتی کہ القائم کا ظہور ہو جائے۔ یہ ان کی

[1] یہ بات شیخ موسوی نے اپنی کتاب **کشف الأسرار و تبرئة الائمة الأطهار** کے صفحہ ۴۶ پر لکھی ہے۔

[2] تفسیر العیاشی: ۲/ ۶۸۔ ح: ۶۵ سورة الانفال۔ من لا یحضره الفقیه: ۲/ ۲۲۲۔ ح: ۱۶۵۰ کتاب الخمس۔ وسائل الشیعه: ۶/ ۵۱۴ ح ۲ ابواب مایجب فیه الخمس، باب وجوبه۔ [3] من لایحضره الفقیه: ۲/ ۲۲۲۔ ح: ۱۶۵۱ (کتاب الخمس)۔ وسائل الشیعه: ۹/ ۵۱۴ ح ۱ (باب وجوبه) [4] أصول الکافی: ۱/ ۴۱۹۔ کتاب الحجة۔ ح: ۲۵۔ باب الفیء والأنفال و تفسیر الخمس و حدوده و مایجب فیه۔ [5] أصول الکافی: ۱/ ۴۱۹۔ کتاب الحجة۔ ح: ۲۵۔ باب الفیء والأنفال و تفسیر الخمس و حدوده و مایجب فیه، المنقعة ص ۲۸۰ (کتاب الزکاة و الخمس: باب الزیادات)۔ [6] الخرائج و الجرائح ۳/ ۱۱۱۴ ح ۳۰ (الباب العشرون فی علامات و مراتب نبینا و اوصیائه)۔

مہربانی اور فضل ہے کہ انہوں نے اپنے شیعوں کے لیے یہ تصرف حلال کیا ہے۔'' [1]

سوال نمبر ۱۵۹: براہ کرم شیعہ علماء کے تاجروں نے خمس کو موجودہ شکل دینے میں کن مراحل سے گزارا، مختصراً بیان کریں۔

جواب پہلا مرحلہ: امامت کے مزعومہ سلسلے کے انقطاع اور مہدی مزعوم کی روپوشی کے بعد کا مرحلہ: اس میں خمس صرف امام غائب کا حق شمار کیا گیا تو بیس کے قریب چور میدان میں اتر آئے۔ ہر ایک امام کا نائب ہونے کا دعویدار تھا تاکہ امام کا خمس لوگوں سے وصول کر کے اس تک غار میں پہنچا سکے!! [2]

دوسرا مرحلہ: دوسرے مرحلے میں ان چور نائبین کے حاسد پیدا ہو گئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن یہ رقم ان نائبین کو ادا کرنے کی بجائے زمین میں دبا دی جائے حتی کہ امام غائب ظاہر ہو گا تو اسے ادا کر دی جائے۔ [3]

تیسرا مرحلہ: تیسرے مرحلے میں کہنے لگے کہ خمس کی ادائیگی تو فرض ہے لیکن اسے زمین میں دبانے کی بجائے کسی امانت دار شخص کے پاس رکھا جائے۔ اور امانت دار کی یہ شرط صرف شیعہ فقہاء میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے ان کے حوالے کی جائے تاکہ وہ اسے مہدی غائب کو دے آئیں۔ [4]

چوتھا مرحلہ: پھر کچھ ترقی ہوئی تو خمس کی ادائیگی فقہائے شیعہ کو کرنا واجب قرار پایا لیکن اس بار صرف حفاظت کی غرض سے نہیں بلکہ فقہاء اسے آل بیت کے مستحق فقراء میں تقسیم کریں گے۔ [5]

پانچواں مرحلہ: پانچویں مرحلے میں خمس کی تقسیم فقہاء کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی کہ وہ جہاں مناسب سمجھیں انہیں صرف کر دیں۔ مثلاً اپنی کتابوں کی نشر و اشاعت وغیرہ۔ اس کے علاوہ فقیہ کو یہ حق دیا گیا کہ وہ سب سے پہلے ایک بہت بڑی مقدار اپنے حصے میں رکھ لے۔'' [6]

اور خصوصاً اس لیے بھی کہ ہر شیعہ فقیہ دعویدار ہے کہ وہ آل بیت میں سے ہے! پھر جب کچھ شیعوں نے بھاری رقوم فقہاء کے اکاؤنٹ میں جمع کرنے میں پس وپیش سے کام لینا شروع کر دیا تو انہوں نے ایک نئی روایت جاری کر دی کہ جس شخص نے امام غائب کا ایک درھم یا اس سے بھی کم ادائیگی سے روکا، وہ ائمہ پر ظلم کرنے والے اور ان کے حقوق غصب کرنے والوں میں شمار ہو گا۔ بلکہ جو شخص یہ کام حلال سمجھ کر کرتا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ [7]

شیعہ علماء نے عوام سے زیادہ مال بٹورنے کے لیے باہمی مقابلہ بازی شروع کر دی اور انہوں نے اس کے لیے

[1] الجامع للشرایع: ۱۵۱۔ (باب الخمس والأنفال وقسمتها) شرائع الاسلام فی مسائل الحلال و الحرام: ۱۸۲۔ ۱۸۳ (کتاب الخمس)۔ [2] کشف الاسرار و تبرئة الائمة الاطهار ص ٦٩ (ملخص تطور نظرية الخمس)۔

[3] المبسوط فی فقه الامية ۱/ ٢٦٤ (فصل فی ذکر الانفال و من یستحقها) کشف الاسرار و تبرئة الائمة الاطهار ص ٦٩ (ملخص تطور نظرية الخمس) للموسوی۔ [4] المبسوط فی فقه الامية ۱/ ٢٦٤ (فصل فی ذکر الانفال و من یستحقها) کشف الاسرار و تبرئة الائمة الاطهار ص ۷۰ (ملخص تطور نظرية الخمس) للموسوی۔

[5] الوسيلة الى نيل الفضيلة ص: ۱۳۷، منهاج الصالحين ۱/ ۳٤۷ (العبادات مسئلة نمبر ۱۲۵۹ ، ۱۲٦٤) کشف الاسرار ص ۷۰ (ملخص تطور نظرية الخمس) ۔ [6] العروة الوثقى: ۹/ ٥٤٨ منهاج الصالحين ۱/ ۳٤۷ مسئلة نمبر ۱۲٦٥ ، کشف الاسرار و تبرئة الائمة الاطهار ص ۷۱ (ملخص تطور نظرية الخمس)۔

[7] العروة الوثقى، ج ۲/ ۲۳۰۔

نت نئے طریقے متعارف کرانے شروع کر دیے مثلاً سب سے پہلے مال جمع کرانے والے کو خصوصی ڈسکاؤنٹ دی جانے لگی۔ پھر ڈسکاؤنٹ میں بھی ان کا مقابلہ لگ گیا کیونکہ سبھی اس شریف تجارت کے تاجر تھے۔ایک عالم ۵۰٪ رعایت کا اعلان کرتا تو دوسرا اس سے زیادہ رعایت کا اعلان کر دیتا.....اس طرح ان تاجروں نے لوٹ مار جاری رکھی۔'' [1]

اب آخری سالوں میں خمس کی آخری شکل یہ ہوگئی ہے کہ شیعہ فقہاء نے ایک فتوی جاری کیا ہے جس کی رو سے جو شخص حج یا عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ اپنی جائداد کا تخمینہ لگائے اور خمس فقہاء شیعہ کو ادا کر کے حج وعمرہ کے لیے جائے، وگرنہ اس کا حج وعمرہ باطل ہوگا۔ [2]

دندان شکن:

عبداللہ بن سنان کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

''لَيْسَ الْخُمُسُ إِلاَّ فِي الْغَنَائِمِ خَاصَّةً'' [3] ''خمس صرف مال غنیمت میں خاص ہے۔''

شیعہ علماء کا ٹیکس اور خمس کے عقیدہ میں بات کو سمیٹتے ہوئے آخر میں ہم یہ کہیں گے کہ: انھوں نے یہ عقیدہ نصرانی پادریوں/ پوپوں کی اقتداء اور پیروی کرتے ہوئے لیا ہے، جن کا تعلق یورپی دور کے قرونِ وسطیٰ سے ہے، جنھوں نے اپنے پیروکاروں اور ماتحتوں پر جبری ٹیکس اور عشور (دسواں حصہ) فرض کر دیے تھے۔ نصرانی ویلز لکھتا ہے:

''(کنیسہ) نے عشور کا ٹیکس اپنی عوام پر فرض کیا ہے اور وہ اسے نیکی اور احسان کے کاموں میں سے شمار کرتے ہوئے مقرر نہیں کرتا بلکہ (کنیسہ) اس کا مطالبہ اس طور پر کرتا ہے یہ اس کا حق ہے۔'' [4]

سوال نمبر:۱۶۰۔ بیعت کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب ابوعبداللہ پر بہتان بازی کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: القائم کے ظہور سے پہلے ہر جھنڈا لہرانے والا طاغوت ہے۔'' [5]

جو شخص اہل سنت کی عدلیہ اور ان کے حکمرانوں سے اپنے مقدمات کا فیصلہ کراتا ہے، اس کے متعلق یہ فتویٰ جاری کیا گیا ہے کہ جو شخص حق یا باطل کا فیصلہ سنی عدالتوں یا حکمرانوں سے کراتا ہے تو وہ طاغوت سے فیصلہ کراتا ہے۔ اور وہ فیصلہ اس کے حق میں کر دیا گیا تو وہ حرام لے گا اگرچہ وہ اس کا ثابت شدہ حق ہو کیونکہ اس نے طاغوت کے حکم پر حق وصول کیا ہے۔ [6]

[1] كشف الأسرار و تبرئة الأئمة الأطهار: ٧٤ (ملخص تطوير نظرية الخمس)۔ [2] كتاب مناسك الحج ص ٢٢۔ [3] من لايحضره الفقية: ٢/ ٢٢ ح ١٦٤٧ (كتاب الخمس)۔ تهذيب الأحكام:٤/ ٨٥٠ ح ١٦ (باب الخمس والغنائم)۔ الاستبصار: ٢/ ٣٩٢ ح ٦ (باب وجوب الخمس فيما يستفيد الانسان حالا بعد حال)۔ وسائل الشيعه: ٦/ ٥١٥۔ ح: ١ (باب ، وجوب الخمس فى غنائم دار الحرب و فى مال الحربى و الناصب۔۔۔) الفصول المهمة ٢/ ١٤٤ ح ١٤٩١ (كتاب الخمس)۔ [4] معالم تاريخ الانسانية: ٣/ ٨٩٥۔ [5] الروضة من الكافى: ج٨/ ٢١١٤ ح:٤٥٢ (كتاب الروضة حديث نوح عليه السلام يوم القيامة) الغيبة: ١١٥ ح ٩ (باب ما روى فيمن ادعى الامامة و من زعم انه امام و ليس بامام ۔۔۔) وسائل الشيعه:١١/ ٢٣ ح:٦ (باب حكم الخروج بالسيف قبل قيام القائم) مازندرانی کہتا ہے: اگرچہ وہ پرچم بردار حق کی دعوت ہی دیتا ہو، شرح اصول الكافى ١٢/ ٤٤٧) [6] أصول الكافى: ٢/ ٥٢ (كتاب فضل العلم ح ١٠ باب اختلاف الحديث) الاحتجاج ٢/ ٣٥٦ (احتجاجات الامام الصادق على الزنادقة) تهذيب الأحكام: ٦/ ١٤٨٥ ح: ٥٢ (كتاب القضايا و الاحكام، باب من الزيادات فى القضايا و الاحكام)۔

شیعہ کا آیت اللہ اور امام خمینی اس حدیث پر حاشیہ لکھتا ہے: حقوق اور سزا کے معاملات میں امام بذات خود ظالم بادشاہوں اور قضاۃ کی طرف رجوع کرنے سے عموماً منع کر گئے ہیں، اس کا معنی یہ ہوا کہ اب ان کی طرف رجوع کرنا طاغوت کی طرف رجوع کرنا شمار ہوگا، حالانکہ اللہ تعالی نے طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا ہے۔'' [1]

شیعہ علماء اہل سنت کی حکومتی کی ماتحتی میں نوکری/ ملازمت کرنے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان حکومتوں اور حکمرانوں کے لیے مکر وفریب کو سینے میں چھپائے رکھے اور اپنے شیعہ کی نفع رسانی کو دامن گیر رکھے، وگرنہ اس کی یہ نوکری اللہ عظیم و برتر کے ساتھ کفر کرنے کے مساوی ہوگی۔

پھر انہوں نے ایک روایت گھڑلی ہے کہ سلیمان الجعفری کہتے ہیں: ''میں نے ابوالحسن الرضا سے کہا:

[سنی] حکمرانوں کے پاس کام کرنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟۔تو آپ نے فرمایا:

''اے سلیمان! ان لوگوں کے کاموں میں شراکت کرنا' ان کی مدد کرنا' اور ان کی حاجات پوری کرنے کے لیے کوششیں بروئے کار لانا کفر کے برابر ہے۔اور جان بوجھ کر ان کی طرف دیکھنا بھی ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان جہنم کی آگ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ [2]

ان کے امام اکبر خمینی جی یوں رقم طراز ہیں:

''جب ظروف تقیہ ہم میں سے کسی ایک پر اہل سنت حکام کے ساتھ کام کرنے اور سلاطین کے بیڑے میں سوار ہونے کو لازم کرتے ہوں؛ تو یہاں پر اس سے امتناع واجب ہو جاتا ہے۔اگرچہ اس امتناع کی وجہ سے اسے قتل بھی ہونا پڑے۔سوائے اس صورت کے کہ صرف فرضی طور پر ان کے ساتھ مل جانے میں اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی نصرت ہو۔جیسا کہ علی بن یقطین اور نصیر الدین طوسی نے کیا تھا۔ [3]

سوال نمبر:۱۶۱: کیا کسی شیعہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نام نہاد قائم کے باہر نکلنے سے قبل مسلمان امراء میں سے کسی ایک کی بیعت کرے؟

جواب بلا شبہ وہ نصوص جنھیں شیعہ علماء اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں وہ گیارہ صدیوں سے زائد عرصے سے اپنے ہر شیعی کو یہ دعوت دے رہی ہیں کہ وہ مسلمان خلفاء میں سے کسی بھی خلیفہ کی بیعت نہ کرے ماسوائے تقیہ کے اور ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ روزانہ صبح اپنے قائم کے لیے اپنی بیعت کی تجدید بھی کریں۔

ان کے شیوخ کی دعاؤں میں سے ایک ''دعاء العہد'' بھی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

[1] الحكومة الاسلامية: ۹۱ (نظام الحكم الاسلامي: تحريم التحاكم الى حكام الجور)۔

[2] تفسير العياشي: ۱/ ۲٦٤۔ح ۱۱۰ سورة النسآء، وسائل الشيعة ۱۲/ ۱۳۸ ح ۱۲ (باب تحريم الولاية من قبل الجائر الا ما استثنى)۔

[3] الحكومة الإسلامية؛ص ۱٤۷(سبيل تشكيل الحكومة الإسلامية: تطهير المراكز الدينية)۔

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُجَدِّدُ لَہٗ فِیْ صَبِیْحَۃِ یَوْمِیْ ھٰذَا، وَمَا عِشْتُ فِیْہِ مِنْ أَیَّامِیْ، عَھْدًا وَّ عَقْدًا وَ بَیْعَۃً لَّہٗ فِیْ عُنُقِیْ، لَا أَحُوْلُ عَنْھَا وَلَا أَزُوْلُ أَبَدًا''[1]

''اے اللہ! بے شک میں آج کی صبح اس کے لیے تجدید کرتا ہوں اور میں اپنے دنوں میں سے اس دن میں جب تک بھی زندہ رہوں اس کے ساتھ عہد و پیمان کرتے ہوئے اس کی بیعت میری گردن میں ہے، نہ میں اس سے پھروں گا اور نہ ہی کبھی اس سے ٹلوں گا۔''

اور اس کا سبب وہ ہے جسے ان کے معاصر شیخ محمد جواد مغنیہ نے واضح کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''شیعیت کا اصول اور قاعدہ ہے کہ: کسی بھی حالت میں حاکم سے معارضہ ختم نہیں ہوتا، جب تک اس میں درج ذیل شروط نہ پائی جائیں: نص، حکمت اور افضلیت، یہی باعث ہے کہ وہ حزب اختلاف کو دین اور ایمان ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔''[2]

سوال نمبر: ۱۶۲۔ ایک شیعی کے لیے مسلمان خلفاء کے ہاں کام کرنے کی اجازت کب ہے؟

جواب شیعہ کا آیت اللہ خمینی کہتا ہے: یہ طبعی چیز ہے کہ ظالموں کی فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے کی اجازت اسلام کو دینی چاہیے جبکہ اس کام کے پیچھے اصلی ہدف مظالم سے بچنا یا حکمرانوں کے خلاف انقلاب برپا کرنا ہو۔ بلکہ یہ کام کرنا کبھی واجب ہو جائے گا، اس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔''[3]

نیز کہتا ہے اگر ہم میں سے کسی کو تقیہ کے باعث حکمرانوں کے قافلے میں لازماً شامل ہونا پڑے تو بھی ایسا مت کرے چاہے اس کی بنا پر اسے قتل ہی کر دیا جائے، لیکن اگر اس کے لیے ظاہری طور پر اس کے شامل ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کو حقیقی کامیابی ملتی ہو۔ جیسے علی بن یقطین اور نصیر الدین طوسی نے کیا تھا۔''[4]

معاصر عبد الہادی فضلی لکھتا ہے: ''امام منتظر کے ظہور کی تمہید اس طرح ہوگی کہ عملی سیاست میں قدم رکھ کر لوگوں میں سیاسی بصیرت پیدا کی جائے اور پھر مسلح انقلاب قائم کر دیا جائے۔''[5]

سوال نمبر ۱۶۳: اگر آپ ان چند واضح ترین فتوحات کا بھی ذکر کر دیں جنھیں رافضہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں اور یہ باتیں ان کی معتبر اور معتمد کتب سے ہوں تو بہت ہی اچھا ہو؟

جواب شیعہ نے آج تک کفار کی زمین سے ایک بالشت بھی فتح نہیں کی۔ بلکہ حسب استطاعت تمام کافروں کو آج تک مسلمان ممالک، ان کے راز اور اموال حوالے کرتے آئے ہیں تاریخ اس کی شاہد ہے۔ مثلاً ابو طاہر القرمطی کے کرتوت جس نے بیت اللہ، کعبہ شریف اور ۳۱۷ھ میں حج کے لیے آنے والے حجاج کے ساتھ بدترین سلوک کیا۔ اس کی روداد خود شیعہ

[1] مفاتیح الجنان: ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ دعاء العھد۔ [2] الشیعہ والحاکمون: ۲۴ (شروط الامام)۔ [3] الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۱۴۷ (سبیل تشکیل الحکومۃ الامیۃ، تطھیر مراکز الدینیۃ)۔ [4] الحکومۃ الاسلامیۃ: ۱۴۲۔
[5] فی انتظار الامام: ۷۰۔ یہ مصنف شخص سعودی عرب کی ایک یونیورسٹی کا سابق استاد ہے۔

علماء نے بیان کی ہے۔ حجاج کرام بیت اللہ شریف امن وسلامتی کے ساتھ پہنچ گئے تھے اور وہ دنیا کے ہر ہر علاقے سے آئے تھے۔ انہیں اسی وقت خبر ہوئی جب ابو طاہر القرمطی نے ۸ ذوالحجہ یوم الترویہ میں ان پر دھاوا بول دیا۔ حاجیوں کے مال لوٹ لیے اور ان کے قتل کو حلال کر لیا۔ لہٰذا مسجد حرام کے صحن، مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں اور راستوں پر، اور کعبہ شریف کے اندر بے شمار حاجی قتل کر دیئے گئے۔ القرمطی کعبہ شریف کے دروازے پر بیٹھ گیا اور حجاج کرام کو کاٹ کاٹ کر اس کے اردگرد پھینکا جا رہا تھا جبکہ وہ کہہ رہا تھا: أَنَا لِلّٰهِ وَ بِاللّٰهِ أَنَا يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَأُفْنِيهِمْ أَنَا۔

''میں اللہ کے لیے ہوں اور میں اللہ کی ہی توفیق سے ہوں۔ وہ مخلوق پیدا کرتا ہے اور میں انہیں فنا کرتا ہوں۔''

القرمطی نے حاجیوں کو زمزم کے کنویں میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور بہت سارے حاجی اپنی جگہوں پر حرم کی حدود میں اور کچھ مسجد حرام کے اندر دفن کر دیے گئے۔ زمزم کا قبہ گرا دیا گیا اور اس نے کعبہ شریف کو اکھیڑنے کا حکم دیا اور اس کا غلاف نوچ لیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ چھت پر چڑھ کر بیت اللہ کا میزاب (پرنالہ) اتار پھینک، مگر وہ سر کے بل گرا اور مر گیا۔ اس کو دیکھ کہ وہ میزاب کعبہ اتارنے سے رک گیا۔ پھر اس نے حجر اسود اکھاڑنے کا حکم دیا۔ اس کی فوج کا ایک بدبخت آیا تو اس نے ایک بھاری ہتھوڑا حجر اسود کر مارا اور ساتھ کہنے لگا آج ابابیل کی فوج کہاں ہے؟ وہ کنکر کنکریاں کہاں ہیں؟ پھر حجر اسود کو اکھیڑ کر ساتھ لے گئے۔ حجر اسود ان کے قبضے میں ۲۲ سال رہا اور اس سال حج نہیں ہوا کیونکہ لوگوں کو میدان عرفات میں وقوف سے روک دیا گیا تھا۔'' [1]

شیعوں کی تاریخی فتوحات کی دوسری مثال: عباسی خلیفہ مستعصم کے وزیر ابن علقمی شیعی کی کرتوت، یا نصیر الدین طوسی کا سیاہ کارنامہ ہے: ان دونوں نے مل کر اسلامی لشکر کو منتشر کیا۔ بے شمار فوجیوں کو بغداد سے بھگا دیا حتی کہ وہ صرف دس ہزار رہ گئے۔ ان دونوں نے تاتاریوں کے ساتھ ساز باز کر کے انہیں بغداد پر قبضہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ انہوں نے تاتاریوں کو بغداد کے راز اور کمزور پوائنٹ سے آگاہ کیا۔ پھر جب تاتاری لشکر حملہ آور ہو گیا تو ابن علقمی نے مسلمانوں اور خلیفہ کو جنگ سے روک دیا اور انہیں یہ باور کرایا کہ تاتاری ان کے ساتھ صلح کے لیے آ رہے ہیں۔ اس لیے خلیفہ کو اپنے چند مصاحبین کے ساتھ تاتاریوں کے ساتھ صلح کے لیے جانے پر آمادہ کر لیا۔

دوسری طرف ابن علقمی اور اس کے بھائی طوسی نے تاتاریوں کو صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ بلکہ خلیفہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا خلیفہ اور اس کے تمام مصاحبین قتل کر دیے گئے۔ پھر تاتاریوں نے بغداد پر زوردار حملہ کر کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اور ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکا سوائے اہل ذمہ یہودیوں اور عیسائیوں کے۔!

اس طرح انہوں نے بغداد میں تقریباً دس لاکھ مسلمان قتل کیے۔ تاتاریوں کی اس خونریزی جیسی خونریزی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ (اور یہ خونریزی دو شیعوں ابن علقمی اور طوسی کا کارنامہ ہے) انہوں نے ہاشمیوں کو بھی قتل کر دیا اور

[1] دیکھیے: المسائل العبكرية: ٨٤۔ ١٠٢۔

عباسی اور غیر عباسی سب کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا...۔'' [1]

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ شیوخ ابن العلقمی اور اس کے دست راست طوسی کو اپنا جلیل القدر بزرگ شمار کرتے ہیں اور ان کی انتہائی عزت و احترام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کے بھیانک کردار کو ان کی عظیم کاروائی اور معرکہ شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاں مجلسی نے ان الفاظ میں طوسی کو یاد کیا ہے۔ لکھتا ہے خواجہ نصیر الدین طوسی شیخ اعظم، اللہ ان کی روح کو پاک کرے، سلطان ہلاکو کے وزیر تھے۔'' [2]

اور خمینی نے ان الفاظ میں اسے خراج تحسین پیش کیا ہے:

''لوگوں کو خواجہ نصیر الدین طوسی اور اس جیسے لوگوں کی وفات کا آج تک افسوس ہے اور ان کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے اسلام کے لیے جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں۔'' [3]

یہ کون سی جلیل القدر خدمات تھیں؟ خمینی کے استاد خوانساری نے اس کا انکشاف ان الفاظ میں کیا ہے:

''اس سے پہلے نصیر الدین طوسی کے حالات زندگی لکھتے ہوئے بیان کر دی تھیں۔ اس کی مشہور و معروف خدمات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے سلطان معظم ہلاکو خان سے ملاقات کی تھی اور پھر سلطان کے لشکر کے ساتھ مکمل تیاری کر کے دار السلام بغداد پہنچا تا کہ لوگوں کی اصلاح اور راہنمائی کی جا سکے، بغاوت و فساد کی جڑ کاٹی جا سکے، اور ظلم و جور کی آگ ختم ہو سکے، بنی عباس کے بادشاہ کو ختم اور اس کمینے کے ماننے والوں کا قتل عام کیا جا سکے۔ حتی کہ اس نے ان کے گندے خون کی نہریں بہا دیں جو دریائے دجلہ میں جا گریں اور وہاں سے ہلاکت اور شریر و اشقیاء کے گھر جہنم رسید ہو گئے۔'' [4]

لیجیے ایک اور شیعہ علامہ کی کارستانی ملاحظہ فرمائیں۔ خلیفہ رشید کا وزیر علی بن یقطین شیعہ تھا۔ اس نے ایک رات میں پانچ سو مسلمان قتل کیے۔ الجزائری لکھتا ہے کہ:

''روایت میں آیا ہے کہ علی بن یقطین جو کہ رشید کا وزیر تھا، اس کے قید خانے میں مخالفین (سنیوں) کی ایک جماعت قید تھی اور علی بن یقطین خاص الخاص شیعہ تھا، اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا تو انہوں نے قید خانے کی چھت قیدیوں پر گرا دی جس سے وہ سب مر گئے اور وہ تقریبا پانچ سو آدمی تھے....'' [5]

لیجیے شیعہ کے امام سلطان اعظم شاہ عباس اول کی کرتوت بھی سنتے جائیں۔ جب اس نے بغداد فتح کر لیا تو اس نے حکم دیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کو لیٹرین بنا دیا جائے اور دو خچر اس کام کے لیے وقف کیے جو کہ بازار میں باندھے جاتے تھے؛ جو شخص قضائے حاجت کے لیے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر پر بنی لیٹرین تک جانا چاہے وہ ان سرکاری خچروں کو

[1] مختصر أخبار الخلفاء: ١٢٦ ـ ١٣٧ ـ أعيان الشيعه: ١٣/ ٢٨٧)۔ [2] بحار الأنوار: ١٠٦/ ١٢ كتاب الاجازات: صورة اجازة الشيخ حسن بن الشهد الثانى السيد نجم الدين بن السيد محمد الحسينى بالاجازة الكبيرة المعروفة) امل الآمل ٢/ ٣٤٧ نمبر ١٠٧٠ ، معجم رجال الحديث ٢١/ ٣٣ نمبر ١٣٤٨٠۔

[3] الحكومة الاسلامية: ١٣٢ (سبيل تشكيل الحكومة الاسلامية: تبليغ الاسلام الحقيقى للناس)۔

[4] روضات الجنان فى احوال العلماء و السادات: ٦/ ٢٧٩ ، الكنى والالقاب ٢/ ٧٤٣۔

[5] الأنوار النعمانية: ٢/ ٣٠٨ (ظلمة حالكة فى بيان احوال الصوفية و النواصب)۔

استعمال کرے۔ پھر ایک دن اس نے قبر کے مجاور کو بلایا اور کہا: اب تم اس قبر کی کیا خدمت کر رہے ہو جبکہ اس وقت ابوحنیفہ جہنم کے سب سے گہرے گڑھے میں پڑا ہے؟ تو اس نے جواب دیا یقیناً اس قبر میں ایک سیاہ کتا دفن ہے۔ تیرے دادا مرحوم شاہ اسماعیل نے تم سے پہلے جب بغداد فتح کیا تھا تو اس نے ابوحنیفہ کی ہڈیاں قبر سے نکلوا کر اس میں سیاہ کتا دفن کر دیا تھا۔ تو میں اسی کتے کی خدمت پر مامور ہوں۔ پھر شیعہ علامہ الجزائری نے اس واقعہ پر یہ تعلیق چڑھائی کہ وہ مجاور سچا تھا، کیونکہ شاہ اسماعیل مرحوم نے ایسے ہی کیا تھا۔ [1]

سوال نمبر:۱۶۴۔ آخر میں یہ سوال کہ کیا شیعہ علماء ہم اہل سنت کے ساتھ ایک رب، ایک نبی ﷺ اور ایک امام پر جمع ہو سکتے ہیں؟

جواب شیعہ کے امام نعمت اللہ الجزائری نے اس کا جواب دیا ہے: ''ہم اہل سنت کے ساتھ ایک معبود، ایک نبی اور امام پر جمع اور متحد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا رب وہ ذات ہے جس کا نبی ﷺ تھا۔ اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ابوبکر ہے۔ ہم اس رب اور نبی کو نہیں مانتے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ بے شک جس رب کے نبی کا خلیفہ ابوبکر ہے وہ رب ہمارا رب نہیں اور نہ وہ نبی ہمارا نبی ہے۔'' [2]

مزید برآں امام خمینی اپنی رشحات قلم سے یوں عطر آبیزیاں وگل افشانیاں کرتے ہوئے اپنے ایمان وعقیدہ کا برملا اظہار کرتا ہے:

''ہم ایسے رب کی عبادت نہیں کرتے جو عبادت و عدالت اور دین داری کے لیے ایک بہت بڑی عمارت تعمیر کر دے؛ اور پھر خود ہی اس کو ڈھا بھی دے۔ اور یزید و معاویہ اور عثمان جیسے سرکش باغیوں کو لوگوں پر حکمران بنا دے؛ اور اپنے نبی کی وفات کے بعد لوگوں کے امور کی نگہداشت نہ کرے۔'' [3]

تعلیق:

کیا اس وضاحت کے بعد بھی شیعہ اثنا عشریہ مذہب کی گمراہی اور دین اسلام سے انحراف میں توقف کی کوئی گنجائش کسی ایسے انسان کے لیے باقی رہ جاتی ہے جس کے پاس ذرہ بھر بھی ایمان ہو یا ایک قطرہ بھی عقل وخرد کا موجود ہو؟۔

[1] الأنوار النعمانية:۲/ ۳۲٤۔ نور فی الطهارة و الصلاة، الكشكول۱/ ۳۵۱ (بعض كرامات قبر ابی حنيفة)۔

[2] الأنوار النعمانية: ۲/ ۲۷۸ (نور فی حقية دين الامية و انه يجب اتباعه دون غيره)۔

[3] كشف الاسرار ص ۱۲۳ (الحديث الثانی فی الامة: السوال الثالث و الرد عليه)۔

خاتمہ

میرے مسلمان بھائی! اثنا عشری امامیہ شیعہ کے عقائد کی معرفت کے اس مختصر سے سفر کے بعد یہ یقین کر لیں کہ ہمارے اور کتاب وسنت کے مخالف فرقوں کے درمیان موافقت اسی صورت میں ہوسکتی جب اس شرعی اصول پر عمل کیا جائے جسے مندرجہ ذیل آیت مبارکہ بیان کر رہی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾

[٣/ آل عمران: ٦٤]

''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔''

یہ اصول اللہ تعالیٰ کی توحید پر عمل اور اس سے شرک کرنے سے بے زاری ہے، حکم لگانے اور قانون سازی میں اس کی اطاعت گزاری ہے اور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اتباع ہے۔

تو واجب و لازم ہے کہ یہی آیت مبارکہ پر مجادلے و مباحثے میں شعار ہو اور ہر وہ کوشش جو اس اصول/ قاعدے کو علاوہ کسی دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے ہو تو وہ باطل ہے..... باطل ہے..... باطل ہے۔ [1]

❀ آج کل کے شیعہ علماء یہ گمان اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ دعوت دیتے ہیں کہ مسلمان ان کی کتابوں کی طرف رجوع کر لیں۔

❀ تو اب سوچنے کی بات ہے کہ مسلمان کس طرح کتب شیعہ سے حجت پکڑ سکتے ہیں اور کس طرح ان پر اعتماد و بھروسہ کر سکتے ہیں جن میں کتاب اللہ تعالیٰ پر تواتر کے ساتھ طعن موجود ہے کہ وہ ناقص اور محرف ہے؟

❀ اور مسلمان کس طرح شیعہ کے ساتھ اس کتاب اللہ کے معاملے میں اکٹھے ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی من مانی اور ان کی باطنی تفاسیر بھی موجود ہیں، پھر مسلمان ان شیعہ کے ان دعوؤں پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں جن میں وہ قرآن مجید کے بعد اپنے ائمہ پر دیگر آسمانی کتب کے نازل ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔

❀ سنت کے معاملے میں مسلمان شیعہ کے ساتھ کس طرح متفق ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے بارہ ائمہ کے اقوال اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے ہم پلہ و درجہ ہیں اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے شریعت کا ایک حصہ چھپا کر اسے ائمہ کے سپرد کر دیا ہے، وہ خطوط کی حکایات پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر ان پر اپنے دین کی عمارات تعمیر کرتے ہیں، وہ کذابوں اور دجالوں کی روایات کو قبول کرتے ہیں، جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد خیار خلائق یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

[1] الإبطال لنظرية الخلط بين دين الإسلام وغيره من الأديان" ص ٢٩ للشيخ بكر ابو زيد رحمه الله۔

- مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ عائشہ صدیقہ اور حفصہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر..... جو کہ رسول رب العالمین ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں..... زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔
- مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ اجماع کا انکار کرتے اور دانستہ مسلمانوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے ہیں کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق راہ ہدایت مسلمانوں کی مخالفت میں ہے۔
- مسلمان شیعہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں جبکہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے، ان میں سے سرفہرست رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو اور پھر رسول اللہ ﷺ کی بیشتر ازواج مطہرات کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ [1]
- مسلمان، شیعہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں جبکہ وہ یہ کہتے ہیں جیسا کہ پہلے گزرا ہے..... ''بلا شبہ ہم ان [یعنی اہل سنت] کے ساتھ ایک معبود پر جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایک نبی پر اور نہ ہی ایک امام پر۔
- اور وہ یہ بھی کہتے ہیں: ''بلا شبہ ان کا رب تو وہ ہے جس کا محمد نبی ہے اور اس کے بعد ابو بکر اس کا خلیفہ ہے، اور ہم اس رب کی بات نہیں کرتے اور نہ ہی اس نبی کی بات کرتے ہیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں بلا شبہ وہ رب جس کے نبی کا خلیفہ ابو بکر ہے وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی وہ نبی ہمارا نبی ہے۔'' [2]
- آج اہل سنت والجماعت اپنے دشمنان اور بیمار دل فتنہ بازوں اور اسلام کی طرف منسوب لوگوں کی طرف سے جس پرفتن بیرونی یلغار کا مقابلہ کر رہے ہیں' یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ ایک نئی بدعت کا حصول ہے جسے ''اہل سنت واہل تشیع کے مابین قربت'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس بدعت کو شرعی پردہ کے سایہ میں لایا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو شریعت کے نام پر دھوکہ دے سکیں۔ اس بدعت کی وجہ سے اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو بہت بڑا خسارہ اٹھانا پڑا ہے۔ اس عظیم نقصان کا اندازہ وہی انسان لگا سکتا ہے جس کو ان قبائل کا علم ہو جو کہ کامل طور پر شیعہ بن گئے۔ یہاں تک کہ اس دعوت کی وجہ سے عراق کی اہل سنت اکثریت شیعہ اکثریت میں بدل گئی۔ اگر کوئی انسان حیدری عراقی کی کتاب ''عنوان المجد'' [3] دیکھے تو اسے حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ اس نے ان عرب قبائل کا تذکرہ کیا ہے جو ان کے دھوکہ کا شکار ہو کر رافضی بن گئے مثلاً قبیلہ کعب، اور عمارہ، اور بنی لام، خزاعل وغیرہ قبائل، جو کوئی بھی اس حقیقت کو پڑھتا ہے وہ ان قبائل کے اہل سنت کی صفوں سے نکل کر شیعہ کی صفوف میں شامل ہونے کو حسرت و یاس کے ساتھ دیکھ کر کڑھ کر رہ جاتا ہے، کہ کس طرح قبائل کے قبائل رافضیت اختیار کر رہے ہیں۔

ہمارے اس دور میں ایرانی انقلاب کے بعد شیعہ کے لشکر در لشکر دنیا کے مختلف علاقوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ خصوصاً ان

[1] مسألة التقريب بين أهل السنة والشيعة، لشيخنا ناصر القفازي، ج ١/ ٣٧٥-٣٩٠ بتصرف۔ [2] الأنوار النعمانية لنعمة الله الجزائري، ٢/ ٢٧٨-٢٧٩، كشف الاسرار ص ١٢٣ (الحديث الثاني في الامامة)۔

[3] مؤرخ ابراہیم بن صبغۃ اللہ حیدری بغدادی کہتا ہے: عراق میں جن بڑے بڑے قبائل نے ابھی قریب ہی میں شیعیت و رافضیت قبول کی ہیں وہ بہت ہیں مثلاً: بغداد کی مشرقی جانب ربیعۃ قبیلہ کے لوگ ہیں جو امارت سمیت ستر برس سے رافضی بن گئے ہیں، اور عراق کے بڑے قبیلوں میں بنو تمیم بھی شامل ہے، جو عراق کے گرد و نواح میں شیعہ شیطانوں کے آنے جانے کی بنا پر ساٹھ برس سے رافضی بن گئے، اور عراق کے بڑے قبیلوں میں رافضیت اختیار کرنے والوں میں الخزاعل قبیلہ کے لوگ بھی شامل ہیں جو ڈیڑھ صدی قبل رافضی بنے تھے، اور رافضیت اختیار کرنے والے بڑے قبیلوں میں زید قبیلہ بھی شامل ہے جو بہت قبیلوں پر مشتمل ہے، اور ان کے ہاں شیعہ کے آنے جانے کی بنا پر رافضیت اختیار کرنے والوں میں بنو عمیر بھی شامل ہیں اور شمر طوکتہ بھی جو بہت بڑی تعداد میں ہے، اسی طرح الدوار اور الدفاعۃ اور آل محمد کا منطقہ امارت بھی جس کے افراد کی تعداد بے شمار ہے..... ☆☆

ان افریقی علاقوں میں جہاں پر جہالت اور تنگدستی جیسے عوامل پائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو امداد کے نام پر اپنے گندے دھندے کا شکار بنائیں۔ چنانچہ جہالت اور غربت کے مارے ہوئے افراد و قبائل شیعیت کا شکار ہورہے ہیں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ [1]

شیعہ علماء ''تقریب'' یعنی قربت واتحاد ومحبت کے میٹھے نعروں میں زھر گھول کر لوگوں کو پلا رہے ہیں۔ اور وہ عالم اسلام میں شیعیت کی نشر واشاعت کے لیے انتہائی گہری منصوبہ بندی کے ساتھ اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے کرایہ کے صحافی اور ذرائع ابلاغ بھی خرید رکھے ہیں جو کہ لوگوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے۔

اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے علماء حق بیان کرنے میں سستی سے کام لے رہے ہیں۔ بہت سارے سنی حقیقت حال کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بھی خاموش ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے ملکوں میں اور ان کی بڑی اکثریت کے مابین بیٹھ کر چند ایک شیعہ ''اتحاد وقربت'' اتفاق ویگانگت کے پرفریب نعرے لگا کر انہیں اپنے دجل وفریب کا شکار کررہے ہیں۔

چنانچہ شیعہ علماء اور دوسرے لوگ اہل سنت کے ممالک میں ان ہی میٹھے مگر زہریلے نعروں کی بدولت کھلے عام بڑی آسانی سے اپنی دعوت پھیلا رہے ہیں اور اپنی کتابیں نشر کررہے ہیں، ٹی وی چینلوں اور اخبارات ورسائل اور میگزینوں میں رافضیت کی دعوت دیتے اور مختلف مجالس میں جہلاء فاسقین اور اہل دنیا کو بلا کر ان کی ضیافت کرتے ہیں اور انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

جو لوگ ان کے فتنہ کا شکار ہورہے ہیں اے کاش! کہ کوئی انہیں سمجھانے والا ہو یا پھر وہ خود ذرا تکلیف برداشت کرکے ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان پر حقیقت واضح ہوجائے گی۔

کیا ایسے لوگ قرآن وسنت سے جہالت کیساتھ ساتھ تاریخ سے بھی جاہل ہیں کہ انہیں شیعہ کے کرتوتوں کا کوئی علم نہیں کیا وہ کتاب وسنت کا مطالعہ نہیں کرتے؟ کیا وہ توحید نہیں پڑھتے، اگر تو وہ مخلص ہیں تو اس کا مطالعہ کرکے اس بدعت سے فوراہٹ جائیں گے اور اہل سنت کا مسلک اختیار کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کرلیں گے، اور اگر وہ کچھ اور ہے تو پھر انہوں نے جو اپنے لیے آگے پ بھیجا ہے وہ بہت ہی برا اور غلط عمل ہے۔۔ الخ

☆☆ اور بصرہ کے قریب بسنے والے انڈین خاندان بھی جن کی تعداد اللہ کے علاوہ کسی کے علم میں نہیں، اور بنی لام کا خاندان بھی بہت ساری شاخوں پر مشتمل ہے، اسی طرح الدیوانیہ خاندان جو کہ پندرہ قبیلوں پر مشتمل ہیں، اور آل اقرع اور آل بدیر اور عفج اور الجبور اور جلیحہ: اقرع کے سولہ قبائل ہیں ہر ایک قبیلہ کثیر تعداد پر مشتمل ہے، اور جبور کے چار قبیلے کثیر تعداد پر مشتمل ہیں، عراق میں سو برس یا اس سے کم عرصہ میں رافضیت اختیار کرنے والے بڑے قبیلوں میں کعب قبیلہ بھی شامل ہے، جس کی کئی شاخیں اور خاندان ہیں) دیکھیں: عنوان المجد فی بیان احوال بغداد والبصرۃ ونجد ص ۱۱۳ – ۱۱۸ طبع دار الحکمۃ طبع اول ۱۴۱۹ھ یہ مقالہ ۱۲۸۶ھ میں لکھا گیا تھا، مؤرخین نے اسے رافضیت کی نشاط اور لوگوں میں جہالت وفقر پھیلنے اور علماء اہل سنت کی سستی کی طرف منصوب کیا ہے۔

[1] التبشیر بالتشیع ص ۲۸ للشیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ۔

دعوت شیعیت کے خطرات:

۱۔ اہل سنت وشیعہ کے مابین قربت واتحاد کی دعوت کا اصل ہدف لوگوں میں رافضیت کو پھیلانا اور اس کے لیے ہر طرح سے راہیں ہموار کرنا ہے، کہ مسلمان رافضیت کا عقیدہ اختیار کرتے ہوئے باطنیت کے شکنجے میں جکڑ کر خالص اسلام سے ارتداد کی دلدل میں پھنس جائیں۔

۲۔ اسی تقریب واتحاد وقربت کے نعرہ کے پردہ میں بعض غافل اہل سنت والجماعت علماء کرام سے فتاوی حاصل کر کے، اوران کی مجالس میں شرکت کے ذریعہ رافضیت کی نشر واشاعت کے لیے اپنے مقصد کے پنپنے میں استعمال کیا جائے اس طرح علماء اہل سنت رافضیوں کے تقیہ اور دھوکہ کے لیے قربانی کا بکرا بن جائیں، تو حقیقت میں اہل سنت رافضیت اور شیعیت کو نشر کرنے کا باعث بن جائیں۔

۳۔ شیعہ نوجوانوں کو اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطالعہ وآگاہی سے دور رکھنے کے لیے خفیہ طور پر عملی میدان کو گرم رکھا جائے۔اس لیے کہ شیعہ نوجوان جب بھی حق کو پہچان لیں گے اسکے قبول کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔

۴۔ اہل سنت والجماعت کے خلاف کئی اعتبار سے اس رافضی یلغار کے چہرہ پر ایک پردہ ڈالا جائے تاکہ وہ اس کی حقیقت کو سمجھے بغیر اس کا شکار ہو جائیں۔اوران کے لیے ایک ترنوالہ بن جائیں۔ [1]

لہذا یہ شیعہ سنی اتحاد کا نعرہ ایک ایسی چال اور فریب ہے جس کا مقصد صرف اور صرف رافضیت وشیعیت عام کرنا اور امت مسلمہ کو رافضی بنا کر دین اسلام اور صحابہ کرام سے دور کرنا ہیں، اس لیے ہم پورے اطمنان اور صمیم قلب سے یہ عرض کریں گے کہ:

شیعہ سنی تحاد کے اس نعرہ کی حقیقت طشت از بام ہو چکی ہے، اور امت مسلمہ کے اتفاق واتحاد ویگانگت کے لیے یہ نعرہ کوئی اچھی راہ نہیں اس طرح ان میں صلح نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ تو رافضیت کی دعوت ہے جو مکر وفریب اور دھوکہ پر مبنی نعرہ ہے، کہ حق و باطل کو آپس میں قریب کر دیا جائے، تاکہ اہل سنت اس خطرناک فریب میں آ جائیں تو فتنوں کا دور دورہ شروع ہو اور اختلافات کی انتہائی گہری کھائی پڑ جائے تو اس وقت رافضیت وشیعیت کی جڑ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر جائے۔اس لیے اللہ کی قسم اللہ کے لیے یہ نعرہ لگانا اور اس کی دعوت دینا اور اس کی تائید کرنا اور اس کے لیے راہ ہموار کرنا حرام ہے، بلکہ اہل سنت کے علماء کرام پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ رافضیت کی حقیقیت سے مطلع ہو کر لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت کو طشت از بام کریں، کہ رافضیت کا دین باطل و فاسد ہے، اور مسلمانوں کے ذہنوں سے ان کی یہ فکری یلغار ختم کریں:

اس ساری صورت حال کے پیش نظر اہل سنت والجماعت علماء واہل دین پر واجب ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بات کو بیان کریں اور رافضیت کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کریں۔حق اور باطل کو لوگوں کے سامنے واضح کریں۔

[1] التبشير بالتشيع ص ٤١ للشيخ العلامة بكر أبو زيد ص ١١۔

خدا کی قسم ! شیعہ کے اس فریب میں آ کر ان کی دعوت قبول کرنا' اور ان کا دین اختیار کرنا ؛ یا ان کی اس اتحاد و یگانگت کی دعوت کو آگے پھیلانا اور لوگوں میں عام کرنا حرام ہے۔

حکام اور اہل قوت وسطوت پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اس اندھے سیلاب کے آگے ایک مضبوط بند باندھیں۔ اور اہل سنت والجماعت نوجوانوں کو ان کے خطرات سے آگاہ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں ان دعوت کو پھیلنے سے روکیں۔

اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے مذہبی حقوق کا خیال کرتے ہوئے انہیں ہر قسم کے فکری انحراف و پراگندگی سے بچانے کے لیے ہر انسان اپنی کوششیں بروئے کار لائے۔ یقیناً یہ وقت کڑی آزمائش کا ہے۔ اور وہی انسان کامیاب و کامران ہے جو ثابت قدم رہے، اپنے علاقوں میں رافضیت کی دعوت نہ دینے دیں، اسلام تو بالکل صاف شفاف دین ہے اور یہ کتاب وسنت کا نام ہے، اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کی دعوت نہ دین دینے دیں، بلکہ سنت نبویہ پر عمل کرتے ہوئے تفرقہ کے عذاب سے بچ کر رہیں، اللہ سبحانہ وتعالی ہی اپنے نیک وصالح بندوں کا ولی ہے۔ [1]

(اہل بصیرت اور غیرت مند و دانش مند طبقہ کے لیے لمحہ ءفکریہ ہے کہ وہ ایران جہاں کبھی مساجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں؛ اب ان مساجد کو امام باڑے بنا دیا گیا ہے۔ اور پورے ایران میں تقریباً بیس فیصد سے زیادہ اہل سنت والجماعت آبادی کو ایک بھی مسجد بنانے کی اجازت نہیں۔ مگر بیرون ایران پیار ومحبت اور اتحاد و یگانگت ویکجہتی کے پر فریب نعرے؟ ذرا اللہ کے لیے ضمیر سے پوچھ کر فیصلہ کرو کہ کیا یہ کھلم کھلا منافقت اور اہل سنت والجماعت سے گہری دشمنی نہیں ہے؟ کیا اہل سنت اس کے باوجود بھی ان کے پرفریب نعروں کا شکار ہوتے رہیں گے؟ از مترجم)

فتویٰ کی مستقل کمیٹی کے رئیس الشیخ عبدالعزیز بن باز اور ممبران کمیٹی الشیخ عبدالرزاق عفیفی والشیخ عبداللہ الغدیان نے فرمایا ہے:

''بلا شبہ درزیہ، نصیریہ، اسماعیلیہ، بابیہ اور بہائیہ میں سے جتنے بھی ان کے ہم خیال ہیں، سبھی نے دین کی نصوص سے کھیل کھیلے ہیں اور سبھی نے اپنے آپ کے لیے ایسی شریعتیں گھڑ لی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا، بلکہ یہ تحریف وتبدیل دین کے معاملے میں یہود ونصاریٰ کی راہوں پر چلے ہیں، خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اور اس فتنے کے بانی اول یعنی عبداللہ بن سبا الحمیری کی تقلید کرتے ہوئے، جو اس بدعت وضلالت کا سردار اور مسلمانوں کی جماعت ووحدت میں پھوٹ ڈالنے والا ہے۔ اس کی شرارتیں اور خباثتیں عام ہوئیں جن کے باعث بے شمار جماعتیں فتنے کا شکار ہوگئی اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر بن گئیں، جس کے باعث مسلمانوں کے درمیان فرقہ بازی شروع ہوگئی لہٰذا ان فرقوں اور راست باز مسلمانوں کی جماعت کے درمیان باہمی تقارب کی دعوت غیر مفید ہے اور ان کے درمیان اور صادق صفات مسلمانوں کے درمیان راہ ورسم استوار کرنے کی کوشش ناکام کوشش

[1] التبشیر بالتشیع ص ۹۱۔

ہے کیونکہ ان لوگوں کے دل کجی و الحاد اور کفر و ضلال میں اور مسلمانوں کے خلاف کینہ، حسد، بغض اور مکر رکھنے میں یہود و نصاریٰ کے بالکل مشابہ ہیں، اگرچہ ان کے جھگڑے اور گھاٹ الگ اقسام کے ہیں اور ان کے مقاصد اور ارادے ان سے مختلف ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسے یہود و نصاریٰ کی حالت مسلمانوں کے ساتھ اور اس وجہ سے بھی جو عالمی جنگ عظیم دوم کے بعد مصری جامعہ ازھر کے شیوخ کی ایک جماعت نے ایرانی قمی رافضی کے ساتھ مل کر قدرے نام نہاد باہمی تقارب کے لیے سر توڑ کوشش کی تھی اور صادقین علماء کبار کی کچھ تعداد بھی جو پاکیزہ قلب تھے [1] اور زندگی کے دھچکوں سے ابھی تک بچے ہوئے تھے ان سے دھوکھا گئے، انھوں نے ''مجلّہ التقریب'' نامی ایک رسالہ بھی شائع کرنا شروع کر دیا، پھر جلد ہی ان کے سامنے دھوکا دہی کے راز منکشف ہو گئے، باہمی قربت پیدا کرنے والا معاملہ اور کوشش ناکام ہوگئی اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ وہ مختلف، افکار و متصادم اور عقائد متناقض تھے اور خلاف فطرت دو متضاد اشیاء/ چیزیں یکجا ہو بھی کیسے سکتی تھیں۔'' [2]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

سوال نمبر ۷: رافضیوں کی تاریخ کے متعلق آپ کی معلومات کے حوالے سے اہل سنت اور ان لوگوں کے درمیان باہمی قربت کے معاملے میں آپ کیا موقف رکھتے ہیں؟

جواب نمبر ۷: رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان باہمی اتحاد و قریب ہونا ناممکن ہے کیونکہ عقیدہ مختلف ہے، اہل سنت والجماعۃ کا اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھنے والا عقیدہ رکھتے ہیں، اور یہ کہ اس کے ساتھ کسی مقرب فرشتے کو بھی نہیں پکارا جائے گا، اور نہ ہی کسی بھیجے ہوئے پیغمبر کو اور علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کسی دوسرے کو نہیں۔ اہل سنت کے عقیدے میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہو اور ان سے راضی رہا جائے، اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ بلاشبہ وہ انبیاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں اور بلاشبہ ان سب میں سے ابو بکر الصدیق افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جبکہ رافضی ان کے خلاف ہیں، لہٰذا ان کے درمیان اتفاق و اتحاد ممکن نہیں ہے اس اختلافِ عقیدہ کے پیش نظر جس کی ہم نے وضاحت کر دی ہے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں اور اہل سنت کے درمیان اتفاق ممکن نہیں ہے، بالکل اسی طرح رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان بھی باہمی قربت ممکن نہیں ہے۔

سوال نمبر ۸: کیا کسی بیرونی دشمن مثلاً کیمونسٹ وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے ان سے باہمی معاملہ ممکن ہے؟

جواب میں اسے بھی ممکن نہیں دیکھتا بلکہ اہل سنت پر یہ واجب ہے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں اور امت واحدہ اور جسد

[1] کمیٹی کے رئیس اور علماء کرام ان کے بارہ میں یہی گمان رکھتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا تزکیہ نہیں کرتے۔

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء الفتویٰ نمبر ۷۸۰۷، ج ۲/ ۸۶ جمع الشيخ / أحمد بن عبدالرزاق الدويش۔

واحد بن کر رہیں اور رافضہ کو بھی وہی دعوت پیش کریں کہ وہ ان سچی باتوں کو اختیار کر لیں جن کی کتاب الٰہی اور سنت رسول ﷺ رہنمائی کرتی ہیں، تو جب وہ ان سچی باتوں کو اپنے دامن میں سمو لیں گے تو بلا شبہ وہ ہمارے بھائی بن جائیں گے تو ہمارے اوپر لازم ہو جائے گا کہ ہم باہم ایک دوسرے کی مدد کریں، لیکن جب تک وہ اسی عقیدے پر مصر رہیں گے جن پر وہ اب ہیں یعنی صحابہ کرام سے بغض، صحابہ کرام کو سب وشتم ماسوائے ان میں سے چند ایک کے، صدیق وعمر (رضی اللہ عنہما) کو سب وشتم اور عام اہل بیت مثلاً علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ، حسن اور حسین اور بارہ ائمہ کے متعلق ان کا عقیدہ کہ وہ سب معصوم ہیں اور بلا شبہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں، یہ سب باتیں باطلوں میں سے بڑی باطل ہیں اور یہ سب امور ان امور کے برعکس اور برخلاف ہیں، جن پر اہل سنت والجماعت قائم ہیں۔ [1]

علماء اور طلباء پر واجب وضروری ہے کہ وہ سلف صالحین کے عقیدہ کی نشر واشاعت کرتے ہوئے بتائیں کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے، اسی طرح اہل بدعت کے مسلک بھی واضح کریں، اور رافضی مکر وفریب اور چالیں بھی طشت از بام کریں، کہ وہ کیا کیا جھوٹ بول کر لوگوں کو اپنے جھانسے میں لانے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان کے منحرف وگمراہ عقائد اور فاسد قسم کے اصول بھی لوگوں کے سامنے لائیں، اللہ تعالی ہی سب کا حامی وناصر ہے۔

امت مسلمہ پر اللہ رحم فرمائے جب تک اس میں ایک گروہ حق پر قائم رہے گا یہ امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، اور یہ گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا، جو اہل علم اور اہل قرآن اور ہدایت و بیان پر ہیں اور دین حنیف میں تحریف نہیں ہونے دیگا، جاہلوں کی تاویلوں اور باطل قسم کے افراد کے مکر وفریب سے محفوظ رکھے گا، اس لیے ہم اور سب مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت بھی کریں، اور دین کا دفاع کریں۔

جس نے کسی کو بچنے کا کہا اس نے بشارت دی۔ [2]

اللہ تعالی جسے سعادت دینا چاہتا ہے تو وہ اسے دوسروں سے عبرت حاصل کرنے کی فہم عطا کرتا ہیں تو اس طرح وہ ایسی راہ چلنا شروع ہو جاتا ہے جو اللہ کی تائید ونصرت کی راہ ہوتی ہے، اور وہ ذلت ورسوائی کی راہ سے اجتناب کرنا شروع کر دیتا ہے۔ [3]

(اے اللہ ہم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جانے یا دین کے معاملہ میں فتنہ میں پڑ جانے سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ [4]

ابو عامر عبد اللہ بن لحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہم نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ حج کیا جب ہم مکہ پہنچے تو ظہر کی نماز ادا کر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

[1] مجموع الفتاویٰ سماحته رحمه الله تعالی ج ۵/ ۱۳۰۔۱۳۱۔

[2] الابطال لنظرية الخلط بين دين الاسلام وغيره من الاديان ص ۱۱۔

[3] مجموع الفتاوی ۳۵ / ۳۸۸۔ [4] ابو مليكه کی دعا صحيح بخاری ح ۶۲۲۰ باب الحوض صحيح مسلم ح ۲۲۹۳ باب اثبات حوض نبيناصلى الله عليه وسلم و صفاته۔

دونوں اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھیں اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، سب کے سب جہنم میں جائینگے، صرف ایک فرقہ بچے گا، اور وہ جماعت ہے، اور میری امت سے کچھ لوگ نکلیں گے جنہیں یہ خواہشات ایسے بھگائیں گی جیسے کتا اپنے ساتھی کے ساتھ بھاگتا ہے، یہ خواہشات اس کے جوڑ جوڑ اور رگوں میں رس جائینگی، اے عرب کی جماعت :اللہ کی قسم اگر تم اپنی نبی کے دین پر عمل نہیں کرو گے تو پھر تمہارے علاوہ دوسرے بدرجہ اولی اس پر عمل نہیں کرینگے۔ [1]

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

((أَلَا، لَا يَمْنَعَنَّ رَجلا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ))

''خبردار! کسی شخص کو لوگوں کی ہیبت اس حق کے بیان کرنے سے باز نہ رکھے جسے وہ جانتا ہے۔''

راوی کہتا ہے تب ابوسعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا:

((قَدْ وَاللّٰهِ ! رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا))

''بلاشبہ اللہ کی قسم! ہم نے ایسی چیزیں دیکھ لی ہیں پھر ہم ان سے ہیبت بھی پاتے ہیں۔'' [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ السُّنَّةِ مِثْلَهَا)) [3]

''کسی بھی قوم نے کوئی بدعت اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کے برابر سنت واپس لے لی۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا، وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [4]

''تم لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو، مضبوطی سے تھام لو اور اپنی ڈاڑھوں میں دبا کر پکڑ لو، اور خاص طور پر بچ کر رہو تم نئے نئے کاموں سے بلا شبہ ہر نیا کام (دین اسلام میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

''بے شک امت کو بدعتوں سے خبردار کرنا اور بدعت کی بات کہنے والوں سے آگاہ کرنا، مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ واجب ہے۔'' [مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸/ ۲۳۱۔]

[1] مسند احمد ح ۱۶۹۷۹ ابو داود ح ۴۵۹۷ باب شرح السنة، ابن تیمیہ اس حدیث کو محفوظ کہتے ہیں دیکھیں: اقتضاء الصراط المستقیم ۱/ ۱۲۲ اور ظلال الجنة فی تخریج السنة ۱/ ۸ ح ۲ (ذکر الاهواء المذمومة نستعصم الله تعالی منها و نعوذ به من کل ما یوجب سخطه) میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] ترمذی، ح: ۲۱۹۱۔ [3] سنن دارمی، من قول حسان، ح:۹۹۔ [4] ابوداود، ح: ۴۶۰۷۔

میرے مسلمان بھائی: اگر آپ یہ سوال کریں کہ شیعہ سنی اتحاد کے دھوکہ پر مبنی نعرے کا دروازہ بند ہونے کے بعد امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کا طریقہ کیا ہوگا؟ کس طرح امت مسلمہ میں وحدت پیدا ہوگی، اور اختلافات کس طرح ختم ہونگے، اور آپس میں اخوت و بھائی چارہ کیسے قائم ہوگا؟

ہم ذیل میں شریعت اسلامیہ اور انبیاء کی اساس اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

اول: حقیقی اسلام اور عقیدہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت اور لوگوں کے دلوں میں عقیدہ اسلامیہ بونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش وجدوجہد کی جائیں یہ اسی صورت میں ہوگا جب اہل سنت والجماعت بیدار ہو کر بصیرت کے ساتھ دعوت الی اللہ کا کام کریں گے، فرمان باری تعالی ہے:

((کہہ دیجئے میرا یہی راستہ ہے، میں پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور وہ بھی جنہوں نے میری پیروی کی ہے، اور اللہ پاک ہے اور میں شریک بنانے والوں سے نہیں ہوں)) ۔ یوسف (۱۰۸)۔

کلمہ توحید کو ثابت کرتے اور عقیدہ توحید کو دلوں میں بوتے ہوئے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہوگا، محبت و بھائی چارہ اور اتحاد و یگانگت کا یہی شرعی اصول و قاعدہ ہے، اس کے گرد ہے جمع ہوا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور کلمہ پر جمع نہیں ہوا جا سکتا، یہی ابتدا ہے اور انتہا بھی یہی کہ اس پر ایمان لا کر عملی اور قولی اعتبار سے نبوی منہج پر عمل کرتے ہوئے توحید الوہیت کو اجاگر کیا جائے، اور اتباع و پیروی کر کے ضلالت و گمراہی کے بت ختم کیے جائیں، اور بدعات وخرافات سے دور رہ کر اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے کروائیں اور جاہلیت کے امور سے اجتناب کرتے ہوئے وراثت نبوی کے شرعی علم کے نور سے بدعات کے اندھیروں کو اجالا بخشا جائے۔

امت مسلمہ کا مشغلہ تو اصل دین اور خلافت نبوت ہونی چاہیے، جس میں امر بالمعروف کا کام کیا جائے اور سب سے بڑھ کر توحید کی شمع روشن کریں، اور نہی عن المنکر کا کام کرتے ہوئے شرک کی گمراہیوں سے لوگوں کو بچایا جائے۔

دوم: دعوت الی اللہ کا کام کرنے والے بصیرت کے ساتھ اپنی کوششیں اور تیز کریں تا کہ فرمان باری تعالی پورا ہو:

﴿ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں، تو وہ اس کا دماغ کچل کر رکھ دیتا ہے، پس اچانک مٹنے والا ہو جاتا ہے، اور تمہارے لیے اس کی وجہ سے بربادی جو تم بیان کرتے ہو ﴾ الانبیاء (۱۸)۔

تا کہ امت مسلمہ کو بدعات سے بچایا جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب بدعات کو امت کے سامنے منکشف کیا جائے اور اس کی تباہی بیان کی جائے، اس کے لیے امت کے ضعف اور کمزور امور کی حفاظت کر کے اسے ہر قسم کی گندگی وضلالت و گمراہی سے نکال کر صحیح اور صاف اسلامی زندگی کی طرف گامزن کیا جائے۔

اس سلسلہ میں اہم کام یہ ہیں کہ: منحرف قسم کی دعوت وافکار کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کا انحراف بیان کیا جائے اس میں رافضی شیعہ کے عقائد اور ان کا مذہب بیان کرنا ضروری ہے، کیونکہ ان کے دینی اصول وقواعد غیر اسلامی ہیں جن کی بنا

پر یہ صراط مستقیم سے دور ہو چکے ہیں، علماء ان کے عقائد کو عدل وانصاف کے ساتھ ان کی کتابوں کے حوالہ جات سے بیان کریں، ضلالت وگمراہی پر ہوئے بھی رافضی حضرات اس کی نشر واشاعت کر رہے ہیں۔

لوگوں کے سامنے رافضیوں کا مذہب منکشف کرنے اور ان کے خفیہ افکار وعقائد ننگے کرنے کے لیے وہ موقف بھی بیان کیا جائے جو طویل عرصہ سے علماء اسلام نے ان کے بارہ میں اختیار کر رکھا ہے، تا کہ رافضی مذہب کا خاتمہ کر کے انہیں کتاب وسنت اور اللہ ورسول کی طرف واپس پلٹایا جائے، اور مسلمانوں کی جماعت میں افتراق وانشقاق ختم کر کے اتفاق واتحاد پیدا ہو، اسی میں امت مسلمہ کے لیے انحراف سے بچاؤ اور صراط مستقیم پر بقا ہے، اور یہی ان کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

سوم: امت مسلمہ کو اس عقدہ کے موتیوں میں پرونے کے لیے حتی الوسع کوشش وجدوجہد کی جائے، اور وہ اصل اصیل کتاب وسنت پر عمل کرنا ہی وحدت اور اتفاق واتحاد ہے، جس میں کسی بھی قسم کے گمراہ افکار اور واہمات نہ پائے جائیں، اور اس گروہ کے جو شبہات وشہوات اور انحراف وشذوذ کے امراض سے بھی امت مسلمہ کو بچایا جائے۔

اعتصام بحبل اللہ کی حقیقت بھی یہی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿اور تم سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور جدا جدا نہ ہو جاؤ﴾ آل عمران ۱۰۳۔

اور تعاون کی اساس و بنیاد بھی یہی چیز ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

﴿اور تم نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کیا کرو﴾ (٥/ المآئدة: ٢)

اور تنازع واختلاف کے وقت مرجع وفیصلہ بھی یہی ہے جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

﴿اگر تم کسی چیز میں اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پلٹاؤ﴾ (٤/ النساء: ٥٩)

اسلامی معاشرہ میں مسلمانوں کا آپس میں اخوت و بھائی چارہ اور ان میں اتفاق واتحاد اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ان میں اساسی و بنیادی عقیدے کا رسوخ ہو اور وہ کتاب وسنت پر عمل کر کے حاصل ہوسکتا ہے، اس کی بنیادی چیز ولاء و براء یعنی دوستی ودشمنی کا عقیدہ ہے، اس لیے سنت نبویہ اور اہل سنت سے دوستی رکھنا اور بدعت اور اہل بدعت سے برات کا اظہار کرنا ضروری ہے۔

اس بنا پر اسلام کی طرف منسوب ہر فرقہ وحدت اسلامیہ کی رغبت تو رکھتا ہے، لیکن وہ اپنی بدعات اور انحراف کے اصول ترک نہیں کرنا چاہتا، وہ اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہی نہیں بلکہ دوسروں کو اس کی دعوت بھی دیتا ہے، حالانکہ یہ بدعتا و اصول اسلام کے منافی ہی نہیں بلکہ ناقض اسلام بھی ہیں، لہذا اس حالت میں ہی فوری طور پر اتحاد واتفاق کی دعوت قبول کر لینا تو ناقض اسلام، اور ایمان متزلزل کرنے اور ولاء و براء کے ایمانی اصول کو تباہ کرنا کہلائیگا، کیونکہ اس طرح تو برات کو ولاء میں تبدل کر کے رکھ دیا گیا ہے، یعنی جس سے دشمنی کرنا تھی اس سے دوستی شروع ہو جائیگی۔

اس کی مثال یہ ہے کہ: رافضی وشیعہ حضرات سے اتحاد واتفاق کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ وہ سختی کے ساتھ نواقض اسلام اشیاء پر کاربند ہیں، اور کاربند ہی نہیں بلکہ اتحاد واتفاق کی دعوت کے ساتھ ساتھ اس نواقض اسلام امور کی نشر واشاعت بھی کر رہے ہیں، اہل سنت سے عرض ہے کہ وہ ہوشیار رہیں، رافضیوں کا اہل سنت کے ساتھ اتفاق واتحاد کا نعرہ پہلے تو دین اسلام کے خلاف سازش ہے، اور پھر اہل سنت کے خلاف بھی وہ چال چل رہے ہیں۔

اللہ کے بندے ذرا بیدار ہو کر ہوش کے ناخن لو اور جاگو کتاب ختم کرنے سے قبل میں کہوں گا کہ آپ کسی رافضی کے ساتھ یہ طے کیے بغیر کسی بھی مسئلہ کے متعلق گفت وشنید میں مت پڑیں کہ تنازع واختلاف کی صورت میں ہمارا فیصلہ کتاب وسنت کریگا، اگر رافضی آپ کو یہ لکھ کر دیتا اور اس کا اقرار کرتا ہے، اور ایمان کے منافی اپنے ان اصولوں سے برات کا اظہار کرتا ہے جن کا بیان اوپر کی سطور میں کیا گیا ہے تو پھر آپ اس سے بحث کریں، وگرنہ نہیں، اور وہ اپنے علاقے اور گھر والوں اور خاندان خاص کر شیعہ علماء میں اس سے برات کا اعلان کرے تو ٹھیک وگرنہ وہ اتحاد واتفاق کے نعرے کے تحت تقیہ کرتے ہوئے آپ کو رفض وشیعت کے سراب میں بھٹکا کر رکھ دے گا۔

اے اللہ میں نے لوگوں تک اس بات کو پہنچا دیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیرے علاوہ کوئی بھی نیکی کرنے کی طاقت دینے اور برائی سے روکنے والا کوئی نہیں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ [1]

اب میں اپنی اس کتاب کو حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ختم کرنا چاہتا ہوں، فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُّدْرِكَنِيْ))

''لوگ (صحابہ کرام) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر وبھلائی کی بابت سوال کیا کرتے تھے جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اندیشے کی وجہ سے شر وبرائی کی بات پوچھا کرتا تھا کہیں وہ مجھے آ ہی نہ لے۔''

میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! بلا شبہ ہم جاہلیت میں اور شر میں تھے، تو اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اس خیر کو لایا، تو کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں!'' میں نے عرض کی: ''کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ فرمایا: ''جی! مگر اس میں بھاپ/ دھواں ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''اس کا بھاپ/ دھواں کیا ہوگا؟'' تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ، وَ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْلِيْ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَ تُنْكِرُ))

''ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر دوسرے کاموں کو اپنا معمول بنالیں گے، جو میری ہدایت کے علاوہ

[1] التبشير بالرفض ص ٩٣ - ١٠٠۔

اور راستوں پر چلیں گے تو ان میں سے کچھ کو پہچانے گا اور (کچھ کو) نہیں پہچانے گا۔''

میں نے عرض کی: ''کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟'' فرمایا: ''جی ہاں! ایسی قوم آئے گی جو ہماری ہی نسل میں سے ہوگی اور ہماری زبان ہی بولے گی۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! اگر وہ شر والا دور مجھے آن پہنچے تو پھر آپ مجھے کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا:

((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ إِمَامَهُمْ))

''تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹ جانا۔''

میں نے عرض کی: ''اگر اس وقت ان کی جماعت نہ ہو اور ان کا امام بھی نہ ہو تو؟ فرمایا:

((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَ لَوْ اَنْ تَعَضَّ عَلٰى أَهْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَ أَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ))

''پھر تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جا، خواہ تجھے کسی درخت کی جڑ ہی چبانی پڑے، حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے اور تجھے اسی حال پر ہونا چاہیے۔'' [1]

ابو العالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''اسلام کو سیکھو، تو جس وقت تم اسے سیکھ لو تو تب اس سے روگردانی اور بے رغبتی نہ کرو، تم صراط مستقیم کو لازم پکڑو، کیونکہ یہی اسلام ہے، اس راہِ راست سے دائیں مڑو اور نہ ہی بائیں جھانکو اور تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازمی سمجھو اور خاص طور پر خواہشات سے بچ کر رہو۔'' انتھیٰ

ابو العالیہ کی کلام پر غور فرمائیں کہ کس قدر عظیم اور شاندار کلام ہے اور پھر اس زمانے کی بھی پہچان کر لیں جس میں وہ خواہشات پر عمل کرنے سے خبردار کر رہے ہیں کہ جو بھی ان خواہشات کے پیچھے چلا تو بلا شبہ اس نے دین اسلام سے رو گردانی کر لی اور اس بات پر بھی غور کر لیں کہ اس نے اسلام کی تفسیر سنت رسول سے بیان کی ہے اور بڑے بڑے مرتبے والے تابعین اور ان کے علماء پر کتاب وسنت کے برخلاف کرنے کے اندیشے اور خوف کا بھی اظہار کیا ہے، تو اس سے تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی بھی واضح ہو جائے گا:

﴿إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ﴾ [٢/ البقرة:١٣١]

''جب کبھی بھی انھیں ان کے رب نے کہا، فرمانبردار ہو جا۔''

اور اس فرمان باری تعالیٰ کا بھی:

﴿ وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [٢/ البقرة: ١٣٢]

[1] صحيح البخاري، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٤١١۔ و صحيح مسلم، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال، و تحريم الخروج على الطاعة و مفارقة الجماعة حديث نمبر ١٨٤٧۔

''اس کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا ہے خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔''

اور پھر اس فرمان اقدس کا بھی:

﴿وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾ [۲/ البقرة: ۱۳۱]

''دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو۔''

اور ایسے دیگر بہت سے بڑے بڑے اصول بھی تیرے سامنے واضح ہو جائیں گے جو دین اسلام کے اصل الاصول ہیں جبکہ لوگ ان سے غافل ہیں ان اصولوں کی معرفت کے ساتھ ہی اس باب میں وارد آیات مبارکہ اور دیگر احادیث مبارکہ کا معنی بھی بڑی اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

اور وہ آدمی جو ان امور کی بنا پر ان کے جھانسے میں آنے سے پرامن ہو وہ اس فرقے اور اس جیسے دیگر فرقوں کے حالات کو پڑھتا ہے تو بلاشبہ یہ فرقے اسے اپنی گرفت میں نہیں لے سکتے وہ انھیں ان لوگون میں خیال کرے گا جو ہلاک ہو چکے ہیں جن کی بابت یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [۷/ الأعراف: ۹۹]

''کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے، سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

یا اللہ! یقیناً میں نے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور میں نے اس کتاب میں ہر اس مسلمان کی خیر خواہی کر دی ہے جو اپنے نفس کی حتی المقدور قدر کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کریم ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر ایمان رکھتا ہے اور پھر وہ حق کے سامنے جھک جاتا ہے، اے اللہ! تو بھی گواہ ہو جا۔[1]

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، ہم سے اور ان سے پریشانی، بیماری دور فرمائے، ہم سے اور ان سے مکر بازوں کے مکر کو پھیر دے مزید وہ ہم سے فتنوں اور فواحش کو، خواہ وہ ظاہر ہیں یا باطن دور کر دے، اور وہ ہمیں سب کو اسلام پر ثابت رکھے حتیٰ کہ ہم اس سے جا ملیں، اور یہ کہ وہ مجھے قول و عمل میں اخلاص اور راہِ راست نصیب فرمائے اور یہ کہ وہ میری نیت کو اور میری اولاد کو درست رکھے اور یہ کہ میرا خاتمہ بہترین فرمائے، مجھے ہر شریر کے شر کافی ہو جائے، اور یہ کہ وہ مجھے، میرے والدین، میرے مشائخ واساتذہ اور میرے اہل

[1] كتاب فضل الإسلام، ص ۲۸۔۲۹ لشيخ الإسلام محمد بن عبدالوهاب رحمه الله تعالىٰ

خانہ کو معاف فرمائے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کو بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت شدہ ہیں، معاف فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سننے والا اور بہت زیادہ جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی فرمائے جو کہے۔ آمین!

اے پروردگار! تیرے لیے ایسی حمدیں اور تعریفیں ہیں جیسی تیرے چہرے کے جلال کے اور تیری عظیم سلطنت کے لائق ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ ۔

مؤلف

عبدالرحمٰن بن سعد الشتری

۱/ ۷/ ۱۴۲۵ ہجری

مترجم

آغا سید دلدار حشرت حسرت آل امام

فہرست مضامین

مقدمہ طبع یازدھم: ---------- 5
مقدمہ طبع ہشتم: ---------- 8
مقدمہ: سماحۃ الشیخ صالح بن محمد اللحید ان حفظ اللہ ---------- 9
تقریظ اول: سماحۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الجبرین رحمہ اللہ ---------- 12
تقریظ دوم: از عبداللہ الغنیمان ---------- 14
تقریظ سوم: عبدالرحمٰن بن صالح المحمود ---------- 15
تقدیم۔فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمان السعد ۔حفظہ اللہ ---------- 17
مقدمہ طبع اول: ---------- 18
سوال نمبر ا شیعہ کون ہیں؟: ---------- 31
وضاحتی نوٹ:: ---------- 31
سوال نمبر ۲۔شیعی مذہب کے وجود کی اصل حقیقت: ---------- 32
سوال نمبر ۳۔ امامیہ شیعہ بارہ ائمہ؟: ---------- 33
سوال نمبر ۴: شیعہ عقیدہ: حضرت جبرائیل کی غلطی؟: ---------- 33
ایک اہم وضاحتی نوٹ: ---------- 34
تعارض: ---------- 34
سوال نمبر ۵: کیا شیعہ امام کا قول قرآن کو منسوخ کرسکتا ہے.....؟ ---------- 35
وضاحتی نوٹ: ---------- 36
سوال نمبر ۶: قرآن کریم کی تاویل اور تفسیر کے متعلق شیعہ علماء کا عقیدہ؟ ---------- 37
وضاحتی نوٹ: ---------- 37
وضاحتی نوٹ! ---------- 39
وضاحتی نوٹ: ---------- 39
سوال نمبر ۷: تاویلات اور تفسیری بیانات کی کیا اصل واساس ہے.....؟ ---------- 40
عجیب بات: ---------- 40

اہم ترین بات : ---- 41
وضاحتی نوٹ : ---- 44
شیعہ مشائخ کے لیے دندان شکن : ---- 44
تعلیق : ---- 46
ایک سوال : ---- 46
سوال نمبر۸: تحریف قرآن کا قائل پہلا شیعہ عالم.....؟۔ ---- 47
تعارض : ---- 49
شیعہ علماء پر ایک زبردست آفت : ---- 50
سوال نمبر۹: قرآن میں کمی بیشی اور عقیدہء تحریف کی ابتدا.....؟ ---- 50
تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں شیعہ کی عظیم ذلت ورسوائی: ---- 54
سوال نمبر۱۰: قرآن کریم میں تحریف اور شیعہ علماء کے عقائد کا خلاصہ.....؟ ---- 55
تعلیق : ---- 57
سوال نمبر۱۱: کیا قرآن کریم میں تحریف اور شیعہ علماء کے نزدیک تواتر.....؟ ---- 58
زبردست مصیبت : ---- 58
سوال نمبر۱۲: شیعہ علماء کے عقیدہ تحریف قرآن کی صریح مثالیں؟ ---- 59
تعلیق : ---- 63
اہم ترین وضاحتی نوٹ : ---- 66
سوال نمبر۱۳: مذکورہ صورت اور آیات قرآنیہ کی صحیح تعداد.....؟ ---- 67
وضاحتی بیان : ---- 67
سوال نمبر۱۴: دورِ حاضر کے امامیہ اثناعشریہ اور تحریف قرآن کا عقیدہ: ---- 68
وضاحتی نوٹ : ---- 70
وضاحتی نوٹ : ---- 70
وضاحتی نوٹ : ---- 70
رسوا کن بات : ---- 70
وضاحتی نوٹ : ---- 71
وضاحتی نوٹ : ---- 71

وضاحتی نوٹ : ---------- 72
شیعہ کی ذلت ورسوائی: ---------- 72
سوال نمبر۱۵: شیعہ علماء کا دعوی: کتاب اللہ میں نامعقول اور غیر شائستہ آیات..... ---------- 73
وضاحتی نوٹ : ---------- 73
سوال نمبر:۱۶۔کیا آپ شیعی شیوخ کی تفسیر کے چند نمونے ذکر فرمائیں گے؟ ---------- 74
شیعہ کی رسوائی: ---------- 78
تعارض: ---------- 78
گرتی دیوار کو ایک دھکا: ---------- 79
سوال نمبر۱۷: ﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ کی تفسیر.....؟۔ ---------- 79
سوال نمبر۱۸: شیعہ علماء ومشائخ اور ائمہ اثنی عشریہ کے اقوال کا مقام ومرتبہ ---------- 80
تضاد بیانی: ---------- 81
وضاحتی نوٹ : ---------- 81
سوال نمبر۱۹: دریں صورت شیعہ علماء کے نزدیک سنت کون سی ہے؟ ---------- 81
سوال نمبر۲۰: کیا مطابق رسول اللہ ﷺ نے پوری شریعت کی تبلیغ کی.....؟۔ ---------- 82
سوال نمبر۲۱: صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کے متعلق علماء شیعہ کا مؤقف.....؟ ---------- 82
شیعہ کو منہ توڑ جواب: ---------- 83
شیعہ علماء کے لیے زبردست مصیبت: ---------- 84
سوال نمبر۲۲: حکایت رقاع کی کیا حقیقت ہے.....؟ ---------- 84
سوال نمبر۲۳: "تهذيب الأحكام" کا سبب تالیف اور اس میں احادیث کی تعداد ---------- 86
تبصرہ ---------- 86
سوال نمبر۲۴: شیعہ علماء کے نزدیک کتاب ''الکافی'' کا کیا مرتبہ ہے.....؟ ---------- 86
سوال نمبر۲۵: دور حاضر کے شیعہ علماء اور حصول علم کے مصادر.....؟ ---------- 88
سوال نمبر۲۶: شیعہ مذہب میں حدیث کی اقسام صحیح، حسن اور ضعیف.....؟ ---------- 89
وضاحتی نوٹ : ---------- 89
سوال نمبر۲۷: شیعہ مذہب میں راویوں کی جرح وتعدیل میں تناقضات ---------- 89
تعلیق: ---------- 90

سوال نمبر۲۸: کیا علماء شیعہ کے نزدیک اجماع حجت ہے؟ اور اگر ہے تو کب؟ ---------- 90
وضاحتی نوٹ: ---------- 90
سوال نمبر۲۹: شیوخ مذہب شیعہ کا توحید الوہیت کی بابت کیا عقیدہ ہے؟ ---------- 91
سوال نمبر۳۰: شیعہ کے اعتقاد کے مطابق اللہ کی عبادت کس طرح کی گئی؟ ---------- 91
سوال نمبر۳۱: کیا شیعہ علماء حلول اور کلی اتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں؟ ---------- 91
تعلیق: ---------- 92
سوال نمبر۳۲: توحید عبادت کی نصوص سے شیعہ علماء کی مراد.....؟ ---------- 93
تباہی و بربادی: ---------- 94
سوال نمبر۳۳: شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق قبولیت اعمال کی بنیاد کیا ہے؟ ---------- 95
تعارض: ---------- 96
سوال نمبر۳۴: شیعہ علماء اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ.....؟ ---------- 96
وضاحتی نوٹ: ---------- 97
سوال نمبر۳۵: انبیاء علیہم السلام نے ہدایت کیسے پائی ہے.....؟ ---------- 97
سوال نمبر۳۶: شیعہ علماء کے اعتقاد کے مطابق اللہ کی طرف راہ.....؟ ---------- 97
تعلیق: ---------- 98
سوال نمبر۳۷: اثناعشریہ شیوخ کے نزدیک اللہ کے ہاں قبولیت دعا.....؟ ---------- 98
تعلیق: ---------- 99
سوال نمبر۳۸: انبیاء علیہم السلام کی دعا.....کس طرح قبول کی؟ ---------- 99
تبصرہ: ---------- 100
سوال نمبر۳۹: شیعہ علماء کا اعتقاد اور معجزہ انشقاق قمر.....؟ ---------- 101
سوال نمبر۴۰: شیعہ علماء کا اعتقاد غیر اللہ سے فریاد.....؟ ---------- 101
تناقض: ---------- 101
سوال نمبر۴۱: اولوالعزم رسول علیہم السلام اوالعزم کیسے بنے ہیں؟ ---------- 102
سوال نمبر۴۲: ائمہ کی قبروں کا حج کرنا یا اسلام کا حج کون سا افضل ہے؟۔ ---------- 103
تناقض: ---------- 104
علمائے شیعہ کے لیے زبردست مصیبت: ---------- 105

سوال نمبر۴۳: شیعہ علماء کا اعتقاد غیر اللہ کو حلال اور حرام کرنے کا حق؟ ---------- 105
کمر شکن : ---------- 106
سوال : نمبر۴۴:.....کونسی چیز مقدم ہے اللہ کی اطاعت یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ؟ ---------- 107
سوال : نمبر۴۵: حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ ؟ ---------- 107
تعارض: ---------- 107
سوال : نمبر۴۶: شیعہ علماء جادوئی تعویذات، نقش اور مجھول ذات سے مدد.....؟ ---------- 108
تبصرہ: ---------- 108
سوال ۔نمبر۴۷: شیعی مذہب میں تیروں سے قسمت آزمائی کا کیا حکم ہے؟ ---------- 108
تعلیق: ---------- 109
سوال ۔نمبر۴۸: شیعہ علماء.....اماکن اور اوقات کو منحوس سمجھنے کا کیا حکم ؟ ---------- 110
تعلیق: ---------- 110
تبصرہ: ---------- 111
سوال نمبر۴۹: شیعہ علماء.....غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے؟ اور ایسا کرنا کب جائز ہے؟۔ ---------- 111
تعلیق: ---------- 111
سوال نمبر۵۰:.....معراج والی رات اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے گفتگو فرمائی ---------- 112
تبصرہ: ---------- 112
سوال : نمبر۵۱: کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ اور اپنے ائمہ کے درمیان فرق کرتے ہیں؟ ---------- 112
تبصرہ: ---------- 112
سوال : نمبر۵۲: اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک اور مشرکین سے براءت کا مفہوم.....؟ ---------- 113
سوال : نمبر۵۳: شیعہ علماء.....خوش بختی و بدبختی میں ستاروں کی تاثیر؟ ---------- 114
تبصرہ: ---------- 114
سوال ۔نمبر۵۴: شیعہ علماء اور عقیدہ علم الغیب.....؟ ---------- 115
تعلیق: ---------- 116
سوال ۔نمبر۵۵: شیعہ علماء کا عقیدہ توحید ربوبیت کیا ہے؟ ---------- 116
سوال نمبر۵۶۔شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور رب کا عقیدہ.....؟ ---------- 116
تبصرہ: ---------- 117

سوال نمبر۵۷۔.....دنیااورآخرت میں کس کاحکم چلتاہے؟---117
وضاحت:---117
سوال نمبر۵۸۔.....کائنات میں حوادث پیداکون کرتاہے؟---118
تبصرہ:---118
سوال نمبر۵۹۔شیعہ عقیدہ:.....ائمہ مردوں کوزندہ کرنے کی قدرت.....؟---119
تبصرہ:---120
سوال نمبر۶۰۔شیعہ علماء کے نزدیک توحید کا اعلیٰ ترین مقام کیا ہے؟---120
تعلیق:---121
سوال نمبر۶۱: شیعہ علماء کا عقیدہ توحید اسماء وصفات کیا ہے؟---121
سوال نمبر۶۲۔کیا شیعہ علماء اللہ تعالیٰ کے جسم کا عقیدہ رکھتے ہیں؟---121
تضاد بیانی:---122
اپنا پاؤں اپنا کلہاڑا:---122
سوال نمبر۶۳۔شیعہ علماء کا صفات الٰہی کی تعطیل میں عقیدہ کیا ہے؟---122
تعلیق وتبصرہ:---123
سوال نمبر:۶۴۔شیعہ علماء کا عقیدہ: کیا قرآن مجید اللہ کی مخلوق ہے؟---123
دندان شکن:---124
سوال نمبر۶۵۔شیعہ عقیدہ اور برزوِقیامت اللہ تعالیٰ کا دیدار.....؟---124
تعلیق وتبصرہ:---124
گرتی دیوار کو ایک اور دھکا:---125
سوال نمبر۶۶: شیعہ علماء اور اللہ تعالیٰ کا آسمانی دنیا پر نزول.....؟---125
اپنا سر اپنا ہتھوڑا:---125
سوال نمبر:۶۷۔شیعہ علماء اور ائمہ اثنی عشریہ اور اللہ تعالیٰ کی صفات.....؟---126
تعلیق:---127
پیٹھ میں خنجر:---128
سوال نمبر:۶۸۔شیعہ علماء ومشائخ کے نزدیک ایمان کا مفہوم کیا ہے؟۔---129
تعلیق:---129

سوال نمبر:۶۹۔شیعہ علماء اور شہادتین کے ساتھ تیسری شہادت.....؟ ---------- 130
سوال نمبر۷۰۔ارجاء کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 131
تبصرہ: ---------- 132
سوال نمبر۷۱: کیا شیعہ علماء اور جعلی شعائر اور اعمال گھڑے.....؟۔ ---------- 132
تعلیق: ---------- 134
سوال نمبر۷۲۔اسلام نے چودہ سو سال سے کس چیز کی حفاظت کی ہے؟ ---------- 135
سوال نمبر۷۳۔شیعہ اور ان کے مخالفین کے متعلق ان کا عقیدہ.....؟ ---------- 135
سوال نمبر۷۴۔شیعہ علماء کا فرشتوں کے بارے میں عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 136
فرشتوں کے فرائض: (شیعہ عقیدہ کی رو سے) ---------- 136
تعارض: ---------- 138
تبصرہ: ---------- 139
سوال نمبر۷۵۔ایمان بالکتب کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟: ---------- 139
۱: مصحف علی رضی اللہ عنہ: : ---------- 139
۲: کتاب علی رضی اللہ عنہ:---------- 140
۳: مصحف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:---------- 140
تضاد بیانی: ---------- 140
تضاد و تناقض:---------- 141
اس مصحف کے نزول کی کیفیت: : ---------- 141
وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل نازل ہوئی::---------- 143
وضاحتی نوٹ: : ---------- 143
لوحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا:---------- 143
زبردست مصیبت:: ---------- 144
صحیفہ فاطمہ رضی اللہ عنہا :---------- 145
اثنا عشریہ صحیفہ :---------- 145
صحف علی رضی اللہ عنہ: :---------- 145
صحیفہ ذوابہ سیف [تلوار کی دستی میں چھپا صحیفہ]: : ---------- 146

سفید چمڑا اور سرخ چمڑا: : ---------- 146
صحیفہ ناموس: : ---------- 147
صحیفہ عبیطہ: : ---------- 147
الجامعہ: : ---------- 148
وضاحتی نوٹ:: ---------- 148
دوسرا مسئلہ:: ---------- 149
تبصرہ:: ---------- 149
سوال نمبر ۷۶: کون افضل ہیں، رسول اللہ ﷺ اور انبیاء یا ان کے ائمہ؟: ---------- 150
سر توڑ وار:: ---------- 150
شیعہ علماء: ان کا ہتھوڑا اور ان ہی کا سر:: ---------- 152
سوال نمبر ۷۷۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر حجت کیسے قائم ہوگی.....؟: ---------- 152
دندان شکن:: ---------- 153
سوال نمبر ۷۸۔ کیا شیعہ علماء اپنے پر وحی کے نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں؟: ---------- 153
شیعہ کی رسوائی: ---------- 155
سوال نمبر ۷۹۔ ایمان بالیوم الآخر کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ؟: ---------- 156
سوال نمبر ۸۰۔ مومن کی موت کو آسان اور کافروں کی موت کو اذیت ناک.....؟: ---------- 156
سوال نمبر ۸۱۔ قیامت کو عذاب قبر سے امان کیسے حاصل ہوتی ہے؟: ---------- 156
تعارض:: ---------- 157
سوال نمبر ۸۲۔ شیعہ عقیدے کے رو سے میت سے قبر میں پہلا سوال کیا ہوگا؟: ---------- 157
تضاد بیانی:: ---------- 157
سوال نمبر ۸۳۔ کیا موت کے بعد قیامت سے پہلے بھی کوئی حشر ہوگا؟: ---------- 157
سوال نمبر ۸۴۔ شیعہ عقیدہ اور میدان محشر میں طویل قیام اور پل صراط.....؟: ---------- 157
تعلیق:: ---------- 158
سوال نمبر ۸۵۔ جنت کے دروازوں کی تعداد اور شیعہ عقیدہ.....؟: ---------- 158
تبصرہ:: ---------- 158
سوال نمبر ۸۶۔.....قیامت والے دن لوگوں کا حساب کون لے گا؟: ---------- 158

تعلیق:: ---------- 159
سوال نمبر ۸۷۔.....قیامت کے دن انسان پل صراط کیسے عبور کر سکے گا؟: ---------- 159
سوال نمبر ۸۸۔کون لوگوں کو اپنی مرضی سے جنت یا جہنم میں داخل کرے گا؟: ---------- 159
سوال نمبر ۸۹۔شیعہ عقیدہ..... جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا: ---------- 160
تبصرہ:: ---------- 160
سوال نمبر ۹۰۔شیعہ علماء کا قضا اور قدر کے بارے میں عقیدہ کیا ہے؟: ---------- 161
تعلیق:: ---------- 161
شیعہ کو منہ توڑ جواب:: ---------- 161
تعلیق:: ---------- 162
دندان شکن جواب:: ---------- 162
سوال نمبر ۹۱۔اوصیاء کی اختراع کس کی ہے؟ اور ان کی تعداد کتنی ہے.....؟: ---------- 162
تعلیق: ---------- 162
سوال نمبر ۹۲۔شیعہ مذہب میں امامت کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟: ---------- 163
تعلیق: ---------- 165
شیعہ کی رسوائی: ---------- 165
دندان شکن: ---------- 166
سوال نمبر ۹۳۔ براہ مہربانی شیعہ علماء کی منہ گھڑت عیدوں کا تذکرہ فرمائیں۔: ---------- 167
تعلیق:: ---------- 168
سوال نمبر ۹۴۔کیا شیعہ علماء کے نزدیک اماموں کی تعداد متعین ہے؟: ---------- 168
تبصرہ:: ---------- 169
سوال نمبر ۹۵۔شیعہ علماء میں ائمہ کی تعداد کے بارے میں اختلاف؟: ---------- 169
تعلیق:: ---------- 170
مسکت و دندان شکن:: ---------- 171
تضاد بیانی:: ---------- 171
پڑے خاک تو جل جائیں جل جانے والے:: ---------- 172
تعلیق:: ---------- 172

سوال نمبر ۹۶۔ ائمہ کی تعداد میں اختلاف اور باہمی تکفیر؟: ---- 173
تعلیق:: ---- 173
سوال نمبر ۹۷۔ ائمہ کی تعداد میں گھمبیر اختلاف اور شیعہ علماء.....؟: ---- 173
سوال نمبر ۹۸۔ شیعہ کے ہاں اس شخص کا کیا حکم ہے جو کسی امام کا انکار کرے؟: ---- 173
تبصرہ:: ---- 174
سوال نمبر ۹۹۔ شیعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؟: ---- 176
سوال نمبر ۱۰۰۔ شیعہ علماء نے ان روایات کا کیا مطلب لیا ہے.....؟: ---- 176
سوال نمبر ۱۰۱۔ ائمہ شیعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح اور محبت؟: ---- 177
تعلیق:: ---- 177
تعارض:: ---- 178
تضاد بیانی:: ---- 178
دندان شکن:: ---- 178
مسکت ومبہت:: ---- 179
تعلیق:: ---- 179
سوال نمبر ۱۰۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ ائمہ کا عقیدہ: ---- 180
سوال نمبر ۱۰۳۔ موجودہ شیعہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: ---- 183
سوال نمبر ۱۰۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعہ ائمہ کا عقیدہ:: ---- 185
مضحکہ خیز نکتہ:: ---- 186
سوال نمبر ۱۰۵۔ موجودہ شیعہ علماء اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے؟: ---- 187
سوال نمبر ۱۰۶۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور شیعہ علماء کا مجموعی عقیدہ کیا ہے؟: ---- 189
تعلیق:: ---- 195
اپنی چھری اپنا گلا:: ---- 195
سوال نمبر ۱۰۷۔ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کیساتھ چند واقعات کا تذکرہ.....: ---- 196
ٹوٹتی کمر پر ایک اور وار:: ---- 197
سوال نمبر ۱۰۸۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اپنے ائمہ کی اتباع.....؟: ---- 197
تعلیق:: ---- 200

سوال نمبر:۱۰۹۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ؟۔ ---------- 200
سوال نمبر۱۱۰۔خلفائے ثلاثہ کے بارے میں شیعہ شیوخ کا عقیدہ: ---------- 200
سوال نمبر۱۱۱۔ازواج مطہرات کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ.....؟: ---------- 202
سوال نمبر۱۱۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیمتعلق شیعہ علماء کا عقیدہ.....؟: ---------- 203
تعلیق:---------- 205
سوال نمبر۱۱۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج کیساتھ تعلق اور شیعہ کا عقیدہ؟:---------- 205
شیعہ کے خیمہ پر لڑھکتی چٹان::---------- 205
سوال نمبر۱۱۴۔شیعہ کتب کے مطابق ارض فدک کی حقیقت کیا ہے؟: ---------- 207
تضاد بیانی:: ---------- 207
سوال نمبر۱۱۵۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئی تھیں؟:---------- 208
تعلیق::---------- 208
سوال نمبر۱۱۶۔امام معصوم کا کیا معنی ہے؟ کیا یہ مسئلہ متفق علیہ ہے یا اختلافی ؟: ---------- 209
تبصرہ:: ---------- 209
سوال نمبر۱۱۷۔کیا شیعہ علما اپنے ائمہ کے عدم نسیان اور عدم سہو کے قائل ہیں؟: ---------- 209
تعلیق::---------- 210
شیعہ کی رسوائی::---------- 211
سوال نمبر۱۱۸: شیعہ کے عقیدہ عصمت ائمہ کی تشکیل نو کا خلاصہ بیان کریں: ---------- 211
تبصرہ:: ---------- 211
تعلیق::---------- 212
شیعہ کی رسوائی:: ---------- 212
تبصرہ:: ---------- 213
سوال نمبر۱۱۹: شیعہ علماء کے عقیدہ کی رو سے ان کے ائمہ کے بعض فضائل: ---------- 213
تعلیق::---------- 214
تبصرہ:: ---------- 216
سوال نمبر۱۲۰۔کیا شیعہ عقیدہ کے مطابق ائمہ کے معجزات.....؟:---------- 217
سوال نمبر۱۲۱۔قبروں اور ائمہ واولیاء کے مزارات کی زیارت کا حکم؟: ---------- 217

تعارض:: ---------- 217
سوال نمبر۱۲۲۔ائمہ کے مزارات کی زیارت کے واجب آداب: ---------- 217
تعارض:: ---------- 218
گرتی دیوار کو ایک اور دھکا:: ---------- 218
تضاد بیانی:: ---------- 220
دندان شکن: ---------- 221
سوال نمبر۱۲۳۔شیعہ علماء کے نزدیک کربلا اور کوفہ کی فضیلت کیا ہے؟ ---------- 221
تعلیق: ---------- 222
تبصرہ: ---------- 223
سوال نمبر۱۲۴۔ائمہ کی قبروں پر نماز پڑھنے ؛ دعا کرنے کا'.....عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 223
تعارضات: ---------- 224
تعارض: ---------- 225
سوال نمبر۱۲۵۔کیا یہ فضائل ومناقب صرف ائمہ کی قبروں کیساتھ خاص ہیں؟ ---------- 226
تعلیق: ---------- 226
سوال نمبر۱۲۶۔امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے چند فضائل ---------- 227
سوال نمبر۱۲۷۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت فضائل وثواب ---------- 228
دندان شکن: ---------- 228
(سوال) نمبر: ۱۲۸۔شیعہ عقیدہ کی رو سے مجتہدین کا مقام ومرتبہ.....؟ ---------- 229
تعلیق ---------- 230
تعلیق ---------- 230
سوال نمبر۱۲۹۔تقیہ کیا ہے؟ شیعہ علماء کے نزدیک اس کی فضیلت کیا ہے؟ ---------- 230
تبصرہ: ---------- 229
سوال نمبر۱۳۰۔شیعہ علماء کے نزدیک تقیہ ترک کرنے کا حکم ---------- 231
تعلیق: ---------- 232
سوال نمبر۱۳۱۔شیعہ علما کے نزدیک تقیہ کب ترک کرنا جائز ہے؟ ---------- 233
تناقض: ---------- 233

سوال نمبر ۱۳۲۔ شیعہ اور مسجد حرام اور مسجد نبوی کے ائمہ کے پیچھے نمازیں؟ ---------- 233
سوال نمبر ۱۳۳۔ کیا شیعہ مذہب میں تقیہ کا خطرناک کردار ابھی تک جاری ہے؟ ---------- 234
تبصرہ: ---------- 234
سوال نمبر ۱۳۴۔ عقیدہ رجعت کیا ہے؟ یہ کن لوگوں کے بارے میں ہے؟ ---------- 235
تعلیق: ---------- 236
سوال نمبر ۱۳۵۔ تمام انبیائے کرام اور رسولوں کو کیوں لوٹایا جائے گا؟ ---------- 236
سوال نمبر ۱۳۶۔ قیامت کے دن مخلوق کا حساب ہوگا اور ان کا حساب کون لے گا؟ ---------- 237
تعارض: ---------- 237
سوال نمبر ۱۳۷۔ عقیدہ رجعت کی اختراع اور مذہب شیعہ؟ ---------- 237
سوال نمبر ۱۳۸۔ البداء کیا ہے؟ اس میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 238
تعلیق: ---------- 239
لاجواب جواب: ---------- 239
سوال نمبر ۱۳۹۔ شیعہ عقیدہ البداء کا سبب کیا ہے؟۔ ---------- 240
سوال نمبر ۱۴۰۔ عقیدہ غیبت کیا ہے؟ اور اس کا بانی کون ہے؟ ---------- 241
سوال نمبر ۱۴۱۔ سوال: شیعہ آج تمہارا امام کہاں ہے؟ ---------- 241
تبصرہ: ---------- 243
شیعہ کی رسوائی: ---------- 243
کمر شکن: ---------- 244
تعلیق: ---------- 245
سوال نمبر ۱۴۲۔ امام مہدی کے روپوش ہونے کا سبب کیا ہے؟ ---------- 245
تبصرہ: ---------- 245
سوال نمبر ۱۴۳۔ امام قائم کے رونما ہونے کے منکر کا حکم؟ ---------- 246
سوال نمبر ۱۴۴۔ شیعہ علماء اور عقیدہ غیبت کے فوائد وثمرات؟ ---------- 247
سوال نمبر ۱۴۵۔ شیعہ علماء کے نزدیک نماز کب واجب ہے؟ ---------- 247
سوال نمبر ۱۴۶۔ شیعہ علماء اور مہدی کے ظہور سے پہلے جہاد؟ ---------- 247
تعارض: ---------- 248

سوال نمبر۱۴۷۔شیعہ کے درج بالا عقیدے کی رو سے مجاہدین کا کیا حکم ہے؟ ---- 248
سوال نمبر۱۴۸۔.....بارھواں مزعوم امام جب آئے گا تو وہ کیا کرے گا؟ ---- 248
تعلیق: ---- 249
تعارض: ---- 249
تضاد بیانی: ---- 251
تعارض: ---- 252
تعلیق: ---- 252
سوال نمبر۱۴۹۔کیا شیعہ علماء نے القائم کے ظہور کی تاریخ مقرر کی ہے؟ ---- 253
سوال نمبر۱۵۰۔شیعہ علماء؛ مہدی کا انتظار اور عوام کے سامنے بہانہ تراشا؟ ---- 254
منہ توڑ جواب: ---- 255
سوال نمبر۱۵۱۔شیعہ عالم کا آل بیت کی محبت کا دعوی کیسا ہے؟ ---- 255
شیعہ کے لیے رسوا کن روایت: ---- 257
سوال نمبر۱۵۲۔شیعہ علماء کی گالیاں اور لعنتیں اور آل بیت.....؟ ---- 257
سوال نمبر۱۵۳۔شیعہ علماء اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟ ---- 259
سوال نمبر۱۵۴۔طینہ (گارا) کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ کیا ہے؟ ---- 259
تعلیق: ---- 259
چند مضحکہ خیز اقتباسات ---- 260
سوال نمبر۱۵۵۔شیعہ علماء کا اہل سنت کے بارے میں عقیدہ کیا ہے؟ ---- 260
تعارض: ---- 261
سوال نمبر۱۵۶۔متعہ کی فضیلت؟ اور متعہ کے منکر کا کیا حکم ہے؟ ---- 265
تناقض: ---- 266
نشیمن پر بگولہ: ---- 266
سوال نمبر۱۵۷۔شیعہ اور شیر خوار بچی.....خاتون اور اس کی بیٹی سے متعہ جائز؟ ---- 267
سوال نمبر۱۵۸۔ خُمُس اور شیعہ علماء کا عقیدہ.....؟ ---- 268
تعلیق: ---- 268
سوال نمبر۱۵۹۔خمس کو موجودہ شکل دینے کے مراحل.....؟۔ ---- 269

دندان شکن: ---------- 270
سوال نمبر۱۶۰۔بیعت کے بارے میں شیعہ علماء کا عقیدہ کیا ہے؟ ---------- 270
سوال نمبر۱۶۱ شیعہ کے لیے ظہور قائم سے قبل کسی ایک کی بیعت.....؟ ---------- 271
سوال نمبر۱۶۲۔شیعہ اور مسلمان خلفاء کے ہاں کام کرنے کی اجازت.....؟ ---------- 272
سوال نمبر۱۶۳: رافضہ اور تاریخ کے مختلف ادوار میں ان کے کارہائے نمایاں ---------- 272
سوال نمبر۱۶۴۔شیعہ علماء کا اہل سنت کیساتھ ایک رب، ایک نبی ﷺ پر اتحاد ---------- 275
تعلیق: ---------- 276
خاتمہ ---------- 276
دعوت شیعیت کے خطرات: ---------- 279
فہرست موضوعات: ---------- 290



www.rmcpk.com